امام حسین علیہ السلام
حکمت نامہ

جلد اول

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری

ترجمہ

مولانا اطہر علی مطہری

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

حکمت نامہ

امام حسین علیہ السلام

جلد اول

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری

مترجم

مولانا اطہر علی مطہری

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ ۔ لاہور

نام کتاب .... حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام

مؤلف .... حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری

مترجم .... مولانا اطہر علی مطہری

اردو تصحیح ونظر ثانی .... مجاہد حسین حر

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس۔ کراچی

طبع.. اول

ناشر.. مصباح القرآن ٹرسٹ

تعداد..1000

قیمت...500 روپے

ملنے کا پتہ

مصباح القرآن ٹرسٹ

۲۴۔ الفضل مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

انتساب

میں اپنی مختصر سی کوشش کو بہ دست ادب

سالارشہدا، امام العارفین حضرت امام حسین علیہ السلام

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

امید ہے کہ

بارگاہ باب الحوائج میں

یہ نذرانہ قبول ہو۔

اطہر علی مطہری

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام:

لَا اَفْلَحَ قَوْمٌ اشْتَرَوْا مَرْضَاةَ الْمَخْلُوقِ [1] بِسَخَطِ الْخَالِقِ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

جو قوم، خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی خوشنودی حاصل کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔

---

[1] عوالم: ۱۷/۲۳۴؛ مقتل خوارزمی: ۱/۲۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ محسن ملت سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ کی ان صدقاتِ جاریہ میں سے ہے جس سے لوگ تا قیامت استفادہ کرتے رہیں گے اور موصوف کے درجات عالیہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ مصباح القرآن ٹرسٹ نے تراجم و تفاسیر قرآن سے کام شروع کیا اور پھر ہر وہ کتاب جس کی ملت کو ضرورت تھی شائع کی انشاء اللہ العزیز شائع کرتا رہے گا۔

موجودہ کتاب ''حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام'' حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری کی تالیف ہے یہ کتاب عربی و فارسی دونوں زبانوں میں شائع ہو چکی ہے اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی احادیث اور آپ کے کلمات و جملات اور آپ کی زبان مبارک پر جاری ہونے والے اشعار کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں احادیث کے عربی متن کو اعراب کے ساتھ رکھا گیا ہے تا کہ طلاب و مقررین کرام اور خطبائے عظام کے لئے ایک سہولت ہو۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ آپ کو پسند آئے گی۔

یاد رہے کہ مصباح القرآن ایک خود مختار ادارہ ہے اس کے بانی محسن ملت مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید صفدر حسین نجفیؒ تھے انہوں نے اس ادارہ کا ایک الگ ٹرسٹ تشکیل دیا تھا جو پہلے دن سے اپنے اخراجات کا خود انتظام کرتا ہے۔

مصباح القرآن نے اپنی تمام کتابیں آپ کے استفادہ کے لئے انٹرنیٹ پر دے دی ہیں۔ایڈریس ہے:

wabesites: www.misbahulqurantrust.com

EMail Add: misbahulqurantrust@yahoo.com

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں خامی دیکھیں یا کمی محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں ہم آپ کے شکرگزار ہوں گے۔ادارہ کی ترقی اور اس کے بانی محسن ملت سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کے طالب ہیں۔

ادارہ

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

عرض مترجم

حمد وتعریف ہے اس مالک کائنات رب العزت کی جس نے اس حقیر کو توفیق دی کہ آیت اللہ محمد محمدی ری شہری کی کتاب ''حکمت نامہ امام حسینؑ'' کے ترجمہ کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں ۔ میں اپنی سی کوشش کی ہے کہ ترجمہ کو آسان، آسان فہم اور سلیس اردو میں رکھوں اور غیر مانوس الفاظ سے پرہیز کیا جائے البتہ اس بات کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کریں گے کہ ہم اپنی کوشش میں کس حد کامیاب ہوئے ہیں۔

آخر میں برادر محترم مجاہد حسین حرُ صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری ہمت افزائی اور معاونت فرمائی۔ خداوند عالم ہم سب کو دین کے راستے پر گامزن فرمائے۔

اطہر علی مطہری قم المقدس

بروز جمعہ ۱۷ مئی ۲۰۱۳ء

بمطابق ٦ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

قارئین سے التماس

کتاب کی تصحیح اپنے آخری مراحل میں تھی کہ ہمارے والد محترم چوہدری غلام قادر ولد رحمت علی تقریباً ایک دس سال کی عمر میں اس دار فانی سے دارِ اخرت کی طرف کوچ کر گئے ان کی صحت اب بھی بہت اچھی تھی اور اپنے پیروں پر چلتے پھرتے وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے اگرچہ یہ صدمہ ہمارے لئے بہت ہی بڑا تھا لیکن یہ قانون خدا ہے کہ ہر ایک کو ایک دن یہ دنیا چھوڑ دینا ہے۔ سو وہ بھی چلے گئے۔ ہمارے والد گرامی ہمارے خاندان میں در آل محمد علیہم السلام پہ آنے والے پہلے فرد تھے اور خود اپنی تحقیق و مطالعہ سے وہ اس در کی طرف آئے اور ساری زندگی ذکر آل محمد علیہم السلام دین مبین اسلام کی خدمت کر کے گزار دی۔ شیخ امین ساعتی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے حکم دیا کہ مصباح القرآن ٹرسٹ کی کسی کتاب کا انتساب ان کے نام لکھوں لیکن کتاب پر انتساب مصنف اور مترجم کا حق ہوتا ہے لہٰذا انتساب تو مترجم کی طرف سے میں صرف قارئین سے اتنی گزارش کروں گا کہ اپنی دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں۔

مجاہد حسین حرّ

تقریظ

از حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ شبیر حسن میثمی

فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَامِنَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام۔

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

''حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام'' نام ہی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کو نصیحت آموز کلمات، جملات خطبات، خطوط اور اشعار کے مجموعے پر مشتمل ہونا چاہئے۔ اور ہے بھی ایسا ہی محقق دوراں آیت اللہ محمد محمدی ری شہری کی یہ کتاب بھی ان کی دیگر کتب کی طرح ایک علمی ذخیرہ اور محبت امام حسین علیہ السلام کا ثبوت ہے۔

جناب مولانا اطہر علی مطہری نے ایک اچھی کوشش کی ہے اور کتاب کو آسان فہم بنایا ہے۔ اگرچہ قلم نیا ہے لیکن جناب مولانا مجاہد حسین حر نے اردو کی تصحیح کر کے اگر کوئی کمی وغیرہ تھی تو اس کو دور کر دیا ہے۔ خداوند عالم ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور دین خدا کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

مصباح القرآن کے کارکنان خاص طور پر شیخ امین ساعتی لائق صد تحسین ہیں کہ جو دن رات دین مبین کی اشاعت میں کوشاں ہیں اور عوام تک علمی خیرہ پہنچا رہے ہیں۔

خداوند عالم مصباح القرآن ٹرسٹ کے بانی حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی نور اللہ مرقدہ کی روح کو جوار معصومین علیہم السلام میں جگہ عنایت فرمائے اور اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب دعا

شبیر میثمی

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيهِ السَّلام:

لِلسَّلامِ سَبْعُونَ حَسَنَةً

تِسعٌ وَّ سِتُّونَ لِلْمُبْتَدِیٔ وَوَاحِدَةٌ لِّلرَّآدِّ۔[1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

سلام میں ستر (۷۰) نیکیاں ہیں،

جو سلام کرے گا اسے انہتر (۶۹) نیکیاں ملیں گی،

اور سلام کا جواب دینے والے کو صرف ایک نیکی ملے گی۔

---

[1] تحف العقول: ص۱۷۷؛ بحار الانوار: ۷۸؍۱۲۰

فہرست

مقدمہ

اہل بیت علیہم السلام کی بڑی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ وہ آخری نبیؐ کے علم اور حکمت کے وارث بلکہ سارے انبیاء کے وارث ہیں [۱] اسی وجہ سے وہ حکمت الٰہی کے مظہر اور تجلی اور حکمت والوں کی بنیاد ہیں۔ امام علی علیہ السلام اہل بیت علیہم السلام کی صفات کے بارے میں فرماتے ہیں [۲] خبردار! جس علم کے ساتھ آدمؑ زمین پر آئے اور آخری نبی تک انبیاء کو جس چیز کے ذریعے فضیلت دی گئی، وہ (سب کچھ) آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں ہے۔ بس تم لوگ کون سے غلط راستے کی طرف جارہے ہو؟ امام صادق علیہ السلام اسی بارے میں فرماتے ہیں [۳] ہم نبوت کے شجر، رحمت کے گھر، حکمت کی چابیاں اور علم کی کان ہیں۔

زیارتِ جامعہ

جو امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے اور اس کے ذریعے سب اماموں کی زیارت ہوتی ہے۔ میں آیا ہے (۴) خدا کا درود وسلام ہو معرفت الٰہی کے جگہوں پر اور خدا کی برکت کی جگہوں پر اور خدا کی حکمت کی کانوں پر۔ [۴] مگر افسوس کہ

---

[۱] ر.ك: دانش نامه امير المؤمنين علیه السلام: ج10 ص33 (جايگاه علمی). نيز، ر.ك: اهل بيت در قرآن و حديث: ج1 ص253 (علم اهل بيت)، ص181 (جانشينان خدا)، ص183 (جانشينان پيامبر).

[۲] تفسير العيّاشی: ج1 ص102 ح300 عن مسعدة بن صدقة عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، الاحتجاج: ج1 ص367 ح64 نحوه، بحار الأنوار: ج2 ص100 ح59.

[۳] الكافی: ج1 ص221 ح3، بصائر الدرجات: ص77 كلاهما عن خيثمة، بحار الأنوار: ج26 ص245 ح8. نيز، ر.ك: دانش نامه عقايد اسلامی: ج3 ص481 (نمونه هاى والاى دانش حكمت/آل محمّد).

[۴] تهذيب الأحكام: ج6 ص96 ح177.

اسلامی معاشرے کے سیاسی حالات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسے ہوگئے کہ لوگوں کو موقع نہ مل سکا کہ اہل بیت علیہم السلام کی حکمت کے سرچشمہ سے ویسے فائدہ اٹھا سکیں جیسے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ اسی وجہ سے ان کی بہت سی علمی میراث کم ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی علمی میراث

امام حسین علیہ السلام ان اماموں میں سے ایک ہیں جن کے امامت کے عرصہ میں سیاسی شرائط اپنے بھائی امام حسنؑ کی طرح ایسے ہوگئے کہ ان کی علمی میراث زیادہ نہیں ہے یہاں تک کہ علامہ سید محمد حسین طباطبائیؒ کی نظر میں ان سے ایک فقہی حدیث بھی نقل نہیں ہوئی ہے۔[1] اگر چہ اس بات میں کسی حد تک مبالغہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن ہماری تحقیق بھی کافی حد تک اسی بات کی تائید کرتی ہے۔

اہل بیت علیہم السلام پر سب سے مشکل دور

معاویہ اور اس کے بیٹے یزید کا حکومتی دور، رسالت کے خاندان پر سب سے مشکل وقت تھا۔ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی امامت تقریباً دس سال (سال ۵۱ کے صفر مہینے سے ۶۱ ہجری کے محرم تک) چلی اور ان دس سال میں سے نو سال سے زیادہ معاویہ کی حکومت کے زمانے میں تھا۔

معاویہ نے خاندانِ رسالت کی محبوبیت کے سیاسی اور اجتماعی حالات کو جو معمولاً اسلامی معاشرے میں پھیل رہے تھے، ختم کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونواسے (امام حسن اور امام حسین علیہما السلام) سے لوگوں کے میل جول پر بہت سختی کی۔ اس نے اہل بیت علیہم السلام کا پیچھا کرنا، آزار و قتل کرنے کا حکم دینے کے علاوہ اہل بیت علیہم السلام کو شہری حقوق سے محروم کیا۔ یہاں تک کہ ان کا بیت المال سے حصہ بھی ختم کردیا۔ یہ معاویہ کا خطرناک قدم اس کے علاوہ کہ اصلی اسلامی اور سیاسی حکومت پر ایک وار تھا۔ اسلام کے حقیقی معارف اور مرکز پر ہلاک کرنے والی ضربت بھی تھا۔ اور دوسری طرف سے معاویہ نے حدیث کو نہ لکھنے کا حکم صادر کرکے جھوٹی داستانیں اور عجیب وغریب قصے ان لوگوں کے ذریعہ جامعہ اسلامی میں لائے جو نئے مسلمان ہوئے تھے[2]

---

[1] سر گذشت شهيد جاويد، رضا استادی: ص535 (بخش ضميمه: رساله علم/علامه طباطبايی).

[2] ر.ك: الموضوعات، ابن الجوزی: ج1 ص29، الوضع فی الحديث: ج1 ص273، 279، الموضوعات فی الآثار والأخبار: ص153.

معاویہ نے برحق علماء جن میں سرفہرست اہل بیت علیہم السلام ہیں، کو پیچھے ہٹانے کے لئے بہت ہی کوشش کی، دین کو مٹانے والی سیاست اتنی آگے بڑھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو مٹانے پر قدم بڑھانے لگا کیونکہ اذان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سننے سے معاویہ کو تکلیف ہوتی تھی۔اسی لئے اذان کی بناوٹ میں جعلی احادیث کو عام کرنے کی کوشش کی تاکہ اس جگہ میں کوئی اور چیز لانے کے لئے جگہ بنائے۔مگر اہل بیت علیہم السلام کے طریقہ کار کے ہوتے ہوئے معاویہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔

واضح بات ہے کہ ایسے سیاسی ماحول میں بہت کم ہے کہ کوئی امام حسین علیہ السلام یا ان کے بھائی سے حدیث سن کر یا نقل کر کے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دے۔

البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امامؑ کے علم اور حکمت کے دریا سے سیراب ہونے کا راستہ بند ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امامؑ کے خاص اور نزدیکی ساتھی بالخصوص امام حسین علیہ السلام کے بعد والے امام (آپ کا بیٹا زین العابدینؑ) نے ان سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔جن میں سے کچھ ہم تک پہنچی ہیں۔لیکن امام رضاؑ سے منقول حدیث کی بناء پر یہ ہے کہ عام لوگوں (غیر شیعہ) نے سوائے ایک جگہ کے آپؑ سے اور حضرت کے بھائی سے ایک مسئلہ تک نہیں لیا۔میں نے نہیں دیکھا کہ اہل سنت میں سے کسی نے امام حسن اور حسین علیہما السلام سوائے اس مسئلہ کے نقل ہو کہ نماز عصر اور نماز صبح کے بعد نماز طواف واجب میں نماز پڑھنا جائز ہے۔[1]

حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام

حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام ایک جدید کوشش ہے امامؑ کے نورانی اقوال کو جمع کرنے کے بارے میں شیعہ اور اہل سنت کی احادیث کی کتابوں سے، جس کو جدید طریقے اور آسان سمجھ کے طریقہ کے ساتھ دس فصلوں میں ان حکمتوں کے ساتھ جو خود امامؑ سے نقل ہوئی ہیں۔کچھ وہ احادیث بھی لائی گئی ہیں جو بغیر واسطے یا واسطے سے آپ نے اپنے بابا امام علی علیہ السلام سے یا نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب امام حسین علیہ السلام کے علم کا حصہ ہے جو نتیجے تک پہنچے سے پہلے اور چونکہ اس کا مستقلاً استعمال ہے۔

اسی لئے اس کو جداگانہ طور پر پڑھنے والوں کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔میں ادھر ضروری سمجھتا ہوں۔موسٔہ علوم و معارف حدیث کے ان سب فضلاء کا شکریہ ادا کروں۔جنہوں نے اس قیمتی کتاب کو لکھنے میں میری مدد کی۔

[1] ر.ك: دانش نامه ميزان الحكمه: ج2ص354.352 (مدخل «اذان»).

بالخصوص محقق آقا سید محمود طبا طبائی نژاد اور سید روح اللہ طبا طبائی کا شکر گزار ہوں۔ اسی طرح محقق آقائی عبدالہادی مسعوی کے ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں جس نے فارسی میں اس کتاب کا بہترین ترجمہ کیا اور خدا سے ان سب کے لئے نیک پاداش کا سوال کرتا ہوں۔

محمد محمدی ری شعری آزر ماہ

۱۳۸۴ دس ذی العقدہ ۱۴۲۶

درآمد

لغت میں حکمت کا لفظ حُکم سے نکلا ہے جس کے معنی منع ہے کیونکہ حکم اور عادلانہ فیصلہ ظلم کے لئے مانع ہے۔ اسی طرح گھوڑے اور دوسرے حیوانات کی لجام کو حَکَمہ کہا جاتا ہے کیونکہ حیوان کو مہار کرنے والا اور مانع ہے اور علم کو حکمت کا نام دینا بھی اسی بنیاد پر ہے کیونکہ جہالت کے لئے مانع بنتا ہے [۱] اسی طرح ہر وہ چیز جس پر کسی کا نفوذ نہ ہو سکے اسی پر مُحْکَم کی صفت صدق کرتی ہے [۲]

تفسیر روح المعانی میں آلوسی نے حکمت کے لفظ کو واضح کرنے کے لئے کتاب البحر سے نقل کیا ہے: حکمت کی معنی کے بارے میں علماء کے ۲۹ قول ہیں جو ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور کچھ علماء نے ان معانی میں سے اکثر کو اصطلاحی سمجھا ہے جس کے قائل نے حکمت کے مہم مصداق کو کافی سمجھا ہے اور اسی کو ہی حکمت کی معنی میں لایا ہے وگرنہ احکام کے مصدر سے ہے جس کا معنی علم، گفتار اور کردار یا ان سب میں مضبوطی ہے۔ اسی بنیاد پر خود لفظ حکمت کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکمت کا لفظ ایک قسم کی مضبوطی کی حکایت کر رہا ہے اور ہر مضبوط چیز اور اثر قبول نہ کرنے والی چیز چاہے وہ مادی ہو یا معنوی پر صدق آتا ہے [۳]

---

[۱] ابن فارس می گوید: حا و کاف و میم، یك ریشه اند و به معنای منع. معنای نخستِ آن، «حکم» است که جلو گیری از ستم است. لگام چارپا را از این جهت «حُکَمَة» گفته اند که بازدارنده آن است. حکمت هم در قیاس با آن، مانع از جهل است (معجم مقاییس اللّغة: ج2 ص91).

[۲] در الصحاح (ج5 ص 1902) در معنای «أحکَمتُ شَیئا فَاُحکَمَ» آمده است: چیزی را استوار کردم و آن هم استوار شد؛ یعنی پابرجا و محکم شد.

[۳] روح المعانی: ج3 ص41.

قرآن و حدیث میں حکمت

حکمت کا لفظ قرآن میں بیس مرتبہ آیا ہے اور قرآن میں ۹۱ بار خدا نے اپنی تعریف حکمت کی صفت سے کی ہے۔[1] اسلامی کتابوں میں اس لفظ کے استعمال کی مقامات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے حکمت کی معنی قرآن اور حدیث میں یہ ہے:

انسانیت کے بلند درجے اور مقصد تک پہنچنے کے لئے علمی، عملی اور روحانی مضبوط مقامات، حکمت کی تفسیر میں جو احادیث اسلامی آئی ہیں وہ حقیقت میں اس کلی تعریف کا مصداق ہیں۔

حکمت کے اقسام

جو کچھ حکمت کی کلی تعریف میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ حکمت قرآن اور حدیث کی نگاہ میں تین قسم پر مشتمل ہے۔

(۱) حکمتِ علمی

(۲) حکمتِ عملی

(۳) حکمتِ حقیقی۔

لفظ حکمت کی یہ تقسیم اور نام رکھنا قرآن اور احادیث اسلامی میں اس لفظ کو استعمال کرنے کے مقامات سے ہاتھ آئی ہیں۔ حکمت علمی، عملی اور حقیقی تینوں سیڑھی کے مضبوط پلے کی طرح ہے۔ جن میں سے ایک پر قدم رکھنے سے انسانیت کے کمال تک بلندی ملتی ہے۔ یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ اس حکمت کے پہلے پلے (یعنی حکمت علمی) کی بنیاد اللہ کے بھیجے ہوئے بندوں نے رکھی۔ دوسرے پلے (یعنی حکمت عملی) کو انسان ہی کو بناتا ہے اور جب دوسرے تک انسان پہنچ گیا تو آخری پلہ جو انسان کامل کا مرتبہ ہے۔ اور حکمت حقیقی ہے خود خدا تیار کرتا ہے ابھی ان تین اقسام کی مختصر سی وضاحت:

(۱) حکمت علمی

حکمت علمی کا مقصد ہر وہ علم یا معرفت ہے جو انسان کامل کے مرتبے تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے

---

[1] 1 .صفت «حکیم» در قرآن، 36 بار همراه با صفت «علیم»، 47 بار با صفت «عزیز»، چهار بار با صفت «خبیر» و یک بار همراه هر یک از صفات «توّاب»، «حمید»، «علیّ» و «واسع» آمده است.

لفظوں میں یہ کہ عقائد والے علم کو حکمت کہتے ہیں۔ اور اخلاق اور اعمال والے علم کو بھی حکمت کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم مختلف قسم کی ہدایت چاہے وہ ہدایت اعتقادی ہو یا اخلاقی یا عملی کو پیش کرنے کے بعد ان سب کو حکمت کا نام دیتا ہے۔

یہ سب حکمتیں ہیں جو آپ کے خدا نے آپ پر وحی کی ہیں۔ [1]

حکمت کا یہ معنی اور مفہوم انبیاء الٰہی کو بھیجنے کا پہلا مقصد ہے۔

قرآن کریم نے بہت سی آیات میں اس بات پر تاکید کی ہے ان میں سے یہ آیت بھی ہے یقینا خدا نے صاحبان ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیت الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے۔ [2]

(۲) حکمت عملی

حکمت عملی ایک عملی کام ہے انسان کامل کے مقام تک پہنچنے کے لئے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں وہ علم اور وہ عمل جو انسان کے تکامل کے لئے مقدمہ ہو اس کو حکمت کہا گیا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ علم تکامل کا پہلا قدم ہے اور عمل اس کا دوسرا قدم ہے۔ وہ احادیث جو حکمت کی تفسیر، خدا کی اطاعت، لوگوں کے ساتھ مواسات، گناہوں سے دوری اور فریب سے پرہیز کرنے کے بارے میں لائی گئی ہیں وہ حکمت عملی کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) حکمت حقیقی

حکمت حقیقی اُس نورانیت اور معرفت کا نام ہے جو زندگی میں حکمت عملی کو استعمال کرنے سے انسان کے لئے حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت میں حکمت علمی، حکمت عملی کا مقدمہ اور حکمت عملی، حکمت حقیقی کی شروعات ہے اور انسان جب حکمت عملی کے اسی مرتبے تک نہ پہنچے وہ حقیقی حکیم نہیں ہے اگر چہ وہ حکمت کا بہت بڑا استاد ہو۔

حقیقت میں، حکمتِ حقیقی علم کا جوہر اور علم کا نور اور نورانی علم ہے۔ اسی وجہ سے علم حقیقی کی خصوصیات اور آثار اس پر رونما ہوتی ہیں۔ کہ ان اثار میں سے سب سے بڑا مہم اثر خدا سے خوف ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

---

[1] ر.ك: اسراء: آیہ39.

[2] آل عمران: آیہ164. نیز، ر.ك: بقرة: آیہ129 و151، جمعه: آیہ2.

بندگان میں سے فقط علماء ہی ہیں جو خدا سے خوفزدہ ہیں۔[١] یہ اثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں بھی بالکل حکمت حقیقی کے بارے میں آیا ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ہر حکمت کی بنیاد خدا کا خوف ہے[٢]

حکمت حقیقی ایک قسم کا عقلانی جاذبہ ہے اور جو خواہشات نفسانی کی ضد ہے کہ انسان کے اندر جتنا حکمت حقیقی کا اضافہ ہوگا اتنا ہی انسان میں خواہشات نفسانی کمزور ہوتی جائیں گے یہاں تک کہ بالکل ختم ہوجائیں گی۔ اسی حالت میں مکمل طور پر عقل زندہ ہوجائے گی اور انسان کی مہار اپنے ہاتھ میں لے گی اور اس کے بعد انسان کے اندر ایسی چیز نہیں رہے گی جو غلط کام انجام دینے پر ابھارے۔ نتیجے میں حکمت عصمت کے ساتھ ہوجائے گی اور آخر میں حکیم اور حقیقی عالم کی سب صفات اسی آدمی کے لئے حاصل ہوجائیں گی اور علم وحکمت کے بلند مرتبے سے خود شناسی، خدا شناسی، امامت اور رہبری کے بلند مقامات تک پہنچ جائیں گے[٣] اسی بنیاد پر انبیاء الٰہی اور ان کے اوصیاء۔ جو حکمت علمی اور عملی اور حکمت حقیقی کے بلند درجے پر فائز ہیں۔ خدا کی طرف سے ان کو حکم ہے کہ انسانی معاشری کو علم اور حکمت سکھائیں۔

---

[١] فاطر: آیه28.

[٢] الفردوس: ج2ص193 ح2964عن أنس بن مالك، كنز العمّال: ج3ص141 ح5872.

[٣] ر.ك: دانش نامه عقايد اسلامى: ج2ص353 بخش پنجم: حكمت.

البابُ الأَوَّلُ: الحكم العقليّة والعلميّة

پہلا باب: عقلی اور علمی حکمتیں

قَالَ رَجُلٌ لِّلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ:
يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ! اَنَا مِنْ شِيْعَتِكُمْ
قَالَ: اتَّقِ اللهَ وَلَا تَدَّعِيَنَّ شَيْئًا يَّقُوْلُ اللهُ لَكَ
كَذِبْتَ وَفَجَرْتَ فِيْ دَعْوَاكَ!
اِنَّ شِيْعَتَنَا مَنْ سَلُمَتْ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ كُلِّ غِشٍّ
وَّغِلٍّ وَّدَغَلٍ وَّلٰكِنْ قُلْ:
اَنَا مِنْ مَّوَالِيْكُمْ وَمُحِبِّيْكُمْ۔[1]

ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فرزند رسول خداؐ! میں آپ کا شیعہ ہوں۔

فرمایا: خدا سے ڈرو! ایسا دعویٰ نہ کرو کہ خدا یہ کہہ دے:

تم جھوٹ بول رہے ہو اور اپنے دعویٰ میں گناہ کر رہے ہو!

ہمارے (حقیقی) شیعہ وہ لوگ ہیں جن کے دل ہر قسم کی خیانت و کدورت اور حیلہ سے پاک صاف ہوں۔

ہاں! (شیعہ کے بجائے) یہ کہو کہ میں آپ کا دوستدار اور چاہنے والا ہوں۔

---

[1] بحارالانوار: ۶۸/۱۵۶

الفصل الأَوَّلُ: العقل

پہلی فصل: عقل

1/1

خِلقَةُ العَقلِ

خلقتِ عقل

1.الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أمير الم قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إنَّ اللهَ عز و جل خَلَقَ العَقلَ مِن نورٍ مَخزونٍ مَكنونٍ فى سابِقِ عِلمِهِ الَّذى 1 لَم يَطَّلِع عَلَيهِ نَبِيٌّ مُرسَلٌ ولا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، فَجَعَلَ العِلمَ نَفسَهُ، وَالفَهمَ روحَهُ، وَالزُّهدَ رَأسَهُ، وَالحَياءَ عَينَيهِ، وَالحِكمَةَ لِسانَهُ، وَالرَّأفَةَ هَمَّهُ [1]، وَالرَّحمَةَ قَلبَهُ. ثُمَّ حَشّاهُ وقَوّاهُ بِعَشَرَةِ أشياءَ: بِاليَقينِ، وَالإِيمانِ، وَالصِّدقِ، وَالسَّكينَةِ، وَالإِخلاصِ، وَالرِّفقِ، وَالعَطِيَّةِ، وَالقُنوعِ، وَالتَّسليمِ، وَالشُّكرِ. ثُمَّ قالَ عز و جل: أدبِر، فَأَدبَرَ، ثُمَّ قالَ لَهُ: أقبِل، فَأَقبَلَ، ثُمَّ قالَ لَهُ: تَكَلَّم. فَقالَ: الحَمدُ للهِ الَّذى لَيسَ لَهُ ضِدٌّ ولا نِدٌّ، ولا شَبيهٌ ولا كُفوٌ، ولا عَديلٌ ولا مِثلٌ، الَّذى كُلُّ شَيءٍ لِعَظَمَتِهِ خاضِعٌ ذَليلٌ. فَقالَ الرَّبُّ تَبارَكَ وتَعالى: وعِزَّتى وجَلالى ما خَلَقتُ خَلقا أحسَنَ مِنكَ، ولا أطوَعَ لى مِنكَ، ولا أرفَعَ مِنكَ، ولا أشرَفَ مِنكَ، ولا أعَزَّ مِنكَ، بِكَ اُؤاخِذُ وبِكَ اُعطى، وبِكَ اُوَحَّدُ وبِكَ اُعبَدُ، وبِكَ اُدعى وبِكَ اُرتَجى وبِكَ اُبتَغى، وبِكَ اُخافُ وبِكَ اُحذَرُ، وبِكَ الثَّوابُ وبِكَ العِقابُ. فَخَرَّ العَقلُ عِندَ ذلِكَ ساجِدا، فَكانَ فى سُجودِهِ ألفَ عامٍ.

---

[1] فى معانى الأخبار: «فمه» بدل «همّه».

فَقالَ الرَّبُّ تَبارَكَ وتَعالى: إرفَع رَأسَكَ وسَل تُعطَ، وَاشفَع تُشَفَّع. فَرَفَعَ العَقلُ رَأسَهُ فَقالَ: إلهي أسأَلُكَ أن تُشَفِّعَني فيمَن خَلَقتَني فيهِ. فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ لِمَلائِكَتِهِ: اُشهِدُكُم أنّي قَد شَفَّعتُهُ فيمَن خَلَقتُهُ فيهِ[1]

۱) کتاب خصال کی سند کے ذریعے ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے (نقل کیا کہ) نبی اکرمؐ نے فرمایا: خدا نے عقل کو ایسے نور سے پیدا کیا جو خدا کے ازلی علم میں تھا جس کا نہ بھیجے گئے رسولوں کو پتہ، نہ ہی مقرب فرشتگان کو پتہ ہے، علم کو عقل کی جان اور جسم بنایا، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر حیاء کو اس کی آنکھیں، حکمت کو اس کی زبان، رحم دلی کو اس کا منہ اور رحمت کو اس کا دل بنایا۔ پھر خدا نے عقل کو دس طاقتور صفات سے مضبوط بنایا۔ (وہ دس یہ ہیں)۔ یقین، ایمان، سچائی، سکون، خلوص، مواسات، بخشش، قناعت، تسلیم ہونا، اور شکر گزاری کے ساتھ۔

پھر خدا نے عقل کو کہا: پیچھے آؤ تو وہ واپس آیا اور پھر حکم دیا: آگے جاؤ تو وہ آگے گیا،

خدا نے اسے کہا: بات کرو

بس اس نے جواب دیا: تعریف ہے اس خدا کی جس کی نہ ضد ہے نہ ہی برابری، نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے نہ ہی اس کا کوئی برابر ہے۔ اس کی عظمت کے سامنے ہر چیز خاضع ہے۔

پس خدا نے کہا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم تم سے زیادہ بہترین کسی اور کو خلق نہیں کیا جو تم سے زیادہ میرا فرمانبردار ہو۔ نہ ہی تم سے زیادہ شریف اور عزیز کسی اور کو پیدا کیا۔ تیری وجہ سے عذاب اور ثواب دوں گا اور تیرے ذریعے ہی میں اکیلا سمجھا جاؤں گا اور میری عبادت بھی تیری وجہ سے ہوگی اور تیرے ذریعہ ہی مجھے پکارا جائے گا اور تیرے ذریعے ہی امید کی جائے گی اور تیرے ذریعے ہی ڈھونڈا جاؤں گا اور تیرے ذریعے ہی (لوگ) مجھ سے خوف کھائیں گے اور ثواب و عذاب بھی تیرے ذریعے ہوگا۔ اس وقت عقل نے سجدہ کیا اور ہزار سال تک سجدے میں رہا۔

خدا نے اسے کہا: اپنا سر اٹھاؤ اور جو تجھے مانگنا ہے مانگ۔ دیا جائے گا اور شفاعت کرو، شفاعت ہوجائے گی۔

عقل نے اپنا سر بلند کیا اور کہا ہے: اے میرے خدا! تجھ سے میں یہ مانگتا ہوں کہ ہر اس آدمی کی شفاعت

---

[1] الخصال: ص 427 ح 4 عن يزيد بن الحسن عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، معاني الأخبار: ص 313 ح 1 عن يزيد بن الحسين الكحّال عن أبيه عن الإمام الكاظم عن آبائه عنه عليهم السلام، الأمالي للطوسي: ص 542 ح 1164 عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج1 ص 107 ح 3.

جس کے اندر تو نے مجھے رکھا ہے۔

بس خدا نے اپنے فرشتوں سے کہا: تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کی ہر عاقل کے لئے شفاعت قبول کی۔

1/2

صِفَةُ العاقِلِ

عاقل کی صفت

2.نزهة الناظر عن الإمام الحسين عليه السلام: إذا وَرَدَت عَلَى العاقِلِ لَمَّةٌ[1]، قَمَعَ الحُزنَ بِالحَزمِ، وقَرَعَ العَقلَ لِلاِحتِيالِ[2]،[3]

۲) نزھۃ الناظر میں ہے امام حسین علیہ السلام سے: جب عقل پر کوئی مشکل آتی ہے تو وہ غم کو دور اندیشی سے دور کرتا ہے اور عقل کے ذریعے چارہ جوئی کرتا ہے۔

1/3

ما يوجِبُ كَمالَ العَقلِ

جو چیز عقل کے کمال کا سبب ہے

3.نزهة الناظر: تَذاكَروا العَقلَ عِندَ مُعاوِيَةَ، فَقالَ الإِمامُ الشَّهيدُ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: لا يَكمُلُ العَقلُ إلّا بِاتِّباعِ الحَقِّ. فَتَبَسَّمَ مُعاوِيَةُ لَهُ وقالَ: ما في صُدورِكُم إلّا شَيءٌ واحِدٌ[4]

۳) نزھۃ الناظر: معاویہ کے پاس عقل کی بات آئی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک حق کی پیروی نہ کرے۔ معاویہ ہنس کر بولا: آپ کے سینے میں تو ایک ہی چیز ہے۔

---

[1] اللَّمَّة: الشدّة. والملمَّة: النازلة الشديدة من شدائد الدهر ونوازل الدنيا (لسان العرب: ج12 ص550 «لمم»).

[2] الاحتيال: الحذق وجودة النظر والقدرة على التصرّف (القاموس المحيط: ج3 ص363 «حول»).

[3] نزهة الناظر: ص84 ح13.

[4] نزهة الناظر: ص83 ح12، أعلام الدين: ص298، بحار الأنوار: ج78 ص127 ح11.

1/4

عُقولُ أولياءِ اللهِ

عقل اولیاء الٰہی

4.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام في وَصفِ أولياءِ اللهِ: وجَعَلتَ عُقولَهُم مَناصِبَ أوامِرِكَ ونَواهيكَ، فَأَنتَ إذا شِئتَ ما تَشاءُ حَرَّكتَ مِن أسرارِهِم كَوامِنَ ما أبطَنتَ فيهِم، وأبدَأتَ مِن إرادَتِكَ عَلى ألسِنَتِهِم ما أفهَمتَهُم بِهِ عَنكَ في عُقودِهِم، بِعُقولٍ تَدعوكَ وتَدعو إلَيكَ بِحَقائِقِ ما مَنَحتَهُم بِهِ[1]

۴) منہج الدعوات: (اولیاء الٰہی کے بارے میں) امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: تو نے ان کی عقل کو اپنے امر اور نہی کا محور قرار دیا ہے اور جب بھی کوئی چیز چاہو تو اس کے اندر سے پوشیدہ انگیزے کو حرکت میں لاؤ اور اپنا ارادہ ان کو سمجھاؤ اور زبان پر لاؤ۔ اس عقل کے ساتھ جس کے ذریعے تجھے بلاتے ہیں اور جو حقیقتیں تو نے ان کو دی ہیں، تیری طرف ہی دعوت دیتی ہیں۔

[1] مهج الدعوات: ص68، بحار الأنوار: ج85 ص214 ح1.

الفصل الثّانی: العلم والحکمة

دوسری فصل: علم اور حکمت

2/1

وُجوبُ طَلَبِ العِلمِ

وجوبِ تحصیل علم

.5 المعجم الأوسط عن محمّد بن عبد الله بن حسين عن عل قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: طَلَبُ العِلمِ فَريضَةٌ عَلى كُلِّ مُسلِمٍ [١]

۵) معجم الأوسط میں محمد بن عبداللہ بن حسین کے ذریعے امام سے نقل ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (۳)

2/2

فَضلُ طالِبِ العِلمِ

طالبعلم کی فضیلت

.6 الأمالی بإسناده عن الإمام الحسين عن أبيه عليهما ال قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: طالِبُ العِلمِ بَينَ الجُهّالِ كَالحَيِّ بَينَ الأَمواتِ [٢]

---

[١] المعجم الأوسط: ج2ص 297 ح 2030، المعجم الصغير: ج1 ص 29، تاريخ بغداد: ج5 ص 204؛ الأمالی للطوسی: ص 487 ح 1069 و ص 569 ح 1176، عدّة الداعی: ص 63 كلّها عن محمّد بن علیّ بن الحسين بن زيد عن الإمام الرضا عن أبيه عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج1 ص 172 ح 26.

[٢] الأمالی للطوسی: ص 577 ح 1191 عن حمزة بن حمران عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، الأمالی للمفيد: ص 29 ح 1 عن هارون بن عمرو المجاشعی عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام عنه ﷺ وفيه «العالم» بدل «طالب العلم»، بحار الأنوار: ج1 ص 181 ح 71.

۶) امالی ، شیخ طوسی مین ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے مُردوں میں زندہ انسان۔

7.الاختصاص عن أبي حمزة الثمالي عن عليّ بن الحسين عن: وَاللهِ، ما بَرَأَ اللهُ مِن بَرِيَّةٍ أفضَلَ مِن مُحَمَّدٍ ومِنّي ومِن أهلِ بَيتي، وإنَّ المَلائِكَةَ لَتَضَعُ أجنِحَتَها لِطَلَبَةِ العِلمِ مِن شيعَتِنا [۱]

۷) کتاب اختصاص میں ابوحمزہ ثمالی نے امام سجاد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم، خدا نے محمدؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے بہتر کوئی اور مخلوق پیدا نہیں کی ہے۔ بغیر شک کے، فرشتے اپنے پر ان ہمارے شیعہ کے پیروں کے نیچے بچھاتے ہیں جو علم کی تلاش میں ہیں۔

2/3

فَضلُ العالِمِ

عالم کی فضیلت

8.الأمالي بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: سَمِعتُ أميرَ المُؤمِنينَ عليه السلام يَقولُ: المُلوكُ حُكّامٌ عَلَى النّاسِ وَالعِلمُ حاكِمٌ عَلَيهِم، وحَسبُكَ مِنَ العِلمِ أن تَخشَى اللهَ، وحَسبُكَ مِنَ الجَهلِ أن تُعجَبَ بِعِلمِكَ [۲]

۸) امالی شیخ طوسی میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: علی علیہ السلام فرماتے ہیں: بادشاہ لوگوں کے حاکم ہیں اور علم بادشاہوں کا حاکم ہے۔ تیرے علم کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور تیری جہالت کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ تم اپنے علم پر عجب کرو۔

---

[۱] الاختصاص: ص234، بحار الأنوار: ج1 ص181 ح69.

[۲] الأمالي للطوسي: ص56 ح78 عن داوود بن سليمان الغازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص287 ح34، بحار الأنوار: ج2 ص48 ح7.

2/4

عَلامَةُ العالِمِ

عالم کی نشانی

9.تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: مِن دَلائِلِ العالِمِ انتِقادُهُ لِحَديثِهِ، وعِلمُهُ بِحَقائِقِ فُنونِ النَّظَرِ [1]

۹) تحف العقول میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عالم کی نشانی یہ ہے کہ اپنی بات کو واضح کرے اور مناظرے کے فن سے باخبر ہو۔

10.محاضرات الأُدباء عن الإمام الحسين عليه السلام: لَو أنَّ العالِمَ كُلَّما قالَ أحسَنَ وأصابَ، لَأَوشَكَ أن يُجَنَّ مِنَ العُجبِ، وإنَّمَا العالِمُ مَن يَكثُرُ صَوابُهُ [2]

۱۰) محاضرات الادباء میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: اگر عالم کی سب باتیں صحیح ہوتی تو ممکن تھا وہ عجب سے دیوانہ ہوجائے بلکہ عالم وہ ہے جس کی صحیح باتیں زیادہ ہوں۔

2/5

دَورُ العِلمِ فِي المَعرِفَةِ

معرفت میں علم کا کردار

11.أعلام الدين عن الإمام الحسين عليه السلام: العِلمُ لِقاحُ المَعرِفَةِ [3]

۱۱) اعلام الدین امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: علم معرفت کو پروان چڑھاتا ہے۔

---

[1] تحف العقول: ص248، بحار الأنوار: ج78 ص 119 ح 14.

[2] محاضرات الأُدباء: ج1 ص50.

[3] أعلام الدين: ص298، نزهة الناظر: ص88 ح 28 وفيه «ذرأ الله العلم....»، بحار الأنوار: ج78 ص128 ح 11.

2/6

دَورُ الزُّهدِ فِي المَعرِفَةِ

معرفت میں زہد کا اثر

12.حلية الأولياء بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ ب قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن زَهِدَ فِي الدُّنيا عَلَّمَهُ اللهُ تَعالى بِلا تَعَلُّمٍ، وهَداهُ بِلا هِدايَةٍ، وجَعَلَهُ بَصيرا، و كَشَفَ عَنهُ العَمى [1]

۱۲) حلیۃ الأ ولیاء کی سند سے امام حسینؑ نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کی دنیا کی طرف رغبت ختم ہوجاتی ہے تو خدا اسے بغیر سیکھنے کے بھی علم عطا کرتا ہے اور بغیر (کسی) ہدایت والے کے اسے ہدایت کرتا ہے اور اس کی بصیرت کو بڑھاتا ہے اور اس کی جاہلت کو ختم کرتا ہے۔

2/7

حِجابُ المَعرِفَةِ

معرفت کا حجاب

13.مقتل الحسين عن عبد الله بن الحسن: لَمّا عَبَّأَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ أصحابَهُ لِمُحارَبَةِ الحُسَينِ عليه السلام ورَتَّبَهُم فى مَراتِبِهِم، وأقامَ الرّاياتِ فى مَواضِعِها، وعَبَّأَ الحُسَينُ أصحابَهُ فِي المَيمَنَةِ وَالمَيسَرَةِ، فَأَحاطوا بِالحُسَينِ مِن كُلِّ جانِبٍ حَتّى جَعَلوهُ فى مِثلِ الحَلقَةِ. خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام مِن أصحابِهِ حَتّى أتَى النّاسَ فَاستَنصَتَهُم فَأَبَوا أن يُنصِتوا،فَقالَ لَهُم: وَيلَكُم! ما عَلَيكُم أن تُنصِتوا إلَيَّ فَتَسمَعوا قَولي، وإنَّما أدعوكُم إلى سَبيلِ الرَّشادِ، فَمَن أطاعَني كانَ مِنَ المُرشَدينَ، ومَن عَصاني كانَ مِنَ المُهلَكينَ، وكُلُّكُم عاصٍ لِأَمري، غَيرُ مُستَمِعٍ لِقَولي، قَدِ انخَزَلَت [2] عَطِيّاتُكُم مِنَ الحَرامِ،

---

[1] حلية الأولياء: ج 1 ص 72 عن نصير بن حمزة عن أبيه عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، كنز العمّال: ج3ص197 ح6149.

[2] انخزل الشيء: أي انقطع. والاختزال: الاقتطاع (الصحاح: ج4ص1684 «خزل»).

ومُلِئَت بُطونُكُم مِنَ الحَرامِ، فَطَبَعَ اللهُ عَلى قُلوبِكُم [1]

۱۳) مقتل حسینؑ: میں خوارزمی نے عبداللہ بن حسن سے نقل کیا ہے: جب عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ کیا اور ان کو اپنی اپنی جگہ کھڑا کیا اور پرچموں کو اپنی اپنی جگہ رکھا۔

امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے ساتھیوں کو دائیں اور بائیں طرف ترتیب سے کھڑا کیا اور انہوں نے ہر طرف سے امام حسین علیہ السلام کو اپنے درمیان میں کھڑا کیا۔ اسی وقت امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے مجمع سے باہر آئے اور عمر سعد کے لشکر سے چپ ہونے کو کہا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

امامؑ نے انہیں کہا: لعنت ہو تم پر! اگر چپ ہو جاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہوگا اور میری بات کو غور سے سنو حالانکہ میں تمہیں فقط ہدایت کے راستے کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ جو بھی میرا حکم مانے گا وہ کامیاب لوگوں میں سے ہوگا بعد میں جو بھی میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا تم سب کے سب میرے حکم سے روگرداں ہو رہے ہو۔ اور میری بات پر غور نہیں کر رہے ہو کیونکہ تمہیں حرام کے تحفے دیئے گئے ہیں اور تمہارے پیٹ حرام سے پر ہو چکے ہیں بس خدا نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

2/8

فَضلُ المُعَلِّمِ وَالمُرشِدِ

استاد اور رہنما کی فضیلت

14. المناقب لابن شهر آشوب: قيلَ: اِنَّ عَبدَ الرَّحمنِ السُّلَمِيَّ عَلَّمَ وَلَدَ الحُسَينِ علیه السلام الحَمدَ، فَلَمّا قَرَأَها عَلى أبيهِ أعطاهُ ألفَ دينارٍ وألفَ حُلَّةٍ، وحَشا فاهُ دُرًّا. فَقيلَ لَهُ في ذلِكَ، فَقالَ 1: وأينَ يَقَعُ هذا مِن عَطائِهِ؟! يَعني تَعليمَهُ. وأنشَدَ الحُسَينُ علیه السلام: [2] اِذا جادَتِ الدُّنيا عَلَيكَ فَجُد بِها عَلَى النّاسِ طُرًّا 2 قَبلَ أن تَتَفَلَّتِ [3] فَلاَ الجودُ يُفنيها اِذا هِيَ أقبَلَت ولاَ البُخلُ يُبقيها اِذا ما تَوَلَّتِ [4]

---

[1] مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص6؛ بحار الأنوار: ج45 ص8.

[2] في المصدر: «قال»، وما أثبتناه هو الأصحّ كما في بحار الأنوار.

[3] طُرًّا: جميعا (مجمع البحرين: ج2 ص1098 «طرر»).

[4] .المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص66، بحار الأنوار: ج44 ص191 ح3.

۱۴) مناقب ابن شہر آشوب میں ہے: کہا گیا ہے کہ عبدالرحمان سلمی نے سورۂ حمد امام حسین علیہ السلام کے فرزند کو سکھائی، جیسے ہی اس فرزند نے وہ سورت اپنے باپ کو پڑھ کر سنائی تو امامؑ نے اس سکھانے والے (استاد) کو ہزار دینار اور ہزار قیمتی لباس دیئے اور اس کی جھولی مرروارید سے بھر دی۔ امامؑ پر اعتراض کیا گیا تو آپؑ نے جواب دیا: یہ میرا دینا۔ کہاں اور وہ (اس کا تعلیم دینا) کہاں؟ امامؑ کا مقصد وہ تعلیم تھی جو اس نے ایک بچے کو دی تھی۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے یہ کہا: جب تجھے دنیا کچھ دے تو تم لوگوں پر ساری دنیا خرچ کردو۔ اس سے پہلے کہ دنیا چلی جائے۔ (نہ سخاوت دنیا کو ختم کرسکتی ہے جب دنیا آجائے اور نہ ہی بخل دنیا کو باقی رکھ سکتا ہے جب وہ منہ موڑ لے)۔

15.الاحتجاج بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: مَن كَفَلَ لَنا يَتيما قَطَعَتهُ عَنّا مِحنَتُنا بِاستِتارِنا، فَواساهُ مِن عُلومِنَا الَّتي سَقَطَت إلَيهِ حَتّى أرشَدَهُ وهَداهُ، قالَ اللهُ عز و جل لَهُ: يا أيُّهَا العَبدُ الكَريمُ المُواسي لِأَخيهِ، أنَا أولى بِالكَرَمِ مِنكَ! اِجعَلوا لَهُ يا مَلائِكَتي فِي الجِنانِ بِعَدَدِ كُلِّ حَرفٍ عَلَّمَهُ ألفَ ألفِ قَصرٍ، وضُمّوا إلَيها ما يَليقُ بِها مِن سائِرِ النِّعَمِ [1]

۱۵) احتجاج کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے: جو بھی ہمارے کسی یتیم کو سنبھالنے کا ذمہ لے لے۔ اس نے ہماری غیبت کی زحمت کو اس سے جدا کیا ہے اور اس کے پاس ہمارے علم سے اس کو کچھ علم دے تا کہ اس کی ہدایت کرے تو خدا اسے کہتا ہے: اے مہرباں بندہ اپنے بھائی پر قربان ہونے والا! میں تم پر کرم کرنے کے لئے بہت زیادہ سزاوار ہوں، اے میرے فرشتو! اس کے لئے جنت میں ہر اس حرف کے عوض جو اس نے سکھائے ہیں۔ ایک لاکھ محل تیار کرو اور دوسری نعمتیں بھی جس کے لائق ہے ملا کر دے دو۔

16.التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام لِرَجُلٍ: أيُّهُما أحَبُّ إلَيكَ؛ رَجُلٌ يَرومُ قَتلَ مِسكينٍ قَد ضَعُفَ تُنقِذُهُ مِن يَدِهِ، أو ناصِبٌ يُريدُ إضلالَ مِسكينٍ مُؤمِنٍ مِن ضُعَفاءِ شيعَتِنا، تَفتَحُ عَلَيهِ ما يَمتَنِعُ المِسكينُ بِهِ مِنهُ ويُفحِمُهُ [2] ويَكسِرُهُ بِحُجَجِ اللهِ تَعالى؟ قالَ: بَل إنقاذُ هذَا المِسكينِ المُؤمِنِ مِن يَدِ هذَا النّاصِبِ، إنَّ اللهَ تَعالى يَقولُ: «وَمَنْ

---

[1] الاحتجاج: ج 1 ص 11 ح 5 عن محمّد بن زياد وعليّ بن محمّد بن سيّار عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 341 ح 218، الصراط المستقيم: ج 3 ص 55، منية المريد: ص 116 كلّها عن الإمام العسكريّ عنه عليهما السلام، بحار الأنوار: ج 2 ص 4 ح 5.

[2] أفحَمتُ الخَصمَ: إذا أسكَتَّهُ بِالحُجّةِ (المصباح المنير: ص 464 «فحم»).

أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعٗا[1] أی ومَن أحیاها وأرشَدَها مِن کُفرٍ إلی إیمانٍ، فَکَأَنَّما أحیَا النّاسَ جَمیعا مِن قَبلِ أن یَقتُلَهُم بِسُیوفِ الحَدیدِ[2]

١٦) تفسیر منسوب امام حسن عسکریؑ، امام حسین علیہ السلام نے ایک آدمی سے فرمایا: تم دو میں سے کون سی ایک کو زیادہ چاہتے ہو۔ اس آدمی کو جو ایک مسکین اور کمزور شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے اور تم اس مسکین کو اس کے ہاتھ سے بچا لیتے ہو، یا اس آدمی کو جو ناصبی ہے اور ہمارے شیعوں میں سے مسکین مومن کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تم جا کر (علم کا) دروازہ اس کے اوپر کھولتے ہو۔ جس سے وہ مسکین مومن بصیرت پیدا کرتا ہے اور مخالف کو خدا کی دلیلوں کے ذریعے خاموش کر دیتا ہے اور اس کو شکست دیتا ہے؟ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: یقیناً اس ضعیف مومن کو ناصبی کے ہاتھ سے بچانا (زیادہ بہتر ہے) بغیر شک کے خدا کا ارشاد ہے: جس نے اس کو زندہ کیا جیسا کہ سارے لوگوں کو زندہ کیا ہے یعنی جو بھی کمزور مومن کو زندہ کرے گا اور کفر سے نکال کر ایمان کی ہدایت کرے گا ایسے ہے جیسا سب لوگوں کو زندہ کیا ہو۔ اس سے پہلے کہ ان لوگوں کو تیز دھار تلوار سے قتل کرتا۔

17. مسند زید: قالَ الحُسَینُ بنُ عَلِیِّ بنِ أبی طالِبٍ علیہ السلام: مَن دَعا عَبدا مِن ضَلالَةٍ إلی مَعرِفَةِ حَقٍّ فَأَجابَهُ، کانَ لَهُ مِنَ الأَجرِ کَعِتقِ نَسَمَةٍ[3]

١٧) مسند زید: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ایسے شخص کو جو گمراہی کی طرف جا رہا ہو، اسے معرفت حق کی طرف دعوت دے اور ہدایت کرے، اس کا اجر ایک غلام آزاد کرنے جیسا ہے۔

2/9

فَضلُ حَمَلَةِ القُرآنِ

محافظانِ قرآن کی فضیلت

18. المعجم الکبیر عن سکینة بنت الحسین بن علیّ عن أبیه قالَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله: حَمَلَةُ

---

[1] المائدة: 32.

[2] التفسیر المنسوب إلی الإمام العسکری علیه السلام: ص 348 ح 231. بحار الأنوار: ج 2 ص 9 ح 17.

[3] حوالہ موجود نہیں ہے

القُرآنِ عُرَفاءُ[1] أهلِ الجَنَّةِ يَومَ القِيامَةِ[2]

۱۸) المعجم الكبير: امام حسین علیہ السلام کی بیٹی بی بی سکینہ نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے حامل (یاد کرنے والوں) لوگ اس کی معرفت والے ہیں قیامت کے دن اہل جنت سے ہوں گے۔

19.الفردوس عن الحسين بن عليّ عليهما السلام عن رسول الله يا حامِلَ القُرآنِ، إنَّ أهلَ السَّماواتِ يَذكُرونَكُم عِندَ اللهِ عز و جل، فَتَحَبَّبوا إلَى اللهِ بِتَوقيرِ كِتابِهِ، لِيَزدَدلَكُم حُبّا، ويُحَبِّبكُم إلى عِبادِهِ.[3]

۱۹) الفردوس: امام حسین علیہ السلام کے ذریعے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حاملان قرآن، آسمان والے، خدا کے پاس تمہیں یاد کرتے ہیں۔ بس اس کی کتاب کا احترام کر کے خود کو خدا کا محبوب بناؤ تا کہ تمہارے اوپر اپنی محبت بڑھائے اور تم خدا کے محبوب بندے بن جاؤ۔

2/10

أصنافُ آياتِ القُرآنِ

آیاتِ قرآن کی قسمیں

20.جامع الأخبار عن الإمام الحسين عليه السلام: كِتابُ اللهِ عز و جل عَلى أربَعَةِ أشياءَ: عَلَى العِبارَةِ، وَالإشارَةِ، وَاللَّطائِفِ، وَالحَقائِقِ؛ فَالعِبارَةُ لِلعَوامِّ، وَالإشارَةُ لِلخَواصِّ، وَاللَّطائِفُ لِلأَولِياءِ، وَالحَقائِقُ لِلأَنبِياءِ عليهم السلام[4]

---

[1] العُرَفاءُ: جمع عريف، وهو القيّم بأُمور القبيلة أو الجماعة من الناس (النهاية: ج٣ ص٢١٨ «عرف»).

[2] المعجم الكبير: ج٣ ص١٣٢ ح٢٨٩٩، تاريخ دمشق: ج٦٩ ص٢٠٥ ح١٣٧٥٢، كنز العمّال: ج١ ص٥١٤ ح٢٢٨٩ وراجع: الكافي: ج٢ ص٦٠٦ ح١١ والخصال: ص٢٨ ح١٠٠.

[3] الفردوس: ج٥ ص٢٩٨ ح٨٢٤٠ وراجع: تاريخ دمشق: ج٣٢ ص١٧٤ ح٦٦٤٥ و كنز العمّال: ج١ ص٥٤٧ ح٢٤٤٨ نقلاً عن أبي نعيم.

[4] جامع الأخبار: ص116 ح211، بحار الأنوار: ج92 ص20 ح18 وراجع: الدرّة الباهرة: ص33 وعوالى اللآلى: ج4 ص105 ح155.

۲۰) جامع الاخبار۔ امام حسین علیہ السلام سے ہے: آیات کتاب خدا چار قسم کی ہیں:

۱۔عبارت، ۲۔اشارہ

۳۔لطائف اور ۴۔حقائق،

عبارت عام قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔

اشارہ خاص قسم کے لوگوں کے لئے

لطائف، اولیاء الٰہی کے لئے

اور حقائق انبیاء کے لئے ہیں۔

2/11

التَّکَلُّمُ فِي القُرآنِ بِغَيرِ عِلمٍ

بغیر علم کے قرآن کے بارے میں نظریہ دینا

21.التوحيد بإسناده عن الإمام الحسين عليه السلام في جوابِهِ لِأَهلِ البَصرَةِ لَمّا كَتَبوا إلَيه: لا تَخوضوا [1] فِي القُرآنِ ولا تُجادِلوا فيهِ، ولا تَتَكَلَّموا فيهِ بِغَيرِ عِلمٍ، فَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ:

مَن قالَ فِي القُرآنِ بِغَيرِ عِلمٍ فَليَتَبَوَّأ [2] مَقعَدَهُ مِنَ النّارِ [3]

۲۱) توحید میں امام حسین علیہ السلام سے اس کے جواب میں کہ قرآن میں باطل کو راستہ نہ دو اور اس میں باطل کو تحمیل نہ کرو اور بغیر علم کے قرآن کے بارے میں بات نہ کرو کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

جو آدمی بغیر علم کے قرآن کے بارے میں گفتگو کرے گا اس کی جگہ جہنم ہے۔

---

[1] الخَوض من الكلام: ما فيه الكذب والباطل. وخاضَ القوم في الحديث وتخاوَضوا: أي تفاوَضوا فيه (لسان العرب: ج 7 ص 147 «خوض»).

[2] .معنى الحديث: لينزل منزله من النار. يُقال: بوّأه الله منزلاً: أي أسكنه إيّاه (النهاية: ج 1 ص 159 «بوا»).

[3] التوحيد: ص 91 ح 5 عن وهب بن وهب القرشي عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، مجمع البيان: ج 10 ص 861 عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن أبيه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 3 ص 223 ح 14.

2/12

تَفسيرُ بَعضِ الآياتِ أو تَأويلُها

کچھ آیات کی تفسیر یا تاویل

الف. سورَةُ فاتِحَةِ الكِتابِ

الف ۔ سورۂ حمد

22.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: قالَ اللهُ عز و جل: قَسَمتُ فاتِحَةَ الكِتابِ بَيني وبَينَ عَبدي؛ فَنِصفُها لي ونِصفُها لِعَبدي، ولِعَبدي ما سَأَلَ. إذا قالَ العَبدُ: «بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: بَدَأَ عَبدي بِاسمي، وحَقٌّ عَلَيَّ أن أُتَمِّمَ لَهُ اُمورَهُ واُبارِكَ لَهُ في أحوالِهِ. فَإِذا قالَ: «الۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ الۡعَٰلَمِينَ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: حَمِدَني عَبدي وعَلِمَ أنَّ النِّعَمَ الَّتي لَهُ مِن عِندي، وأنَّ البَلايَا الَّتي دُفِعَت عَنهُ فَبِطَولي [1]، اُشهِدُكُم أنّي اُضيفُ لَهُ إلى نِعَمِ الدُّنيا نِعَمَ الآخِرَةِ، وأدفَعُ عَنهُ بَلايَا الآخِرَةِ كَما دَفَعتُ عَنهُ بَلايَا الدُّنيا. فَإِذا قالَ: «الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: شَهِدَ لي عَبدي أنِّي الرَّحمنُ الرَّحيمُ، اُشهِدُكُم لَاُوَفِّرَنَّ مِن رَحمَتي حَظَّهُ، ولَاُجزِلَنَّ مِن عَطائي نَصيبَهُ. فَإِذا قالَ: «مَٰلِكِ يَوۡمِ الدِّينِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: اُشهِدُكُم كَما اعتَرَفَ أنّي أنَا مالِكُ يَومِ الدّينِ، لَاُسَهِّلَنَّ يَومَ الحِسابِ حِسابَهُ، ولَأَتَجاوَزَنَّ عَن سَيِّئاتِهِ. فَإِذا قالَ: «إِيَّاكَ نَعۡبُدُ» قالَ اللهُ عز و جل: صَدَقَ عَبدي، إيّايَ يَعبُدُ، اُشهِدُكُم لَاُثيبَنَّهُ عَلى عِبادَتِهِ ثَوابًا يَغبِطُهُ كُلُّ مَن خالَفَهُ في عِبادَتِهِ لي. فَإِذا قالَ: «وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ» قالَ اللهُ عز و جل: بِيَ استَعانَ عَبدي وَالتَجَأَ إلَيَّ، اُشهِدُكُم لَاُعينَنَّهُ عَلى أمرِهِ، ولَاُغيثَنَّهُ في شَدائِدِهِ، ولَآخُذَنَّ بِيَدِهِ يَومَ نَوائِبِهِ. فَإِذا قالَ: «اهۡدِنَا الصِّرَٰطَ الۡمُسۡتَقِيمَ» إلى آخِرِ السّورَةِ، قالَ اللهُ عز و جل: هذا لِعَبدي ولِعَبدي ما سَأَلَ، فَقَدِ استَجَبتُ لِعَبدي وأعطَيتُهُ ما أمَّلَ، وآمَنتُهُ مِمّا مِنهُ وَجِلَ. وقيلَ

---

[1] الطَّولُ: الفَضلُ والقُدرَةُ والغِنى (تاج العروس: ج15 ص447 «طول»).

لِأَميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: يا أميرَ المُؤمِنينَ، أخبِرنا عَن «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» أهِيَ مِن فاتِحَةِ الكِتابِ؟ فَقالَ: نَعَم، كانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقرَؤُها ويَعُدُّها آيَةً مِنها، ويَقولُ: فاتِحَةُ الكِتابِ هِيَ السَّبعُ المَثاني [1]

۲۲) عیون اخبار الرضاؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے فرمایا ہے کہ میں سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان تقسیم کیا ہے، اس کا آدھا ہے میرے لئے اور میرے بندہ کے لئے ہے۔ اور میرا بندہ جو بھی چاہے وہ ہے: اگر بندہ کہے: خدا کے نام سے جو نہایت ہی رحم کرنے والا ہے، تو خدا کہتا ہے: اے میرے بندے تو نے میرے نام سے آغاز کیا اور مجھ پر حق ہے کہ اس بندہ کے کام مکمل کروں اور مختلف حالات میں اس کو برکت دوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے: الحمد اللہ رب العالمین ساری تعریف عالمین کے رب کے ساتھ مخصوص ہے۔ تو خدا کہتا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور جانتا ہے کہ اس کے پاس موجود ساری نعمتیں میری طرف سے ہیں اور مشکلات اس سے میرے کرم اور قدرت کی وجہ سے دور ہوتی ہیں۔ تم گواہ رہنا اس کی آخرت والی نعمتوں کو بھی دنیاوی نعمات سے بڑھاہوں گا اور آخرت کی مشکلات کو اس سے دور کروں گا۔ جس طرح دنیا کی مشکلات اس سے دور کی۔

اور اگر بندہ کہے: رحمان الرحیم، تو خدا کہتا ہے: میرے بندے نے گواہی دی ہے کہ میں رحمان اور مہربان ہوں تم گواہ رہنا کہ اس پر اپنی رحمت زیادہ بھیجوں اور اپنی عطا سے اس کو زیادہ دوں۔

اور جب بندہ کہے: جزا کے دن کا مالک۔ تو خدا کہتا ہے: تم گواہ رہنا کہ جیسے اس نے اقرار کیا ہے کہ میں جزا کے دن کا مالک ہوں۔ حساب والے دن اس کا حساب آسان کروں گا اور اس کے گناہ بخش دوں گا۔

اور جب بندہ کہتا ہے: فقط تیری ہی عبادت کرتا ہوں تو خدا کا ارشاد ہوتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے کہ فقط میری عبادت کرتا ہے۔ تم گواہ رہنا اس کی عبادت کی ایسی جزا دوں گا کہ اس کے سب مخالف لوگ اس کی عبادت میں رشک کریں گے۔

اور جب بندہ کہتا ہے: فقط تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں تو خدا کا رشاد آتا ہے: میرے بندے نے مجھ سے مدد

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 300 ح 59، الأمالي للصدوق: ص 239 ح 254.253 كلاهما عن محمّد بن زياد و محمّد بن سيّار عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 92 ص 226 ح 3 وراجع: التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 58 ح 30.

مانگی ہے اور میری پناہ میں آیا ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں اس کے کام میں اس کی مدد کروں اور مشکلات میں اس کی فریاد سنوں اور پریشانیوں میں اس کا ہاتھ پکڑوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے: ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت کر۔ آخر سورہ تک، تو خدا کا ارشاد ہوتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے کہ جو کچھ چاہے وہ اس کے لئے ہے۔ یقیناً میں نے بندے کی دعا قبول کی ہے اور جس چیز کی آرزو رکھتا تھا اس کی عطا کی ہیں اور جس سے اس کو خوف تھا اس سے امان میں رکھا۔

حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اے میر المومنینؑ ہمیں بتایئے کہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورہ حمد کا جز (حصہ) ہے یا نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پڑھتے تھے اور حمد کی آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ سورۂ حمد سبع المثانی (سات آیتوں والی سورت) ہے۔

23. عيون أخبار الرضا عن الحسن بن عليّ [العسكريّ] عن أ: جاءَ رَجُلٌ إلَى الرِّضا عليه السلام فَقالَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، أخبِرني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» ما تَفسيرُهُ؟ فَقالَ: لَقَد حَدَّثَني أبي عَن جَدّي، عَنِ الباقِرِ، عَن زَينِ العابِدينَ عَن أبيهِ عليهم السلام أنَّ رَجُلاً جاءَ إلى أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ: أخبِرني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» ما تَفسيرُهُ؟ فَقالَ «الْحَمْدُ لِلَّهِ» هُوَ أن عَرَّفَ عِبادَهُ بَعضَ نِعَمِهِ جُمَلاً، إذ لا يَقدِرونَ عَلى مَعرِفَةِ جَميعِها بِالتَّفصيلِ، لِأَنَّها أكثَرُ مِن أن تُحصى أو تُعرَفَ، فَقالَ لَهُم: قولوا: «الْحَمْدُ لِلَّهِ» عَلى ما أنعَمَ بِهِ عَلَينا «رَبِّ الْعَلَمِينَ»، وهُمُ الجَماعاتُ مِن كُلِّ مَخلوقٍ؛ مِنَ الجَماداتِ وَالحَيَواناتِ. فَأَمَّا الحَيَواناتُ فَهُوَ يُقَلِّبُها في قُدرَتِهِ، ويَغذوها مِن رِزقِهِ، ويَحوطُها بِكَنَفِهِ، ويُدَبِّرُ كُلّاً مِنها بِمَصلَحَتِهِ. وأمَّا الجَماداتُ فَهُوَ يُمسِكُها بِقُدرَتِهِ، ويُمسِكُ المُتَّصِلَ مِنها أن يَتَهافَتَ [1]، ويُمسِكُ المُتَهافِتَ مِنها أن يَتَلاصَقَ، ويُمسِكُ السَّماءَ أن تَقَعَ عَلَى الأَرضِ إلّا بِإِذنِهِ، ويُمسِكُ الأَرضَ أن تَنخَسِفَ إلّا بِأَمرِهِ، إنَّهُ بِعِبادِهِ لَرَؤوفٌ رَحيمٌ. وقالَ عليه السلام: «رَبِّ الْعَلَمِينَ» مالِكُهُم وخالِقُهُم وسائِقُ أرزاقِهِم إلَيهِم، مِن حَيثُ يَعلَمونَ ومِن حَيثُ لا يَعلَمونَ، وَالرِّزقُ مَقسومٌ، وهُوَ يَأتِي ابنَ آدَمَ عَلى أيِّ سيرَةٍ سارَها مِنَ الدُّنيا، لَيسَ تَقوى مُتَّقٍ بِزائِدِهِ، ولا فُجورُ فاجِرٍ بِناقِصِهِ، وبَينَهُ وبَينَهُ سِترٌ وهُوَ طالِبُهُ، فَلَو أنَّ أحَدَكُم يَفِرُّ مِن

[1] التَّهافُت: التساقُط قطعةً قطعة (الصحاح: ج1 ص271 «هفت»).

رِزقِهِ لَطَلَبَهُ رِزقُهُ كَما يَطلُبُهُ المَوتُ. فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: قولوا: «الحَمدُ لِلَّهِ» عَلى ما أنعَمَ بِهِ عَلَينا وذَكَرَنا بِهِ مِن خَيرٍ في كُتُبِ الأَوَّلينَ قَبلَ أن نَكونَ. فَفي هذا إيجابٌ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ وعَلى شيعَتِهِم أن يَشكُروهُ بِما فَضَّلَهُم. وذلِكَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قالَ: لَمّا بَعَثَ اللهُ عز وجل موسَى بنَ عِمرانَ ؑ واصطَفاهُ نَجِيًّا، وفَلَقَ لَهُ البَحرَ ونَجّى بَني إسرائيلَ، وأعطاهُ التَّوراةَ وَالأَلواحَ، رَأى مَكانَهُ مِن رَبِّهِ عز وجل فَقالَ: يا رَبِّ لَقَد أكرَمتَني بِكَرامَةٍ لَم تُكرِم بِها أحَدًا قَبلي! فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ مُحَمَّدًا عِندي أفضَلُ مِن جَميعِ مَلائِكَتي وجَميعِ خَلقي؟ قالَ موسى ؑ: يا رَبِّ، فَإِن كانَ مُحَمَّدٌ ﷺ أكرَمَ عِندَكَ مِن جَميعِ خَلقِكَ، فَهَل في آلِ الأَنبِياءِ أكرَمُ مِن آلي؟ قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ فَضلَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ آلِ النَّبِيّينَ كَفَضلِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ المُرسَلينَ؟ فَقالَ موسى: يا رَبِّ، فَإِن كانَ آلُ مُحَمَّدٍ كَذلِكَ فَهَل في أُمَمِ الأَنبِياءِ أفضَلُ عِندَكَ مِن أُمَّتي؛ ظَلَّلتَ عَلَيهِمُ الغَمامَ، وأنزَلتَ عَلَيهِمُ المَنَّ وَالسَّلوى، وفَلَقتَ لَهُمُ البَحرَ؟ فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ فَضلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ الأُمَمِ كَفَضلِهِ عَلى جَميعِ خَلقي؟ فَقالَ موسى ؑ: يا رَبِّ، لَيتَني كُنتُ أراهُم! فَأَوحَى اللهُ عز وجل إلَيهِ: يا موسى، إنَّكَ لَن تَراهُم ولَيسَ هذا أوانَ ظُهورِهِم، ولكِن سَوفَ تَراهُم فِي الجَنّاتِ؛ جَنّاتِ عَدنٍ وَالفِردَوسِ، بِحَضرَةِ مُحَمَّدٍ في نَعيمِها يَتَقَلَّبونَ، وفي خَيراتِها يَتَبَحبَحونَ[1]، أفَتُحِبُّ أن أُسمِعَكَ كَلامَهُم؟ فَقالَ: نَعَم إلهي! قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: قُم بَينَ يَدَيَّ، وَاشدُد مِئزَرَكَ قِيامَ العَبدِ الذَّليلِ بَينَ يَدَيِ المَلِكِ الجَليلِ. فَفَعَلَ ذلِكَ موسى ؑ، فَنادى رَبُّنا عز وجل: يا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! فَأَجابوهُ كُلُّهُم وهُم في أصلابِ آبائِهِم وأرحامِ أُمَّهاتِهِم: لَبَّيكَ اللّهُمَّ لَبَّيكَ، لَبَّيكَ لا شَريكَ لَكَ لَبَّيكَ، إنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَةَ وَالمُلكَ لَكَ، لا شَريكَ لَكَ. قالَ: فَجَعَلَ اللهُ عز وجل تِلكَ الإِجابَةَ شِعارَ الحاجِّ. ثُمَّ نادى رَبُّنا عز و جل: يا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إنَّ قَضائي عَلَيكُم أنَّ رَحمَتي سَبَقَت غَضَبي، وعَفوي قَبلَ عِقابي، فَقَدِ استَجَبتُ لَكُم مِن قَبلِ أن تَدعوني، وأعطَيتُكُم مِن قَبلِ أن تَسأَلوني، مَن لَقِيَني مِنكُم بِشَهادَةِ أن لا إلهَ إلَّا اللهُ وَحدَهُ لا شَريكَ لَهُ، وأنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهُ ورَسولُهُ، صادِقٌ في أقوالِهِ، مُحِقٌّ في أفعالِهِ، وأنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ أخوهُ ووَصِيُّهُ مِن بَعدِهِ ووَلِيُّهُ، يُلتَزَمُ طاعَتُهُ كَما يُلتَزَمُ طاعَةُ مُحَمَّدٍ، وأنَّ أولِياءَهُ

---

[1] تَبَحبَحَ: تَمَكَّنَ فِي الحُلولِ وَالمَقامِ (لسان العرب: ج2 ص407 «بحح»).

الْمُصطَفَینَ الطّاهِرینَ المُطَهَّرینَ المُنبِئینَ بِعَجائِبِ آیاتِ اللهِ ودَلائِلِ حُجَجِ اللهِ مِن بَعدِهِما أولِیاؤُهُ، أدخَلتُهُ جَنَّتی.... قالَ علیه السلام: فَلَمّا بَعَثَ اللهُ عزو جل نَبِیَّنا مُحَمَّدا صلی الله علیه وسلم قالَ: یا مُحَمَّدُ «وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا» [1] اُمَّتَكَ بِهذِهِ الکَرامَةِ. ثُمَّ قالَ عزو جل لِمُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم: قُل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» عَلی مَا اختَصَّنی بِهِ مِن هذِهِ الفَضیلَةِ، وقالَ لِاُمَّتِهِ: قولوا أنتُم: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» عَلی مَا اختَصَّنا بِهِ مِن هذِهِ الفَضائِلِ [2]

۲۳) عیون اخبار الرضاؑ: امام حسن عسکریؑ سے اور امام علی نقی علیہ السلام سے کہ ایک شخص امام علی رضاؑ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی کے فرزند: خدا کے اس ارشاد الحمد اللہ رب العالمین، تعریف فقط عالمین کے رب کے لئے ہے کی تفسیر بتایئے؟

امامؑ نے فرمایا: میرے بابا نے اپنے دادا سے، پھر امام باقرؑ سے، امام سجاد علیہ السلام سے جس نے اپنے بابا امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس آ کر یہ سوال پوچھا تو حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا: حمد اور تعریف خدا کے ساتھ مخصوص ہے یعنی خدا کا اپنے بندوں کو کچھ نعمتوں کا مختصر طور پر بتانا ہے کیونکہ لوگ خدا کی ساری نعمتوں کو تفصیل کے ساتھ جاننے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کیونکہ نعمتیں بے شمار ہیں یا پہچان سے بھی زیادہ ہیں۔

بس اس نے اپنے بندوں کو کہا: کہ تم کہو: تعریف و حمد فقط خدا کے لئے ہے ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے ہمیں عطا کی ہیں۔ رب العالمین، سارے جہان کا خدا، ہر قسم کی مخلوق جمادات و حیوانات میں سے ہر ایک کو شامل ہے۔ لیکن حیوانات کو اپنی قدرت کے قبضے میں چلا رہا ہے۔ اور اپنا رزق ان کو کھلا رہا ہے اور ان کو اپنی حمایت کے سایہ میں محفوظ رکھا ہے اور اپنی مصلحت کے ذریعے ہر ایک کی پرورش کر رہا ہے لیکن جمادات کو اس نے اپنی قدرت سے محفوظ کیا ہے اور جمادات جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ان کے بکھرنے کے لئے مانع ہے اور نیز بکھرے ہوئے جمادات کے لئے مستقل ہونے کا سبب ہے اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنی اذن کے ذریعے محفوظ کیا ہوا ہے اور زمین کو اپنے فرمان سے ہی دھنسنے سے بچا رکھا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے

---

[1] القصص: 46.

[2] عیون أخبار الرضا علیه السلام: ج 1 ص 282 ح 30، علل الشرائع: ص 416 ح 3، بشارة المصطفی: ص 212 كلّها عن محمّد بن زیاد ومحمّد بن سیّار عن الإمام العسکری عن آبائه علیهم السلام، التفسیر المنسوب إلی الإمام العسکری علیه السلام: ص 30 ح 11، بحار الأنوار: ج 92 ص 224 ح 2.

فرمایا: عالمین کا پروردگار یعنی عالمین کا مالک اور خالق اور ان کو رزق دینے والا ہے ایسی جگہوں سے بھی جہاں جانتے ہیں اور ایسی جگہوں سے بھی رزق دیتا ہے جس کا ان کو پتہ نہیں۔ رزق تقسیم کیا گیا ہے جو انسان کے کردار کو دیکھے بغیر آتا ہے نہ پرہیز گاری کی پرہیز گاری رزق کو بڑھاتی ہے نہ فسق اور گناہ اس کو کم کرتا ہے اور جس کو رزق ملے گا دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ان کو ڈھونڈ رہا ہے تم میں سے اگر کوئی بھی ایک اپنے رزق سے منہ موڑ لے پھر بھی رزق اس کو ڈھونڈ لے گا جیسے موت اس آدمی کو ڈھونڈ لیتی ہے۔

اللہ کہتا ہے: کہو: تعریف خدا کے ساتھ مخصوص ہے ان نعمتوں کی وجہ سے جو ہمیں عطا کی اور اس نے ہماری خلقت سے پہلے پہلی کتابوں میں نیکی سے یاد کیا ہے۔ اس بنیاد پر محمدؐ اور اس کی آل اور ان پیروکاروں پر لازم ہے کہ خدا نے جو انہیں فضیلت عطا کی ہے اس کے بدلے میں شکر کریں اور یہ وہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے جو آپؐ نے فرمائی۔ جب خدا نے موسیٰ بن عمران کو چن لیا اور اس کو راز بتایا اور موسیٰ کے لئے دریا میں راستہ بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور تورات و الواح موسیٰ کو عطا کی، اپنی منزلت خدا کے نزدیک دیکھ کر کہنے لگا: اے میرے خدا! مجھے تو نے ایسی فضیلت عطا کی کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ کی۔

خدا کا ارشاد ہوا: اے موسیٰؑ! کیا تجھے پتہ نہیں کہ محمدؐ میرے نزدیک سارے فرشتے اور ساری مخلوق سے افضل ہے؟

موسیٰؑ نے کہا: اے میرے خدا! اگر تیرے نزدیک محمدؐ ساری مخلوق سے افضل ہے تو کیا انبیاء کے خاندان میں میرے خاندان سے زیادہ کریم خاندان کوئی اور ہے؟

خدا نے کہا: اے موسیٰؑ کیا تجھے پتہ نہیں محمدؐ کے خاندان کی فضیلت انبیاء کے خاندانوں پر ایسی ہے جیسے خود محمدؐ کی فضیلت ہے ساری مخلوق پر؟

موسیٰ نے کہا: اگر محمدؐ کا خاندان ایسا ہے تو کیا انبیاء کی امتوں میں سے میرے امت سب سے افضل نہیں ہے؟ بادل کا سایہ تو نے میری امت پر کیا اور تو نے بٹیر اور مخصوص پرندے کا گوشت ان کے لئے بھیجا اور دریا میں راستہ ان کے لئے بنایا،

خدا نے فرمایا: کیا تجھے پتہ نہیں کہ محمدؐ کی فضیلت ساری امتوں پر ایسے ہے جیسے خود محمدؐ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے؟

موسیٰؑ نے کہا: اے میرے خدا! کاش میں ان کو دیکھتا۔ پس خدا نے موسیٰ کو وحی کی۔

اے موسیٰؑ ان کو تم کبھی بھی نہیں دیکھ پاؤ گے۔ کیونکہ ابھی ان کی خلقت کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب تم جنت میں اور عدن و فردوس کے باغات میں حضرت محمدؐ کے ہاں ان کو دیکھو گے کہ وہ جنت کی نعمتوں میں ٹہل رہے ہیں اور وہ نیکیوں پر خوش ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ ان کی آواز سنو؟

موسیٰ نے کہا: ہاں اے میرے خدا،

خدا نے کہا: میرے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ایک ذلیل بندے کی طرح اپنے کریم مولیٰ کے سامنے اپنی کمر کو تھام کر رکھو۔

بس موسیٰ نے اسے کہا اور خدا نے آواز دی: اے محمدؐ کی امت جتنے بھی اپنی ماں اور باپ کے صلب میں تھے،

انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ خدا ہاں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہاں تعریف تیری ہی ہے اور نعمت اور بادشاہی تیری ہے ہاں خدا نے ان جوابات کو حج کا شعار قرار دے دیا۔

پھر خدا نے آواز دی۔ اے محمدؐ کی امت، تمہارے اوپر میرا حکم یہ ہے کہ میری رحمت، میرے غضب سے آگے ہے اور میری معافی میرے عذاب سے پہلے ہے۔ مجھے پکارنے سے پہلے میں قبول کرتا ہوں اور اس سے پہلے کہ مجھ سے مانگو، میں عطا کرتا ہوں۔ تم میں سے جو بھی میرے پاس تھا دین (توحید اور رسالت محمد کی گواہی) اور صداقتِ گفتار اور اچھے کردار سے آئے اور گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھائی، ولی اور وصی علی بن ابی طالبؑ ہیں اور اس کے فرمان کی پابندی کرے جس طرح محمدؐ کے فرمان کا پابند ہے اور خدا کے بنائے ہوئے اولیاء کو اپنا اولیاء بنائے، بعد وہ ہیں جو آیاتِ الٰہی کے تعجب کی خبر دیتے ہیں اور (محمدؐ و علیؑ) کے بعد حجت خدا ہیں تو میں ایسے آدمی کو جنت میں داخل کروں گا۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے ہمارے نبی محمدؐ کو چن کر فرمایا: اے محمدؐ! تو (کوہ) طور کے پاس نہیں تھا کہ ہم نے اپنے بند کو ایسی قسم کی بابرکت آواز دی تھی۔

پھر خدا نے محمدؐ سے فرمایا: کہو تعریف و حمد عالمین کے خدا سے مخصوص ہے۔ یہ خصوصی فضیلت اس نے ہمیں عطا کی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت سے کہا: تم کہو: تعریف و حمد عالمین کے خدا کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ فضیلتیں ہمارے ساتھ مخصوص ہیں۔

ب.قَولُهُ: هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم...

ب۔ آیہ ''هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ''

24.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا قالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام في قولِ اللهِ عز و جل: «هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ»[1] قالَ: «هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا» لِتَعتَبِروا ولِتَتَوَصَّلوا بِهِ إلى رِضوانِهِ وتَتَوَقَّوا بِهِ مِن عَذابِ نيرانِهِ. «ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ» أخَذَ في خَلقِها وإتقانِها، «فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ» ولِعِلمِهِ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِمَ المَصالِحَ، فَخَلَقَ لَكُم كُلَّ ما فِي الأَرضِ لِمَصالِحِكُم يا بَني آدَمَ[2]

۲۴) عیون اخبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام نے علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے خدا کے اس فرمان:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۹

''وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنادیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے''[3]

کی تفسیر میں فرمایا: خدا نے ہی زمین کی ساری مخلوق کو تمہارے لئے پیدا کیا تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔ اور اس سے اس کی مرضی تک پہنچو اور جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔

پھر خدا نے آسمان کا کام شروع کیا اور ان کی مضبوط خلقت کا آغاز کیا اور ان کو سات آسمانوں کی شکل میں بنایا۔ اور خدا ہر چیز سے باخبر ہے۔

اور اسی علم کی وجہ سے ہر چیز کی مصلحت کو جانتا ہے اور اس نے زمین کی ساری مخلوق کو تم اولاد آدم کے لئے خدا

---

[1] البقرة:29.

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص 12 ح 29 عن محمّد بن زياد ومحمّد بن صيّاد عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج3 ص40 ح14 وراجع: التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص215 ح99.

[3] سورہ البقرہ، آیت۲۹۔

نے خلق کئے ہیں۔

ج.قَولُهُ": هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَنِ إِلَّا الْإِحْسَنُ"

ج۔ آیۃ "هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"

25.الأمالی بإسناده عن عليّ بن الحسين عن الحسين بن عل. في قولِ اللهِ عز و جل: «هَلْ جَزَآءُ ال: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: هَل جَزاءُ مَن أنعَمتُ عَلَيهِ بِالتَّوحيدِ إلاَّ الجَنَّةُ؟[1]

۲۵) امالی شیخ طوسی میں امام سجاد علیہ السلام کی سند سے، امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: جس کو میں نے توحید کی نعمت دی ہے کیا اس کی جزا سوا جنت کے کچھ اور ہے۔

د.قَولُهُ": وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

د۔ آیۃ "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

26.المحاسن عن عمرو بن أبي نصر: حَدَّثَني رَجُلٌ مِن أهلِ البَصرَةِ قالَ: رَأَيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام وعَبدَ اللهِ بنَ عُمَرَ يَطوفانِ بِالبَيتِ،

فَسَأَلتُ ابنَ عُمَرَ فَقُلتُ: قَولُ اللهِ: «وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ»[2]؟

قالَ: أمَرَهُ أن يُحَدِّثَ بِما أنعَمَ اللهُ عَلَيهِ.

ثُمَّ إنّي قُلتُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام: قَولُ اللهِ: «وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ»؟ قالَ: أمَرَهُ أن يُحَدِّثَ بِما أنعَمَ اللهُ عَلَيهِ مِن دينِهِ[3]

---

[1] الأمالی للطوسی: ص 569 ح 1177 عن محمّد بن عليّ بن الحسين بن زيد بن عليّ بن الحسين عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام و ص 429 ح 960، التوحيد: ص 28 ح 29، الأمالی للصدوق: ص 470 ح 628 والثلاثة الأخيرة عن موسى بن إسماعيل بن موسى بن جعفر عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام بزيادة «إنّ الله عزّ وجلّ قال» بعد «رسول الله ﷺ»، بحار الأنوار: ج3 ص3 ح2.

[2] الضحى: 11.

[3] المحاسن: ج 1 ص 344 ح 712، تحف العقول: ص 246 وفيه ذيله من «ثمّ إنّي» من دون إسنادٍ إلى الراوي نحوه، بحار الأنوار: ج24 ص53 ح9.

۲۶) المحاسن۔عمرو بن ابی نصر سے نقل ہے کہ بصرہ کا ایک شخص کہتا ہے، میں نے امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ خدا کے گھر (کعبہ) کا طواف کر رہے ہیں۔

میں نے ابن عمر سے آیت ''اپنے پروردگار کی نعمت کے بارے میں سناؤ'' کی تفسیر پوچھی۔تو اس نے کہا: فرمان دیا ہے کہ خدا نے جو نعمتیں انسان کو دی ہیں ان کے بارے میں (کچھ) بولے۔

پھر یہی سوال امام حسین علیہ السلام کے پاس لے گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: فرمان دیا ہے تا کہ وہ نعمتیں جو اس نے اپنے دین کے حوالے سے دی ہیں ان کے بارے میں بات کرے۔

٥.قَولُهُ: شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ

٥۔آیۃ ''وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ''

27.المعجم الأوسط عن زيد بن أسلم عن الحسين بن علي عليه السلام. في قَولِهِ تَعالى: «وَ شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ: الشّاهِدُ: جَدّي رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله، وَالمَشهودُ: يَومُ القِيامَةِ. ثُمَّ تَلا هذِهِ الآيَةَ: «إِنَّآ أَرْسَلْنَكَ شَهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا»[١]، ثُمَّ تَلا: «ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ»[٢]، [٣]

۲۷) المعجم الأوسط میں زید بن اسلم سے نقل ہے اور اس نے امام حسین علیہ السلام سے کہ امام نے فرمایا: شاہد اور گواہ یقیناً میرے نانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مشھود سے مراد قیامت کا دن ہے

پھر امام نے یہ آیت تلاوت کی:

ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا، خوشخبری دینے والا اور خدا سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

پھر یہ تلاوت کی:

وہ دن جس دن لوگ اس کے اطراف میں جمع ہوں گے وہ مشھود کا دن ہے۔

---

[١] الأحزاب: 45.

[٢] الأحزاب: 45.

[٣] المعجم الأوسط: ج9 ص182 ح9482، المعجم الصغير: ج2 ص131، وفي تفسير مجمع البيان: ج10 ص708 عن الإمام الحسن عليه السلام وليس فيه ذيله من «ثمّ تلا».

2/13

فَضلُ حَمَلَةِ الحَديثِ

حافظانِ حدیث کی فضیلت

28.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن علي قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن حَفِظَ مِن أُمَّتى أربَعينَ حَديثا يَنتَفِعونَ بِها، بَعَثَهُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ فَقيها عالِما [1]

۲۸) عیون اخبار الرضا کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے علی علیہ السلام سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی میری امت میں چالیس ایسی حدیثیں حفظ کرے جس سے فائدہ لیا جائے تو خدا قیامت کے دن اس کو فقیہ اور عالم محشور کرے گا۔

29.الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: إنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ أوصى إلى أميرِ المُؤمِنينَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام، وكانَ فيما أوصى بِهِ أن قالَ لَهُ: يا عَلِيُّ، مَن حَفِظَ مِن أُمَّتى أربَعينَ حَديثا يَطلُبُ بِذلِكَ وَجهَ اللهِ عز و جل وَالدّارَ الآخِرَةَ، حَشَرَهُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ مَعَ النَّبِيّينَ وَالصِّدّيقينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحينَ وحَسُنَ أُولئِكَ رَفيقا.

فَقالَ عَلِيٌّ عليه السلام: يا رَسولَ الله، أخبِرني ما هذِهِ الأَحاديثُ؟

فَقالَ: أن تُؤمِنَ بِاللهِ وَحدَهُ لا شَريكَ لَهُ، وتَعبُدَهُ ولا تَعبُدَ غَيرَهُ، وتُقيمَ الصَّلاةَ بِوُضوءٍ سابِغٍ في مَواقيتِها ولا تُؤَخِّرَها؛ فَإِنَّ في تَأخيرِها مِن غَيرِ عِلَّةٍ غَضَبَ اللهِ عز و جل، وتُؤَدِّيَ الزَّكاةَ، وتَصومَ شَهرَ رَمَضانَ، وتَحُجَّ البَيتَ إذا كانَ لَكَ مالٌ و كُنتَ مُستَطيعا.

وألّا تَعُقَّ وَالِدَيكَ، ولا تَأكُلَ مالَ اليَتيمِ ظُلما،

ولا تَأكُلَ الرِّبا،

ولا تَشرَبَ الخَمرَ ولا شَيئا مِنَ الأَشرِبَةِ المُسكِرَةِ، ولا تَزنِيَ،

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 37 ح 99، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص 226 ح 114 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 2 ص 156 ح 8.

ولا تَلوط، ولا تَمشِيَ بِالنَّميمَةِ [1]،

ولا تَحلِفَ بِاللهِ كاذِبا،

ولا تَسرِق، ولا تَشهَدَ شَهادَةَ الزّورِ لِأَحَدٍ قَريبا كانَ أو بَعيدا، وأن تَقبَلَ الحَقَّ مِمَّن جاءَ بِهِ صَغيرا كانَ أو كَبيرا،

وألّا تَركَنَ إلى ظالِمٍ وإن كانَ حَميما قَريبا،

وألّا تَعمَلَ بِالهَوى، ولا تَقذِفَ المُحصَنَةَ، ولا تُرائِيَ؛ فَإِنَّ أيسَرَ الرِّياءِ شِركٌ بِاللهِ عز و جل.

وألّا تَقولَ لِقَصيرٍ: يا قَصيرُ، ولا لِطَويلٍ: يا طَويلُ؛ تُريدُ بِذلِكَ عَيبَهُ، وألّا تَسخَرَ مِن أحَدٍ مِن خَلقِ اللهِ،

وأن تَصبِرَ عَلَى البَلاءِ وَالمُصيبَةِ، وأن تَشكُرَ نِعَمَ اللهِ الَّتي أنعَمَ بِها عَلَيكَ،

وألّا تَأمَنَ عِقابَ اللهِ عَلى ذَنبٍ تُصيبُهُ، وألّا تَقنَطَ [2] مِن رَحمَةِ اللهِ، وأن تَتوبَ إلَى اللهِ عز و جل مِن ذُنوبِكَ؛ فَإِنَّ التّائِبَ مِن ذُنوبِهِ كَمَن لا ذَنبَ لَهُ،

وألّا تُصِرَّ عَلَى الذُّنوبِ مَعَ الاِستِغفارِ فَتَكونَ كَالمُستَهزِءِ بِاللهِ وآياتِهِ ورُسُلِهِ.

وأن تَعلَمَ أنَّ ما أصابَكَ لَم يَكُن لِيُخطِئَكَ، وأنَّ ما أخطَأَكَ لَم يَكُ لِيُصيبَكَ، وألّا تَطلُبَ سَخَطَ الخالِقِ بِرِضَى المَخلوقِ،

وألّا تُؤثِرَ الدُّنيا عَلَى الآخِرَةِ؛ لِأَنَّ الدُّنيا فانِيَةٌ وَالآخِرَةَ الباقِيَةُ،

وألّا تَبخَلَ عَلى إخوانِكَ بِما تَقدِرُ عَلَيهِ، وأن تَكونَ سَريرَتُكَ كَعَلانِيَتِكَ،

وألّا تَكونَ عَلانِيَتُكَ حَسَنَةً وسَريرَتُكَ قَبيحَةً، فَإِن فَعَلتَ ذلِكَ كُنتَ مِنَ المُنافِقينَ.

وألّا تَكذِبَ، وألّا تُخالِطَ الكَذّابينَ،

وألّا تَغضَبَ إذا سَمِعتَ حَقّا، وأن تُؤَدِّبَ نَفسَكَ وأهلَكَ ووُلدَكَ وجيرانَكَ عَلى حَسَبِ الطّاقَةِ، وأن تَعمَلَ بِما عَلِمتَ، ولا تُعامِلَنَّ أحَدا مِن خَلقِ اللهِ عز و جل إلّا بِالحَقِّ، وأن تَكونَ سَهلاً لِلقَريبِ وَالبَعيدِ،

---

[1] النَّمِيمَةُ: هي نقل الحديث من قوم إلى قوم على جهة الإفساد والشرّ (النهاية: ج 5 ص 120 «نمم»).

[2] القُنوط: هو أشدّ اليأس من الشيء (النهاية: ج 4 ص 113 «قنط»).

وألاّ تَكونَ جَبّارا عَنيدا، وأن تُكثِرَ مِنَ التَّسبيحِ وَالتَّهليلِ وَالدُّعاءِ وذِكرِ المَوتِ وما بَعدَهُ مِنَ القِيامَةِ وَالجَنَّةِ وَالنّارِ، وأن تُكثِرَ مِن قِراءَةِ القُرآنِ وتَعمَلَ بِما فيهِ. وأن تَستَغنِمَ البِرَّ وَالكَرامَةَ بِالمُؤمِنينَ وَالمُؤمِناتِ، وأن تَنظُرَ إلى كُلِّ ما لا تَرضى فِعلَهُ لِنَفسِكَ فَلا تَفعَلَهُ بِأَحَدٍ مِنَ المُؤمِنينَ، ولا تَمَلَّ مِن فِعلِ الخَيرِ،

وألاّ تُثَقِّلَ عَلى أحَدٍ،

وألاّ تَمُنَّ عَلى أحَدٍ إذا أنعَمتَ عَلَيهِ، وأن تَكونَ الدُّنيا عِندَكَ سِجنا حَتّى يَجعَلَ اللهُ لَكَ جَنَّةً.

فَهذِهِ أربَعونَ حَديثا، مَنِ استَقامَ عَلَيها وحَفِظَها عَنّي مِن اُمَّتي دَخَلَ الجَنَّةَ بِرَحمَةِ اللهِ، وكانَ مِن أفضَلِ النّاسِ وأحَبِّهِم إلَى اللهِ عز و جل بَعدَ النَّبِيّينَ وَالوَصِيّينَ، وحَشَرَهُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ مَعَ النَّبِيّينَ وَالصِّدّيقينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحينَ وحَسُنَ اُولئِكَ رَفيقا [1]

۲۹) الخصال کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو وصیت کی اس میں فرمایا: اے علی علیہ السلام! میری امت میں سے جو بھی خدا اور آخرت کے لئے چالیس احادیث حفظ کرے گا۔ خدا قیامت کے دن اس کو انبیاء وصدیقین، شہداء اور نیک بندوں، جو بہترین بندے ہیں کے ساتھ محشور کرے گا۔

علی علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے بتائیے کہ وہ کونسی احادیث ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ اکیلے خدا پر ایمان رکھو۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔

اور نماز مکمل وضو سے انجام دو۔ اس کے معین وقت میں اور نماز کو موخر نہ کرو کیونکہ بغیر سبب کے نماز کو موخر کرنے میں خدا کی ناراضگی ہے

اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کا روزہ رکھو

اور خانہ کعبہ کا حج کرو جب تمہارے پاس اتنا مال ہو کہ قدرت پیدا کرلو۔

اور خبردار والدین کے عاق نہ بننا اور یتیم کا ناحق مال نہ کھانا،

اور سود نہ کھاؤ اور شراب نہ پیئو اور نہ ہی نشے والی کوئی چیز کھاؤ پیئو

---

[1] الخصال: ص 543 ح 19 عن إسماعيل بن الفضل الهاشمي، وإسماعيل بن أبي زياد جميعا عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج2ص154 ح7.

اور زنا نہ کرو اور لواط سے بچو اور چغلی سے بچو۔
اور خدا کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ، چوری نہ کرو، نزدیکی یا دور والے میں سے کسی کے لئے بھی جھوٹی گواہی نہ دو۔
اور جس سے بھی حق آئے، چھوٹا ہو یا بڑا، تم قبول کرو اور ظالم کو اپنا سہارا نہ بناؤ اگر چہ تمہارا قریبی دوست ہی کیوں نہ ہو۔
اور اپنی ہوا و ہوس پر عمل نہ کرو اور پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ۔
اور ریا سے پرہیز کرو کیونکہ سب سے کمترین ریا بھی خدا سے شرک ہے
چھوٹے قد اور بلند قد والوں کو عیب کی زبان سے چھوٹا یا لمبا نہ کہو
اور خدا کی کسی بھی مخلوق کا مذاق نہ اڑاؤ اور مصیبت اور مشکل پر صبر کرو
اور خدا سے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں خدا کا شکر کرو،
اور جو گناہ کر رہے ہو، اس کی سزا خدا کی طرف سے خود کو محفوظ نہ سمجھو،
خدائی رحمت سے ناامید مت ہو
اور تم اپنے گناہوں سے خدا کی طرف لوٹ آؤ۔ کیونکہ گناہ کو چھوڑنے والا ایسے ہے جیسے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔
اور توبہ کے ساتھ گناہ کرنے پر اصرار نہ کرو کیونکہ اگر ایسے کرو گے تو گویا خدا اور اس کی آیات اور انبیاء کا مذاق اڑانے والے ہو،
اور یہ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ تم تک پہنچا ہے وہ یقینا بغیر خطا کے پہنچا ہے اور جو کوئی ظاہراً غلط ہو، وہ تم تک نہیں پہنچنا چاہیے تھا
اور تم مخلوق کی رضایت سے خدا کی ناراضگی حاصل نہ کرو
اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے
اور تم جو اپنی قدرت میں رکھتے ہو وہ اپنے بھائیوں کو دینے سے بخل نہ کرو
اور تیرا اندر تیرے باہر کی طرح ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا ظاہر خوبصورت اور باطن بدصورت ہو، اگر ایسا کرو گے تو منافقوں سے شمار کئے جاؤ گے۔
اور جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹوں کی صحبت سے بچنا اور جب حق کی بات سنو تو غصہ مت کرو
اور تم خود کو اپنے خاندان، اولاد اور پڑوس والوں کو اپنی طاقت کے حساب سے ادب سکھاؤ

اور اپنے علم پر عمل کرو اور خدائی مخلوق میں سے کسی بھی ایک سے سوائے حق کے رفتار نہ کرو۔

نزدیکی اور دور والے کے سامنے نرمی سے پیش آؤ، نہ زبردستی اور سختی سے،

خدا کی تسبیح، تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور دعا زیادہ کرو

اور بہت زیادہ موت اور موت کے بعد، قیامت سے جنت یا جہنم تک کو یاد کرو

اور قرآن زیاد پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اور مومن مرد اور عورت سے نیکی کرنے اور ان کا احترام کرنے کو غنیمت شمار کرو

اور دیکھو جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ مومنوں میں سے کسی کے لئے بھی نہ کرو

اور نیکی کے کام سے تھکاوٹ محسوس نہ کرو

اور کسی کے ماتحت ہونے کو قبول نہ کرو

اور جب کسی کو نعمت دو تو اس پر احسان مت جتاؤ

اور تیرے نزدیک دنیا ایسا زندان ہونا چاہیے جس سے نکل کر جنت جاؤ گے۔

یہ چالیس حدیثیں ہیں جو میری امت میں سے کوئی بھی حفظ کرے اور پابندی کرے تو رحمت الٰہی کے ذریعے جنت میں جائے گا اور ایسا آدمی انبیاء و اوصیاء کے بعد خدا کے نزدیک بہت زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہوگا اور خدا سے قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، جو بہترین ساتھی ہیں کے ساتھ محشور ہوگا۔

2/14

تَعليمُ الحِكمَةِ للأَولادَ

اولاد کو حکمت کی تعلیم

30.معانی الأخبار عن شريح بن هانئ: سَأَلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام ابنَهُ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقالَ: يابُنَيَّ مَا العَقلُ؟ قالَ: حِفظُ قَلبِكَ مَا استَودَعتَهُ. قالَ: فَمَا الحَزمُ؟ قالَ: أن تَنتَظِرَ فُرصَتَكَ، وتُعاجِلَ ما أمكَنَكَ. قالَ: فَمَا المَجدُ؟

قالَ: حَملُ المَغارِمِ[1]، وَابتِناءُ المَكارِمِ.

قالَ: فَمَا السَّماحَةُ؟ قالَ: إجابَةُ السّائِلِ، وبَذلُ النّائِلِ.

قالَ: فَمَا الشُّحُّ؟

قالَ: أن تَرَى القَليلَ سَرَفا، وما أنفَقتَ تَلَفا.

قالَ: فَمَا الرِّقَّةُ[2]؟ قالَ: طَلَبُ اليَسيرِ ومَنعُ الحَقيرِ.

قالَ: فَمَا الكُلفَةُ؟ قالَ: التَّمَسُّكُ بِمَن لا يُؤمِنُكَ، وَالنَّظَرُ فيما لا يَعنيكَ.

قالَ: فَمَا الجَهلُ؟ قالَ: سُرعَةُ الوُثوبِ عَلَى الفُرصَةِ قَبلَ الاِستِمكانِ مِنها، وَالاِمتِناعُ عَنِ الجَوابِ، ونِعمَ العَونُ الصَّمتُ في مَواطِنَ كَثيرَةٍ وإن كُنتَ فَصيحا. ثُمّ أقبَلَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ عَلَى الحُسَينِ ابنِهِ عليه السلام فَقالَ لَهُ: يا بُنَيَّ، مَا السُّؤدَدُ؟ قالَ: اِصطِناعُ[3] العَشيرَةِ، وَاحتِمالُ الجَريرَةِ[4]

قالَ: فَمَا الغِنى؟

قالَ: قِلَّةُ أمانِيِّكَ، وَالرِّضى بِما يَكفيكَ.

قالَ: فَمَا الفَقرُ؟

قالَ: الطَّمَعُ، وشِدَّةُ القُنوطِ.

قالَ: فَمَا اللُّؤمُ؟

قالَ: إحرازُ المَرءِ نَفسَهُ، وإسلامُهُ عِرسَهُ.

قالَ: فَمَا الخُرقُ؟ قالَ: مُعاداتُكَ أميرَكَ، ومَن يَقدِرُ عَلى ضَرِّكَ ونَفعِكَ. ثُمَّ التَفَتَ إلَى الحارِثِ الأَعوَرِ

فَقالَ: يا حارِثُ، عَلِّموا هذِهِ الحِكَمَ أولادَكُم، فَإِنَّها زِيادَةٌ فِي العَقلِ وَالحَزمِ وَالرَّأيِ[5]

---

[1] المَغْرَمُ: ما يلزم به الإنسان من غرامة، أو يصاب به في ماله من خسارة وما يلحق به من المظالم (مجمع البحرين: ج 2 ص 1317 «غرم»).

[2] في بحار الأنوار: «فما السرقة».

[3] الاصطناع: افتعالٌ من الصنيعة؛ وهي العطيّة والكرامة والإحسان (النهاية: ج 3 ص 56 «صنع»).

[4] الجَرِيْرَةُ: الجناية والذنب (النهاية: ج 1 ص 258 «جرر»).

[5] معاني الأخبار: ص 401 ح 62، بحار الأنوار: ج 72 ص 194 ح 14.

۳۰) معانی الاخبار، شریح بن ہانی سے نقل کیا ہے: علی نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے پوچھا: عقل کے کیا معنی ہیں؟ حسن علیہ السلام نے جواب دیا: عقل یہ ہے کہ جو کچھ تو نے دل کے سپرد کیا ہے اور اس کو محفوظ کرے۔

پھر پوچھا: دوراندیشی کیا ہے؟

امامؑ نے جواب دیا: فرصت کے انتظار میں رہو۔ جیسے ہی فرصت ملے پہلے عمل کرو۔

پھر پوچھا: بزرگواری کا مطلب کیا ہے؟

تو امام حسنؑ نے جواب دیا: خسارے کو تحمل کرنا اور اچھے (کاموں) کی بنیاد رکھنا۔

پھر پوچھا: بزرگی کیا ہے؟

جواب میں فرمایا: سوال کرنے والے کی درخواست قبول کرنا اور اس کو دنیا وہ چیز جو پہنچی ہے۔

پھر پوچھا: بخل کا مطلب کیا ہے؟

جواب میں فرمایا (یہ کہ) کم خرچ کو فضول خرچی دیکھو اور انفاق کرنے کو فضول خرچ سمجھو۔

پھر پوچھا: سرقت کیا ہے؟

جواب دیا: کم کو طلب کرنا اور حقیر چیز کو منع کرنا۔

پھر پوچھا: تکلف (زحمت سے کسی چیز کو سنبھالنا) کا مطلب کیا ہے؟

فرمایا: اعتماد کرنا ایسے آدمی پر جو تجھے امان نہیں دے گا اور توجہ دینا اسی چیزوں کی طرف جو تیرے مقصد کی نہیں ہیں؟

پھر فرمایا: بےعقلی (جہالت) کیا ہے؟

فرمایا: فرصت سے فائدہ اٹھانے سے پہلے جلدی کرنا۔ امکانات فراہم کرنے سے پہلے جواب سے خود کو روکنا۔ بہت سے مقامات پر بہترین مددگار، سکوت ہے۔ اگرچہ تم فصیح ہو۔

پھر امام علی علیہ السلام اپنے دوسرے فرزند امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور ان سے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! سروری کا مطلب کیا ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا: اپنوں پر احسان کرنا اور دوسروں کی غلطیوں کو تحمل کرنا۔

پھر پوچھا: تونگری کا مطلب کیا ہے؟

جواب دیا: آرزو کا کم ہونا اور جو تیرے لئے کافی ہے اس پر راضی ہونا۔

پھر پوچھا: ناداری (فقر) کیا ہے؟

جواب میں فرمایا: (دوسروں پر) طمع و لالچ اور زیادہ نا امید ہونا۔

پھر پوچھا: حقارت کا مطلب کیا ہے؟

جواب دیا: یہ کہ انسان خود کو حفظ میں رکھے اور اپنے عیال کو دوسرے کے حوالے کرے۔

پھر پوچھا: درشتی یعنی کیا؟

فرمایا: تم اپنے حاکم کے ساتھ دشمنی کرو اور اس کے ساتھ بھی جو تجھے نفع ونقصان دینے کی قدرت رکھتا ہو۔

پھر علی علیہ السلام حارث اعور کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے حارث! یہ حکمتیں تم اپنی اولاد کو سکھاؤ کیونکہ یہ عقل اور دور اندیشی وفکر کی زیادتی کا سبب ہیں۔

الفصل الثّالِثُ: اليقين

تیسری فصل: یقین

31.بغية الطلب عن محمّد بن مسعر اليربوعيّ: قالَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: كَم بَينَ الإيمانِ وَاليَقينِ؟ قالَ: أربَعُ أصابِعَ. قالَ: بَيِّن. قالَ: اليَقينُ ما رَأَتهُ عَينُكَ، وَالإيمانُ ما سَمِعَت اُذُنُكَ وصَدَّقَت بِهِ. قالَ: أشهَدُ أنَّكَ مِمَّن أنتَ مِنهُ، ذُرِّيَّةٌ بَعضُها مِن بَعضٍ [1]

(۳۱)بغیۃ الطلب میں محمد بن مسعر یربوعی سے نقل ہے کہ امام علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: ایمان اور یقین کے درمیان میں کتنا فاصلہ ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: چار انگشت کا۔ امام نے فرمایا: وضاحت کرو۔ تو فرمایا: یقین یہ ہے کہ تیری آنکھ نے دیکھا ہے اور ایمان یہ ہے کہ تیرے کان نے سنا اور اس کی تصدیق کی ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اور تو اس سے (فاطمہ سلام اللہ علیہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ایسی نسل ہے کہ جس کے بعض، بعض سے ہیں۔

32. كفاية الأثر عن يحيى بن يَعمُر: كُنتُ عِندَ الحُسَينِ عليه السلام إذ دَخَلَ عَلَيهِ رَجُلٌ مِنَ العَرَبِ مُتَلَثِّماً أسمَرُ شَديدُ السُّمرَةِ، فَسَلَّمَ ورَدَّ الحُسَينُ عَلَيهِ السَّلامَ. فَقالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ مَسأَلَةٌ. قالَ: هاتِ. قالَ: كَم بَينَ الإيمانِ وَاليَقينِ؟ قالَ: أربَعُ أصابِعَ. قالَ: كَيفَ؟ قالَ: الإيمانُ ما سَمِعناهُ، وَاليَقينُ ما رَأَيناهُ، وبَينَ السَّمعِ وَالبَصَرِ أربَعُ أصابِعَ. قالَ: فَكَم بَينَ السَّماءِ وَالأَرضِ؟ قالَ: دَعوَةٌ مُستَجابَةٌ. قالَ: فَكَم بَينَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ؟ قالَ: مَسيرَةُ يَومٍ لِلشَّمسِ [2]

(۳۲) کفایۃ الاثر میں یحییٰ بن یعمر سے نقل ہے: میں امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک عرب گندی رنگ کا اس حالت میں امامؑ کے پاس آ کر سلام کیا کہ اس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ امامؑ نے بھی اس کے سلام کا جواب دیا۔

اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کے فرزند! ایک سوال ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پوچھو۔ اس نے کہا: ایمان اور یقین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

---

[1] بغية الطلب في تاريخ حلب: ج6 ص2589، وفي ذخائر العقبى: ص238. قال عليّ عليه السلام للحسن بن عليّ عليه السلام.

[2] كفاية الأثر: ص232، بحار الأنوار: ج36 ص384 ح5، وفي الاحتجاج: ج2 ص15 ح149 والمناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص13 عن الإمام الحسن عليه السلام وكلاهما نحوه.

امام علیہ السلام نے فرمایا: چار انگشت کا۔

اس نے پوچھا: وہ کیسے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا: ایمان وہ چیز ہے جو ہم نے سنی ہے اور یقین وہ چیز ہے جو ہم نے دیکھی ہے اور کان اور آنکھ کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہے۔

پھر اس نے پوچھا: آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسی دعا کا جو قبول ہوئی ہو۔

پھر اس شخص نے پوچھا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سورج کے ایک دن جتنا راستہ۔

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام:

إِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ
وَإِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ
وَإِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللهَ شُكْراً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ
وَهِيَ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ۔ [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

کچھ لوگ رغبت کے ساتھ (اجر و ثواب کی لالچ میں) خدا کی عبادت کرتے ہیں یہ تاجر لوگوں کی عبادت ہے۔

کچھ لوگ (دوزخ کے) ڈر سے عبادت کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

کچھ لوگ شکرانہ کے طور پر عبادت کرتے ہیں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے

یہی بہترین عبادت ہے۔

[1] بحار الانوار: ۷۸، ۱۱۷؛ موسوعة کلمات الامام الحسین علیہ السلام: ص ۷۴۸، ح ۹۰۶؛ بلاغة الامام علی بن الحسین علیہ السلام: ص ۱۷۱، باب سوم کلمات قصار

البابُ الثّانی: الحکمِ العقائدیّة

دوسرا باب: اعتقادی حکمتیں

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
لِيَكُنْ كُلُّ امْرِىٍٔ مِّنْكُمْ حِلْساً مِّنْ اَحْلاسِ بَيْتِهِ
مَادَامَ هٰذَا الرَّجُلُ حَيّاً
فَاِنْ يُّهْلَكْ وَ اَنْتُمْ اَحْيَآءٌ رَّجَوْنَا اَنْ يُّخَيِّرَ اللّٰهُ لَنَا
وَ يُؤْتِيَنَا رُشْدَنَا وَلَا يَكِلَنَا اِلَى اَنْفُسِنَا
"وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"۔ [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:
جب تک یہ (معاویہ) زندہ رہے تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہے (کوئی حرکت وقیام نہ کرے)
جب وہ مر جائے اور تم زندہ رہ جاؤ
تو امید ہے کہ خدا ہمارے لئے رشد ورستگاری (نجات) قرار دے
اور ہم کو ہمارے او پر نہ چھوڑے (جیسا کہ اس نے قرآن میں وعدہ فرمایا ہے:)
''یقیناً خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ نیکوکار بھی ہیں۔''

---
[1] موسوعة كلمات الامام الحسين: ص۲۰۵، ح۱۵۲

الفصل الأَوَّلُ: معرفة الله

پہلی فصل: معرفتِ خدا

1/1

رَأسُ العِلمِ

علم کی بنیاد

33.جامع الأخبار بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام جاءَ رَجُلٌ إلى رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وقالَ: ما رَأسُ العِلمِ؟

قالَ: مَعرِفَةُ اللهِ حَقَّ مَعرِفَتِهِ.

قالَ: وما حَقُّ مَعرِفَتِهِ؟

قالَ: أن تَعرِفَهُ بِلا مِثالٍ ولا شَبيهٍ، وتَعرِفَهُ إلٰها واحِدًا خالِقًا قادِرًا، أوَّلاً وآخِرًا، ظاهِرًا وباطِنًا، لا كُفوَ لَهُ ولا مِثلَ لَهُ، وذٰلِكَ مَعرِفَةُ اللهِ حَقَّ مَعرِفَتِهِ[1]

۳۳) جامع الاخبار نے اپنی سند سے، امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا: علم کی بنیاد (شروعات) کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: معرفت خدا، جس طرح اس کا حق ہے۔

[1] جامع الأخبار: ص 36 ح 17 عن الإمام الرضا عن أبيه عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 3 ص 14 ح 36 وراجع: التوحيد ص 285 ح 5.

اس شخص نے کہا: اس کی معرفت کا حق کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ہے کہ خدا کو بغیر مثل کے پہچانو اور اس کو واحد خدا اور خالق سمجھو۔ وہ آغاز اور انتہا، آشکار و باطن ہے جس کا کوئی نہ مثل ہے نہ ہی شبیہ اور یہ ہی ہے خدا کی معرفت کا حق ہے۔

1/2

حِصنُ اللهِ

خدا کا قلعہ

34. التوحيد عن إسحاق بن راهويه: لَمّا وافى أبو الحَسَنِ الرِّضا عليه السلام بِنَيسابورَ وأَرادَ أن يَخرُجَ مِنها إلَى المَأمونِ، اجتَمَعَ إلَيهِ أصحابُ الحَديثِ فَقالوا لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، تَرحَلُ عَنّا ولا تُحَدِّثُنا بِحَديثٍ فَنَستَفيدَهُ مِنكَ؟! وكانَ قَد قَعَدَ فِي العمارِيَةِ، فَأَطلَعَ رَأسَهُ وقالَ: سَمِعتُ أبي موسَى بنَ جَعفَرٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي جَعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي مُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ يَقولُ: سَمِعتُ أبي عَلِيَّ بنَ الحُسَينِ يَقولُ: سَمِعتُ أبِيَ الحُسَينَ بنَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي أميرَ المُؤمِنينَ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ يَقولُ: سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: سَمِعتُ جَبرَئيلَ يَقولُ: سَمِعتُ اللهَ جَلَّ جَلالُهُ يَقولُ: لا إلهَ إلاَّ اللهُ حِصني، فَمَن دَخَلَ حِصني أمِنَ مِن عَذابي. قالَ: فَلَمّا مَرَّتِ الراحِلَةُ نادانا: بِشُروطِها وأَنَا مِن شُروطِها[1]

۳۴) التوحید میں اسحاق بن راھویہ سے نقل ہے: جب امام علی رضا علیہ السلام سفر طے کر کے نیشا پور تک پہنچے اور ماموں کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حدیث کے راویوں نے امامؑ کے اطراف میں حلقہ بنالیا اور امامؑ کو کہنے لگے: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ہاں سے جا رہے ہیں مگر ہمارے لئے کوئی حدیث بیان نہیں کر رہے ہیں تا کہ ہم استفادہ کریں؟

امام اس حالت میں کہ اونٹ کے کجاوہ میں بیٹھے ہوئے تھے اپنا سر مبارک نکال کر فرمایا: میں نے اپنے بابا موسیٰ بن جعفرؑ سے سنا ہے کہ اس نے اپنے بابا جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا محمد بن علی علیہما السلام سے اور اس نے

[1] التوحيد: ص 25 ح 23، ثواب الأعمال: ص 21 ح 1، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 135 ح 4، بشارة المصطفى: ص 269، بحار الأنوار: ج 49 ص 123 ح 4.

اپنے بابا علی بن حسین علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا حسین بن علی علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا علی علیہ السلام سے اور اس نے نبی اکرم سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے خدا سے سنا کہ ارشاد ہے: لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو بھی میرے قلعہ میں آجائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہے۔

پھر جیسے امامؑ کی سواری چلنے لگی تو امامؑ نے ہمیں ندا دی اور فرمایا: مگر اس کی شرائط ہیں ان شرائط میں سے ایک شرط میں ہوں۔

1/3

عِلَّةُ الخِلقَةِ

فلسفہ خلقت

35.علل الشرائع عن سلمة بن عطا عن أبي عبد الله عليه خَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام عَلى أصحابِهِ فَقالَ: أيُّهَا النّاسُ! إنَّ اللهَ جَلَّ ذِكرُهُ ما خَلَقَ العِبادَ إلاّ لِيَعرِفوهُ، فَإِذا عَرَفوهُ عَبَدوهُ، فَإِذا عَبَدوهُ استَغنَوا بِعِبادَتِهِ عَن عِبادَةِ مَن سِواهُ.

فَقالَ لَهُ رَجُلٌ: يَابنَ رَسولِ اللهِ بِأَبي أنتَ واُمّي، فَما مَعرِفَةُ اللهِ؟

قالَ: مَعرِفَةُ أهلِ كُلِّ زَمانٍ إمامَهُمُ [1] الَّذي يَجِبُ عَلَيهِم طاعَتُهُ [2]

۳۵) علل الشرائع میں سلمہ بن عطا سے نقل امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس آکر فرمایا: اے لوگو! خدا نے اپنے بندوں کو فقط اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ خدا کی معرفت حاصل کریں اور جب اس کی معرفت حاصل کریں تو اس کی عبادت کریں اور جب عبادت کریں تو غیر خدا کی عبادت سے خدا کی عبادت کے ذریعے بے نیاز ہوجائیں۔

بس ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول کے فرزند! میرا باپ و ماں آپ پر قربان! خدا کی معرفت کا مطلب کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: لوگوں کی معرفت رکھنا ہر زمانے میں اس امام کے بارے میں جس کی اطاعت اس پر واجب

[1] أي أنّ معرفة الله والإيمان الحقيقي يلازم معرفة الرجل إمام زمانه.

[2] علل الشرائع: ص9 ح1، كنز الفوائد: ج1 ص328 عن مسلمة بن عطا، بحار الأنوار: ج5 ص312 ح1.

ہے۔

1/4

الدَّليلُ عَلى مَعرِفَةِ اللهِ

معرفت خدا کی طرف رہنمائی

36.التوحيد عن زياد بن المنذر عن أبي جعفر محمّد بن علي: إنَّ رَجُلاً قامَ إلى أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، بِماذا عَرَفتَ رَبَّكَ؟ قالَ: بِفَسخِ العَزمِ، ونَقضِ الهَمِّ؛ لَمّا هَمَمتُ فَحيلَ بَيني وبَينَ هَمّي، وعَزَمتُ فَخالَفَ القَضاءُ عَزمي، عَلِمتُ أنَّ المُدَبِّرَ غَيري. قالَ: فَبِماذا شَكَرتَ نَعماءَهُ؟ قالَ: نَظَرتُ إلى بَلاءٍ قَد صَرَفَهُ عَنّي وأبلى بِهِ غَيري، فَعَلِمتُ أنَّهُ قَد أنعَمَ عَلَيَّ فَشَكَرتُهُ. قالَ: فَلِماذا أحبَبتَ لِقاءَهُ؟ قالَ: لَمّا رَأَيتُهُ قَدِ اختارَ لي دينَ مَلائِكَتِهِ ورُسُلِهِ وأنبِيائِهِ، عَلِمتُ أنَّ الَّذي أكرَمَني بِهذا لَيسَ يَنساني، فَأَحبَبتُ لِقاءَهُ[1]

۳۶) التوحید، زیاد بن منذر نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے : ایک شخص علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنینؑ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا؟

تو امامؑ نے فرمایا: ارادوں کے ٹوٹنے سے کیونکہ جب میں نے ارادہ کیا تو میرے درمیان اور ارادے کے درمیان ایک مانع پیدا ہوا اور جب میں نے تصمیم کی تو میری تصمیم کے ساتھ تقدیر سازگار نہ ہوئی، تو میں نے جانا کہ چلانے اور تدبیر کرنے والا کوئی اور ہے۔

پھر اس نے کہا: آپ کیسے خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے ہو؟

امامؑ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ مشکل کو مجھ سے دور کیا دوسرے کو اسی ہی مشکل میں دوچار کیا تو میں نے جانا کہ اس نے مجھے نعمت دی ہے اسی وجہ سے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

پھر اس نے پوچھا: کیوں خدا کے دیدار (ملاقات) کو چاہتے ہیں؟

جواب دیا: جب میں نے دیکھا کہ اس نے میرے لئے فرشتوں، رسولوں، انبیاء کا قانون انتخاب کیا ہے تو

---

[1] التوحيد:ص288ح6وراجع:الخصال:ص33ح1ومختصر بصائر الدرجات:ص131وروضة الواعظين:ص38

مجھے پتہ چلا جس نے مجھے ایسے نوازا ہے وہ کبھی بھلائے گا نہیں بس اسی لئے اس کے دیدار (ملاقات) کا مشتاق ہوں۔

37. التوحيد عن محمّد بن زياد و محمّد بن سيّار عن الحسن قامَ رَجُلٌ إلى عَلِيّ بنِ الحُسَينِ عليه السلام فَقالَ: أخبِرني عَن مَعنى «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ». فَقالَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام: حَدَّثَني أبي عَن أخيهِ الحَسَنِ عَن أبيهِ أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: أنَّ رَجُلاً قامَ إلَيهِ فَقالَ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، أخبِرني عَن «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» ما مَعناهُ؟ فَقالَ: إنَّ قَولَكَ: «اَللهُ» أعظَمُ اسمٍ مِن أسماءِ اللهِ عز و جل، وهُوَ الاِسمُ الَّذي لا يَنبَغي أن يُسَمّى بِهِ غَيرُ اللهِ، ولَم يَتَسَمَّ بِهِ مَخلوقٌ. فَقالَ الرَّجُلُ: فَما تَفسيرُ قَولِهِ: «اَللهُ»؟ قالَ: هُوَ الَّذي يَتَأَلَّهُ إلَيهِ عِندَ الحَوائِجِ وَالشَّدائِدِ كُلُّ مَخلوقٍ عِندَ انقِطاعِ الرَّجاءِ مِن جَميعِ مَن هُوَ دونَهُ، وتَقَطُّعِ الأَسبابِ مِن كُلِّ مَن سِواهُ، وذلِكَ أنَّ كُلَّ مُتَرَئِّسٍ في هذِهِ الدُّنيا ومُتَعَظِّمٍ فيها وإن عَظُمَ غَناؤُهُ وطُغيانُهُ و كَثُرَت حَوائِجُ مَن دونَهُ إلَيهِ، فَإِنَّهُم سَيَحتاجونَ حَوائِجَ لا يَقدِرُ عَلَيها هذَا المُتَعاظِمُ، و كَذلِكَ هذَا المُتَعاظِمُ يَحتاجُ حَوائِجَ لا يَقدِرُ عَلَيها، فَيَنقَطِعُ إلَى اللهِ عِندَ ضَرورَتِهِ وفاقَتِهِ، حَتّى إذا كَفى هَمَّهُ عادَ إلى شِركِهِ، أما تَسمَعُ اللهَ عز و جل يقول: «قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ * بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ»[1] فَقالَ اللهُ عز و جل لِعِبادِهِ: أيُّهَا الفُقَراءُ إلى رَحمَتي، إنّي قَد ألزَمتُكُمُ الحاجَةَ إلَيَّ في كُلِّ حالٍ، وذِلَّةَ العُبودِيَّةِ في كُلِّ وَقتٍ، فَإِلَيَّ فَافزَعوا في كُلِّ أمرٍ تَأخُذونَ فيهِ، وتَرجونَ تَمامَهُ وبُلوغَ غايَتِهِ؛ فَإِنّي إن أرَدتُ أن أُعطِيَكُم لَم يَقدِر غَيري عَلى مَنعِكُم، وإن أرَدتُ أن أمنَعَكُم لَم يَقدِر غَيري عَلى إعطائِكُم؛ فَأَنَا أحَقُّ مَن سُئِلَ، وأولى مَن تُضُرِّعَ إلَيهِ، فَقولوا عِندَ افتِتاحِ كُلِّ أمرٍ صَغيرٍ أو عَظيمٍ: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» أي أستَعينُ عَلى هذَا الأَمرِ بِاللهِ الَّذي لا يَحِقُّ العِبادَةُ لِغَيرِهِ، المُغيثِ إذَا استُغيثَ، المُجيبِ إذا دُعِيَ، الرَّحمنِ الَّذي يَرحَمُ بِبَسطِ الرِّزقِ عَلَينا، الرَّحيمِ بِنا في أديانِنا ودُنيانا وآخِرَتِنا، خَفَّفَ عَلَينَا الدّينَ وجَعَلَهُ سَهلاً خَفيفاً، وهُوَ يَرحَمُنا بِتَمَيُّزِنا[2] مِن أعدائِهِ. ثُمَّ قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن حَزَنَهُ أمرٌ تَعاطاهُ فَقالَ: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» وهُوَ مُخلِصٌ للهِ يُقبِلُ بِقَلبِهِ إلَيهِ، لَم يَنفَكَّ مِن إحدَى

---

[1] الأنعام: 40 و 41.

[2] في بعض النسخ: «بتمييزنا».

اثنَتَينِ: إمّا بُلوغ حاجَتِهِ فِي الدُّنيا، وإمّا يُعَدُّ لَهُ عِندَ رَبِّهِ ويُدَّخَرُ لَدَيهِ، وما عِندَ اللهِ خَيرٌ وأبقى لِلمُؤمِنينَ [1]

۷۳) التوحید: محمد بن زیاد اور محمد بن ھشیار سے نقل ہے کہ: ایک شخص امام سجاد علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: مجھے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے معنی بتایئے۔

امامؑ نے فرمایا: میرے بابا (امام حسینؑ) نے اپنے بھائی امام حسنؑ سے اور اپنے بابا علی علیہ السلام سے حدیث نقل کی کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر المومنینؑ مجھے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے معنی بتایئے

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تو اس کا مطلب ہے خدا کا سب سے بڑا نام اور ایسا نام کہ جو خدا کے علاوہ کسی پر رکھنا جائز نہیں ہے اور مخلوق میں سے کسی پر نہیں رکھتے۔

پھر اس شخص نے پوچھا: اللہ کی تفسیر کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ایسی ذات ہے کہ ہر مخلوق اپنی محتاجی اور مشکلات میں اور جب غیر خدا سے امید ختم ہوجاتی ہے اور ہر دوسرا سبب کٹ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں ہر بڑا آدمی جتنا ہی غنی اور نا فرمان ہو اور لوگوں کی ضرورتیں بھی اس کی طرف زیادہ ہوں پھر بھی لوگوں کے پاس ایسی ضرورتیں اور پریشانیاں ہیں جو یہ بڑا آدمی حل نہیں کرسکتا اور اس بزرگ اور بڑے آدمی کی بھی بہت سی ایسی ضرویات ہیں جو خود پوری نہیں کرسکتا۔ اسی لئے ضرورت اور پریشانی کے وقت خدا کی طرف رخ کرتا ہے تا کہ خدا اس کی ضرورت اور پریشانی کو دور کرے اور پھر یہ بزرگ آدمی خدا کے شرک کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے: آپ ان سے کہیے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے پاس عذاب یا قیامت آجائے تو کیا تم اپنے دعوے کی صداقت میں غیر خدا کو بلاؤ گے۔ نہیں تم خدا کو ہی پکارو گے اور وہی اگر چاہے تو اس مصیبت کو رفع کرسکتا ہے اور تم اپنے مشرکانہ خداؤں کو بھول جاؤ گے۔

پھر خدا نے اپنے بندوں کو کہا: اے میری رحمت کے محتاج بندو! ہر حالت میں، اپنی طرف محتاج ہونا اور بندگی کی ذلت ہر زمانے میں، تمہارے لئے میں نے ضروری کیا ہے، بس ہر اس کام کی شروعات میں جس کو انجام دینے کی امید رکھتے ہو اور آخر تک پہنچانے کی امید رکھتے ہو۔ تم مجھ سے پناہ مانگو کیونکہ اگر میں تمہیں دینا چاہوں تو میرے سوا کوئی اس کو چھیننے پر قدرت نہیں رکھتا اگر کوئی تمہیں نہ دینا چاہوں تو میرے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جو دینے پر قدرت رکھتا ہو۔

---

[1] التوحید: ص231 ح5.

بس میں مانگنے کے زیادہ لائق ہوں اور میں زیادہ اس کے لائق ہوں کہ مجھے پکارا جائے اور بلایا جائے۔

بس تم ہر چھوٹے بڑے کام کی شروعات میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہو، یعنی اس کام کے لئے اس خدا سے مدد مانگ رہا ہوں اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ایسا خدا کہ جب اس سے مدد مانگی جائے تو مدد کرتا ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے ایسا بخشنے اور دینے والا ہے کہ جو ہم پر وسعت رزق سے رحم کرتا ہے ہمارا مہربان ہے ہمارے دین، دنیا اور آخرت میں، اس نے ہمارے اوپر دین کو آسان کر کے پیش کیا، اور وہ ایسا خدا ہے جس نے ہمیں اپنے دشمنوں سے دور کر کے ہم پر رحمت نازل کی۔

پھر بات آگے بڑھا کر کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو پریشان کرنے والی مشکل پیش آئے (اگر وہ) خلوصِ نیت سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہے تو وہ دو حالت سے خالی نہیں ہوگا۔ یا اس کو دنیا میں ایسی حاجت مل جائے گی یا وہ اپنی حاجت لے کر خدا کے پاس حساب کے لئے آئے گا اور اس کی حاجت محفوظ ہوگی۔ البتہ جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ مومنین کے حق میں بہتر ہے۔

1/5

ما یوجِبُ مَحَبَّةَ اللهِ

بندوں کا محبوب خدا ہے

38.الأمالی بإسناده عن الحسین بن علیّ عن علیّ بن أبی أوحَی اللهُ عز و جل إلی نَجِیّهِ[۱] موسَی بنِ عِمرانَ علیه السلام: یا موسی، أحبِبنی وحَبِّبنی إلی خَلقی. قالَ: یا رَبِّ إنّی اُحِبُّكَ، فَكَیفَ اُحَبِّبُكَ إلی خَلقِكَ؟ قالَ: اُذكُر لَهُم نَعمائی عَلَیهِم وبَلائی[۲] عِندَهُم، فَإنَّهُم لا یَذكُرونَ.أو[۳] لا یَعرِفونَ.مِنّی إلاّ كُلَّ خَیرٍ[۴]

[۱] النجیّ: هو المُناجی (النهایة: ج5ص25 «نجا»).

[۲] یحتمل أن یکون لفظ «بلائی» تصحیف «آلائی» الذی هو بمعنی النعمة، ویحتمل أن یکون المراد إنزال البلاء لا نفس البلاء، بمعنی أنه تعالی وإن کان من حقّه إنزال البلاء بسبب مساوء العباد، إلاّ أنّه لا ینزله بهم.

[۳] فی المصدر: «إذ»، والتصویب من بحار الأنوار.

[۴] الأمالی للطوسی: ص484 ح1058 عن أیّوب بن نوح بن درّاج عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج70 ص18 ح12.

۳۸) امالی، شیخ طوسی کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے اور امام علی علیہ السلام سے ہے کہ: خدا نے اپنے محرم راز موسی بن عمران پر وحی نازل کی: اے موسیٰؑ! مجھ سے محبت کرو اور مجھے لوگوں کا محبوب بناؤ۔

موسیٰؑ نے کہا: میرے خدا! میں تو تجھ سے محبت کرتا ہوں۔لیکن تجھے لوگوں کا محبوب کیسے بناؤں؟

خدا نے فرمایا: ان کو میری نعمتیں اور میری طرف سے آنے والی مشکلات یاد دلاؤ، اگر ایسے کرو گے تو وہ مجھے یاد نہیں کریں گے یا نہیں پہنچائیں گے سوائے نیکی کے۔

1/6

المَعرِفَةُ الشُّهودِيَّةُ

شہودی معرفت

39. كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام [1]: سُئِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقيلَ لَهُ: يا أخا رَسولِ اللهِ، هَل رَأَيتَ رَبَّكَ؟ فَقالَ: و كَيفَ أعبُدُ مَن لَم أرَهُ! لَم يَرَهُ العُيونُ بِمُشاهَدَةِ العِيانِ، ولكِن رَأَتهُ القُلوبُ بِحَقائِقِ الإِيمانِ، وإذا كانَ المُؤمِنُ يَرى رَبَّهُ بِمُشاهَدَةِ البَصَرِ، فَإِنَّ كُلَّ مَن جازَ عَلَيهِ البَصَرُ [2] وَالرُّؤيَةُ فَهُوَ مَخلوقٌ، ولابُدَّ لِلمَخلوقِ مِنَ الخالِقِ، فَقَد جَعَلتَهُ إذا مُحدَثا مَخلوقا، ومَن شَبَّهَهُ بِخَلقِهِ فَقَدِ اتَّخَذَ مَعَ اللهِ شَريكا. وَيلَهُم! أوَلَم يَسمَعوا يَقولُ اللهُ تَعالى: «لا تُدرِكُهُ الْأَبْصَرُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَرَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» [3]، وقَولَهُ: «لَن تَرَانِي وَلَكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا» [4]؛ وَإِنَّما طَلَعَ مِن نورِهِ عَلَى الجَبَلِ كَضَوءٍ يَخرُجُ مِن سَمِّ الخِياطِ، فَدَكدَكَتِ الأَرضُ وصَعِقَتِ الجِبالُ، «وَ خَرَّ مُوسَى صَعِقًا» أي مَيِّتا «فَلَمّا أفاقَ» ورُدَّ عَلَيهِ روحُهُ «قالَ: سُبْحَنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ» مِن قَولِ مَن زَعَمَ أنَّكَ تُرى، ورَجَعتُ إلى مَعرِفَتي بِكَ أنَّ الأَبصارَ لا تُدرِكُكَ «وَأَنَا أَوَّلُ

---

[1] ذكر في هامش المصدر أنّ في بعض النسخ: «عن الحسن بن عليّ».
[2] في المصدر: «فإن كان من حاز عليه البصر»، والتصويب من بحار الأنوار.
[3] الأنعام: 103.
[4] الأعراف: 143.

الْمُؤْمِنِينَ، وأوَّلُ المُقِرّينَ بِأَنَّكَ تَرى ولا تُرى، وأنتَ بِالْمَنظَرِ الأَعلى [1]

۳۹) کفایۃ الاثر کی، سند سے امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اے اللہ کے نبیؐ کے بھائی، کیا تم نے اپنے خدا کو دیکھا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کیسے ایسے خدا کی عبادت کرسکتا ہوں جس کو میں نے نہ دیکھا ہو؟ اس کو یہ محسوس آنکھیں نہیں دیکھ سکتی بلکہ خدا کو حقائق ایمان کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں، اگر مومن خدا کو سر والی آنکھوں سے دیکھتے تو وہ مخلوق ہے (نہ خالق) کیونکہ جس کو آنکھ سے دیکھا جائے وہ مخلوق کی صفت ہے اور ہر مخلوق کے لئے خالق کا ہونا ضروری ہے۔ بس خدا کو تو نے مخلوق اور پیدا ہونے والا بنادیا اور جو بھی خدا کو مخلوق کی طرح سمجھے، اس نے خدا کا شریک بنایا ہے۔ ایسے لوگوں پر وَیل ہو، کیا انہوں نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

''تو اس کے بعد جب موسیٰؑ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لئے آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے کہا کہ پروردگار مجھے اپنا جلوہ دکھادے ارشاد ہوا تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر مجھے دیکھ سکتے ہو۔ اس کے بعد جب پہاڑ پر پروردگار کی تجلی ہوئی تو پہاڑ چور چور ہوگیا اور موسیٰؑ بیہوش ہوکر گر پڑے پھر جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں''۔ [2]

اور اس نے اپنے نور سے پہاڑ پر اتنا جلوہ دکھایا کہ سوئی کے سوراخ سے گزرے۔ بس زمین دھنس گئی اور پہاڑ لرز گئے اور موسیٰؑ بے ہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو موسیٰؑ کہنے لگے: تو پاک و پاکیزہ، میری واپسی تیری طرف ہے یعنی اس کی بات جس نے گمان کیا کہ تو دیکھا جائے گا۔ میں تیرے پاس اپنی معرفت سے لوٹ کر آیا کہ آنکھیں تجھے نہیں دیکھ سکتیں اور میں ایمان لانے والوں میں سے پہلا ہوں اور اقرار کرنے والوں میں سے بھی پہلا ہوں

---

[1] كفاية الأثر: ص257 عن هشام عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج4 ص54 ح34.
[2] سورہ الاعراف، آیت ۱۴۳۔

اور جو اقرار کرتے ہیں کہ تو دیکھتا ہے مگر تجھے نہیں دیکھا جاتا اور تو بلند نظر پر ہے۔

40. الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام. فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ: اِلٰهِي تَرَدُّدِي فِي الْاٰثَارِ يُوجِبُ بُعْدَ الْمَزَارِ، فَاجْمَعْنِي عَلَيْكَ بِخِدْمَة تُوصِلُنِي اِلَيْكَ، كَيْفَ يُسْتَدَلُّ عَلَيْكَ بِمَا هُوَ فِي وُجُودِهِ مُفْتَقِرٌ اِلَيْكَ، اَيَكُونُ لِغَيْرِكَ مِنَ الظُّهُورِ مَا لَيْسَ لَكَ، حَتّٰى يَكُونَ هُوَ الْمُظْهِرَ لَكَ، مَتٰى غِبْتَ حَتّٰى تَحْتَاجَ اِلٰى دَلِيلٍ يَدُلُّ عَليْكَ، وَ مَتٰى بَعُدْتَ حَتّٰى تَكُونَ الْاٰثَارُ هِيَ الَّتِي تُوصِلُ اِلَيْكَ، عَمِيَتْ عَيْنٌ لَا تَرَاكَ عَلَيْهَا رَقِيبًا، وَخَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ لَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ حُبِّكَ نَصِيبًا، اِلٰهِي اَمَرْتَ بِالرُّجُوعِ اِلَى الْاٰثَارِ فَارْجِعْنِي اِلَيْكَ بِكِسْوَةِ الْاَنْوَارِ، وَهِدَايَةِ الْاِسْتِبْصَارِ، حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْتُ اِلَيْكَ مِنْهَا، مَصُونَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ اِلَيْهَا، وَمَرْفُوعَ الْهِمَّةِ عَنِ الْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ،

اِلٰهِي اُطْلُبْنِي بِرَحْمَتِكَ حَتّٰى اَصِلَ اِلَيْكَ، وَاجْذِبْنِي بِمَنِّكَ حَتّٰى اُقْبِلَ عَلَيْكَ...

اِلٰهِي عَلِمْتُ بِاخْتِلَافِ الْاٰثَارِ، وَ تَنَقُّلَاتِ الْاَطْوَارِ، اَنَّ مُرَادَكَ مِنِّي اَنْ تَتَعَرَّفَ اِلَيَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ، حَتّٰى لَا اَجْهَلَكَ فِي شَيْءٍ،....

اَنْتَ الَّذِي اَشْرَقْتَ الْاَنْوَارَ فِي قُلُوبِ اَوْلِيَآئِكَ حَتّٰى عَرَفُوكَ وَ وَحَّدُوكَ، وَ اَنْتَ الَّذِي اَزَلْتَ الْاَغْيَارَ عَنْ قُلُوبِ اَحِبَّآئِكَ حَتّٰى لَمْ يُحِبُّوا سِوَاكَ، وَلَمْ يَلْجَأُوا اِلٰى غَيْرِكَ، اَنْتَ الْمُونِسُ لَهُمْ حَيْثُ اَوْحَشَتْهُمُ الْعَوالِمُ، وَ اَنْتَ الَّذِي هَدَيْتَهُمْ حَيْثُ اسْتَبَانَتْ لَهُمُ الْمَعَالِمُ، مَاذَا وَجَدَ مَنْ فَقَدَكَ، وَمَا الَّذِي فَقَدَ مَنْ وَجَدَكَ، لَقَدْ خَابَ مَنْ رَضِيَ دُونَكَ بَدَلًا، وَلَقَدْ خَسِرَ مَنْ بَغٰى عَنْكَ مُتَحَوِّلًا، كَيْفَ يُرْجٰى سِوَاكَ وَاَنْتَ مَا قَطَعْتَ الْاِحْسَانَ، وَ كَيْفَ يُطْلَبُ مِنْ غَيْرِكَ وَ اَنْتَ مَا بَدَّلْتَ عَادَةَ الْاِمْتِنَانِ،؟...

وَ اَنْتَ الَّذِي لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ تَعَرَّفْتَ لِكُلِّ شَيْءٍ فَمَا جَهِلَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ الَّذِي تَعَرَّفْتَ اِلَيَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ، فَرَاَيْتُكَ ظَاهِرًا فِي كُلِّ شَيْءٍ، وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ، يَا مَنِ اسْتَوٰى بِرَحْمَانِيَّتِهِ فَصَارَ الْعَرْشُ غَيْبًا فِي ذَاتِهِ، مَحَقْتَ الْاٰثَارَ بِالْاٰثَارِ، وَ مَحَوْتَ الْاَغْيَارَ بِمُحِيطَاتِ اَفْلَاكِ الْاَنْوَارِ، يَا مَنِ احْتَجَبَ فِي سُرَادِقَاتِ[1] عَرْشِهِ عَنْ اَنْ تُدْرِكَهُ الْاَبْصَارُ، يَا مَنْ تَجَلّٰى بِكَمَالِ بَهَآئِهِ، فَتَحَقَّقَتْ عَظَمَتُهُ مِنَ الْاِسْتِوَآءِ، كَيْفَ تَخْفٰى وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ، اَمْ كَيْفَ تَغِيبُ وَاَنْتَ الرَّقِيبُ الْحَاضِرُ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

---

[1] السُّرادق: وهو كلّ ما أحاط بشيء من حائط أو مضرب أو خباء (النهاية: ج2 ص359 «سردق»).

قَدِیۡر، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ.[1]

۴۰)الاقبال، امام حسین علیہ السلام سے دعائے عرفہ میں ہے۔

میرے اللہ کس قدر بندگی کا ارادہ کروں جب کہ تو غالب ہے اور کیونکر ارادہ نہ کروں جب کہ تو حکم دیتا ہے، میرے اللہ تیری قدرت کے آثار میں غور کرنا تیرے دیدار سے دوری کا سبب ہے پس مجھے اپنے حضور حاضر رکھ تیری سرکار میں پہنچ پاؤں کیونکر وہ چیز تیری طرف رہنمائی کر سکتی ہے جو اپنے وجود ہی میں تیری محتاج ہے آیا تیرے غیر کیلئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں، اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا میرے اللہ تو نے اپنی قدرت کے آثار پر توجہ کا حکم کیا پس مجھ کو اپنے نور کے پردوں اور بصیرت کے راستوں کی طرف لے چل، تا کہ اس کے ذریعے تیری درگاہ میں آؤں جس طرح انہی کے ذریعے تیری طرف راہ پائی، انہیں دیکھ کر راز حقیقت کی خبر پاؤں اور ان کے سہارے اپنی ہمت کو بلند کروں بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

میرے اللہ اپنی رحمت سے مجھ کو بلا لے تا کہ میں تیرے حضور پہنچ سکوں مجھے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ تیری بارگاہ میں آ سکوں۔

میرے اللہ دنیا کے حالات کی تبدیلیوں اور طریقوں کے تغیرات کے ذریعے میں جان گیا کہ تیری مراد یہ ہے کہ تو ہر چیز سے مجھے اپنی شناسائی کرائے تا کہ میں کسی چیز کے ضمن میں تیری قدرت سے ناواقف نہ رہوں۔

تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو نور کی شعاؤں سے روشن کر دیا تو انہوں نے تجھے پہچانا اور تجھے ایک مانا اور تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے غیروں کو دور کر دیا تو وہ سوائے تیرے کسی سے محبت نہیں رکھتے اور تیرے غیر کی پناہ نہیں لیتے جب زمانہ ان کو ہراساں کرے اس وقت تو ہی انکا ہمدم ہے اور تو وہ ہے جس نے ان کی رہنمائی کی جب وہ تیرے نشان و برھان سے دور ہوئے، اس نے کیا پایا جس نے تجھے کھویا اور اس نے کچھ نہ کھویا جس نے تجھ کو پایا اور یقینا ناکام ہوا جو تیری بجائے کسی اور کو پسند کرنے لگا اور وہ گھاٹے میں پڑا جو سرکشی کیساتھ تجھ سے پھر گیا کس طرح تیرے غیر سے امید رکھی جا سکتی ہے جبکہ تیرا احسان و کرم رکتا ہی نہیں اور کیونکر تیرے غیر سے سؤال کیا جا سکتا ہے جبکہ تیرے فضل و احسان کرنے کی عادت میں تبدیلی نہیں آتی۔

---

[1] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلاميّة): ص348. بحار الأنوار: ج98 ص225 ح3.

1/7

مَعرِفَةُ صِفاتِ اللهِ

صفاتِ خدا کی معرفت

41.التوحيد عن عكرمة عن الحسين بن عليّ عليه السلام: أَصِفُ إلهي بِما وَصَفَ بِهِ نَفسَهُ، وأُعَرِّفُهُ بِما عَرَّفَ بِهِ نَفسَهُ؛ لا يُدرَكُ بِالحَواسِّ، ولا يُقاسُ بِالنّاسِ، فَهُوَ قَريبٌ غَيرُ مُلتَصِقٍ، وبَعيدٌ غَيرُ مُتَقَصٍّ، يُوَحَّدُ ولا يُبَعَّضُ، مَعروفٌ بِالآياتِ، مَوصوفٌ بِالعَلاماتِ، لا إلهَ إلّا هُوَ الكَبيرُ المُتَعالِ[1]

۴۱) التوحید میں عکرمہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: میں اپنے خدا کی ایسے تعریف کرتا ہوں جیسے خود اس نے اپنی تعریف کی ہے اور اس کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے اس نے خود کو پہچانا ہے وہ حواس کے ذریعے نہیں پہچانا جائے گا اور لوگوں کے ساتھ اس کا مقائیسہ نہیں کیا جائے گا۔ نزدیک ہے لیکن نہ یہ کہ متصل ہے دور ہے، لیکن نہ یہ کہ اس تک پہنچ ہے، اکیلا ہے اور جزء نہیں رکھتا۔ آیات (نشانیوں) سے پہچانا گیا ہے اور نشانیوں سے اس کی تعریف کی گئی ہے سوائے اس کے بڑا خدا کوئی نہیں ہے۔

42.تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: أَيُّهَا النّاسُ! اتَّقوا هؤُلاءِ المارِقَةَ[2] الَّذينَ يُشَبِّهونَ اللهَ بِأَنفُسِهِم، يُضاهِئونَ[3] قَولَ الَّذينَ كَفَروا مِن أهلِ الكِتابِ، بَل هُوَ اللهُ لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وهُوَ السَّميعُ البَصيرُ، لا تُدرِكُهُ الأَبصارُ وهُوَ يُدرِكُ الأَبصارَ وهُوَ اللَّطيفُ الخَبيرُ.

إستَخلَصَ الوَحدانِيَّةَ وَالجَبَروتَ، وأَمضَى المَشيئَةَ وَالإِرادَةَ وَالقُدرَةَ وَالعِلمَ بِما هُوَ كائِنٌ، لا مُنازِعَ لَهُ في شَيءٍ مِن أمرِهِ، ولا كُفوَ لَهُ يُعادِلُهُ، ولا ضِدَّ لَهُ يُنازِعُهُ، ولا سَمِيَّ لَهُ يُشابِهُهُ، ولا مِثلَ لَهُ يُشاكِلُهُ.

---

[1] التوحيد: ص 80 ح 35، روضة الواعظين: ص 43 وفيه «منفصل» بدل «متقصّ»، تفسير العيّاشي: ج 2 ص 337 ح 64 عن يزيد بن رويان نحوه، بحار الأنوار: ج 4 ص 297 ح 24.

[2] المارقون: هم الّذين مرقوا من دين الله، ويمرقون من الدين: أي يجوزونه ويتعدّونه (مجمع البحرين: ج 3 ص 1689 «مرق»).

[3] المضاهأةُ بالهمزة: المضاهاةُ والمشاكلةُ، ضاهأتُ الرَّجُلَ وضاهيته أي: شابهتُه (تاج العروس: ج 1 ص 198 «ضهأ»).

لا تَتَداوَلُهُ الأُمورُ، ولا تَجری عَلَيهِ الأَحوالُ، ولا تَنزِلُ عَلَيهِ الأَحداثُ،

ولا يَقدِرُ الواصِفونَ كُنهَ عَظَمَتِهِ، ولا يَخطُرُ عَلَى القُلوبِ مَبلَغُ جَبَروتِهِ؛ لِأَنَّهُ لَيسَ لَهُ فِي الأَشياءِ عَديلٌ،

ولا تُدرِكُهُ العُلَماءُ بِأَلبابِها، ولا أهلُ التَّفكيرِ بِتَفكيرِهِم إلاّ بِالتَّحقيقِ إيقانا بِالغَيبِ، لِأَنَّهُ لا يوصَفُ بِشَيءٍ مِن صِفاتِ المَخلوقينَ،

وهُوَ الواحِدُ الصَّمَدُ، ما تُصُوِّرَ فِي الأَوهامِ فَهُوَ خِلافُهُ.

لَيسَ بِرَبٍّ مَن طُرِحَ تَحتَ البَلاغِ، ومَعبودٍ مَن وُجِدَ في هَواءٍ أو غَيرِ هَواءٍ، هُوَ فِي الأَشياءِ كائِنٌ لا كَينونَةَ مَحظورٍ بِها عَلَيهِ، ومِنَ الأَشياءِ بائِنٌ لا بَينونَةَ غائِبٍ عَنها.

لَيسَ بِقادِرٍ مَن قارَنَهُ ضِدٌّ أو ساواهُ نِدٌّ. لَيسَ عَنِ الدَّهرِ قِدَمُهُ،

ولا بِالنّاحِيَةِ أَمَمُهُ، احتَجَبَ عَنِ العُقولِ كَمَا احتَجَبَ عَنِ الأَبصارِ، وعَمَّن فِي السَّماءِ احتِجابُهُ كَمَن فِي الأَرضِ. قُربُهُ كَرامَتُهُ، وبُعدُهُ إهانَتُهُ.

لا تُحُلُّهُ في، ولا تُوَقِّتُهُ إذ، ولا تُؤامِرُهُ إن. عُلُوُّهُ مِن غَيرِ تَوَقُّلٍ[1]، ومَجيؤُهُ مِن غَيرِ تَنَقُّلٍ. يوجِدُ المَفقودَ،

ويُفقِدُ المَوجودَ، ولا تَجتَمِعُ لِغَيرِهِ الصِّفَتانِ في وَقتٍ. يُصيبُ الفِكرُ مِنهُ الإِيمانَ بِهِ مَوجودا، ووُجودُ الإِيمانِ لا وُجودُ صِفَةٍ. بِهِ توصَفُ الصِّفاتُ لا بِها يوصَفُ، وبِهِ تُعرَفُ المَعارِفُ لا بِها يُعرَفُ، فَذلِكَ اللهُ لا سَمِيَّ لَهُ، سُبحانَهُ لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وهُوَ السَّميعُ البَصيرُ[2]

۴۲) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ: اے لوگو! ان لوگوں سے جو خدا کے دین سے باہر اور خدا کو خود کی طرح سمجھ رہے ہیں اور اہل کتاب کی کافروں کی طرح باتیں کرتے ہیں، بچو، کیونکہ خدا کا کوئی بھی مثل نہیں ہے اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے اس کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ باریک بین بھی ہے تو باخبر بھی ہے اس نے وحدانیت اور عظمت کو اپنے ساتھ مخصوص کیا ہے اور مشیت، ارادے، قدرت اور علم کو کائنات کے ساتھ ثابت کیا ہے کوئی بھی اس کے کام میں ہاتھ بانٹنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کوئی برابر ہے جو برابری کرے اور

---

[1] التَّوقُّلُ: الإسراع في الصعود (النهاية: ج5 ص216 «وقل»).

[2] تحف العقول: ص244، بحار الأنوار: ج4 ص301 ح29.

نہ ہی اس کے مقابلے میں کوئی ہے جو اختلاف کر سکے اور نہ اس کے ہم نام کوئی ہے جس کے ساتھ شباہت رکھے نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے جس جیسا ہو، اس پر مختلف حالات نہیں آتے اور نہ ہی تعریف کرنے والے اس کی عظمت کی گہرائی تک پہنچ سکتے ہیں اور دلوں پر اس کی جلالت کی حد گذر نہیں سکتی، کیونکہ اس کے مرتبے اور برابری میں کوئی چیز نہیں اور علماء اپنی عقل سے اہل فکر اپنی فکر سے سوا تحقیق اور غیب پر ایمان رکھنے کے اس تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ خدا مخلوق کی کسی بھی صفت سے موصوف نہیں ہوتا اور خدا اکیلا اور بے نیاز ہے اور جو اذہاں میں آجائے وہ خدا نہیں اس کے علاوہ کوئی اور ہے۔ اور جو فضاء یا غیر فضا میں سما جائے وہ معبود نہیں ہوسکتا، وہ اشیاء میں ہے لیکن نہ یہ کہ اشیاء میں مسخر ہے اور وہ اشیاء سے جدا ہے لیکن نہ یہ کہ وہ اشیاء سے غائب ہے۔ قدرت مند وہ نہیں ہے جس کے برابر میں ضد ہو اور کوئی شریک ہو۔ زمانے سے آگے نہیں ہے اور اس کے قصد کا معنی یہ نہیں ہے کہ ادھر ادھر توجہ نہیں ہے۔ عقلوں سے پوشیدہ ہے جس طرح آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور آسمانوں والوں کی نظر ہے اسے غائب ہے جیسے زمین والوں کی نظر ہے۔ اس کی نزدیکی اس کی کرامت ہے اور دوری اس کی اہانت ہے۔ نہ اس میں مکان کی گنجائش ہے نہ وہ زمانے میں محدود ہوسکتا ہے اور نہ ہی شرط قبول کرتا ہے اس کی بلندی بغیر اوپر جانے کے لئے ہے لیکن تبدیل نہیں ہونا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف، ختم ہونے والی چیز کو ہونا بنا دیتا ہے اور یہ دو صفات سوائے خدا کے ایک زمانے اور وقت میں ساتھ نہیں آسکتیں۔ عقل یقین تک اس کے وجود تک پہنچتی ہے لیکن اس کے وجود پر یقین، اس کی کیفیت پر نہیں پہنچ سکتا۔ صفتوں کی تعریف اس کے ذریعے کی جاتی ہے نہ وہ صفات کے ذریعے اور معرفتیں اس کے زریعے پہچانی جاتی ہیں نہ وہ ان کے ذریعے، یہ وہ خدا ہے جس کا ہم نام نہیں، پاک اور بے مثل سننے اور دیکھنے والا ہے۔

43. تفسير العيّاشي عن يزيد بن رويان: دَخَلَ نافِعُ بنُ الأَزرَقِ[1] المَسجِدَ الحَرامَ وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام مَعَ عَبدِ اللهِ بنِ عَبّاسٍ جالِسانِ فِي الحِجرِ، فَجَلَسَ إلَيهِما ثُمَّ قالَ: يَابنَ عَبّاسٍ، صِف لي إلٰهَكَ الَّذي تَعبُدُهُ. فَأَطرَقَ ابنُ عَبّاسٍ طَويلاً مُستَبطِئاً بِقَولِهِ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: إلَيَّ يَابنَ الأَزرَقِ المُتَوَرِّطَ فِي الضَّلالَةِ، المُرتَكِسَ[2] فِي الجَهالَةِ، اُجيبُكَ عَمّا سَأَلتَ عَنهُ. فَقالَ: ما إيّاكَ

---

[1] نافع بن الأزرق، من رؤساء الخوارج، وكان مصاحبا لابن عبّاس في مكّة، فسأله عن بعض الآيات التي كان يتوهّم اختلافها.

[2] في الطبعة المعتمدة: «المرتكن»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.

سَأَلتُ فَتُجيبَني! فَقالَ لَهُ ابنُ عَبّاسٍ: مَهْ، عَنِ [1] ابنِ رَسولِ اللهِ، فَإِنَّهُ مِن أهلِ بَيتِ النُّبُوَّةِ ومَعدِنِ الحِكمَةِ [2] فَقالَ لَهُ: صِف لي. فَقالَ لَهُ: أَصِفُهُ بِما وَصَفَ بِهِ نَفسَهُ، واُعَرِّفُهُ بِما عَرَّفَ بِهِ نَفسَهُ: لا يُدرَكُ بِالحَواسِّ، ولا يُقاسُ بِالنّاسِ، قَريبٌ غَيرُ مُلتَزِقٍ، وبَعيدٌ غَيرُ مُقصىً [3]، يُوَحَّدُ ولا يَتَبَعَّضُ، لا إلهَ إلاّ هُوَ الكَبيرُ المُتَعالِ. قالَ: فَبَكَى ابنُ الأَزرَقِ بُكاءً شَديداً، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: ما يُبكيكَ؟ قالَ: بَكَيتُ مِن حُسنِ وَصفِكَ. قالَ: يَابنَ الأَزرَقِ، إنّي اُخبِرتُ أنَّكَ تُكَفِّرُ أبي وأخي وتُكَفِّرُني! قالَ لَهُ نافِعٌ: لَئِن قُلتُ ذاكَ لَقَد كُنتُمُ الحُكّامَ ومَعالِمَ الإِسلامِ، فَلَمّا بُدِّلتُم استَبدَلنا بِكُم. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: يَابنَ الأَزرَقِ، أسأَلُكَ عَن مَسأَلَةٍ فَأَجِبني عَن قَولِ اللهِ لا إلهَ إلاّ هُوَ: «وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا» إلى قَولِهِ «كَنزَهُمَا» مَن حُفِظَ فيهِما؟ [قالَ: أبوهُما] [4] قالَ: فَأَيُّهُما أفضَلُ، أبوهُما [5] أم رَسولُ اللهِ ﷺ وفاطِمَةُ؟ قالَ: لا، بَل رَسولُ اللهِ وفاطِمَةُ بِنتُ رَسولِ اللهِ ﷺ. قالَ: فَما حَفِظَهُما حَتّى حيلَ [6] بَينَنا وبَينَ الكُفرِ. فَنَهَضَ [ابنُ الأَزرَقِ] [7] ثُمَّ نَفَضَ بِثَوبِهِ، ثُمَّ قالَ: قَد نَبَّأَنَا اللهُ عَنكُم مَعشَرَ قُرَيشٍ أنتُم قَومٌ خَصِمونَ [8]

۴۳) تفسیر عیاشی میں یزید بن رویان سے نقل ہے: نافع بن ازرق مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ امام حسین علیہ السلام عبداللہ بن عباس کے ساتھ حجر (اسماعیل) میں بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کہنے لگا: اے ابن عباس! جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو، اس کی مجھے تعریف بتاؤ۔

ابن ازرق کی اس بات کو سن کر ابن عباس کچھ دیر تک فکر کرنے لگا۔

امام حسین علیہ السلام نے ابن ازرق سے فرمایا: اے ابن ازرق: اے گمراہی میں گم شخص اور جہالت میں غرق!

---

[1] في بحار الأنوار: «سَل» بدل «عن».
[2] في الطبعة المعتمدة: «ومعه من الحكمة»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة.
[3] في الطبعة المعتمدة: «مقص»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة.
[4] ما بين المعقوفين سقط من الطبعة المعتمدة وأثبتناه من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.
[5] في الطبعة المعتمدة: «أبويهما»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.
[6] في بحار الأنوار: «فما حُفِظنا حتّى حال ...».
[7] ما بين المعقوفين أثبتناه من بحار الأنوار.
[8] تفسير العيّاشي: ج 2 ص 337 ح 64، التوحيد: ص 80 ح 35، روضة الواعظين: ص 43 كلاهما عن عكرمة نحوه وليس فيهما ذيله من «فبكى»، بحار الأنوار: ج 33 ص 423 ح 631؛ تاريخ دمشق: ج 14 ص 183 عن عكرمة نحوه.

میری طرف آجا، تاکہ جو تو نے پوچھا ہے اس کا تجھے جواب دوں۔

ابن ازرق کہنے لگا: میں نے تم سے نہیں پوچھا ہے کہ تم جواب دو۔

ابن عباس نے اسے کہا: چپ ہوجا کہ رسولؐ کے نواسے سے پوچھ جو نبوت کے خاندان سے اور حکمت کی کان ہے۔

نافع نے امامؑ سے کہا (خدا کی) صفت وتعریف مجھے بتایئے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کی ایسے تعریف کروں گا جیسے اس نے خود کی تعریف کی ہے۔ اور ایسے اس کا تعارف کرواؤں گا جیسے اس نے خود تعارف کروایا ہے۔ خدا حواس سے سمجھا نہیں جاسکتا نہ ہی لوگوں سے اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے نزدیک ہے لیکن نہ چپکا ہوا اور دور ہے لیکن اس تک پہنچ ہے۔ اکیلا ہے جزء جزء نہیں ہوسکتا، اس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں ہے۔

ابن ازرق بہت رونے لگا: امام حسین علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟

اس نے جواب دیا: تمہارے بہترین وصف کرنے سے رونا آ گیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے ازرق کے بیٹے! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو میرے بابا، بھائی اور خود میرا انکار کرتا ہے؟

نافع نے کہا: اگرچہ میں ایسے کہتا تھا (لیکن ابھی کہتا ہوں) آپ اسلام کے حاکم اور اس کی نشانی ہیں کیونکہ جب آپ لوگوں کی جگہ دوسروں کو بٹھا دیا گیا تو ہم نے بھی ایسے ہی گمان کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: ازرق کے بیٹے، تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں، مجھے خدا کے اس ارشاد کا جواب دو جو اس نے فرمایا: ایک دیوار تھی، اسی شہر میں دو یتیم بچے تھے جن کا خزانہ تھا اس دیوار کے نیچے۔ یہاں تک فرمایا کہ ان دو کا خزانہ (خدا) نے، ان دو بچوں کا خزانہ کس کے لئے محفوظ کیا؟

ابن ازرق نے کہا: ان کے باپ کے لئے، جو نیک آدمی تھا۔

امامؑ نے فرمایا: ان میں سے کون افضل ہے؟

ان کا باپ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فاطمہؑ؟

ابن ازرق نے کہا: ایسے نہیں بلکہ نبی اکرمؐ اور ان کی بیٹی فاطمہؑ (افضل ہیں)

پھر امامؑ نے فرمایا: (قریش نے ہمارے بارے میں) ان دو کا بھی احترام نہ کیا، یہاں تک کہ ہمیں کافر سمجھنے لگے۔

ابن ازرق اٹھ کر اپنے لباس کو جھاڑا اور پھر کہا: اے قوم قریش! تمہارے بارے میں خدا نے خبر دی ہے کہ تم ظالم قوم ہو۔

1/8

تَفسيرُ صِفَةِ الصَّمَدِ

صفت (صَمَد) کی معنی

44.التوحيد عن وهب بن وهب القرشی عن الصادق جعفر بن محمد: إنَّ أهلَ البَصرَةِ كَتَبوا إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام يَسأَلونَهُ عَنِ الصَّمَدِ، فَكَتَبَ إلَيهِم: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ. أمّا بَعدُ فَلا تَخوضوا فِي القُرآنِ، ولا تُجادِلوا فيهِ، ولا تَتَكَلَّموا فيهِ بِغَيرِ عِلمٍ، فَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: «مَن قالَ فِي القُرآنِ بِغَيرِ عِلمٍ فَليَتَبَوَّأ مَقعَدَهُ مِنَ النّارِ». وإنَّ اللهَ سُبحانَهُ قَد فَسَّرَ الصَّمَدَ فَقالَ: «اللَّهُ أَحَدٌ * اللَّهُ الصَّمَدُ»، ثُمَّ فَسَّرَهُ فَقالَ: «لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ * وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ». لَم يَلِد: لَم يَخرُج مِنهُ شَيءٌ كَثيفٌ؛ كَالوَلَدِ وسائِرِ الأَشياءِ الكَثيفَةِ الَّتي تَخرُجُ مِنَ المَخلوقينَ، ولا شَيءٌ لَطيفٌ كَالنَّفسِ، ولا يَتَشَعَّبُ مِنهُ البَداواتُ كَالسِّنَةِ وَالنَّومِ، وَالخَطرَةِ وَالهَمِّ، وَالحُزنِ وَالبَهجَةِ، وَالضِّحكِ وَالبُكاءِ، وَالخَوفِ وَالرَّجاءِ، وَالرَّغبَةِ وَالسَّأمَةِ، وَالجوعِ وَالشِّبَعِ؛ تَعالى أن يَخرُجَ مِنهُ شَيءٌ، وأن يَتَوَلَّدَ مِنهُ شَيءٌ كَثيفٌ أو لَطيفٌ. ولَم يولَد: لَم يَتَوَلَّد مِن شَيءٍ، ولَم يَخرُج مِن شَيءٍ كَما يَخرُجُ الأَشياءُ الكَثيفَةُ مِن عَناصِرِها؛ كَالشَّيءِ مِنَ الشَّيءِ، وَالدّابَّةِ مِنَ الدّابَّةِ، وَالنَّباتِ مِنَ الأَرضِ، وَالماءِ مِنَ اليَنابيعِ، وَالثِّمارِ مِنَ الأَشجارِ، ولا كَما يَخرُجُ الأَشياءُ اللَّطيفَةُ مِن مَراكِزِها؛ كَالبَصَرِ مِنَ العَينِ، وَالسَّمعِ مِنَ الاُذُنِ، وَالشَّمِّ مِنَ الأَنفِ، وَالذَّوقِ مِنَ الفَمِ، وَالكَلامِ مِنَ اللِّسانِ، وَالمَعرِفَةِ وَالتَّمييزِ[1] مِنَ القَلبِ، وكَالنّارِ مِنَ الحَجَرِ. لا، بَل هُوَ اللهُ الصَّمَدُ الَّذي لا مِن شَيءٍ، ولا في شَيءٍ، ولا عَلى شَيءٍ، مُبدِعُ الأَشياءِ وخالِقُها، ومُنشِئُ الأَشياءِ بِقُدرَتِهِ، يَتَلاشى ما خَلَقَ لِلفَناءِ بِمَشِيَّتِهِ، ويَبقى ما خَلَقَ لِلبَقاءِ بِعِلمِهِ، فَذلِكُمُ اللهُ الصَّمَدُ الَّذي لَم يَلِد ولَم

---

[1] في المصدر: «والتميّز»، والتصويب من بحار الأنوار.

يولَد، عالِمُ الغَيبِ وَالشَّهادَةِ الكَبيرُ المُتعالِ، ولَم يَكُن لَهُ كُفُوا أحَدٌ[1]

۴۴) توحید میں وھب بن وھب قرشی نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ بصرے والوں نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا اور انہوں نے صَمَد کے معنی پوچھے؟

امامؑ نے جواب میں لکھا: مہربان خدا کے نام سے، اس کے بعد، قرآن کے اندر چلے نہ جاؤ اور اس میں اختلاف نہ کرو اور بغیر علم کے قرآن کے بارے میں بحث نہ کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

جو شخص بغیر علم کے قرآن کے بارے میں کوئی بات کہے، تو اس کی جگہ جہنم ہے۔

اور خود خدا نے فرمایا: صَمَد کی تفسیر کی اور فرمایا ہے کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے،

پھر کہا ہے: نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کسی کو اس سے ولادت ہوئی ہے اور نہ ہی خدا کے کوئی مثل ہے نہیں جَنا ہے یعنی جسم والی کوئی چیز مثلاً بچہ اور دوسرے اجسام جو مخلوقات سے پیدا ہوتے ہیں، خدا سے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی بغیر جسم والی چیز مثلاً روح (اس سے پیدا ہوئی ہے) اور اسے نہ ہی اونگھ، نیند، ذہنی خیالات، غم، خوشی، ہنسنا، رونا، خوف، امید، رغبت، نفرت اور بھوک اور پیٹ بھر جانا، عارض ہوتے ہیں، خدا اس سے بلند ہے کہ کوئی چیز اس سے نکلے یا اس سے کوئی جسمانی یا لطیف چیز اس سے پیدا ہو، پیدا نہیں ہوا ہے یعنی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ ہی کسی چیز سے باہر آیا ہے۔ جس طرح اجسام اپنے عناصر سے باہر نکلتے ہیں جیسے ایک چیز دوسری چیز سے ایک حیوان دوسرے حیوان سے، گھاس زمین سے، پانی چشموں سے، میوے درختوں سے، نہ اس طرح کہ لطیف اور نازک چیزیں اور بغیر جسم والی چیزیں اپنے مرکز سے باہر آتی ہیں جیسا کہ نظر (دیکھنا)، آنکھ سے، سننا کان سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منہ سے، بولنا زبان سے، معرفت اور پہچان دل سے، آگ پتھر سے، بالکل ایسے نہیں۔ بلکہ وہ تو بے نیاز خدا ہے جو نہ کسی چیز سے ہے نہ ہی کسی چیز میں ہے اور نہ ہی کسی چیز کے اوپر ہے بغیر کسی نقشے کے پیدا کرنے والا ہے اور اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے جو چیز اس نے فناء ہونے کے لئے پیدا کی ہے وہ اس کے ارادے سے فناء ہوجائے گی اور جو چیز باقی رہنے کے لئے پیدا کی ہے وہ اس کے علم کے ذریعے باقی رہ جائے گی، بس یہ صَمَد، خدا ہے جس نے نہ کسی کو جنا ہے نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے وہ غیب اور حضور سے باخبر اور بلند ہے جس کے برابر کوئی بھی نہیں ہے۔

---

[1] .التوحيد: ص 90 ح 5، مجمع البيان: ج 10 ص 861 عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن أبيه الباقر عليهما السلام، بحار الأنوار: ج3 ص223 ح14.

45.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علیّ عليه السلام: الصَّمَدُ الَّذى لا جَوفَ لَهُ، وَالصَّمَدُ الَّذى قَدِ انتَهى سُؤدَدُهُ، وَالصَّمَدُ الَّذى لا يَأكُلُ ولا يَشرَبُ، وَالصَّمَدُ الَّذى لا يَنامُ، وَالصَّمَدُ الدّائِمُ الَّذى لَم يَزَل ولا يَزالُ[1]

۴۵) کتاب التوحید میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: صمد یعنی بے نیاز۔ وہ کہ جسے نہ بھوک لگتی ہے نہ ہی پیاس۔ (ایسی صفات سے وہ بے نیاز ہے) یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

1/9

جَزاءُ المُوَحِّدِ

خدا کی وحدانیت کے قائل شخص کی جزاء

46.التوحيد بإسناده عن الحسين عليه السلام: حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: سَمِعتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله يَقولُ: قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: إنّي أنَا اللهُ لا إلهَ إلاّ أنَا فَاعبُدوني، مَن جاءَ مِنكُم بِشَهادَةِ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ بِالإِخلاصِ دَخَلَ في حِصني، ومَن دَخَلَ في حِصني أمِنَ مِن عَذابي[2]

۴۶) توحید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: میرے بابا علی علیہ السلام نے ایک حدیث بتائی کہ: میں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کہتا ہے: فقط میں خدا ہوں، میرے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ بس میری عبادت کرو، تم میں سے جو بھی آ کر خدا کی وحدانیت کی گواہی خلوص سے دے وہ میری پناہ میں آ گیا اور جو میری پناہ میں آ گیا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

---

[1] التوحيد: ص 90 ح 3، معاني الأخبار: ص 7 ح 3 وليس فيه «الدائم» وكلاهما عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، مجمع البيان: ج 10 ص 861، بحار الأنوار: ج 3 ص 223 ح 12.

[2] التوحيد: ص 25 ح 22، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 134 ح 1 كلاهما عن عبد السلام بن صالح أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 49 ص 122 ح 3.

1/10

صِفَةُ العارِفِ

عارف کی صفت

47.جامع الأخبار: كانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إذا تَوَضَّأَ تَغَيَّرَ لَونُهُ، وَارتَعَدَت مَفاصِلُهُ، فَقيلَ لَهُ في ذلِكَ

فَقالَ: حَقٌّ لِمَن وَقَفَ بَينَ يَدَيِ اللهِ المَلِكِ الجَبّارِ أن يَصفَرَّ لَونُهُ، وتَرتَعِدَ مَفاصِلُهُ[1]

۴۷) جامع الاخبار میں ہے: جب امام حسین علیہ السلام وضو کرتے تھے تو ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا تھا اورجسم کے اعضاء لرزنے لگتے تھے، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جو آدمی اس خدا کی بارگاہ میں جارہا ہو جو ہر چیز کا مالک اور جبار ہے حق ہے کہ اس کے چہرے کا رنگ زرد ہوجائے اور اس کے اعضا کا ہر جوڑ لرزنے لگے۔

1/11

ما لَيسَ للهِ وما لَيسَ عِندَ اللهِ وما لا يَعلَمُهُ اللهُ

وہ چیز جو خدا نہیں رکھتا، نہیں جانتا اور اس کے پاس نہیں

48.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ بن أبي طالب علي إنَّ يَهودِيّا سَأَلَ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام، فَقالَ: أخبِرني عَمّا لَيسَ للهِ، وعَمّا لَيسَ عِندَ اللهِ، وعَمّا لا يَعلَمُهُ اللهُ؟

فَقالَ عليه السلام: أمّا ما لا يَعلَمُهُ اللهُ عز و جل فَذلِكَ قَولُكُم يا مَعشَرَ اليَهودِ: إنَّ عُزَيرا ابنُ اللهِ، وَاللهُ لا يَعلَمُ لَهُ وَلَدا.

وأمّا قَولُكَ: ما لَيسَ للهِ، فَلَيسَ للهِ شَريكٌ، وقَولُكَ: ما لَيسَ عِندَ اللهِ، فَلَيسَ عِندَ اللهِ ظُلمٌ لِلعِبادِ.

---

[1] جامع الأخبار: ص166 ح397، وفي المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص14 «إنّ الحسن بن عليّ عليهما السلام».

فَقالَ اليَهودِيُّ: أنَا أشهَدُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ، وأنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ[1]

۴۸) کتاب التوحید سے امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: ایک یہودی شخص نے امام علی علیہ السلام سے پوچھا: مجھے وہ چیز بتایئے جو خدا نہیں رکھتا اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں ہے اور جس چیز کا اس کو پتہ نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: جس چیز کو خدا نہیں جانتا وہ تم یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، جو خدا تو اپنے بیٹے کے بارے میں نہیں جانتا۔

اور تمہارا سوال کہ کونسی چیز خدا کے پاس نہیں؟ (وہ یہ ہے کہ) خدا کے پاس کوئی شریک نہیں اور تیرا پوچھنا کہ خدا کے پاس کونسی چیز نہیں؟ خدا کے ہاں بندوں پر ظلم نہیں ہے

یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں اور محمدؐ، اللہ کے نبی ہیں۔

---

[1] التوحيد: ص377 ح23 عن عليّ بن مهرويه القزويني عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 46 ح 172 و ج 1 ص 141 ح 40 عن داوود بن سليمان الفرّا عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، الأمالي للطوسي: ص275 ح527 عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج10 ص11 ح5.

الفصل الثّانی: الإِیمان والإِسلام

دوسری فصل: ایمان اور اسلام

2/1

مَعنَى الإِیمانِ

ایمان کے معنی

49.الخصال بِإسناده عن الحسین بن علیّ عن أبیه علیّ علی قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الإِیمانُ قَولٌ وعَمَلٌ [۱]

۴۹) کتاب خصال میں امام حسین علیہ السلام سے اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ایمان، گفتار اور کردار کا نام ہے۔

50.الأمالی بِإسناده عن الحسین بن علیّ الشهید عن أبیه قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الإِیمانُ قَولٌ مَقولٌ، وعَمَلٌ مَعمولٌ، وعِرفانُ العُقولِ [۲]

۵۰) کتاب امالی شیخ مفید میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ایمان، ایسا قول ہے جو اظہار کیا جائے اور ایسا عمل ہے جو کیا جائے اور عقلوں کی معرفت ہے۔

51.الخصال بِإسناده عن الحسین بن علیّ عن علیّ بن أبی ط قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الإِیمانُ

---

[۱] الخصال: ص 53 ح 68، عیون أخبار الرضا علیه السلام: ج1 ص 228 ح 6 کلاهما عن أبی الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج49 ص 270 ح 13.

[۲] الأمالی للمفید: ص 275 ح 2، الأمالی للطوسی: ص 36 ح 39 کلاهما عن أبی الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج69 ص 67 ح 20.

مَعرِفَةٌ بِالقَلبِ، وإِقرارٌ بِاللِّسانِ، وعَمَلٌ بِالأَركانِ[1]، [2]

۵۱) کتاب خصال سے امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہما السلام سے نقل ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان، دل کی معرفت، زبانی اقرار، اور اعضا و جوارح کے ذریعے عمل کا نام ہے۔

52. الأمالی بإسناده عن الحسين سبط رسول الله صلى الله عليه وسلم حَدَّثَنی أَبِي الوَصِيُّ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام، قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: الإِيمانُ عَقدٌ بِالقَلبِ، ونُطقٌ بِاللِّسانِ، وعَمَلٌ بِالأَركانِ[3]

۵۲) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے (نبیؐ کے) وصی اور وارث میرے بابا علی علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان دلی یقین، زبانی گفتار اور اعضاء و جوارح کے ذریعے عمل انجام دینے کا نام ہے۔

2/2

الفَرقُ بَينَ الإِسلامِ وَالإِيمانِ

اسلام اور ایمان کے درمیان فرق

53. مروج الذهب بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: اُكتُب يا عَلِيُّ، قالَ: قُلتُ: وما أكتُبُ؟ قالَ لي: اُكتُب: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ: الإِيمانُ ما وَقَرَتهُ القُلوبُ[4] وصَدَّقَتهُ الأَعمالُ، وَالإِسلامُ ما جَرى بِهِ اللِّسانُ وحَلَّت بِهِ المُناكَحَةُ[5]

---

[1] الأَركانُ: الجَوارِحُ (النهاية: ج2 ص260 «ركن»).

[2] الخصال: ص178 ح239 و ص179 ح241، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص227 ح2، عوالی اللآلی: ج1 ص83 ح6 كلّها عن أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، الأمالی للطوسی: ص448 ح1001 عن عليّ بن مهدی بن صدقة عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج69 ص64 ح11.

[3] الأمالی للطوسی: ص449 ح1004 عن أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام و ص284 ح551 عن المنصوری عن عمّ أبيه عن الإمام الهادی عن آبائه عنه عليهم السلام نحوه وفيه «تصديق» بدل «عقد»، بحار الأنوار: ج69 ص69 ح24.

[4] فی بحار الأنوار: «ما وقر فی القلوب»، وهو الأنسب.

[5] مروج الذهب: ج4 ص171 عن أبيد عامة عن الإمام الهادی عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج50 ص208 ح22.

۵۴) مروج الذہب میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے: میرے بابا علی علیہ السلام نے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! لکھو میں نے کہا کیا لکھوں؟ مجھے فرمایا: لکھو مہربان خدا کے نام سے، ایمان ایسی چیز ہے جو دلوں میں جگہ بنالے اور (نیک) کام اس کی تصدیق کریں اور اسلام یہ ہے کہ جو زبان پہ جاری ہوجائے اور جس کے ذریعے شادی اور نکاح کرنا حلال ہوجائے۔

2/3

أساسُ الإسلامِ

اسلام کی بنیاد

54.الأمالی عن أبي جعفر محمّد بن عليّ بن الحسين عن أب: لَمّا قَضى رَسولُ اللهِﷺ مَناسِكَهُ مِن حَجَّةِ الوَداعِ، رَكِبَ راحِلَتَهُ وأنشَأَ يَقولُ: لا يَدخُلُ الجَنَّةَ إلاّ مَن كانَ مُسلِما. فَقامَ إلَيهِ أبو ذَرٍّ الغِفارِيُّ رحمه الله فَقالَ: يا رَسولَ اللهِ، ومَا الإِسلامُ؟ فَقالَﷺ: الإِسلامُ عُريانٌ لِباسُهُ التَّقوى، وزينَتُهُ الحَياءُ، ومِلاكُهُ[1] الوَرَعُ، وجَمالُهُ الدّينُ، وثَمَرُهُ العَمَلُ الصّالِحُ، ولِكُلِّ شَيءٍ أساسٌ وأساسُ الإِسلامِ حُبُّنا أهلَ البَيتِ[2]

۵۴) امالی شیخ طوسی میں، امام باقرؑ نے امام زین العابدینؑ سے اور انہوں نے اپنے بابا سے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے اعمال کو مکمل کردیا تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اس بات سے آغاز کیا۔ سوائے مسلمان کے کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔

ابوذر غفاری اٹھ کر کہنے لگے: اے اللہ کے نبیؐ! اسلام کیا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام (انسان کی طرح) بغیر لباس کے ہے، اس کا لباس، تقویٰ اور اس کی زینت حیاء اور اس کی بنیاد تقویٰ اور خوبصورت اطاعت اس کا ثمرہ نیک ہے، اور ہر چیز کی بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل

---

[1] ملاكُ الأمرِ: ما يقوم به (الصحاح: ج4 ص1611 «ملك»).

[2] الأمالي للطوسي: ص84 ح126، بشارة المصطفى: ص92 كلاهما عن جابر بن يزيد، بحار الأنوار: ج68 ص379 ح27؛ كنز العمّال: ج11 ص539 ح32523 نقلاً عن ابن النجّار وفيه «الإسلام عريان، فلباسه الحياء وزينته الوفاء ومروءته العمل الصالح وعماده الورع ولكل...»، وراجع: تحف العقول: ص307.

بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔

2/4

غُربَةُ الإِسلامِ

غربت اسلام

55. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إنَّ الإِسلامَ بَدَأَ غَريبا وسَيَعودُ غَريبا كَما بَدَأَ، فَطوبى لِلغُرَباءِ[1]

۵۵) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی شروعات غربت سے ہوئی ہے اور عنقریب دوبارہ غریب ظاہر ہوجائے گا جس طرح شروع میں تھا، بس خوشا بحال اسلام کے غریبوں پر۔

2/5

عَلامَةُ حُسنِ إسلامِ المُسلِمِ

مسلمانوں کے بہترین اسلام ہونے کی نشانی

56. مسند ابن حنبل عن شعيب بن خالد عن حسين بن عليّ على قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إنَّ مِن حُسنِ إسلامِ المَرءِ قِلَّةَ الكَلامِ فيما لا يَعنيهِ[2]

۵۶) مسند بن حنبل میں شعیب بن خالد نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک انسان کے اسلام کی اچھائی یہ ہے کہ ان چیزوں میں گفتگو نہ کرے جو مقصد والی نہیں ہیں۔

57. مسند ابن حنبل عن ابن شهاب عن عليّ بن الحسين عن أب قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مِن

---

[1] كمال الدين: ص 201 ح 45 عن الحسن بن عليّ بن فضّال عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص 202 ح 1 عن الحسن بن الجهم عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج52 ص 191 ح 23 وراجع: صحيح مسلم: ج1 ص130 ح 232.

[2] .مسند ابن حنبل: ج1 ص429 ح 1732.

حُسنِ إسلامِ المَرءِ تَركُهُ ما لا يَعنيهِ[1]

۵۷) مسند ابن حنبل میں ابن شہاب نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ایک انسان کے اسلام کی اچھائی یہ ہے کہ ایسے کام نہ کرے جو بامقصد نہیں ہیں۔

2/6

ما بِهِ ثَباتُ الإيمانِ

ایمان کی مضبوطی کا سبب

58.الأمالی بإسناده عن الحسين[2] بن علیّ عليه السلام الأمالی بإسناده عن الحسين[3] بن علیّ عليه السلام:
سُئِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام: ما ثَباتُ الإيمانِ؟ فَقالَ: الوَرَعُ. فَقيلَ لَهُ: ما زَوالُهُ؟ قالَ: الطَّمَعُ[4]

۵۸) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ: علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: ایمان کی مضبوطی کا سبب کونسی چیز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: تقویٰ: پھر فرمایا: اس کا زوال کس چیز کے ذریعے ہے؟ تو فرمایا: لالچ۔

2/7

عَلامَةُ كَمالِ الإيمانِ

مکمل ایمان کی نشانیاں

59.الخصال عن فاطمة بنت الحسين بن علیّ عن أبيها عليه قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: ثَلاثُ

---

[1] مسند ابن حنبل: ج1 ص429 ح1737، المعجم الكبير: ج3 ص128 ح2886، المعجم الأوسط: ج8 ص202 ح8402، المعجم الصغير: ج2 ص111، مسند الشهاب: ج1 ص145 ح194، تاريخ دمشق: ج7 ص41 ح1601، الذرّيّة الطاهرة: ص109 ح144 كلّها عن الزهري؛ كشف الغمّة: ج2 ص273.

[2] في بعض نسخ المصدر: «الحسن» بدل «الحسين».

[3] الأمالي للصدوق (طبعة مؤسّسة الأعلمي): ص238 ح11 عن عبد الله بن سنان عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج70 ص305 ح23.

[4] الخصال: ص105 ح66، الأمالي للطوسي: ص603 ح1248، بحار الأنوار: ج71 ص359 ح4.

خِصالٍ مَن کُنَّ فیهِ استَکمَلَ خِصالَ الإیمانِ: الَّذی إذا رَضِیَ لَم یُدخِلهُ رِضاهُ فی إثمٍ ولا باطِلٍ، وإذا غَضِبَ لَم یُخرِجهُ الغَضَبُ مِنَ الحَقِّ، وإذا قَدَرَ لَم یَتَعاطَ ما لَیسَ لَهُ[1]

۵۹) خصال میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین ایسی صفات ہیں جس میں بھی ہوں اس کا ایمان مکمل ہے؛

۱) جب خوش ہوتو اس کو خوشی گناہ اور باطل کی طرف نہ لے جائے۔

۲) جب غصہ ہو جائے تو اس کو غصہ حق سے باہر نہ لے جائے۔

۳) جب قدرت تک پہنچ جائے تو کسی چیز کو اپنی قدرت میں ناحق نہ لے۔

60.الفردوس عن الحسین بن علیؑ عن رسول الله ﷺ لا یَکونُ المُؤمِنُ مؤمِنا ولا یَستَکمِلُ الإیمانَ حَتّی یَکونَ فیهِ ثَلاثُ خِصالٍ: إقتِباسُ العِلمِ، وَالصَّبرُ عَلَی المَصائِبِ، ویَرفُقُ فِي المَعاشِ. وثَلاثُ خِصالٍ تَکونُ فِي المُنافِقِ: إذا حَدَّثَ کَذَبَ، وإذا وَعَدَ أخلَفَ، وإذا ائتُمِنَ خانَ[2]

۶۰) کتاب فردوس میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا اور نہ ایمان مکمل ہوسکتا ہے جب تک تین خصوصیات نہ ہوں۔

۱) علم حاصل کرنا۔

۲) مشکلات پر صبر کرنا۔

۳) روزی کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرنا۔

تین صفات منافق میں بھی ہیں:

۱) جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

۲) وعدہ دے تو وفا نہ کرے۔

۳) جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

61.تحف العقول عن الإمام الحسینؑ: إنَّ المُؤمِنَ اتَّخَذَ اللهَ عِصمَتَهُ، وقَولَهُ مِرآتَهُ، فَمَرَّةً یَنظُرُ فی نَعتِ المُؤمِنینَ وتارَةً یَنظُرُ فی وَصفِ المُتَجَبِّرینَ، فَهُوَ مِنهُ فی لَطائِفَ، ومِن نَفسِهِ فی

---

[1] الفردوس: ج5ص170ح7854وراجع: کنز العمّال: ج1ص165ح828نقلاً عن أبي نعیم.

[2] الفردوس: ج۵ص۱۷۰ح۷۸۵۴، وراجع: کنز العمّال: ج۱ص۱۶۵ح۸۲۸ نقلاً عن أبي نعیم.

تَعارُفٍ، ومِن فِطنَتِهِ فی یَقینٍ، ومِن قُدسِهِ عَلی تَمکینٍ[1]

٦١) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: مومن، خدا کو اپنی پناہ سمجھتا ہے اور اس کی بات کو اپنا آئینہ سمجھتا ہے۔ ایک مرتبہ (خدا کی بات میں) مومنین کی صفات کی طرف دیکھتا ہے اور دوسری مرتبہ متکبروں کی صفات کی طرف۔ اس سے اہم باتیں چنتا ہے خود کو معرفی کراتا ہے اور اپنی تیز ذہنی ہونے پر یقین کرتا ہے اور اپنی کمائی پر اعتماد رکھتا ہے۔

2/8

لا اِکراهَ فِي الدّینِ

دین میں زبردستی نہیں

62.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن أنَّ المُسلِمينَ قالوا لِرَسولِ اللهِ ﷺ: لَو أكرَهتَ يا رَسولَ اللهِ مَن قَدَرتَ عَلَيهِ مِنَ النّاسِ عَلَى الإِسلامِ لَكَثُرَ عَدَدُنا وقَوينا عَلى عَدُوِّنا. فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: ما كُنتُ لِأَلقَى اللهَ عز و جل بِبِدعَةٍ لَم يُحدِث إلَيَّ فيها شَيئا، وما أنَا مِنَ المُتَكَلِّفينَ. فَأَنزَلَ اللهُ تَبارَكَ وتَعالى: يا مُحَمَّدُ «وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا»[2] عَلى سَبيلِ الإِلجاءِ وَالِاضطِرارِ فِي الدُّنيا كَما يُؤمِنونَ عِندَ المُعايَنَةِ ورُؤيَةِ البَأسِ فِي الآخِرَةِ، ولَو فَعَلتُ ذلِكَ بِهِم لَم يَستَحِقّوا مِنّي ثَوابا ولا مَدحا، لكِنّي اُريدُ مِنهُم أن يُؤمِنوا مُختارينَ غَيرَ مُضطَرّينَ لِيَستَحِقّوا مِنِّي الزُّلفى[3] وَالكَرامَةَ، ودَوامَ الخُلودِ فی جَنَّةِ الخُلدِ «أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ»[4، 5]

٦٢) کتاب التوحید میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا: مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] تحف العقول: ص248، بحار الأنوار: ج78 ص119 ح15.

[2] يونس: 99.

[3] الزُلفى: القربة والمنزلة (الصحاح: ج4 ص1370 «زلف»).

[4] يونس: 99.

[5] التوحيد: ص 342 ح 11، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 135 ح 33، الاحتجاج: ج 2 ص 394 ح 302 كلّها عن أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 5 ص 49 ح 80.

سے آ کر کہا: اے اللہ کے نبیؐ! اگر آپ کچھ لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کرتے ہیں تو ہماری تعداد زیادہ ہوجاتی اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں طاقتور ہوجاتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں خدا سے اس بدعت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا جو میرے حوالے نہیں کی گئی ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی طرف سے بنی ہوئی چیز، کی خدا کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ بس خدا نے نازل کیا ہے اے محمدؐ، اگر خدا چاہتا تو روئے زمین پر رہنے والے سب ایمان لے آتے۔

اسی دنیا میں زبردستی ایمان لائیں جس طرح آخرت میں مشکل اور ناامیدی سے ایمان لاتے ہیں اگر میں ایسے کرتا تو نہ میرے ثواب کے مستحق ہوتے اور نہ ہی تعریف کے بلکہ میں ان سے چاہتا ہوں کہ اپنے اختیار سے، نہ مجبوری سے، مجھ پر ایمان لے آئیں تاکہ میرے نزدیک ہونے اور میری کرامت اور ہمیشہ رہنے والی جنت کے حقدار بن جائیں کیا تم لوگوں کو مجبور کرتے ہو کہ مومن ہوجائیں؟

2/9

تَحريمُ القِياسِ فِي الدّينِ[1]

دین میں قیاس کرنا حرام ہے

63.التوحيد عن عكرمة عن الحسين عليه السلام: إنَّ مَن وَضَعَ دينَهُ عَلَى القِياسِ لَم يَزَلِ الدَّهرَ فِي الاِرتِماسِ[2]، مائِلاً عَنِ المِنهاجِ، ظاعِناً[3] فِي الاِعوِجاجِ، ضالّاً عَنِ السَّبيلِ، قائِلاً غَيرَ الجَميلِ[4]

۶۳) کتاب توحید میں عکرمہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی اپنے دین کی بنیاد قیاس پر رکھے تو وہ ہمیشہ اشتباہ اور غلطی میں ہوگا، اصلی راستے سے منہ موڑ کر غلط راستے کی طرف چلنے والا ہوگا۔ راستہ گم کیا ہے اور صحیح بات نہیں کہتا۔

---

[1] هو الحكم على موضوع بنفس الحكم الثابت لموضوع آخر بسبب التشابه بين الموضوعين، والجدير بالذكر إنّ القياس المنطقي مقبول في محلّه لكنّه لا علاقة له بالقياس الفقهي.

[2] هكذا في المصدر، وفي تاريخ دمشق وروضة الواعظين: «في الالتباس»، وهو الأنسب للسياق.

[3] ظَعَنَ: أي سار (الصحاح: ج6 ص2159 «ظعن»).

[4] التوحيد: ص80 ح35، روضة الواعظين: ص43، بحار الأنوار: ج2 ص302 ح35؛ تاريخ دمشق: ج14 ص183.

2/10

مِلاكُ التَّكليفِ

شرعی دشواری کا میزان

64. تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: ما أخَذَ اللهُ طاقَةَ أحَدٍ إلاّ وَضَعَ عَنهُ طاعَتَهُ، ولا أخَذَ قُدرَتَهُ إلاّ وَضَعَ عَنهُ كُلفَتَهُ[1]

۶۴) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے جب کسی سے طاقت لے لی تو اس سے اطاعت اور بندگی کو اٹھا دیا اور خدا نے اپنی طاقت نہیں اٹھائی سوائے اس کے کہ اس سے تکلیف کو اٹھا لیا۔

---

[1] تحف العقول: ص246، بحار الأنوار: ج78 ص117 ح4.

الفصل الثّالِثُ: القضاء والقدر

تیسری فصل: قضا اور قدر

3/1

وُجوبُ الإيمانِ بِالقَضاءِ وَالقَدَرِ

قضاء اور قدر پر ایمان واجب ہے

65. الفقه المنسوب إلى الإمام الرضا عليه السلام: قالَ العالِمُ عليه السلام: كَتَبَ الحَسَنُ بنُ أبِي الحَسَنِ البَصرِيُّ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام يَسأَلُهُ عَنِ القَدَرِ. فَكَتَبَ إلَيهِ: اِتَّبِع ما شَرَحتُ لَكَ فِي القَدَرِ مِمّا اُفضِيَ إلَينا أهلَ البَيتِ، فَإِنَّهُ مَن لَم يُؤمِن بِالقَدَرِ خَيرِهِ وشَرِّهِ فَقَد كَفَرَ، ومَن حَمَلَ المَعاصِيَ عَلَى اللهِ عز و جل فَقَد فَجَرَ وَافتَرى عَلَى اللهِ افتِراءً عَظيما. إنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى لا يُطاعُ بِإِكراهٍ، ولا يُعصى بِغَلَبَةٍ، ولا يُهمِلُ العِبادَ فِي الهَلَكَةِ، ولكِنَّهُ المالِكُ لِما مَلَّكَهُم، وَالقادِرُ لِما عَلَيهِ أقدَرَهُم، فَإِنِ ائتَمَروا بِالطّاعَةِ لَم يَكُن لَهُم صادّا عَنها مُبطِئا، وإنِ ائتَمَروا بِالمَعصِيَةِ فَشاءَ أن يَمُنَّ عَلَيهِم فَيَحولَ بَينَهُم وبَينَ مَا ائتَمَروا بِهِ فَعَلَ[1]، وإن لَم يَفعَل فَلَيسَ هُوَ حامِلَهُم عَلَيها[2] قَسرا، ولا كَلَّفَهُم جَبرا، [بَل][3] بِتَمكينِهِ إيّاهُم بَعدَ إعذارِهِ وإنذارِهِ لَهُم وَاحتِجاجِهِ عَلَيهِم، طَوَّقَهُم ومَكَّنَهُم وجَعَلَ لَهُمُ السَّبيلَ إلى أخذِ ما إلَيهِ دَعاهُم، وتَركِ ما عَنهُ نَهاهُم، جَعَلَهُم مُستَطيعينَ لِأَخذِ ما أمَرَهُم بِهِ مِن شَيءٍ غَيرَ آخِذيهِ، ولِتَركِ ما نَهاهُم عَنهُ مِن شَيءٍ غَيرَ تارِكيهِ. وَالحَمدُ للهِ الَّذي جَعَلَ عِبادَهُ أقوِياءَ لِما أمَرَهُم بِهِ، يَنالونَ بِتِلكَ القُوَّةِ ونَهاهُم عَنهُ، وجَعَلَ العُذرَ لِمَن لَم يَجعَل لَهُ السَّبَبَ جَهدا مُتَقَبَّلاً[4]

---

[1] في المصدر: «فإن فعل»، والتصويب من بحار الأنوار.
[2] في المصدر: «عليهم»، والتصويب من بحار الأنوار.
[3] ما بين المعقوفين أثبتناه من بحار الأنوار.
[4] الفقه المنسوب للإمام الرضا عليه السلام: ص 408 ح 118، بحار الأنوار: ج 5 ص 123 ح 71.

۶۵) وہ فقہ جو امام علی رضاؑ کی طرف منسوب ہے اس میں آیا ہے کہ عالم (امام رضاؑ) نے فرمایا: حسن بن ابی حسن بصری نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور امامؑ سے قدر کے بارے میں پوچھا۔

امام نے جواباً فرمایا: ہم اہل بیت کے پاس جو قدر کے بارے میں آیا ہے اور تمہیں وضاحت سے بتاتا ہوں، جو شخص قدر کے خیر اور شر پر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہے اور جو شخص (انسانوں کے) گناہوں کو خدا کی طرف نسبت دے اس نے فسق اور گناہ کا کام کیا اور غلط کام کی خدا کی طرف نسبت دی ہے خدا کی اطاعت اور بندگی مجبوری سے نہیں ہوگی اور غلبہ کے ذریعے اس کی نافرمانی نہیں ہوسکتی، اور خدا نے بندوں کو ہلاکت میں نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ خدا تو اس چیز کا مالک ہے جس کی ملکیت کا حق بندوں کو دیا ہے اور اس چیز پر قادر ہے جس کی قدرت بندوں کو دی گئی ہے، بس اگر بندے خدا کی اطاعت کا ارادہ کریں تو نہ ان کا راستہ روکتا ہے اور نہ ہی پیچھے ہٹاتا ہے اگر وہ نافرمانی کرنا چاہیں تو بھی ان پر احسان کر کے، گناہ اور ان کے درمیان مانع ایجاد کرتا ہے اور اگر ایسے نہ کرے تو مطلب یہ نہیں کہ ان کو گناہ پر مجبور کیا ہے، بلکہ خدا نے انہیں قدرت دے کر خبردار کر کے ڈرایا بھی ہے اور ان پر حجت تمام کر دی ہے۔ اور انہیں قدرت اور طاقت دے دی ہے۔ اور ان کے لئے انجام دینے والی چیز اور شرک کرنے والی چیز کے لئے راستہ بھی مقرر کیا ہے۔ انہیں قادر بنایا ہے اس چیز کے اخذ کرنے پر جس کا انہیں حکم دیا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کو اخذ کرنا لازم اور ضروری ہے اور اس چیز پر بھی قادر بنایا جس سے اس نے روکا ہے بغیر اس کے کہ (لازم و ضروری ہو) اس چیز کا ترک کرنا۔ تعریف اس خدا کے ساتھ مخصوص ہے جس نے اپنے بندوں کو اس چیز پر قدرت دی ہے جس کا حکم دیا ہے تاکہ اس قدرت سے اس چیز کو حاصل کرسکیں اور انہیں (گناہوں) سے روکا۔ اور اس شخص کا عذر قابل قبول کیا جس نے انجام دینے کی قدرت حاصل نہ کی۔

3/2

أصنافُ القَضاءِ وَالقَدَرِ

قضاء اور قدر کی اقسام

66.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: دَخَلَ رَجُلٌ مِن أهلِ العِراقِ عَلى أميرِ

المُؤمِنينَ عليه السلام فقالَ: أخبِرنا عَن خُروجِنا إلى أهلِ الشّامِ أبِقَضاءٍ مِنَ اللهِ وقَدَرٍ؟

فَقالَ لَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: أجَل يا شَيخُ، فَوَاللهِ ما عَلَوتُم تَلعَةً [1] ولا هَبَطتُم بَطنَ وادٍ إلّا بِقَضاءٍ مِنَ اللهِ وقَدَرٍ.

فَقالَ الشَّيخُ: عِندَ اللهِ أحتَسِبُ عَنائي يا أميرَ المُؤمِنينَ.

فَقالَ: مَهلاً يا شَيخُ، لَعَلَّكَ تَظُنُّ قَضاءً حَتما وقَدَرا لازِما! لَو كانَ كَذلِكَ لَبَطَلَ الثَّوابُ وَالعِقابُ وَالأَمرُ وَالنَّهيُ وَالزَّجرُ، ولَسَقَطَ مَعنَى الوَعيدِ وَالوَعدِ، ولَم يَكُن عَلى مُسيءٍ لائِمَةٌ ولا لِمُحسِنٍ مَحمَدَةٌ، ولَكانَ المُحسِنُ أولى بِاللّائِمَةِ مِنَ المُذنِبِ، وَالمُذنِبُ أولى بِالإِحسانِ مِنَ المُحسِنِ! تِلكَ مَقالَةُ عَبَدَةِ الأَوثانِ وخُصَماءِ الرَّحمنِ وقَدَرِيَّةِ هذِهِ الاُمَّةِ ومَجوسِها.

يا شَيخُ، إنَّ اللهَ عز و جل كَلَّفَ تَخييرا، ونَهى تَحذيرا، وأعطى عَلَى القَليلِ كَثيرا، ولَم يُعصَ مَغلوبا، ولَم يُطَع مُكرِها، ولَم يَخلُقِ السَّماواتِ وَالأَرضَ وما بَينَهُما باطِلاً، ذلِكَ ظَنُّ الَّذينَ كَفَروا، فَوَيلٌ لِلَّذينَ كَفَروا مِنَ النّارِ [2]

قالَ: فَنَهَضَ الشَّيخُ وهُوَ يَقولُ:

أنتَ الإِمامُ الَّذي نَرجو بِطاعَتِهِ يَومَ النَّجاةِ مِنَ الرَّحمنِ غُفرانا
أوضَحتَ مِن دينِنا ما كانَ مُلتَبِسا جَزاكَ رَبُّكَ عَنّا فيهِ إحسانا
فَلَيسَ مَعذِرَةٌ في فِعلِ فاحِشَةٍ قَد كُنتُ راكِبَها فِسقا وعِصيانا
لا لا ولا قائِلاً ناهيهِ أوقَعَهُ فيها عَبَدتُ إذا يا قَومِ شَيطانا
ولا أحَبَّ ولا شاءَ الفُسوقَ ولا قَتلَ الوَلِيِّ لَهُ ظُلما وعُدوانا
أنّى يُحِبُّ وقَد صَحَّت عَزيمَتُهُ ذُو العَرشِ أعلَنَ ذاكَ اللهُ إعلانا [3]

٦٦) کتاب التوحید میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے: ایک عراقی شخص علی علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے

---

[1] التَّلْعَةُ: ما ارتفع من الأرض (الصحاح: ج3 ص1192 «تلع»).

[2] تلميح إلى الآية 27 من سورة ص.

[3] التوحيد: ص380 ح28 عن عليّ بن جعفر الكوفي عن الإمام الهادي عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج5 ص13 ح19 وراجع: الكافي: ج1 ص155 ح1 وتحف العقول: ص468 والفصول المختارة: ص70.

بتایئے کیا ہمارا شامیوں کی طرف جانا، خدا کی قضاء وقدر سے تھا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے بوڑھے: ہاں، خدا کی قسم،تم بلندی سے اوپر نہیں گئے۔اور نہ ہی بلندی سے نیچے آئے۔سوائے خدا کی قضا وقدر کے۔

اس بوڑھے شخص نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! اپنی تکلیف کو خدا کے حساب میں شمار کرتا ہوں (میرا کام نہیں ہے کہ جزا مانگوں)۔

امامؑ نے فرمایا: اے بوڑھے! چپ ہوجا شاید تم خیال کررہے ہو کہ حتمی اور یقینی قضا وقدر تھی؟ اگر ایسے ہوتا تو ثواب وعقاب، امراور نہی، باطل ہوجاتے اور وعدہ اور وعید کے معنی ختم ہوجاتے اور گناہ گار کو سرزنش اور اچھے انسان کی تعریف کرنا، صحیح نہ ہوتی اور یہ ہوجاتا کہ نیک بندہ سرزنش کا زیادہ حقدار ہوتا گناہگار سے اور گناہگار زیادہ لائق تعریف ہوتا نیک انسان سے (یہ تیری) بات بتوں کی پوجا کرنے والوں اور رحیم خدا کے دشمنوں اور قدریوں اور اس امت کے مجوسیوں کی بات ہے۔

اے بوڑھے! خدا نے اختیار دے کر (شرعی) ذمہ داری دی ہے اور نہی ومنع کی ہے (تاکہ تم) ڈرو۔ اور کم کے مقابلے میں خدا نے زیادہ دیا ہے اور مغلوبی سے اس کی نافرمانی نہیں ہوئی ہے اور زبردستی اس کی اطاعت و بندگی نہیں ہوئی ہے اور زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو بغیر مقصد کے پیدا نہیں کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔

بوڑھا شخص اٹھ کر کہنے لگا:

> آپ ہی وہ امام ہیں جس کی اطاعت سے ہمیں خدا کی معرفت کی امید ہے قیامت کے دن۔ ہمارے دین سے جو کچھ پوشیدہ تھا آپ نے واضح کردیا۔ اس کے بدلے میں خدا آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔ غلط کام میں عذر قابل قبول نہیں ہے کیونکہ خود میں نے فسق اور نافرمانی کی وجہ سے غلط کام انجام دیا ہے۔ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ خود روکا لیکن اسے انجام دیا، اے قوم: میں ہی تھا جس نے شیطان کی بندگی کی۔ گناہ سے نہ لگاؤ تھا نہ ہی اسے چاہا اور نہ ہی اپنے ولی کے قتل کو ظلم اور تجاوز سے (چاہا) کیسے ایسے کاموں کو چاہتا ہوں درحالانکہ اپنی نہی میں مصمم ارادہ رکھتا ہے اور خدا نے اس چیز کو واضح بتادیا ہے۔

3/3

دَورُ القَضاءِ وَالقَدَرِ فِي الأَفعالِ

کاموں میں قضا وقدر کا اثر

67.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: سَمِعتُ أبي عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام يَقولُ: الأَعمالُ عَلى ثَلاثَةِ أحوالٍ: فَرائِضَ، وفَضائِلَ، ومَعاصِيَ. وأمَّا الفَرائِضُ فَبِأَمرِ اللهِ عز و جل، وبِرِضَى اللهِ وقَضاءِ اللهِ وتَقديرِهِ ومَشِيَّتِهِ وعِلمِهِ. وأمَّا الفَضائِلُ فَلَيسَت بِأَمرِ اللهِ ولكِن بِرِضَى اللهِ وبِقَضاءِ اللهِ وبِقَدَرِ اللهِ وبِمَشِيَّتِهِ وبِعِلمِهِ. وأمَّا المَعاصي فَلَيسَت بِأَمرِ اللهِ ولكِن بِقَضاءِ اللهِ وبِقَدَرِ اللهِ وبِمَشِيَّتِهِ وبِعِلمِهِ، ثُمَّ يُعاقِبُ عَلَيها [1]

٦٧) کتاب توحید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: میں نے سنا کہ بابا علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں: کام تین قسم کے ہیں:

١) واجب۔ ٢) مستحب (سنت)۔ ٣) حرام۔

واجب کام خدا کی رضایت، قضاء اور قدر اور اس کی مشیت اور علم سے ہیں، لیکن مستحب اور سنت کام خدا کے (وجوبی) حکم سے نہیں ہیں۔ لیکن خدا کی رضایت، قضاء وقدر اور خدا کے علم سے ہیں۔ اور حرام کام بھی خدا کے حکم سے نہیں ہیں۔ لیکن قضاء وقدر اس کی مشیت اور علم سے ہیں اور حرام کاموں پر عذاب دے گا۔

3/4

لا جَبرَ ولا تَفويضَ

نہ جبر ہے نہ ہی تفویض

68.الاحتجاج بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ ب مَن زَعَمَ أنَّ اللهَ يَجبُرُ عِبادَهُ

[1] التوحيد: ص370 ح9، الخصال: ص168 ح221، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص142 ح44، مختصر بصائر الدرجات: ص138 كلّها عن أبي أحمد الغازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص278 ح28، بحار الأنوار: ج5 ص29 ح36.

عَلَى المَعاصى أو يُكَلِّفُهُم ما لا يُطيقونَ، فَلا تَأكُلوا ذَبيحَتَهُ، ولا تَقبَلوا شَهادَتَهُ، ولا تُصَلّوا وَراءَهُ، ولا تُعطوهُ مِنَ الزَّكاةِ شَيئا [1]

۶۸) کتاب احتجاج میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: جو بندہ یہ خیال کرے کہ خدا اپنے بندوں کو گناہ پر مجبور کیا ہے یا ان کی طاقت سے زیادہ انہیں (شرعی) تکلیف دی ہے تو

ایسے بندے کی ذبح شدہ، گوشت کو نہ کھاؤ،

اس کی گواہی قبول نہ کرو،

اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو

اور زکوٰۃ میں سے کچھ اسے نہ دو۔

3/5

أسبابُ السَّعادَةِ

سعادت کے اسباب

69. الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام. في دُعاءِ عَرَفَةَ: اللّٰهُمَّ اجعَلني أخشاكَ كَأَنّي أراكَ، وأسعِدني بِتَقواكَ ولا تُشقِني بِمَعصِيَتِكَ، وخِر لي في قَضائِكَ، وبارِك لي في قَدَرِكَ، حَتّى لا اُحِبَّ تَعجيلَ ما أخَّرتَ ولا تَأخيرَ ما عَجَّلتَ [2]

۶۹) کتاب اقبال میں امام حسین علیہ السلام سے (دعائے عرفہ میں) ہے: اے خدا! مجھے اتنا خوفزدہ بنا دے کہ جیسے میں تجھے دیکھ رہا ہوں، اور مجھے اپنے تقویٰ کے ذریعے سعادت مند بنادے اور اپنی نا فرمانی سے شقی نہ بنا اور اپنی قضا میں میرے لئے خیر کا انتخاب کرا اور میرے لئے اپنی تقدیر کو بہتر بنادے اس طرح کہ میں اس چیز کی جلدی کو نہ چاہوں جس کو تو نے موخر کر دیا اور اس چیز کے مؤخر ہونے کو نہ چاہوں جسے تو نے جلدی کیا۔

---

[1] الاحتجاج: ج 2 ص 397 ح 303 عن إبراهيم بن أبي محمود عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام وراجع: عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص 124 ح 16.

[2] الإقبال: ج2 ص78، البلد الأمين: ص253، بحار الأنوار: ج98 ص 218 ح 3.

3/6

ثَمَرَةُ العِلمِ بِالقَدَرِ

قدر سے باخبر ہونے کا نتیجہ

70.التوحيد عن عمرو بن جميع عن جعفر بن محمّد عليه السلام حدّثني أبي عن أبيهِ عن جدّهِ عليهم السلام قالَ: دَخَلَ الحُسَينُ بنُ عَليٍّ عليه السلام علىٰ مُعاوِيَةَ فقالَ لَهُ: ما حَمَلَ أباكَ عَلىٰ أن قَتَلَ أهلَ البَصرَةِ، ثُمَّ دارَ عَشِيّاً في طُرُقِهِم في ثَوبَينِ؟! فَقالَ عليه السلام: حَمَلَهُ عَلىٰ ذٰلِكَ عِلمُهُ أنَّ ما أصابَهُ لَم يَكُن لِيُخطِئَهُ، وأنَّ ما أخطَأَهُ لَم يَكُن لِيُصيبَهُ. قالَ: صَدَقتَ[1]

۷۰) کتاب توحید میں عمرو بن جمیع نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام ومعاویہ کے پاس گئے۔

معاویہ نے امامؑ سے کہا: کونسی چیز نے آپ کے بابا کو وادار کیا کہ بصرے والوں کو قتل کرے پھر اسی دن کی رات دو معمولی کرتے پہن کر راستے اور گلیوں میں ٹہلے؟

امامؑ نے فرمایا: ان کو اس چیز کا علم کہ جو کچھ اس تک پہنچے گا وہ غلط نہیں جائے گا اور جو غلط ہوا ہو وہ نہیں پہنچنا چاہیے۔

معاویہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

71.الأخبار الطوال: سارَ الحُسَينُ عليه السلام مِن بَطنِ الرُّمَّةِ[2] فَلَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ وهُوَ مُنصَرِفٌ مِنَ العِراقِ، فَسَلَّمَ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام وقالَ لَهُ: بِأَبي أنتَ واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما أخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وحَرَمِ جَدِّكَ؟! فَقالَ: إنَّ أهلَ الكوفَةِ كَتَبوا إلَيَّ يَسأَلونَني أن أقدَمَ عَلَيهِم لِما رَجَوا مِن إحياءِ مَعالِمِ الحَقِّ وإماتَةِ البِدَعِ. قالَ لَهُ ابنُ مُطيعٍ: أنشُدُكَ اللهَ ألّا تَأتِيَ الكوفَةَ، فَوَاللهِ لَئِن

---

[1] التوحيد: ص374 ح19.

[2] بَطنُ الرُّمَّة: هو وادٍ معروف بعالية نجد (معجم البلدان: ج1 ص449).

أتَيتَها لَتُقتَلَنَّ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: «لَّن يُصِيبَنَآ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا»[1]، ثُمَّ وَدَّعَهُ ومَضى[2]

۷۱) اخبار الطوال میں ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام بطن الرومہ سے چلے تو عبداللہ بن مطیع نے جو عراق سے واپس آ رہا تھا امامؑ کو دیکھا تو سلام کر کے کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کونسی چیز نے آپ کو خدا کے حرم (مکہ) اور نانا کے حرم (مدینہ) سے نکلنے پر مجبور کیا؟

امامؑ نے فرمایا: کوفے والوں نے مجھے خط لکھا اور انہوں نے مجھ سے چاہا ہے کہ حق کی نشانیوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کو ختم کرنے کے لئے ان کے ہاں جاؤں۔

ابن مطیع نے امامؑ سے کہا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کوفہ نہ جائیں کیونکہ خدا کی قسم اگر وہاں جائیں گے تو بغیر شک کے قتل ہو جائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں وہی چیزیں پہنچیں گی جو خدا نے ہمارے لئے لکھی ہوں گی۔

پھر وہ امامؑ سے خدا حافظی کر کے چلا گیا۔

3/7

المَقضِيُّ هُوَ كائِنٌ

قضاء الٰہی، ضرور واقع ہوگی

72. الفتوح: سارَ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى نَزَلَ الخُزَيمِيَّةَ[3]، وأقامَ بِها يَوما ولَيلَةً. فَلَمّا أصبَحَ أقبَلَت إلَيهِ اُختُهُ زَينَبُ بِنتُ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقالَت: يا أخي، ألا اُخبِرُكَ بِشَيءٍ سَمِعتُهُ البارِحَةَ؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وما ذاكَ؟ فَقالَت: خَرَجتُ في بَعضِ اللَّيلِ لِقَضاءِ حاجَةٍ، فَسَمِعتُ هاتِفا يَهتِفُ، وهُوَ يَقولُ:

ألا يا عَينُ فَاحتَفِلي بِجَهدٍ ومَن يَبكي عَلَى الشُّهداءِ بَعدي
عَلى قَومٍ تَسوقُهُمُ المَنايا بِمِقدارٍ إلى إنجازِ وَعدِ

---

[1] التوبة: 51.
[2] الأخبار الطوال: ص246.
[3] الخُزَيمِيّة: منزل من منازل الحاجّ بعد الثعلبيّة من الكوفة (معجم البلدان: ج2 ص370).

فَقالَ لَهَا الحُسَينُ علیه السلام : يا أُختاه، المَقضِيُّ هُوَ كائِنٌ [1]

۷۲) الفتوح (کربلا کے راستے میں) امام حسین علیہ السلام چل رہے تھے یہاں تک کہ خزیمہ کے مقام پر رکے اور وہاں ایک دن اور رات ٹھہرے، جیسے صبح ہوئی تو امام علی علیہ السلام کی بیٹی، امام حسین علیہ السلام کی بہن نے آ کر امام حسین علیہ السلام سے کہا: اے میرے بھائی! کیا تجھے وہ چیز بتاؤں جو میں نے کل رات سنی ہے؟

امامؑ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: رات کے ایک حصے میں کسی حاجت کے لئے میں باہر گئی تو غیب سے ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

ہاں، اے آنکھ! غور سے دیکھ میرے بعد کون شہیدوں پر روئے
گا؟ اس گروہ پر جن کو موت تقدیر کی طرف دھکیل رہی ہے اور وعدے کو
انجام دینے کے لیے جا رہے ہیں،

بس امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا: میری بہن! جس کا حکم ہوا ہے وہ ضرور ہوگا۔

73.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام، في جَوابِ عُمَرَ بنِ عَبدِ الرَّحمنِ لَمّا أشار: جَزاكَ اللهُ خَيرا يَابنَ عَمِّ، فَقَد عَلِمتُ أنَّكَ أمَرتَ بِنُصحٍ، ومَهما يَقضِي اللهُ مِن أمرٍ فَهُوَ كائِنٌ، أخَذتُ بِرَأيِكَ أم تَرَكتُهُ [2]

عمر بن عبدالرحمٰن کے جواب میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: اے چچا کے بیٹے! خدا تجھے نیک جزا دے مجھے معلوم ہے تم مجھے خلوص نیت سے کہہ رہے ہو لیکن جو خدا کرے گا وہی ہوگا خواہ تیرے مشورے پر عمل کروں یا نہ کروں۔

74.تهذيب الكمال: أتاهُ [الحُسَينَ عليه السلام] أبو بَكرِ بنُ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ، فَقالَ: يَابنَ عَمِّ، إنَّ الرَّحِمَ تَظأَرُني [3] عَلَيكَ، وما أدري كَيفَ أنَا عِندَكَ فِي النَّصيحَةِ لَكَ؟ قالَ: يا أبا بَكرٍ، ما أنتَ مِمَّن يُستَغَشُّ ولا يُتَّهَمُ، فَقُل. فَقالَ: رَأَيتَ ما صَنَعَ أهلُ العِراقِ بِأَبيكَ وأخيكَ،

---

[1] الفتوح: ج5ص70، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص225؛ المناقب لابن شهر آشوب: ج4ص95 نحوه، بحار الأنوار: ج44ص372.

[2] الفتوح: ج 5 ص 65، تاريخ الطبري: ج 5 ص 382، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 545، تاريخ دمشق: ج 14 ص 209، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص216 كلّها نحوه.

[3] ظَأَرَني فُلانٌ على أمرِ كذا، وأظأَرَني: عَطَفَني (تاج العروس: ج7ص160 «ظأر»).

وأنتَ تُريدُ أن تَسيرَ إلَيهِم، وهُم عَبيدُ الدُّنيا، فَيُقاتِلُكَ مَن قَد وَعَدَكَ أن يَنصُرَكَ، ويَخذُلُكَ مَن أنتَ أحَبُّ إلَيهِ مِمَّن يَنصُرُهُ، فَاذكُرِ اللهَ في نَفسِكَ! فَقالَ: جَزاكَ اللهُ يَابنَ عَمِّ خَيراً، فَقَدِ اجتَهَدتَ رَأيَكَ، ومَهما يَقضِ اللهُ مِن أمرٍ يَكُن. فَقالَ أبو بَكرٍ: إنّا للهِ، عِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أبا عَبدِ اللهِ[1]

۷۴) تہذیب الکمال میں ہے: ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگا: اے میرے چچا کے بیٹے! میں آپ کا خیر خواہ ہوں لیکن مجھے پتہ نہیں کہ آپ کی نظر میں بھی کتنا خیر خواہ ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو دھوکے باز بھی نہیں ہے تجھ پر کوئی الزام یا تہمت نہیں ہے۔ اپنی بات کہو۔

وہ کہنے لگا: آپ نے دیکھا کہ عراق والوں نے آپ کے بابا اور بھائی سے کیا کیا اور تو بھی انہیں کی طرف جانا چاہتا ہے؟ وہ دنیا کے بندے ہیں اور جنہوں نے تجھے مدد کا وعدہ دیا ہے وہی آپ سے جنگ کریں گے، اور وہی آپ کو دھوکا دیں گے جن کے لئے ہر مدد کرنے والوں سے تو زیادہ عزیز ہے۔ بس خدا کو یاد کرو!

امامؑ نے فرمایا: اے چچا کے بیٹے، خدا تجھے نیک جزا دے کہ اچھی بات کے لئے کوشش کی، لیکن جس چیز کا خدا حکم کرے گا وہی ہوگا،

ابوبکر نے کلمہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور کہا: ہم خدا سے ہیں اے حسین علیہ السلام (تیری مصیبت کو) خدا کے حوالے کرتے ہیں۔

75.تاريخ الطبري عن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هش لَمّا قَدِمَت كُتُبُ أهلِ العِراقِ إلَى الحُسَينِ عليه السلام وتَهَيَّأَ لِلمَسيرِ إلَى العِراقِ، أتَيتُهُ فَدَخَلتُ عَلَيهِ وهُوَ بِ مَكَّةَ، فَحَمِدتُ اللهَ وأثنَيتُ عَلَيهِ، ثُمَّ قُلتُ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي أتَيتُكَ يَابنَ عَمِّ لِحاجَةٍ اُريدُ ذِكرَها لَكَ نَصيحَةً، فَإِن كُنتَ تَرى أنَّكَ تَستَنصِحُني وإلّا كَفَفتُ عَمّا اُريدُ أن أقولَ. فَقالَ: قُل، فَوَاللهِ ما أظُنُّكَ بِسَيِّئِ الرَّأيِ ولا هَوٍ[2] لِلقَبيحِ مِنَ الأَمرِ وَالفِعلِ. قالَ: قُلتُ لَهُ: إنَّهُ قَد بَلَغَني أنَّكَ تُريدُ المَسيرَ إلَى العِراقِ، وإنّي مُشفِقٌ عَلَيكَ مِن مَسيرِكَ، إنَّكَ تَأتي بَلَداً فيهِ عُمّالُهُ واُمَراؤُهُ ومَعَهُم بُيوتُ الأَموالِ، وإنَّمَا النّاسُ عَبيدٌ لِهذَا الدِّرهَمِ وَالدّينارِ، ولا آمَنُ عَلَيكَ أن يُقاتِلَكَ مَن وَعَدَكَ نَصرَهُ، ومَن أنتَ أحَبُّ إلَيهِ

---

[1] تهذيب الكمال: ج6 ص418 الرقم 1323، تاريخ دمشق: ج14 ص209، الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص447.

[2] [من] هويت الشيء أهواه: إذا أحببته (مجمع البحرين: ج3 ص1889 «هوى»).

مِمَّن يُقاتِلُكَ مَعَهُ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: جَزاكَ اللهُ خَيرا يَابنَ عَمِّ. فَقَد وَاللهِ عَلِمتُ أنَّكَ مَشَيتَ بِنُصحٍ، وتَكَلَّمتَ بِعَقلٍ، ومَهما يُقضَ مِن أمرٍ يَكُن، أخَذتُ بِرَأيِكَ أو تَرَكتُهُ، فَأَنتَ عِندي أحمَدُ مُشيرٍ، وأنصَحُ ناصِحٍ. قالَ: فَانصَرَفتُ مِن عِندِهِ فَدَخَلتُ عَلَى الحارِثِ بنِ خالِدِ بنِ العاصِ بنِ هِشامٍ، فَسَأَلَني: هَل لَقيتَ حُسَينا؟ فَقُلتُ لَهُ: نَعَم. قالَ: فَما قالَ لَكَ، وما قُلتَ لَهُ؟ قالَ: فَقُلتُ لَهُ: قُلتُ كَذا و كَذا، وقالَ كَذا و كَذا. فَقالَ: نَصَحتَهُ ورَبِّ المَروَةِ الشَّهباءِ [1]. أما ورَبِّ البَنِيَّةِ، إنَّ الرَّأيَ لَما رَأَيتَهُ قَبِلَهُ أو تَرَكَهُ، ثُمَّ قالَ: رُبَّ مُستَنصَحٍ يَغُشُّ ويُردي [2] وظَنينٍ بِالغَيبِ يُلفى [3] نَصيحا [4]

۷۵) تاریخ طبری میں ہے عمر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے : جب عراق والوں کے خط امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچے اور امامؑ عراق جانے کے لئے تیار ہوئے تو میں امامؑ کے پاس [جبکہ مکہ تھے] گیا اور خدا کی حمد و تعریف کے بعد میں نے کہا: اے چچا کے بیٹے! میں آیا ہوں تجھے نصیحت کرنے کے لئے۔ اگر تم میری نصیحت کو غور سے سنو۔ کہوں وگرنہ جو کہنا چاہتا ہوں وہ نہیں کہوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: کہو: میں خیال نہیں کرتا کہ آپ غلط نظر، یا غلط بات کے پیچھے ہیں۔

پھر میں نے امامؑ سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم عراق جانا چاہتے ہو اور مجھے آپ کے اس جانے سے ڈرر ہے۔ آپ ایسی جگہ جارہے ہیں جہاں حکمران ہیں اور ان کے ہاتھ میں بیت المال ہے اور لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کے ساتھ وہی جنگ کرے گا جس نے مدد کرنے کا تجھے وعدہ دیا ہے یا جو تیرے سامنے ہے اور تم اس کے لئے بہتری چاہتے ہو۔ جنگ نہ کرے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا کے بیٹے! خدا تجھے بہترین جزا دے۔

خدا کی قسم مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم نے میرے لئے اچھا چاہا اور عاقلانہ بات کی، لیکن جس چیز کا حکم ہوا ہے وہی ہوگا۔ تیری نگاہ میں عمل کروں یا نہ کروں۔ تو میرے نزدیک مشورہ دینے والوں میں سے بہترین اور بہترین خیر خواہ

---

[1] الشهباء: البيضاء (لسان العرب: ج1 ص508 «شهب»).

[2] ردِيَ يردى: أي هلك وأرداهُ غيرُه (الصحاح: ج6 ص2355 «ردى»).

[3] .ألفيت الشيء: إذا وجدته وصادفته ولقيته (النهاية: ج4 ص262 «لفا»).

[4] تاريخ الطبري: ج 5 ص 382، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 545 وفيه صدره إلى «أنصح ناصح»، الفتوح: ج 5 ص 64، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص215 كلّها نحوه وراجع: أنساب الأشراف: ج3 ص373 وتاريخ دمشق: ج 14 ص209.

ہو۔

میں جب امام حسین علیہ السلام کے ہاں سے واپس آیا اور حارث بن خالد بن عاص بن ہشام کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تو نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا؟

میں نے کہا: ہاں

پھر اس نے پوچھا: تم نے اسے کیا کہا اور انہوں نے تجھے کیا کہا؟

میں نے کہا: میں نے اسے بتایا تو اس نے بھی کہا: خدا کی قسم تم نے انہیں نصیحت کی، ہاں کعبہ کے رب کی قسم صحیح مشورہ وہی ہے جو تو نے دیا، وہ قبول کریں یا نہ کریں۔

پھر کہا: بسا اوقات تم اس کی خیر خواہی کرتے ہو، لیکن (وہ) دھوکا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور بسا اوقات باطن میں اس کے بارے میں بدگمان ہو لیکن حقیقی خیر خواہ ہو۔

3/8

الرّضا بِالقَضاءِ

قضا پہ راضی رہنا

76.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ يَقولُ: قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: مَن لَم يَرضَ بِقَضائي، ولَم يُؤمِن بِقَدَري، فَليَلتَمِس إلهاً غَيري. وقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: في كُلِّ قَضاءِ اللهِ خِيَرَةٌ لِلمُؤمِنِ[1]

۷۶) کتاب توحید میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا فرماتا ہے جو شخص میری قضا پر راضی نہ رہے اور میری تقدیر پر ایمان نہ لائے تو اس کو میرے علاوہ کوئی اور خدا ڈھونڈنا چاہیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ فرمایا: خدا کی ہر قضا میں مومن کے لئے خیر پوشیدہ ہے۔

77.الرسالة القشيريّة: قيلَ لِلحسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: إنَّ أبا ذَرٍّ يَقولُ: الفَقرُ أحَبُّ إلَيَّ مِنَ الغِنى، وَالسُّقمُ أحَبُّ إلَيَّ مِنَ الصِّحَّةِ! فَقالَ: رَحِمَ اللهُ تعالى أبا ذَرٍّ! أمّا أنَا فَأَقولُ: مَنِ اتَّكَلَ عَلى

[1] التوحيد: ص 371 ح 11، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 141 ح 42، مختصر بصائر الدرجات: ص 138 كلّها عن الحسين بن خالد عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، كشف الغمّة: ج 3 ص 78 عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام.

حُسنِ اختِيارِ اللهِ لَهُ، لَم يَتَمَنَّ فى غَيرِ مَا اختارَهُ اللهُ لَهُ [1]

۷۷) رسالہ قشیریہ میں ہے: امام حسین علیہ السلام سے کہا گیا: ابو ذرؓ کہتا ہے: میں غنی ہونے سے زیادہ فقر کو چاہتا ہوں اور صحت سے زیادہ بیماری کو چاہتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: ابو ذر پر خدا رحمت نازل کرے۔ لیکن میں کہتا ہوں جو آدمی خدا کے بہترین انتخاب پر اعتماد کرے تو وہ سوائے اس چیز کے آرزو نہیں کرے گا جو خدا نے اس کے لئے انتخاب کیا ہے۔

3/9

سيرَةُ أهلِ البَيتِ فِي الرِّضا بِالقَضاءِ

سیرت اہل بیت

78.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام .مِن قَولِهِ حينَ عَزَمَ عَلَى الخُروجِ إلَى الع: رِضَى اللهِ رِضانا أهلَ البَيتِ، نَصبِرُ عَلى بَلائِهِ، ويُوَفّينا أُجورَ الصّابِرينَ [2]

۷۹) ملھوف میں امام حسین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ خدا کی رضا ہم اہل بیت کی رضا یت ہے اس کی مصیبت پر صبر کریں گے اور وہ ہمیں صبر کرنے والوں کی مکمل جزاء دے گا۔

79.الإرشاد: رُوِيَ عَنِ الفَرَزدَقِ الشّاعِرِ انَّهُ قالَ: حَجَجتُ بِأُمّي في سَنَةِ سِتّينَ، فَبَينا أنَا أسوقُ بَعيرَها حينَ دَخَلتُ الحَرَمَ إذ لَقيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام خارِجا مِن مَكَّةَ.... ثُمَّ قالَ لي: أخبِرني عَنِ النّاسِ خَلفَكَ، فَقُلتُ: الخَبيرَ سَأَلتَ؛ قُلوبُ النّاسِ مَعَكَ وأسيافُهُم عَلَيكَ، وَالقَضاءُ يَنزِلُ مِنَ السَّماءِ، وَاللهُ يَفعَلُ ما يَشاءُ. فَقالَ: صَدَقتَ، للهِ الأَمرُ، وكُلَّ يَومٍ رَبُّنا هُوَ في شَأنٍ، إن نَزَلَ القَضاءُ بِما نُحِبُّ فَنَحمَدُ اللهَ عَلى نَعمائِهِ، وهُوَ المُستَعانُ عَلى أداءِ الشُّكرِ، وإن حالَ القَضاءُ دونَ

---

[1] الرسالة القشيريّة: ص195، تاريخ دمشق: ج13 ص253 وفيه «للحسن» بدل «للحسين».

[2] الملهوف: ص126، مثير الأحزان: ص41، نزهة الناظر: ص86 ح23، كشف الغمّة: ج2 ص241، بحار الأنوار: ج44 ص367؛ مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص5.

الرَّجاءِ فَلَم یُبعِدمَن کانَ الحَقُّ نِیَّتَهُ وَالتَّقوی سَریرَتَهُ[1، 2]

۷۹) کتاب ارشاد میں۔فرزدق شاعر سے روایت ہے کہ اس نے کہا: ساٹھ (ہجری) کے سال میں، میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا۔ جب میں حرم میں داخل ہونے کے لئے اونٹ کو بھگا رہا تھا تو حسین علیہ السلام کو مکہ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ مجھے امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں کا حال سناؤ جو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو؟

میں نے کہا کہ باخبر شخص سے آپ نے پوچھا: لوگوں کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں آپ کے مقابلے میں ہیں اور قضاء آسمان سے نازل ہوگئی۔ خدا جہاں چاہے (وہاں آئے گی)۔

امام نے فرمایا: تو نے سچ کہا: ہر کام خدا کی طرف سے ہے۔ اگر خدا کی قضا ایسے آئے جیسے ہم چاہتے ہیں تو خدا کی نعمتوں پر اس کی تعریف کریں گے اور شکر کرنے میں اس سے مدد لی جائے گی اور اگر خدا کی قضا ہمیں اپنی آرزو تک پہنچنے میں رکاوٹ بنی، تو جس کی نیت حق اور باطن تقویٰ ہوگی دور نہیں جائے گا۔

80.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام .مِمّا كانَ يَقولُهُ في قُنوتِهِ.: اللّٰهُمَّ وإنّي مَعَ ذٰلِكَ كُلِّهِ عائِذٌ بِكَ، لائِذٌ بِحَولِكَ[3] وقُوَّتِكَ، راضٍ بِحُكمِكَ الَّذي سُقتَهُ إلَيَّ في عِلمِكَ، جارٍ بِحَيثُ أجرَيتَني، قاصِدٌ ما أمَّمتَني، غَيرُ ضَنينٍ[4] بِنَفسي فيما يُرضيكَ عَنّي إذ بِهِ قَد رَضَّيتَني[5]

۸۰) منہج الدعوات میں امام حسین علیہ السلام سے ہے جو آپ نے قنوت میں کہا ہے: اے خدا! میں ان سب چیزوں کے باوجود تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری قدرت سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے حکم پر۔ جس کو تو نے اپنے علم کے ساتھ میری طرف بھیجا ہے۔ خوشحال ہو اور جہاں تو مجھے بھیجے وہاں جاؤں گا اور جس کا تو ارادہ رکھتا ہے میں بھی ارادہ کروں گا اور جس چیز سے تو مجھ سے راضی ہوگا۔ اس کو انجام دینے میں کوتاہی نہیں کروں گا کیونکہ تو نے مجھے اس کے بارے میں راضی رکھا۔

---

[1] في بحار الأنوار: «سيرته» بدل «سريرته».

[2] الإرشاد: ج2ص67، بحار الأنوار: ج44ص365؛ تاريخ الطبري: ج5ص386، الكامل في التاريخ: ج2ص547، الفتوح: ج5 ص 71، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 223، البداية والنهاية: ج 8 ص 166 كلّها نحوه وراجع: المناقب لابن شهرآشوب: ج4ص95.

[3] الحَولُ: الحِيلَةُ والقُوَّةُ (الصحاح: ج4ص1678 «حول»).

[4] ضَنِنتُ بِالشيء: إذا بَخِلتُ به، فأنا ضَنينٌ به (الصحاح: ج6ص2156 «ضنن»).

[5] مهج الدعوات: ص68، بحار الأنوار: ج85ص214ح1.

81.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام .فيما قالَهُ لِأُختِهِ زَينَبَ لَمّا نَزَلوا كَر : يا أُختاه! تَعَزَّي بِعَزاءِ اللهِ، وَارضَي بِقَضاءِ اللهِ، فَإِنَّ سُكّانَ السَّماواتِ يَفنَونَ، وأهلَ الأَرضِ يَموتونَ، وجَميعَ البَرِيَّةِ لا يَبقَونَ، وكُلَّ شَيءٍ هالِكٌ إلاّ وَجهَهُ، لَهُ الحُكمُ وإلَيهِ تُرجَعونَ. وإنَّ لي ولَكِ ولِكُلِّ مُؤمِنٍ ومُؤمِنَةٍ أُسوَةً بِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله [1]

۸۱) الفتوح میں ہے جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں پہنچے تو اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بہن! خدا کی مصیبت پر تجھے تسلیت ہے اور خدا کی قضا پر راضی رہو کیونکہ آسمان والے فنا ہوجائیں گے اور زمین والوں کو موت آجائے گی اور کوئی مخلوق باقی نہیں رہے گی اور سوا ذاتِ خدا کے ہر چیز ہلاک وفنا ہوجائے گی۔ حکم خدا کے لئے ہی ہے اور اسی کی طرف ہی جانا ہے اور حضرت محمدؐ میرے آپ اور ہر مومن مرد وعورت کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

82.مقتل الحسين عن الشافعي: ماتَ ابنٌ لِلحُسَينِ عليه السلام فَلَم يُرَ بِهِ كَآبَةٌ، فَعوتِبَ عَلى ذلِكَ، فَقالَ: إنّا أهلُ بَيتٍ نَسأَلُ اللهَ عز وجل فَيُعطينا، فَإِذا أرادَ ما نَكرَهُ فيما يُحِبُّ رَضينا [2]

۸۲) مقتل الحسینؑ، خوارزمی میں شافعی سے نقل ہے کہ: امام حسین علیہ السلام کا ایک بیٹا انتقال کرگیا لیکن امامؑ کو غمگین نہیں دیکھا گیا۔ اسی لئے امامؑ پر طنزیہ باتیں ہونے لگیں تو امامؑ نے فرمایا: ہم وہ خاندان ہیں جو کچھ خدا سے مانگتے ہیں تو وہ دے دیتا ہے لیکن اگر وہ ایسی چیز کا ارادہ کرے جو ہمیں پسند نہ ہو تو ہم اس پر راضی ہوتے ہیں۔

[1] الفتوح: ج5ص84، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص237؛ الملهوف: ص141، مثير الأحزان: ص49 كلّها نحوه.
[2] مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص147وراجع: الدعوات: ص286ح16.

الفصل الرّابِعُ: الرّجعة

چوتھی فصل: رجعت

83.الخرائج والجرائح عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام لِأَصحابِهِ قَبلَ أن يُقتَلَ: إنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ: يا بُنَيَّ إنَّكَ سَتُساقُ إلَى العِراقِ، وهِيَ أرضٌ قَدِ التَقى بِهَا النَّبِيّونَ وأوصِياءُ النَّبِيّينَ، وهِيَ أرضٌ تُدعى «عمورا»، وإنَّكَ تُستَشهَدُ بِها ويُستَشهَدُ مَعَكَ جَماعَةٌ مِن أصحابِكَ، لا يَجِدونَ أَلَمَ مَسِّ الحَديدِ، وتَلا: «قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ»[1]، تَكونُ الحَربُ عَلَيكَ وعَلَيهِم بَردا وسَلاما. فَأَبشِروا، فَوَاللهِ لَئِن قَتَلونا، فَإِنّا نَرِدُ عَلى نَبِيِّنا، ثُمَّ أمكُثُ ما شاءَ اللهُ، فَأَكونُ أوَّلَ مَن تَنشَقُّ عَنهُ الأَرضُ، فَأَخرُجُ خَرجَةً يُوافِقُ ذلِكَ خَرجَةَ أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام وقِيامَ قائِمِنا، وحَياةَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. ثُمَّ لَيَنزِلَنَّ عَلَيَّ وَفدٌ مِنَ السَّماءِ مِن عِندِ اللهِ، لَم يَنزِلوا إلَى الأَرضِ قَطُّ، ولَيَنزِلَنَّ إلَيَّ جَبرَئيلُ وميكائيلُ وإسرافيلُ وجُنودٌ مِنَ المَلائِكَةِ، ولَيَنزِلَنَّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وعَلِيٌّ عليه السلام وأنَا وأخي، وجَميعُ مَن مَنَّ اللهُ عَلَيهِ في حَمولاتٍ[2] مِن حَمولاتِ الرَّبِّ، خَيلٍ بُلقٍ[3] مِن نورٍ، لَم يَركَبها مَخلوقٌ. ثُمَّ لَيَهُزَّنَّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله لِواءَهُ، ولَيَدفَعَنَّهُ إلى قائِمِنا مَعَ سَيفِهِ.... ولَتَنزِلَنَّ البَرَكَةُ مِنَ السَّماءِ إلَى الأَرضِ، حَتّى إنَّ الشَّجَرَةَ لَتَقصِفُ بِما يُريدُ اللهُ فيها مِنَ الثَّمَرِ، ولَيَأكُلُنَّ ثَمَرَةَ الشِّتاءِ فِي الصَّيفِ وثَمَرَةَ الصَّيفِ فِي الشِّتاءِ، وذلِكَ قَولُ اللهِ تَعالى: «وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ٱلْقُرَىٰٓ ءَامَنُواْ وَٱتَّقَوْاْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَٰتٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُواْ»[4] ثُمَّ إنَّ اللهَ لَيَهَبُ لِشيعَتِنا كَرامَةً لا يَخفى عَلَيهِم شَيءٌ فِي الأَرضِ وما كانَ فيها، حَتّى إنَّ الرَّجُلَ مِنهُم يُريدُ أن يَعلَمَ عِلمَ أهلِ بَيتِهِ، فَيُخبِرَهُم بِعِلمِ ما يَعمَلونَ[5]

---

[1] الأنبياء: 69.

[2] الحَمولَةُ: البعيرُ يُحمَلُ عليه، وقد يُستَعمَلُ فِي الفَرَسِ والبَغلِ والحمار (المصباح المنير: ص 152 «حمل»).

[3] البَلَقُ: سواد وبياض (الصحاح: ج4 ص 1451 «بلق»).

[4] الأعراف: 96.

[5] الخرائج والجرائح: ج2 ص 848 ح 63، مختصر بصائر الدرجات: ص 36، بحار الأنوار: ج45 ص 80 ح 6.

۸۳) کتاب خرائج و جرائح میں جابر نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے: امام حسین علیہ السلام شہید ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے تو عنقریب عراق جائے گا اور عراق ایسی سرزمین ہے جس کو انبیاء اور ان کے اوصیاء نے دیکھا ہے اور اس سرزمین کا نام عمورا ہے اور تو وہاں شہید ہوجائے گا اور تیرے ساتھ ایسے ساتھیوں کا ایک گروہ شہید ہوگا جو تلوار کا درد محسوس نہیں کریں گے۔ بس تلاوت کی یہ آیت: تو ہم نے بھی حکم دیا کہ اے آگ: ابراہیم کے لئے سرد ہوجا اور سلامتی کا سامان بن جا۔

جنگ کی آگ و تپش تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے آرام سے ہوگی اور ٹھنڈک سے ہوگی۔ بس خوشخبری دو کہ خدا کی قسم اگر ہمیں قتل کریں گے تو ہم اپنے نبیؐ کے ہاں آئیں گے۔ پھر جتنا وقت خدا رکنے کا کہے گا اتنا وقت رکیں گے۔ اور میں پہلا انسان ہوں جو قبر سے باہر آؤں گا اور میرا نکلنا ایسے ہوگا جیسے علی علیہ السلام نکلیں گے اور میرا قیام ہمارے قائم (امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف) جیسا ہوگا اور میری زندگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی جیسی ہوگی۔ پھر خدا کے ہاں سے میرے پاس آسمان سے (فرشتوں کا) ایک گروہ آئے گا جو ابھی تک زمین پر نہیں آیا ہوگا اور میرے پاس جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل اور فرشتوں کا ایک گروہ آئے گا۔ اور محمدؐ، علی علیہ السلام میں اور میرا یہ بھائی اور سارے وہ جن پر اللہ نے احسان کیا ہے خدا کی طرف سے خاص سواری پر سوار ہوکر آئیں گے اور وہ سواری نور سے پیدا ہوگی اور اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوا ہوگا۔ پھر حضرت محمدؐ اپنے پرچم کو لہرائیں گے اور وہ پرچم اپنی تلوار کے ساتھ ہمارے قائم (مہدی علیہ السلام) کے حوالے کریں گے۔ اور برکت آسمان سے زمین پر نازل ہوگی۔ یہاں تک کہ درخت سے اتنا پھل خدا کی طرف سے مقرر ہوگا کہ اس کے وزن سے درخت ٹوٹنے لگے گا اور (لوگ) گرمیوں کے میوے سردیوں میں کھائیں گے اور سردیوں کے میوے گرمیوں میں۔ اور یہ خدا کا ارشاد ہے: اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

پھر خدا ہمارے پیروکاروں کو اپنی کرامت دے گا کہ زمین پر یا زمین میں جو بھی چیز ہوگی ان سے پوشیدہ نہیں رہے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے خاندان والوں کے بارے میں جاننا چاہے، تو اس کو پتہ چل جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہوں گے۔

الفصل الخامِسُ: الآخرة

پانچویں فصل: آخرت

5/1

ذِكرُ الآخِرَةِ

آخرت کی یاد

84.إرشاد القلوب: قالَ الحُسَينُ عليه السلام: يابنَ آدَمَ! تَفَكَّر وقُل: أينَ مُلوكُ الدُّنيا وأربابُهَا الَّذينَ عَمَروا وَاحتَفَروا أنهارَها، وغَرَسوا أشجارَها، ومَدَّنوا مَدائِنَها؟! فارَقوها وهُم كارِهونَ، ووَرِثَها قَومٌ آخَرونَ، ونَحنُ بِهِم عَمّا قَليلٍ لاحِقونَ. يابنَ آدَمَ! اذكُر مَصرَعَكَ، وفي قَبرِكَ مَضجَعَكَ، ومَوقِفَكَ بَينَ يَدَيِ اللهِ، تَشهَدُ جَوارِحُكَ[1] عَلَيكَ يَومَ تَزِلُّ فيهِ الأَقدامُ، وتَبلُغُ القُلوبُ الحَناجِرَ، وتَبيَضُّ وُجوهٌ وتَسوَدُّ وُجوهٌ، وتَبدُو السَّرائِرُ، ويوضَعُ الميزانُ القِسطُ. يابنَ آدَمَ! اذكُر مَصارِعَ آبائِكَ وأبنائِكَ، كَيفَ كانوا وحَيثُ حَلّوا وكَأَنَّكَ عَن قَليلٍ قَد حَلَلتَ مَحَلَّهُم، وصِرتَ عِبرَةً لِلمُعتَبِرِ وأنشَدَ شِعراً:

أينَ المُلوكُ الَّتي عَن حِفظِها حَتّى سَقاها بِكَأسِ المَوتِ ساقيها
تِلكَ المَدائِنُ فِي الآفاقِ خالِيَةٌ عادَت خَراباً وذاقَ المَوتَ بانيها
أموالُنا لِذَوِي الوُرّاثِ نَجمَعُها ودورُنا لِخَرابِ الدَّهرِ نَبنيها.[2]

۸۴) ارشاد القلوب میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم کے فرزند! غور کرو اور کہو: کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ اور دنیا والے جنہوں نے دنیا کو آباد کیا اور اس میں نہریں بنائی اور درخت لگائے اور شہر بنائے؟ (ایسی) دنیا سے جدا ہوئے درحالانکہ نہیں چاہتے تھے اور دوسری قوم آ کر اس کی وارث بنی، اور ہم بھی عنقریب ان سے چل کر ملیں

---

[1] جَوارِحُ الإنسان: أعضاؤه التي يكتسب بها (الصحاح: ج1 ص358 «جرح»).
[2] إرشاد القلوب: ص29.

گے۔

اے آدم کے فرزند! تم اپنے مرنے کو یاد کرو اور قبر میں سونے اور خدا کے سامنے بیٹھنے کو یاد کرو۔ تیرے اعضاء تیرے خلاف اس دن گواہی دیں گے جب قدم لرزیں گے اور روح حلق تک پہنچ جائیگی اور کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوجائیں گے اور باطن آشکار ہوجائیں گے اور عدالت وانصاف کی ترازو لائی جائے گی۔

اے فرزند آدم! تم اپنے باپ دادا اور اولاد کی موت اور خاک پر پڑے رہنے کو یاد کرو کہ وہ کیسے تھے اور کہاں چلے گئے اور عنقریب تو بھی ان کی جگہ جا کر سنبھالے گا اور تو عبرت لینے والوں کے لئے عبرت بن جائے گا۔

پھر (امامؑ) نے یہ شعر پڑھا:

(دنیا میں بغیر رہنے والوں کے جو گھر تھے دوبارہ ویران ہوگئے اور جس نے شہروں کو بنایا تھا اس نے موت کا مزہ چکھا)۔ (ہم اپنے مال کو وارثوں کے لئے جمع کررہے ہیں اور ہم اپنے گھروں کو ویران ہونے کے لئے بنارہے ہیں۔

5/2

فَناءُ الدُّنيا وبَقاءُ الآخِرَةِ

دنیا کی فنا اور آخرت کی بقاء

85. كامل الزيارات عن ميسر بن عبد العزيز عن أبي جعفر ع كَتَبَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إلى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام [1] مِن كَربَلاءَ: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ ومَن قِبَلَهُ مِن بَني هاشِمٍ، أمّا بَعدُ: فَكَأَنَّ الدُّنيا لَم تَكُن، وكَأَنَّ الآخِرَةَ لَم تَزَل، والسَّلامُ [2]

۸۵) کامل الزیارات میں میسر بن عبدالعزیز نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلا سے محمد بن علی (ابن حنفیہ) کو اس طرح لکھا: مہربان خدا کے نام سے، حسین بن علی علیہ السلام کی طرف سے محمد بن علی علیہ السلام کے لئے اور ان بنی ہاشم کے افراد کے لئے جوان کے نزدیک ہیں۔ امابعد، ایسے سمجھو کہ دنیا نہیں تھی اور آخرت ہمیشہ تھی اور ہمیشہ رہے گی خدا حافظ۔۔۔

---

[1] هو ابن الحنفيّة رضي الله عنه.

[2] كامل الزيارات: ص158 ح196، بحار الأنوار: ج45 ص87 ح23.

86.تاریخ الطبری عن محمّد بن قیس: جاءَ حَنظَلَةُ بنُ أسعَدَ الشِّبامِيُّ، فَقامَ بَينَ يَدَى حُسَينٍ عليه السلام: فَأَخَذَ يُنادي: «يَٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ ٱلْأَحْزَابِ * مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَٱلَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ وَمَا ٱللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ * وَيَٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ ٱلتَّنَادِ * يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ ٱللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ»[1]، يا قَومِ [لا][2] تَقتُلوا حُسَينا فَيُسحِتَكُمُ[3] اللهُ بِعَذابٍ «وَقَدْ خَابَ مَنِ ٱفْتَرَىٰ»[4] فَقالَ لَهُ حُسَينٌ عليه السلام: يَابنَ أسعَدَ، رَحِمَكَ اللهُ! إنَّهُم قَدِ استَوجَبُوا العَذابَ حينَ رَدّوا عَلَيكَ ما دَعَوتَهُم إلَيهِ مِنَ الحَقِّ، ونَهَضوا إلَيكَ لِيَستَبيحوكَ وأصحابَكَ، فَكَيفَ بِهِمُ الآنَ وقَد قَتَلوا إخوانَكَ الصّالِحينَ. قالَ: صَدَقتَ، جُعِلتُ فِداكَ! أنتَ أفقَهُ مِنّي وأحَقُّ بِذلِكَ، أفَلا نَروحُ إلَى الآخِرَةِ ونَلحَقُ بِإِخوانِنا؟ فَقالَ: رُح إلى خَيرٍ مِنَ الدُّنيا وما فيها، وإلى مُلكٍ لا يَبلى. فَقالَ: السَّلامُ عَلَيكَ أبا عَبدِ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيكَ وعَلى أهلِ بَيتِكَ، وعَرَّفَ بَينَنا وبَينَكَ في جَنَّتِهِ. فَقالَ عليه السلام: آمينَ، آمينَ. فَاستَقدَمَ فَقاتَلَ حَتّى قُتِلَ[5]

۸۶) تاریخ طبری میں محمد بن قیس سے نقل ہے: حنظلہ، اسعد شبامی کا بیٹا آ کر امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوگیا اور آواز سے پکارنے لگا: اے میری قوم! میں تم کو اس دن سے ڈرا رہا ہوں جو دن (عذاب لے کر) پہلے والی قوموں پر آیا، مثال کے طور پر وہ دن جو نوح ؑ کی قوم پر آیا اور عاد وثمود کی قوم پر آیا اور ان قوموں پر جو ان سے پہلے تھیں اور خدا اپنے بندوں کے بارے میں ظلم بالکل نہیں چاہتا۔

اے میری قوم! میں تمہارے لئے اس دن سے ڈر رہا ہوں جو فریاد و پکار والا دن ہوگا۔ اور اس دن سے جس دن تم سب جمع کئے جاؤ گے۔ لیکن خدا کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ جس کو خدا (اس کے غلط اعمال کی وجہ سے) گمراہ کرے۔ اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہوگا۔

اے لوگو! حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرنا ورنہ تمہیں خدا عذاب میں ہلاک کر دے گا اور بتحقیق وہ ناکام ہوگا۔

---

[1] غافر: 33.30.
[2] .ما بين المعقوفين سقط من المصدر، وأثبتناه من المصادر الأُخرى.
[3] يُسحتكم: أي يُهلِككم ويَستأصِلكم (مجمع البحرين: ج2 ص822 «سحت»).
[4] .طه: 61.
[5] تاريخ الطبري: ج5 ص443، الكامل في التاريخ: ج2 ص568، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص24؛ الملهوف: ص164 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص23.

اور جس نے افتراء اور غلط بات کہی تو حسین علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اے اسعد کے بیٹے! خدا تجھے معاف کرے، یہ لوگ اس قت ہی عذاب کے حقدار بن گئے جب انہوں نے تیرے حق کی طرف دعوت قبول نہ کیا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کی طرف قدم بڑھا کر تیرا قتل کرنا چاہتے تھے۔ بس جب انہوں نے تیرے نیک بھائیوں کو قتل کر دیا تو کیسے (عذاب کے حقدار) نہ ہوں؟

حنظلہ کہنے لگا: میں آپ پر قربان: تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے اور زیادہ حقدار ہے کیا آخرت کی طرف نہ جائیں اور جا کر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں؟

امامؑ نے فرمایا: جا اسے خبر کی طرف جو دنیا جو جو کچھ دینا ہیں اس سے بہتر ہے اور ایسے ملک کی طرف جا جو پرانا اور ختم نہیں ہوگا!

جب حنظلہ نے کہا: اے ابا عبداللہ آپ پر سلام! خدا کی رحمت آپ پر اور آپ کے خاندان پر ہو، خدا ہمیں جنت میں آپ کے ساتھ جگہ دے،

امام نے فرمایا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے اس دن سے ڈر رہا ہوں جو فریاد و پکار والا دن ہوگا۔ اور اس دن سے جس دن تم سب جمع کئے جاؤ گے لیکن خدا کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ جس کو خدا (اس کے غلط اعمال کی وجہ سے) گمراہ کرے، اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہوگا۔

اے لوگو! حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرنا ورنہ تمہیں خدا عذاب میں ہلاک کر دے گا اور بتحقیق وہ ناکام ہوا جس نے افترا اور غلط بات کہی،

امام حسین علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اے اسعد کے بیٹے: خدا تجھے معاف کرے، یہ لوگ اس وقت ہی عذاب کے حقدار بن گئے جب انہوں نے تیرے حق کی طرف دعوت کو قبول نہ کیا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کی طرف قدم بڑھا کر تیرا قتل کرنا چاہتے تھے۔ بس جب انہوں نے تیرے نیک بھائیوں کو قتل کر دیا تو کیسے (عذاب کے حقدار) نہ ہوں؟

حنظلہ کہنے لگا: میں آپ پر قربان! آپ مجھ سے زیادہ باخبر اور زیادہ حقدار ہیں کیا آخرت کی طرف نہ جائیں اور جا کر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں؟

امامؑ نے فرمایا: جا اپنے خیر کی طرف جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے اور ایسے ملک کی طرف جا جو پرانا اور ختم نہیں ہوگا۔

جب حنظلہ نے کہا: اے ابا عبداللہ آپ پر سلام ! خدا کی رحمت آپ پر اور آپ کے خاندان پر ہو۔ خدا ہمیں جنت میں آپ کے ساتھ جگہ دے۔

امامؑ نے فرمایا: آمین، آمین۔ پھر حنظلہ آگے بڑھ کر جنگ کرنے لگا اور جنگ کرتے کرتے شہید ہوگیا۔

5/3

صِفَةُ المَوتِ

موت کی صفت

87.معانی الأخبار بإسناده عن الحسين عليه السلام: قيلَ لِأَميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: صِف لَنَا المَوتَ. فَقالَ: عَلَى الخَبيرِ سَقَطتُم، هُوَ أحَدُ ثَلاثَةِ اُمورٍ يَرِدُ عَلَيهِ: إمّا بِشارَةٌ بِنَعيمِ الأَبَدِ، وإمّا بِشارَةٌ بِعَذابِ الأَبَدِ، وإمّا تَحزينٌ وتَهويلٌ وأمرُهُ مُبهَمٌ لا يَدري مِن أيِّ الفِرَقِ هُوَ. فَأَمّا وَلِيُّنَا المُطيعُ لِأَمرِنا فَهُوَ المُبَشَّرُ بِنَعيمِ الأَبَدِ، وأمّا عَدُوُّنَا المُخالِفُ عَلَينا فَهُوَ المُبَشَّرُ بِعَذابِ الأَبَدِ، وأمَّا المُبهَمُ أمرُهُ الَّذي لا يَدري ما حالُهُ، فَهُوَ المُؤمِنُ المُسرِفُ عَلى نَفسِهِ لا يَدري ما يَؤولُ إلَيهِ حالُهُ، يَأتيهِ الخَبَرُ مُبهَما مَخوفا، ثُمَّ لَن يُسَوِّيَهُ اللهُ عز و جل بِأَعدائِنا، لكِن يُخرِجُهُ مِنَ النّارِ بِشَفاعَتِنا. فَاعمَلوا وأطيعوا، [و] [1] لا تَتَّكِلوا ولا تَستَصغِروا عُقوبَةَ اللهِ عز و جل؛ فَإِنَّ مِنَ المُسرِفينَ مَن لا تَلحَقُهُ شَفاعَتُنا إلاّ بَعدَ عَذابِ ثَلاثِمِئَةِ ألفِ سَنَةٍ [2]

۸۷) معانی الاخبار میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، علی علیہ السلام سے کہا گیا: ہمارے لئے موت کی تعریف کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: باخبر شخص کے پاس آئے ہو (موت) ان تین چیزوں میں سے ایک (ہے جو) ایک انسان پر آتی ہیں:

۱) یا ہمیشہ رہنے والی نعمت کی خوشخبری ہے۔

۲) یا ہمیشہ والے عذاب کی خوشخبری ہے۔

---

[1] الزيادة من بحار الأنوار.

[2] معاني الأخبار: ص288 ح2 عن عليّ الناصري عن الإمام الجواد عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج6 ص153 ح9 وراجع: الاعتقادات: ص51.

۳) یا غم و پریشانی ہے

اور موت کا مسئلہ اتنا مبہم ہے کہ کون سی قسم سے ہے لیکن جو ہم سے محبت کرتا ہو اور اطاعت کرتا ہو گا ہمارے حکم کی، اس کو ہمیشہ رہنے والی نعمت کی خوشخبری ہے اور جو ہمارا دشمن اور مخالف ہے اس کے لئے ہمیشہ والے عذاب کی خوشخبری ہے۔ لیکن وہ آدمی جس کا کام اور مسئلہ واضح نہیں اور نہیں جانتا کہ اس کی حالت کیسی ہے وہ مومن ہے جس نے اپنے نفس پر اسراف کیا ہے کہ یہ نہیں جانتا اس کا نتیجہ کہاں تک پہنچے گا ایسے شخص کے لئے مبہم اور خوفناک خبر پہنچے گی لیکن خدا اسکے ساتھ ہمارے دشمنوں جیسا برتاؤ نہیں کرے گا اور اس کو ہماری شفاعت کے ذریعے (جہنم کی) آگ سے باہر نکالے گا۔ بس عمل اور اطاعت کرو اور (دوسروں پر) اعتماد نہ کرو اور خدا کی سزا کو چھوٹا اور کم نہ سمجھو۔ تحقیق بعض اسراف کرنے والوں کو ہماری شفاعت نصیب نہیں ہوگی مگر تین ہزار سال عذاب میں رہنے کے بعد۔

5/4

مَوتُ المُؤمِنِ

مومن کی موت

88. الفردوس عن الحسین بن علیؑ عن رسول الل المَوتُ رَیحانَةُ المُؤمِنِ[1]

۸۸) فردوس میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت مومن کے لئے گل (خوشبو) ہے۔

89. المعجم الکبیر عن محمّد بن الحسن عن الحسینؑ إنّی لا أرَی المَوتَ إلاّ سَعادَةً، وَالحَیاةَ مَعَ الظّالِمینَ إلاّ بَرَماً[2، 3]

۸۹) معجم الکبیر میں محمد بن حسن نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: میں موت کو فقط سعادت

---

[1] الفردوس: ج4 ص239 ح6718، کنز العمّال: ج15 ص551 ح42136؛ الجعفریّات: ص190 و ص201 وراجع: المجازات النبویّة: ص210 ح170 والنوادر للراوندی: ص105 ودعائم الإسلام: ج1 ص221.

[2] البَرَمُ: مصدر بَرِمَ، إذا سَئِمَهُ. وأبرَمَهُ: أی أمَلَّهُ وأضجَرَهُ (الصحاح: ج5 ص1869 «برم»).

[3] المعجم الکبیر: ج3 ص115 ح2842، تاریخ الطبری: ج5 ص404 عن عقبة بن أبی العیزار وفیه «شهادة» بدل «سعادة» و «ولا الحیاة» بدل «الحیاة»، تاریخ دمشق: ج14 ص218؛ تحف العقول: ص245، الملهوف: ص138، بحار الأنوار: ج44 ص192.

اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو ذلت سمجھتا ہوں۔

90.معانی الأخبار عن عليّ بن الحسين عن الحسين بن عليّ مَا المَوتُ إلاّ قَنطَرَةٌ تَعبُرُ بِكُم عَنِ البُؤسِ وَالضَّرّاءِ إلَى الجِنانِ الواسِعَةِ وَالنَّعيمِ الدّائِمَةِ، فَأَيُّكُم يَكرَهُ أن يَنتَقِلَ مِن سِجنٍ إلى قَصرٍ؟!

وما هُوَ لِأَعدائِكُم إلاّ كَمَن يَنتَقِلُ مِن قَصرٍ إلى سِجنٍ وعَذابٍ.

إنَّ أبي حَدَّثَني عَن رَسولِ اللهِ ﷺ: أنَّ الدُّنيا سِجنُ المُؤمِنِ وجَنَّةُ الكافِرِ، وَالمَوتَ جِسرُ هؤُلاءِ إلى جَنّاتِهِم، وجِسرُ هؤُلاءِ إلى جَحيمِهِم، ما كَذَبتُ ولا كُذِبتُ[1]

۹۰) معانی الاخبار میں امام زین العابدینؑ سے نقل ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: موت فقط ایک پل ہے جس سے تم لوگ خوف و مشکل سے وسیع جنت اور ہمیشگی والی نعمت کی طرف، عبور کر جاتے ہو، بس تم میں سے کون ہے جو زندان سے محل کی طرف جانے کو نہ چاہتا ہو؟

موت، تمہارے دشمنوں کے لئے محل سے زندان کی طرف جانے کی طرح ہے۔

میرے بابا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ: دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے جنت ہے اور موت ان کے لئے جنت کے لئے پل ہے اور ان کے لئے جہنم کے لئے پل ہے نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

5/5

البُكاءُ عِندَ المَوتِ

موت کے وقت رونا

91.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام لَمّا حَضَرَتِ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلامُ الوَفاةُ بَكى، فَقيلَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ أتَبكي ومَكانُكَ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ مَكانُكَ الَّذي أنتَ فيهِ؟ وقَد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ فيكَ ما قالَ، وقَد حَجَجتَ عِشرينَ حَجَّةً ماشِيا وقَد قاسَمتَ رَبَّكَ مالَكَ

[1] معاني الأخبار: ص289 ح3، الاعتقادات: ص52، بحار الأنوار: ج44 ص297 ح2.

ثَلاثَ مَرّاتٍ حَتَّى النَّعلِ وَالنَّعلِ[1] ؟ فَقالَ عليه السلام: إِنَّما أبكى لِخَصلَتَينِ: لِهَولِ المُطَّلَعِ[2] وفِراقِ الأَحِبَّةِ[3]

۹۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسنؑ کے انتقال کا وقت ہوا تو امام رونے لگے،

امام سے کہا گیا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں رو رہے ہیں؟

درحالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص رشتہ ہے آپ کا؟ اور آپ کی تعریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں اور آپ نے حج پیدل انجام دیئے اور اپنے مال ومتاع کو تین بار خدا کی راہ میں خرچ کیا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نعلین بھی دے دیں؟

امامؑ نے فرمایا: میں دو چیزوں کے لئے رو رہا ہوں۔

۱) قیامت کا خوف۔

۲) دوستوں کی دوری۔

5/6

بَيتُ العَمَلِ

عمل کا گھر

92.بستان الواعظين: قيلَ: كانَ الحُسَينُ عليه السلام إذا رَأَى القُبورَ قالَ: ما أحسَنَ ظَواهِرَها، وإِنَّمَا الدَّواهي[4] في بُطونِها، فَاللهَ اللهَ عِبادَ اللهِ! لا تَشتَغِلوا بِالدُّنيا، فَإِنَّ القَبرَ بَيتُ العَمَلِ، فَاعمَلوا

---

[1] في المصدر: «وبالنعل»، والصواب ما أثبتناه كما في الأمالي للصدوق.

[2] هَوْلِ المُطَّلَع: يريد به الموقف يوم القيامة (النهاية: ج3 ص133 «طلع»).

[3] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص303 ح62، الأمالي للصدوق: ص291 ح325 كلاهما عن الحسن بن عليّ بن فضّال عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج43 ص332 ح2، وراجع: الكافي: ج1 ص461 ح1 والزهد للحسين بن سعيد: ص79 ح213 ومكارم الأخلاق: ج2 ص94 ح2266.

[4] الداهية: النائبة العظيمة النازلة، والجمع: الدواهي، وهي عظائم نُوَبِهِ (مجمع البحرين: ج1 ص617 «دهى»).

ولا تَغفُلوا، وأنشِدوا [1]

يا مَن بِدُنياهُ اشتَغَلَ وغَرَّهُ طولُ الأَمَل
المَوتُ يَأتي بَغتَةً وَالقَبرُ صُندوقُ العَمَل [2]

۹۲) بستان الواعظین کتاب میں ہے: کہا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب قبروں کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے: کتنا ظاہر خوبصورت ہے لیکن ان کے اندر کتنی مصیبتیں ہیں۔ خدا کو مانو! خدا کو مانو!

اے اللہ کے بندو! دنیا میں ہی مشغول نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ قبر عمل کا گھر ہے عمل کرو اور غفلت سے دوری اختیار کرو اور یہ پڑھو (اے وہ شخص جو دنیا میں ہی مشغول ہے اور اس کو لمبی آرزوں نے دھوکہ دیا ہے)۔ (موت اچانک آ جائے گی اور قبر، عمل کا گھر اور غلاف ہے۔

5/7

أوَّلُ ما يُسأَلُ عَنهُ بَعدَ المَوتِ

موت کے بعد سب سے پہلا سوال

93. عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: يا عَلِيُّ، إنَّ أوَّلَ ما يُسأَلُ عَنهُ العَبدُ بَعدَ مَوتِهِ شَهادَةُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ، وأنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ ﷺ، وأنَّكَ وَلِيُّ المُؤمِنينَ بِما جَعَلَهُ اللهُ وجَعَلتُهُ لَكَ، فَمَن أقَرَّ بِذلِكَ وكانَ يَعتَقِدُهُ صارَ إلَى النَّعيمِ الَّذي لا زَوالَ لَهُ [3]

۹۳) عیون الاخبار الرضا میں امام حسین اور امام علی علیہما السلام سے منقول ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرنے کے بعد سب سے پہلے چیز جو ایک بندے سے پوچھی جائے گی وہ خدا کی وحدانیت کی گواہی ہے اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی ہے اور اس کی گواہی کہ تو مومنوں کے ولی ہو۔

---

[1] . في إحقاق الحقّ: «وأنشَدَ».
[2] . بستان الواعظين لأبي الفرج ابن الجوزي: ص 194؛ إحقاق الحقّ: ج 11 ص 628.
[3] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 129 ح 8 عن إبراهيم بن عبّاس الصولي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 7 ص 273 ح 41.

اس دلیل کی بنیاد پر جو خدا اور میں نے تیرے لئے قرار دی ہے بس جو بھی ان چیزوں پر ایمان رکھنے اور اقرار کرے تو اس کو ایسی نعمت کی طرف لے جایا جائے گا جو ختم نہیں ہوگی۔

5/8

ما يُسأَلُ عَنهُ يَومَ القِيامَةِ

جس چیز کا قیامت میں سوال ہوگا

94.فضائل الشيعة بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أم قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: لا تَزولُ قَدَمُ عَبدٍ يَومَ القِيامَةِ حَتّى يُسأَلَ عَن أربَعَةِ أشياءَ: عَن شَبابِهِ فيما أبلاهُ، وعَن عُمُرِهِ فيما أفناهُ، وعَن مالِهِ مِن أينَ اكتَسَبَهُ وفيما أنفَقَهُ، وعَن حُبِّنا أهلَ البَيتِ[1]

۹۴) فضائل الشیعہ میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ قیامت کے دن ایک قدم آگے نہیں بڑھائے گا جب تک اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں کیا جائے۔

۱) جوانی کے بارے میں کہ کہاں استعمال کی۔

۲) عمر کے بارے میں کہ کونسے راستے میں خرچ کی۔

۳) اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا۔

۴) ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے بارے میں۔

5/9

عَدَمُ الرَّغبَةِ بِالرُّجوعِ إلَى الدُّنيا

دنیا میں واپس آنے کی رغبت نہ رکھنا

95.المناقب عن الحسين عليه السلام: إنَّ رَجُلاً جاءَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: يا رَسولَ اللهِ، إنّي قَدِمتُ مِن سَفَرٍ لي، فَبَينَما بُنَيَّةٌ خُماسِيَّةٌ تَدرُجُ حَولي في حُلِيِّها، فَأَخَذتُ بِيَدِها وَانطَلَقتُ بِها إلى وادي

[1] فضائل الشيعة: ص49 ح6 عن إسحاق بن موسى بن جعفر عن أبيه الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام.

فُلانٍ فَطَرَحتُها فيهِ.

فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِنطَلِق مَعي فَأَرِني الوادِيَ. فَانطَلَقَ مَعَهُ فَأَراهُ الوادِيَ،

فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاُمِّها: ما كانَ اسمُها؟ قالَت: فُلانَةُ.

فَقالَ ﷺ: يا فُلانَةُ، أجيبيني بِإِذنِ اللهِ. فَخَرَجَتِ الصَّبِيَّةُ وهِيَ تَقولُ: لَبَّيكَ يا رَسولَ اللهِ وسَعدَيكَ.

فَقالَ لَها: إنَّ أبَوَيكِ قَد أساءا، فَإِن أحبَبتِ أن أرُدَّكِ عَلَيهِما؟

فَقالَت: يا رَسولَ اللهِ، لا حاجَةَ لي فيهِما، وَجَدتُ اللهَ خَيرًا لي مِنهُما[1]

۹۵) مناقب ابن شہر آشوب میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے نبیؐ! میں اپنے ایک سفر میں واپس آ رہا تھا کہ ایک پانچ سالہ بچی کو دیکھا جو زیورات سے مزین تھی اور میرے اردگرد چل رہی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پہاڑوں کے درمیان لے گیا اور اس کو وہاں پر پھینک دیا (چھوڑ) دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ چلو اور چل کر پہاڑوں کا وہ درمیان حصہ مجھے دکھاؤ اور وہ شخص چل کر وہ جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی (بچی) کی ماں سے فرمایا: اس کا نام کیا تھا؟

اس نے کہا: فلاں نام تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں (لڑکی) خدا کے اذن سے میری بات کا جواب دو۔

یہ کہنا تھا کہ بچی باہر آ کر کہنے لگی: ہاں ہاں، اے اللہ کے رسولؐ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے ماں باپ نے غلط کیا۔ اگر تم چاہو تو میں تجھے ان کے ہاں پہنچاؤں۔

بچی نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں ہے میں نے اپنے لئے ان دو سے بہتر خدا کو پایا ہے۔

---

[1] . المناقب لابن شهر آشوب: ج1 ص132، بحار الأنوار: ج18 ص8 ح11 وراجع: الخرائج والجرائح: ج1 ص37 ح42.

5/10

رِضاعُ الأَطفالِ فِي البَرزَخ

برزخ میں چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا

96.سنن ابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها الحسين لَمّا تُوُفِّيَ القاسِمُ ابنُ رَسولِ اللهِ ﷺ،

قالَت خَديجَةُ: يا رَسولَ اللهِ، دَرَّت لُبَينَةُ القاسِمِ، فَلَو كانَ اللهُ أبقاهُ حَتّى يَستَكمِلَ رِضاعَهُ!

فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إنَّ إتمامَ رِضاعِهِ فِي الجَنَّةِ.

قالَت: لَو أعلَمُ ذٰلِكَ يا رَسولَ اللهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أمرَهُ.

فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إن شِئتِ دَعَوتُ اللهَ تَعالى فَأَسمَعَكِ صَوتَهُ.

قالَت: يا رَسولَ اللهِ، بَل اُصَدِّقُ اللهَ ورَسولَهُ[1]

۹۶) سنن ابن ماجہ میں فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام نے اپنے بابا حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قاسم کا انتقال ہوا تو جناب خدیجہ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! قاسم کے (پینے کے) لئے کافی دودھ تھا۔ کاش خدا اس کو زندگی دیتا تا کہ وہ اپنے دودھ پینے کے دن پورے کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے دودھ پینے کا وقت جنت میں پورا و مکمل ہوگا۔

جناب خدیجہؑ نے فرمایا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر مجھے اسی چیز کا پتہ ہوتا تو قاسم کا غم مجھ پر آسان ہوجاتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں خدا سے کہوں کہ اس کی آواز میرے کانوں تک پہنچائے۔

جناب خدیجہؑ نے کہا: نہیں اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا اور اس کے رسولؐ کو صادق سمجھتی ہوں۔

---

[1] سنن ابن ماجة: ج1 ص484 ح1512، الإصابة: ج5 ص389 الرقم 7284.

5/11

ثَمَنُ الجَنَّةِ

جنت کی قیمت

97.تاریخ دمشق عن محمّد بن الصایغ عن الحسین بن علیّ ب حَدَّثَنی أبی عَن جَدّی عَن جِبریلَ علیہ السلام عَن رَبِّهِ عز و جل:... یا شیعَةَ آلِ مُحَمَّدٍ لا یَأتی، یَعنی، أحَدٌ مِنکُم یَومَ القِیامَةِ یَقولُ: «لا اِلٰهَ اِلاّ اللهُ» اِلاّ أدخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ [1]

۹۷) تاریخ دمشق میں محمد بن صائغ سے (روایت) ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا (امام علیؑ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے خدا سے، مجھے بتایا کہ خدا نے فرمایا:

اے محمد کے خاندان کے پیروکارو! تم میں سے قیامت کے دن جو بھی لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہوگا اور آئے گا تو خدا اسے ضرور جنت میں بھیجے گا۔

98.الأمالی بإسناده عن الحسین عن أبیه علیّ بن أبی طال سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقولُ: التَّوحیدُ ثَمَنُ الجَنَّةِ، وَالحَمدُ للهِ وَفاءُ شُکرِ کُلِّ نِعمَةٍ، وخَشیَةُ اللهِ مِفتاحُ کُلِّ حِکمَةٍ، وَالإخلاصُ مِلاکُ [2] کُلِّ طاعَةٍ [3]

۹۸) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توحید، جنت کی قیمت ہے اور الحمد اللہ ہر نعمت کا مکمل شکر ہے اور خوفِ خدا ہر حکمت کی چابی ہے اور خلوص ہر عبادت کی بنیاد ہے۔

---

[1] تاریخ دمشق: ج14ص114.

[2] المِلاکُ: قِوام الشیء ونظامه، وما یُعتمد علیه (النهایة: ج4ص358 «ملك»).

[3] الأمالی للطوسی: ص570 ح1178 عن محمّد بن علیّ بن الحسین بن زید عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام.

5/12

الجَنَّةُ تَشتاقُ إلى هؤُلاءِ

جن لوگوں کی جنت مشتاق ہے

99.الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ عليهما ال قالَ النَّبِيُّ ﷺ: الجَنَّةُ تَشتاقُ إلَيكَ وإلى عَمّارٍ وإلى سَلمانَ وأبي ذَرٍّ وَالمِقدادِ [1]

۹۹) کتاب خصال میں امام حسین اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھ) فرمایا: جنت تیری، عمار، سلمان، ابوذر اور مقدار کی مشتاق ہے۔

100.مسند أبي يعلى بإسناده عن الحسين عليه السلام: أتى جِبريلُ عليه السلام النَّبِيَّ ﷺ فَقالَ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ اللهَ يُحِبُّ مِن أصحابِكَ ثَلاثَةً فَأَحِبَّهُم: عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ، وأبو ذَرٍّ، وَالمِقدادُ بنُ الأَسوَدِ. قالَ فَأَتاهُ جِبريلُ عليه السلام فَقالَ لَهُ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ الجَنَّةَ لَتَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ، وعِندَهُ أنَسُ بنُ مالِكٍ، فَرَجا أن يَكونَ لِبَعضِ الأَنصارِ.

قالَ: فَأَرادَ أن يَسأَلَ رَسولَ اللهِ ﷺ عَنهُم فَهابَهُ، فَخَرَجَ فَلَقِيَ أبابَكرٍ

فَقالَ: يا أبابَكرٍ، إنّي كُنتُ عِندَ رَسولِ اللهِ ﷺ آنِفا، فَأَتاهُ جِبريلُ عليه السلام،

فَقالَ: إنَّ الجَنَّةَ تَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ، فَرَجَوتُ أن يَكونَ لِبَعضِ الأَنصارِ، فَهِبتُهُ أن أسأَلَهُ، فَهَل لَكَ أن تَدخُلَ عَلى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَتَسأَلَهُ؟

فَقالَ: إنّي أخافُ أن أسأَلَهُ فَلا أكونَ مِنهُم، ويَشمَتَ بي قَومي. ثُمَّ لَقِيَ [2] عُمَرَ بنَ الخَطّابِ،

فَقالَ لَهُ مِثلَ قَولِ أبي بَكرٍ.

قالَ: فَلَقِيَ عَلِيّا،

---

[1] الخصال: ص 303 ح 80 عن عبد الله بن محمّد الرازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 67 ح 306 عن عبد الله التميمي عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 22 ص 324 ح 22 وراجع: سنن الترمذي: ج5 ص 667 ح 3797.

[2] في المصدر: «ثمّ لقيني»، والصواب ما أثبتناه كما في المصادر الأُخرى.

فَقالَ لَهُ عَلِيٌّ: نَعَم، إن كُنتُ مِنهُم فَأَحمَدُ اللهَ، وإن لَم أكُن مِنهُم فَحَمِدتُ اللهَ. فَدَخَلَ عَلى نَبِيِّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَقالَ: إنَّ أنَسا حَدَّثَني أنَّهُ كانَ عِندَكَ آنِفا وإنَّ جِبريلَ علیہ السلام أتاكَ، فَقالَ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ الجَنَّةَ لَتَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ.

قالَ: فَمَن هُم يا نَبِيَّ اللهِ؟

قالَ: أنتَ مِنهُم يا عَلِيُّ، وعَمّارُ بنُ ياسِرٍ، وسَيَشهَدُ مَعَكَ مَشاهِدَ بَيِّنٌ فَضلُها، عَظيمٌ خَيرُها، وسَلمانُ، وهُوَ مِنّا أهلَ البَيتِ، وهُوَ ناصِحٌ فَاتَّخِذهُ لِنَفسِكَ[1]

۱۰۰) مسند ابی یعلی میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمدؐ! خدا آپ کے تین ساتھیوں سے محبت کرتا ہے بس آپ بھی ان سے محبت کریں۔ (وہ یہ ہیں) علی بن ابی طالب علیہ السلام، ابوذر اور مقداد ابن اسود۔

جب جبرائیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ اے محمدؐ! جنت آپ کے تین ساتھیوں کی مشتاق ہے تو انس بن مالک (انصاری) آپؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آرزو کرنے لگا کہ (کاش) ان تین میں سے ایک فرد انصاری (قبیلے کا) ہو۔

انس بن مالک ان تین کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن ڈر کی وجہ سے باہر آ گیا اور باہر ابوبکر کو دیکھا تو اس سے پوچھا: اے ابوبکر! میں ابھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ جبرائیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا: جنت آپ کے تین ساتھیوں کی مشتاق ہے مجھے امید تھی کہ کاش ان میں سے ایک انصاری شخص بھی ہوتا لیکن پوچھنے سے ڈر لگ رہا تھا، کیا ہوسکتا ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر ان سے پوچھو؟

ابوبکر نے کہا: میں (بھی) ان سے پوچھنے سے ڈر رہا ہوں اور ڈر رہا ہوں کہ اگر میں ان تین میں سے نہیں ہوں تو میری قوم مجھے ملامت کرے گی۔

اسکے بعد انس نے عمر بن خطاب کو دیکھا اور وہی بات کہی جو ابوبکر سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد علی علیہ السلام کو دیکھا تو حضرت نے اس کی بات قبول کی اور کہا: اگر میں ان تین میں سے ہوں گا تو خدا کی حمد و تعریف کروں گا اور اگر نہیں

---

[1] مسند أبي يعلى: ج 12 ص 143 ح 6772، المطالب العالية: ج 4 ص 83 ح 4025، تاريخ دمشق: ج 21 ص 412 ح 4839 كلّها عن سعد الإسكاف عن أبي جعفر محمّد بن عليّ عن أبيه عليهما السلام، كنز العمّال: ج 13 ص 256 ح 36759.

ہوں گا تو بھی خدا کی تعریف کروں گا۔

بس علی علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے: انس جو کہ ابھی آپ کے پاس تھا نے مجھ سے کہا ہے کہ جبرائیلؑ نے آپ کے پاس آکر کہا: اے محمدؐ! جنت آپ کے تین ساتھیوں کی محتاج ہے وہ تین کون ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام آپ ان میں سے ہیں اور عمار بن یاسر، جو کہ آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا ہے اور فضیلت آشکار اور خیر بزرگ ہے اور سلمان بھی ہے جو ہم اہل بیت سے اور ہمارا خیر خواہ ہے اور اس کو اپنے لئے انتخاب کریں۔

5/13

رَدُّ العَمَلِ اِلَی العامِلِ

عمل، عمل کرنے والے کی طرف واپس آئے گا

101. الحکایات بإسناده عن الحسین علیه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله. فی بَعضِ کَلامِهِ: اِنَّما هِیَ أعمالُکُم تُرَدُّ اِلَیکُم، فَمَن وَجَدَ خَیرا فَلیَحمَدِ اللهَ، وَمَن وَجَدَ غَیرَ ذٰلِكَ فَلا یَلومَنَّ اِلاّ نَفسَهُ[1]

۱۰۱) الحکایات، شیخ مفید میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرمؐ نے اپنی ایک گفتگو میں فرمایا: بغیر شک کے، کہ تمہارے اعمال، تمہاری طرف ہی لوٹائے جائیں گے جن کو نیکی ملے وہ خدا کی حمد و تعریف کریں اور جس کو اس کے علاوہ ملے وہ اپنے علاوہ کسی اور کی سرزنش نہ کریں۔

5/14

تَجَسُّمُ الأَعمالِ

تجسم اعمال

102. المناقب والمثالب: عَنِ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ علیه السلام أنَّهُ کانَ جالِسا فی مَسجِدِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وآله، فَسَمِعَ

---

[1] الحکایات للمفید: ص85 عن حجّاج بن عبد الله عن أبیه عن الإمام الصادق عن آبائه علیهم السلام. بحار الأنوار: ج10 ص454 ح19.

رَجُلاً مِن بَنی اُمَيَّةَ يُحَدِّثُ أصحابَهُ ويُسمِعُ الحُسَينَ عليه السلام حَديثَهُ، وهُوَ يَقولُ. وقَد ذَكَرَ آلَ أبي طالِبٍ: قَد شَرِكناهُم فِي النُّبُوَّةِ حَتّى نِلنا مِنها مِثلَ ما نالوا مِنها مِنَ السَّبَبِ وَالنَّسَبِ، ونِلنا مِنَ الخِلافَةِ ما لَم يَنالوا، فَبِمَ يَفخَرونَ عَلَينا؟! فَرَدَّدَ هذَا القَولَ ثَلاثَ مَرّاتٍ. فَأَقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام بِوَجهِهِ إلى ناحِيَتِهِ

وقالَ: أمّا في أوَّلِ وَهلَةٍ فَإِنّي كَفَفتُ عَنكَ حِلما، وأمَّا الثّانِيَةُ فَإِنّي كَفَفتُ عَنكَ عَفوا، وأمَّا الثّالِثَةُ فَإِنّي أُجيبُكَ: إنّي سَمِعتُ أبي يَقولُ: إنَّ فِي الوَحيِ الَّذي أنزَلَهُ اللهُ عَلى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله أنَّهُ إذا قامَتِ القِيامَةُ الكُبرى، حَشَرَ اللهُ بَني اُمَيَّةَ في صورَةِ الذَّرِّ[1]، يَتَوَطَّؤُهُمُ النّاسُ حَتّى يُفرَغَ مِنَ الحِسابِ، ثُمَّ يُؤتى بِهِم فَيُحاسَبوا ويُصارُ بِهِم إلَى النّارِ[2]

۱۰۲) المناقب والمثالب میں ہے: امام حسین علیہ السلام مسجد النبیؐ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بنو امیہ خاندان کے شخص کی آواز سنی جو اپنے ساتھیوں سے بات کر رہا تھا اور اپنی بات امام حسین علیہ السلام کو سنوانا چاہتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم آل ابو طالب کے ساتھ نبوت میں شریک ہیں اور سبب جو نسبی رشتہ داری میں سے جو کچھ ان کے پاس ہے وہ ہمارے پاس بھی ہے لیکن ہم خلافت تک پہنچ گئے وہ نہ پہنچ سکے۔ بس کس چیز پر ہم پر فخر کر رہے ہیں یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی۔

امام حسین علیہ السلام نے اس کی طرف رخ کر کے فرمایا: پہلی مرتبہ جو تو نے کہا میں نے جواب نہیں دیا۔ بردباری کا اظہار کرتے ہوئے، دوسری مرتبہ عفو کرتے ہوئے کچھ نہیں کہا (لیکن) تیسری مرتبہ جب تو نے کہا تو تجھے جواب دے رہا ہوں۔ میں نے اپنے بابا (علیؑ) سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: محمدؐ پر جو وحی نازل ہوئی تھی (اس میں یہ آیا ہے) کہ جب قیامت کبریٰ برپا ہوگی تو خدا بنو امیہ کو چیونٹیوں کی طرح محشور کرے گا اور لوگ ان کو اپنے پیروں سے کچلیں گے یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہو جائیں۔ پھر بنو امیہ کو لایا جائے گا حساب کے لئے اور (جہنم کی آگ کی) طرف لے کر جائیں گے۔

---

[1] الذرُّ: النملُ الأحمر الصغيرُ (النهاية: ج2 ص157 «ذرر»).
[2] المناقب والمثالب لأبي حنيفة النعمان المغربي: ص200.

البابُ الثّالِثُ: الحكم العقائديّة والسّياسيّة

تیسرا باب: عقائد اور سیاست کے بارے میں حکمتیں

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَعَلَى الْإِسْلَامِ السَّلَامُ!

إِذْ قَدْ بُلِيَتِ الْأُمَّةُ بِرَاعٍ مِّثْلَ يَزِيدَ

وَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم يَقُولُ:

اَلْخِلَافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى آلِ أَبِيْ سُفْيَانَ۔ [1]

جب مروان بن حکم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا:

"إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" پڑھنے کا مقام ہے، اسلام کی بربادی سامنے ہے

کیونکہ امتِ اسلام، یزید جیسے بھیڑیے کے چنگل میں گرفتار ہو چکی ہے

میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے:

''آل ابوسفیان کے لئے خلافت وحکومت حرام ہے۔''

---

[1] موسوعة كلمات الامام الحسين عليه السلام: ص ٢٨٥، ح ٢٥٢

الفصل الأَوَّلُ: الإِمامة

پہلی فصل: امامت

1/1

أصنافُ الأَئِمَّةِ

رہبروں کے اقسام

103. الفتوح: سارَ [الحُسَينُ عليه السلام] حَتّى إذا بَلَغَ ذاتَ عِرقٍ[1]، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِن بَني أسَدٍ يُقالُ لَهُ بِشرُ بنُ غالِبٍ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قالَ: رَجُلٌ مِن بَني أسَدٍ.

قالَ: فَمِن أينَ أقبَلتَ يا أخا بَني أسَدٍ؟ قالَ: مِنَ العِراقِ. فَقالَ: كَيفَ خَلَّفتَ أهلَ العِراقِ؟ قالَ: يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ، خَلَّفتُ القُلوبَ مَعَكَ وَالسُّيوفَ مَعَ بَني أُمَيَّةَ!

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: صَدَقتَ يا أخَا العَرَبِ، إنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى يَفعَلُ ما يَشاءُ، ويَحكُمُ ما يُريدُ.

فَقالَ لَهُ الأَسَدِيُّ: يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ، أخبِرني عَن قَولِ اللهِ تَعالى: «يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ»[2]

فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: نَعَم يا أخا بَني أسَدٍ، هُما إمامانِ: إمامُ هُدىً دَعا إلى هُدىً، وإمامُ

---

[1] ذات عرق: مهلّ أهل العراق، وهو الحدّ بين نجد وتهامة. وقيل: عرق جبل بطريق مكّة، ومنه ذات عرق (معجم البلدان: ج4 ص107).

[2] الإسراء: 71.

ضَلالَةٍ دَعا إلی ضَلالَةٍ، فَهَدی مَن أجابَهُ إلَی الجَنَّةِ، ومَن أجابَهُ إلَی الضَّلالَةِ دَخَلَ النّارَ [1]

۱۰۳) کتاب الفتوح میں ہے: امام حسین کربلا جاتے ہوئے جب (مقام) ذات عرق تک پہنچے تو امام علیہ السلام نے وہاں ایک شخص بنام بشر بن غالب کو دیکھا اور اس سے پوچھا: تم کون سے قبیلے سے ہو؟

اس نے جواب دیا: بنی اسد قبیلے سے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بنی اسد (قبیلے) کے بھائی، کہاں سے آرہے ہو؟

اس نے کہا؛ عراق سے۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: جب تم عراق چھوڑ کر آرہے تھے تو وہ کیسے تھے؟

اس شخص نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند! ان کو میں نے اس حالت میں چھوڑا کہ ان کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ تھیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے عرب بھائی! تم نے سچ کہا: خدا جو کچھ بھی چاہے وہ کرے گا اور جس کا ارادہ کرے اس کا حکم دے گا،

اس اسدی قبیلے والے نے امامؑ سے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند! خدا کی اس بات کے بارے میں مجھے بتائیے کہ اس دن ہر انسان کو ان کے رہبروں اور اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں اے بنی اسد قبیلے کے بھائی! وہ دو قسم کے رہبر و امام ہوں گے:

۱۔ ہدایت کا رہبر امام جو ہدایت کی طرف دعوت دے گا

۲۔ گمراہی والا امام و رہبر جو غلط راستے کی طرف دعوت دے گا۔

جو بھی آدمی ہدایت والے امام و رہبر کی دعوت کو قبول کرے گا وہ جنت کی طرف جائے گا اور جو گمراہی والے رہبر کی دعوت کا جواب دے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

104.الأمالی عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَنی أبي عَن أبيهِ قالَ:.... سارَ الحُسَينُ علیه السلام وأصحابُهُ، فَلَمّا نَزَلُوا الثَّعلَبِيَّةَ [2] وَرَدَ عَلَيهِ رَجُلٌ يُقالُ لَهُ: بِشرُ بنُ غالِبٍ. فَقالَ:

---

[1] الفتوح: ج5 ص69، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص220 وفيه «فهذا ومن أجابه إلى الهدى في الجنّة وهذا ومن أجابه إلى الضلالة في النار» بدل «فهدى من أجابه....إلخ»؛ تسلية المجالس: ج2 ص233.

[2] الثعلبيّة: من منازل طريق مكّة من الكوفة (معجم البلدان: ج2 ص78).

يَابنَ رَسولِ اللهِ، أخبِرنی عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ». قالَ: إمامٌ دَعا إلى هُدىً فَأَجابوهُ إلَيهِ، وإمامٌ دَعا إلى ضَلالَةٍ فَأَجابوهُ إلَيها، هؤُلاءِ فِي الجَنَّةِ، وهؤُلاءِ فِي النّارِ، وهُوَ قَولُهُ عز و جل: «فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ»[1، 2]

۱۰۴) امالی شیخ صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: میرے بابا (امام باقرؑ) نے اپنے بابا (امام سجادؑ) سے میرے لئے نقل کیا کہ۔۔۔ جب حسین علیہ السلام (کربلا) جارہے تھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور مقام ثعلبیہ تک پہنچے تو امامؑ کے پاس ایک شخص بنام بشر بن غالب آکر کہنے لگا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند مجھے خدا کے اس ارشاد سے باخبر کیجئے۔ اس دن ہر انسان کو ان کے امام و رہبر کے ساتھ بلائیں گے،

امام نے فرمایا: ایک رہبر و امام نے ہدایت کی طرف بلایا اور لوگوں نے اس کی دعوت قبول کی۔ اور دوسرے رہبر و امام نے گمراہی والے راستے کی طرف دعوت دی، لوگوں نے اس کا جواب دیا، تو پہلے والے جنت میں، دوسرے والے جہنم میں جائیں گے اور یہ ہی معنی ہے خدا کے اس ارشاد کی ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں جائے گا۔

105. الخرائج والجرائح عن أبي حمزة عن عليّ بن الحسين عن لَمّا أرادَ عَلِيٌّ أن يَسيرَ إلَى النَّهرَوانِ، استَنفَرَ أهلَ الكوفَةِ وأمَرَهُم أن يُعَسكِروا بِ المَدائِنِ[3]، فَتَأَخَّرَ عَنهُ شَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ، وعَمرُو بنُ حُرَيثٍ، وَالأَشعَثُ بنُ قَيسٍ، وجَريرُ بنُ عَبدِ اللهِ البَجَلِيُّ، وقالوا: أتَأذَنُ لَنا أيّاما نَتَخَلَّفُ عَنكَ في بَعضِ حَوائِجِنا ونَلحَقُ بِكَ؟ فَقالَ لَهُم: قَد فَعَلتُموها، سَوءَةٌ لَكُم مِن مَشايِخَ، فَوَاللهِ ما لَكُم مِن حاجَةٍ تَتَخَلَّفونَ عَلَيها، وإنّي لَأَعلَمُ ما في قُلوبِكُم وسَاُبَيِّنُ لَكُم: تُريدونَ أن تُثَبِّطوا عَنِّي النّاسَ، وكَأَنّي بِكُم بِالخَوَرنَقِ[4] وقَد بَسَطتُم سُفرَتَكُم[5] لِلطَّعامِ، إذ يَمُرُّ بِكُم ضَبٌّ[6] فَتَأمُرونَ

[1] الشورى: 7.
[2] الأمالي للصدوق: ص217 ح239، بحار الأنوار: ج44 ص313 ح1.
[3] المَدائِنُ: بناها أنوشروان من ملوك فارس وأقام بها هو ومن كان بعده من ملوك بني ساسان،... وفي وقتنا هذا بليدة شبيهة بالقرية بينها وبين بغداد ستّة فراسخ (معجم البلدان: ج5 ص75).
[4] الخَوَرنَقُ: قصر كان بظهر الحيرة، وقد أمر ببنائه النعمان بن امرء القيس، وبناه رجل يقال له: سنمّار (معجم البلدان: ج2 ص401).
[5] في المصدر: «سفركم»، والتصويب من بحار الأنوار.
[6] الضَّبّ: حيوان من جنس الزواحف، غليظ الجسم خشنه، وله ذنب عريض حرش أعقد، يكثر في صحارى الأقطار العربيّة (المعجم الوسيط: ج1 ص532 «ضبب»).

صِبيانَكُم فَيَصيدونَهُ، فَتَخلَعُونّي وتُبايِعونَهُ. ثُمَّ مَضى إلَى المَدائِنِ وخَرَجَ القَومُ إلَى الخَوَرنَقِ وهَيَّؤوا طَعاماً، فَبَينا هُم كَذلِكَ عَلى سُفرَتِهِم وقَد بَسَطوها إذ مَرَّ بِهِم ضَبٌّ، فَأَمَروا صِبيانَهُم فَأَخَذوهُ وأوثَقوهُ ومَسَحوا أيدِيَهُم عَلى يَدِهِ كَما أخبَرَ عَلِيٌّ عليه السلام، وأقبَلوا عَلَى المَدائِنِ. فَقالَ لَهُم أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: بِئسَ لِلظّالِمينَ بَدَلاً، لَيَبعَثُكُمُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ مَعَ إمامِكُمُ الضَّبِّ الَّذي بايَعتُم، لَكَأَنّي أنظُرُ إلَيكُم يَومَ القِيامَةِ وهُوَ يَسوقُكُم إلَى النّارِ. ثُمَّ قالَ: لَئِن كانَ مَعَ رَسولِ اللهِ مُنافِقونَ فَإِنَّ مَعي مُنافِقينَ، أما وَاللهِ يا شَبَثُ ويَابنَ حُرَيثٍ لَتُقاتِلانِ ابنِيَ الحُسَينَ، هكَذا أخبَرَني رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم[1]

۱۰۵) خزائج و جرائح میں ابوحمزہ نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا ہے کہ جب علی علیہ السلام نہروان جانا چاہتے تھے تو کوفے والوں سے تیار ہونے کو کہا اور ان کو حکم دیا کہ مدائن میں خیمے لگائیں لیکن شیث بن زبعی، عمرو بن فریث، اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی نے سستی کی اور کہنے لگے: کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے کچھ دن دیر بعد ہم حرکت کریں۔ تا کہ ہم اپنے کچھ کام انجام دیں۔ اور پھر آ کر آپ سے ملحق ہوں گے؟

امامؑ نے ان سے کہا: یہ جو کچھ تم نے کیا ہے اے بزرگو! حیف ہو تمہاری حالت پر، خدا کی قسم، تمہیں کوئی کام نہیں ہے جس کی وجہ سے دیر کرو اور مجھے پتہ ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا گزر رہا ہے اور تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم لوگ، لوگوں کو میرے ساتھ چلنے سے روکنا چاہتے ہو اور میں دیکھ رہا ہوں مقام خورنق میں تم اپنی غذا کا دسترخوان بچھا رہے ہو اور تمہارے نزدیک سے حشرات گزر رہے ہیں اور تم اپنے بچوں کو ان کے شکار کا حکم دے رہے ہو اور مجھے خلافت سے جدا کر کے اس کی بیعت کرنا چاہتے ہو۔

پھر امامؑ مدائن چلے گئے اور وہ خورنق (ایک خاص مقام) گئے اور جب غذا تیار کر کے اپنے دسترخوان پر بیٹھنے لگے تو ان کے نزدیک سے ایک حشرات گزرا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو انکے شکار کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ ان کو بند کرنے کا پھر اس پر انہوں نے ہاتھ (بیعت کی نشانی) پھیرا، جس طرح علی علیہ السلام نے بتایا تھا۔ پھر وہ مدائن گئے اور علی علیہ السلام نے انہیں فرمایا: ظالموں کے لئے سخت انجام ہے بغیر شک کے خدا قیامت کے دن تمہیں اپنے رہبر کے ساتھ، حشرات کے ساتھ محشور کرے گا جس کے ساتھ تم نے بیعت کی ہے اور اس لئے کہ میں قیامت کے دن کو دیکھ رہا ہوں، جہاں ہر حشرات تم لوگوں کو جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

---

[1] الخرائج والجرائح: ج1ص225، بحار الأنوار: ج33ص384ح614.

پھر علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منافق تھے تو میرے ساتھ بھی منافق ہیں۔
ہاں! خدا کی قسم! اے شبث اور حُریث کے بیٹے، تم لوگ میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرو گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ ہی خبر دی ہے۔

1/2

صِفَةُ إمامِ الهُدی

ہدایت والے رہبر کی صفت

106.تاریخ الطبری عن محمّد بن بِشْر الهمدانی: كَتَبَ [أي الحُسَينُ علیه السلام إلی أهلِ الكوفَةِ] مَعَ هانِئِ بنِ هانِئٍ السَّبيعِيِّ وسَعيدِ بنِ عَبدِاللهِ الحَنَفِيِّ. وكانا آخِرَ الرُّسُلِ: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ. مِن حُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلَى المَلَأِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُسلِمينَ، أمّا بَعدُ، فَإِنَّ هانِئاً وسَعيداً قَدِما عَلَيَّ بِكُتُبِكُم، وكانا آخِرَ مَن قَدِمَ عَلَيَّ مِن رُسُلِكُم، وقَد فَهِمتُ كُلَّ الَّذي اقتَصَصتُم وذَكَرتُم، ومَقالَةُ جُلِّكُم: إنَّهُ لَيسَ عَلَينا إمامٌ، فَأَقبِل لَعَلَّ اللهَ أن يَجمَعَنا بِكَ عَلَى الهُدی وَالحَقِّ. وقَد بَعَثتُ إلَيكُم أخي وَابنَ عَمّي وثِقَتي مِن أهلِ بَيتي، وأمَرتُهُ أن يَكتُبَ إلَيَّ بِحالِكُم وأمرِكُم ورَأيِكُم، فَإِن كَتَبَ إلَيَّ أنَّهُ قَد أجمَعَ رَأيُ مَلَئِكُم وذَوِي الفَضلِ وَالحِجا[1] مِنكُم عَلی مِثلِ ما قَدِمَت عَلَيَّ بِهِ رُسُلُكُم وقَرَأتُ في كُتُبِكُم، أقدَمُ عَلَيكُم وَشيكاً إن شاءَ اللهُ، فَلَعَمري مَا الإِمامُ إلَّا العامِلُ بِالكِتابِ، وَالآخِذُ بِالقِسطِ، وَالدّائِنُ بِالحَقِّ، وَالحابِسُ نَفسَهُ عَلی ذاتِ اللهِ. وَالسَّلامُ[2]

۱۰۶) تاریخ طبری میں محمد بن بشر ھمدانی سے نقل ہے (امام حسین علیہ السلام) نے ایک خط (کوفے والوں) کی طرف لکھا اور وہ خط ھانی بن ھانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی جو کہ کوفے والوں کی طرف آخری بھیجنے والے افراد تھے۔ کو دیکر بھیجا: مہربان اور غفور خدا کے نام سے، حسین بن علی علیہما السلام کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کے ایک گروہ

---

[1] ذَوِی الحِجا: أی ذَوِی العقول (النهایة: ج1 ص348 «حجا»).

[2] .تاریخ الطبری: ج5 ص353، الکامل فی التاریخ: ج2 ص534، الفتوح: ج5 ص30، مقتل الحسین للخوارزمی: ج1 ص195؛ الإرشاد: ج2 ص39، المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص9 کلّها نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص334 وراجع: الأخبار الطوال: ص230 ومثیر الأحزان: ص26 وإعلام الوری: ج1 ص236.

کیلئے، اس کے بعد ھانی اور سعید تمہارے خدا میرے پاس لے کر آئے تھے اور تمہاری طرف سے آخری بھیجے گئے افراد تھے۔

جو کچھ تم لوگوں نے کہا اور تم سب کی بات یہ تھی کہ ہمارے پاس رہبر نہیں ہے ہماری طرف آ جاؤ اور ہمیں ہدایت اور حق پر جمع کرو۔ میں نے اپنے بھائی، چچا کے بیٹے کو جو قابل اعتماد شخص ہے میرے خاندان سے، تمہاری طرف بھیجا ہے اور اسے میں نے کہا ہے کہ حالات اور تمہارے نظریات میرے پاس لکھ کر بھیجے۔ اگر اس نے مجھے لکھا کہ تمہارے بزرگوں کی نظر ویسے ہی ہے جیسے تمہارے بھیجے گئے افراد نے میرے لئے لائی تھی تو میں تمہارے پاس جلدی میں آ جاؤں گا، انشاء اللہ، مجھے اپنی جان کی قسم، رہبر فقط وہی ہوسکتا ہے جو قرآن پر عمل کرتا ہو اور عدالت کے (راستے) پر چلتا ہو اور حق کے سامنے سر تسلیم خم کر کے خود کو خدا کی راہ کے لئے وقف کیا ہو۔ والسلام

1/3

دَورُ الإمامَةِ فِي المُجتَمَعِ

معاشرے میں رہبریت کا کردار

107. الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ بن أبي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبرئيل عليه السلام عن الله تعالى: وعِزَّتي وجَلالي لَأُعَذِّبَنَّ كُلَّ رَعِيَّةٍ فِي الإسلامِ دانَت بِوِلايَةِ إمامٍ جائِرٍ لَيسَ مِنَ اللهِ عز و جل، وإن كانَتِ الرَّعِيَّةُ فی أعمالِها بَرَّةً تَقِيَّةً، ولَأَعفُوَنَّ عَن كُلِّ رَعِيَّةٍ دانَت لِوِلايَةِ إمامٍ عادِلٍ مِنَ اللهِ تَعالى وإن كانَتِ الرَّعِيَّةُ فی أعمالِها طالِحَةً مُسيئَةً. قالَ عَبدُ اللهِ بنُ أبي يَعفورٍ: سَأَلتُ أبا عَبدِ اللهِ الصّادِقَ عليه السلام مَا العِلَّةُ أن لا دينَ لِهؤُلاءِ، ولا عَتَبَ عَلى هؤُلاءِ؟ قالَ: لِأَنَّ سَيِّئاتِ الإمامِ الجائِرِ تَغمُرُ حَسَناتِ أولِيائِهِ، وحَسَناتِ الإمامِ العادِلِ تَغمُرُ سَيِّئاتِ أولِيائِهِ[1]

۱۰۷) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا علی علیہ السلام سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبرائیلؑ سے اور انہوں نے خدا سے، مجھے اپنی عزت اور جلالت کی قسم، ہر اس مسلمان قوم کو ضرور عذاب کروں گا جس نے خود کو ظالم حاکم۔ یعنی ایسا حاکم جو خدا کی طرف سے معین نہ ہوا ہو۔ کے حوالے کیا ہو۔ اگرچہ وہ اپنے

[1] الأمالی للطوسی: ص 634 ح 1308 عن حبيب السجستانی عن الإمام الباقر عن الإمام زين العابدين عليهما السلام، بحار الأنوار: ج27 ص 201 ح 69 و 70.

اعمال میں نیک اور پرہیزگار ہوں، اور جو مسلمان رعیت ہو اور اس عادل حاکم کے سامنے سرِتسلیم خم کیا ہو جو خدا کی طرف سے معین ہو، اس کے گناہوں سے درگزر کروں گا، اگرچہ وہ رعیت یا قوم گناہگار ہو۔

عبداللہ بن یعفور کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا سبب ہے کہ ان کے پاس دین نہیں ہے اور نہ ہی ان پر کوئی ملامت ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ ظالم حاکم کے بڑے کام ان کی نیکیوں کو ڈھانپ لیتے ہیں اور نیک امام عادل کی نیکیاں ان کے سامنے تسلیم ہونے والوں کے گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔

الفصل الثّانی: الاُمّة

دوسری فصل: امت

2/1

سَبَبُ صَلاحِ الاُمَّةِ وسَبَبُ هَلاكِها

امت کے ہلاک ہونے اور ہلاک نہ ہونے کے اسباب

108. الخصال عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إنَّ صَلاحَ أوَّلِ هذِهِ الاُمَّةِ بِالزُّهدِ وَاليَقينِ، وهَلاكَ آخِرِها بِالشُّحِّ [1] وَالأَمَلِ [2]

۱۰۸) کتاب خصال میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ اپنے بابا سے نقل کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی کامیابی اور عزت کا سب سے پہلا سبب، زہد اور یقین ہے اور امت کے ہلاک ہونے کا آخری سبب بخل اور آرزو ہے۔

109. الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: لا تَزالُ اُمَّتي بِخَيرٍ ما تَحابّوا، وأقاموا الصَّلاةَ، وآتَوُا الزَّكاةَ، وقَرَوُا [3] الضَّيفَ؛ فَإِن لَم يَفعَلُوا ابتُلوا بِالسِّنينَ [4] وَالجَدبِ [5]

۱۰۹) کتاب امالی میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''میری امت''

---

[1] الشُّحُّ: أشَدُّ البُخلِ (النهاية: ج2 ص448 «شحح»).

[2] الخصال: ص79 ح128، الأمالی للصدوق: ص297 ح333، بحار الأنوار: ج70 ص173 ح24 وراجع: روضة الواعظين: ص474.

[3] قريتُ الضيف قرىً: أحسنتُ إليه (الصحاح: ج6 ص2491 «قرا»).

[4] أخذَتهم السَّنةُ: إذا أجدبوا واُقحِطوا (النهاية: ج2 ص413 «سنه»).

[5] الأمالی للطوسی: ص647 ح1340 عن محمّد بن صدقة عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص29 ح25، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص85 ح12 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائی عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج69 ص405 ح110.

جب تک ایک دوسرے سے محبت کرتی رہے گی، نماز پڑھتی رہے گی اور زکوٰۃ دیتی رہے گی اور مہمان کا خیال کرتے رہے گی تو ہمیشہ خیر اور نیکی میں رہے گی۔ اگر ایسے نہیں کرے گی تو خشک سالی اور قحط میں مبتلا ہوجائے گی۔

2/2

سَبَبُ ذِلَّةِ الاُمَّةِ

امت کی ذلت کا سبب

110. الإرشاد عن الإمام الحسين عليه السلام: وَاللهِ لا يَدَعوني حَتّى يَستَخرِجوا هٰذِهِ العَلَقَةَ [1] مِن جَوفي، فَإِذا فَعَلوا سَلَّطَ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم حَتّى يَكونوا أذَلَّ فِرَقِ الاُمَمِ [2]

۱۱۰) کتاب ارشاد میں ہے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم، مجھے نہیں چھوڑیں گے جب یہ (میرے دل کا) خون اندر سے نکال کر باہر نہ جاری کریں، جب ایسے کریں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے جو ان کو ذلیل بنائے اور ساری امت سے زیادہ ذلیل وخوار ہوجائیں۔

111. الطبقات الكبرى عن يزيد الرشك: حَدَّثَني مَن شافَهَ الحُسَينَ عليه السلام قالَ:... قُلتُ: بِأَبي واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما أنزَلَكَ هٰذِهِ البِلادَ وَالفَلاةَ الَّتي لَيسَ بِها أحَدٌ؟ قالَ: هٰذِهِ كُتُبُ أهلِ الكوفَةِ إلَيَّ، ولا أراهُم إلّا قاتِلِيَّ، فَإِذا فَعَلوا ذٰلِكَ لَم يَدَعوا للهِ حُرمَةً إلّا انتَهَكوها، فَيُسَلِّطُ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم، حَتّى يَكونوا أذَلَّ مِن فَرَمِ [3] الأَمَةِ [4]

۱۱۱) طبقات کبریٰ میں، یزید رشک سے منقول ہے کہ اس شخص نے خود مجھے بتایا کہ جس نے امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی تھی: میں نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان: اے رسول خداؐ کے فرزند، کونسی چیز

---

[1] العَلَقُ: الدم الغليظ، والقطعة منه علقة (الصحاح: ج4 ص1529 «علق»).

[2] الإرشاد: ج2 ص76، إعلام الورى: ج1 ص448، بحار الأنوار: ج44 ص375.

[3] فرم الأمة: قيل هو خرقة الحيض (النهاية: ج3 ص441 «فرم»).

[4] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص458 ح441، سير أعلام النبلاء: ج3 ص305، تاريخ دمشق: ج14 ص216، تاريخ الإسلام للذهبي: ج5 ص11، بغية الطلب في تاريخ حلب: ج6 ص2616؛ تسلية المجالس: ج2 ص236 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص368 وراجع: مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص226 والفتوح: ج5 ص71 ومثير الأحزان: ص46.

آپ کو اس سرزمین اور ایسے بیابان میں جس میں کوئی نہیں رہتا (یعنی کربلا) لے کر آئی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کوفیوں کے خط ہیں میرے پاس اور میں ان کو اپنا قاتل سمجھتا ہوں کیونکہ قتل چاہتے ہیں، خدا کی کسی بھی حد کا خیال نہیں کریں گے، سوائے اس کے کہ اس حد کی بے احترامی کریں۔ بس خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا کہ ایسے ان کو ذلیل کرے گا حیض کے پرانے اور گندے کپڑے سے بھی زیادہ۔

112.تاریخ الطبری عن حمید بن مسلم: سَمِعتُهُ [الحُسَینَ علیه السلام] یَقولُ قَبلَ أن یُقتَلَ...: أما وَاللهِ أن لَو قَد قَتَلتُمونی لَقَد ألقَی اللهُ بَأسَکُم بَینَکُم، وسَفَكَ دِماءَکُم، ثُمَّ لا یَرضی لَکُم حَتّی یُضاعِفَ لَکُمُ العَذابَ الأَلیمَ [1]

۱۱۲) تاریخ طبری میں حمید بن مسلم سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام کو شہید ہونے سے پہلے میں نے کہتے ہوئے سنا: ہاں، خدا کی قسم، اگر مجھے قتل کرو گے تو خدا تمہارے درمیان خوف ڈالے گا اور خونریزی کرائے گا اور اسی پر اکتفا نہیں کرے بلکہ تمہیں دردناک عذاب کرے گا۔

113.مقتل الحسین . فی وَقائِعِ عاشوراءَ .: ثُمَّ حَمَلَ [الحُسَینُ علیه السلام] عَلَیهِم کَاللَّیثِ المُغضَبِ... وَالسِّهامُ تَأخُذُهُ مِن کُلِّ ناحِیَةٍ وهُوَ یَتَلَقّاها بِنَحرِهِ وصَدرِهِ ویَقولُ: یا اُمَّةَ السَّوءِ، بِئسَما خَلَفتُم مُحَمَّدا فی عِترَتِهِ، أما إنَّکُم لَن تَقتُلوا بَعدی عَبدا مِن عِبادِ اللهِ الصّالِحینَ فَتَهابوا قَتلَهُ، بَل یَهونُ عَلَیکُم عِندَ قَتلِکُم إیّایَ، وَایمُ اللهِ إنّی لَأَرجو أن یُکرِمَنی رَبّی بِهَوانِکُم، ثُمَّ یَنتَقِمُ مِنکُم مِن حَیثُ لا تَشعُرونَ. فَصاحَ بِهِ الحُصَینُ بنُ مالِكٍ السَّکونِیُّ: یَابنَ فاطِمَةَ، بِماذا یَنتَقِمُ لَكَ مِنّا؟ فَقالَ: یُلقی بَأسَکُم بَینَکُم، ویَسفِكُ دِماءَکُم، ثُمَّ یَصُبُّ عَلَیکُمُ العَذابَ الأَلیمَ [2]

۱۱۳) مقتل حسین علیہ السلام، خوارزمی، دس محرم کے واقعات میں لکھتا ہے: جب امام حسین بھوکے شیر کی طرح ان (لشکر یزید) پر حملہ کیا اور تیر ہر طرف سے امامؑ کو لگ رہے تھے اور سینے و گلے تک پہنچ چکے تھے۔ تو امام علیہ السلام فرما رہے تھے اے خراب امت! تم نے نبیؐ کے بعد اس کے خاندان سے بُرا کیا۔ ہاں مجھے قتل کرنے کے بعد تم کسی بھی نیک بندے کو قتل کرنے سے خوف نہیں کھاؤ گے۔ بلکہ جب تم نے مجھے قتل کر دیا تو دوسرا آدمی جو بھی ہو تمہارے لئے قتل کرنا آسان ہو گا۔

---

[1] تاریخ الطبری: ج5ص452، الکامل فی التاریخ: ج2ص572.
[2] .مقتل الحسین للخوارزمی: ج2ص34، الفتوح: ج5ص118؛ تسلیة المجالس: ج2ص319، بحار الأنوار: ج45ص52.

خدا کی قسم، مجھے اُمید ہے کہ میرا خدا مجھے تمہیں ذلیل کر کے عزیز بنائے گا اور ایسی جگہ سے تم لوگوں سے انتقام لے گا کہ تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔

(اس جگہ پر) حصین بن مالک سکونی سے بلند آواز سے کہا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹے! خدا ہم سے کس چیز کے ذریعے انتقام لے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے درمیان اختلاف، جھگڑا، ڈالے گا اور تمہارے درمیان جنگ وقتل آجائے گا اور تمہارے لئے دردناک عذاب بھیجے گا۔

114.الملهوف: لَمّا أصبَحَ [الحُسَينُ عليه السلام] فَإِذا هُوَ بِرَجُلٍ مِن أهلِ الكوفَةِ يُكَنّى أبا هِرَّةَ الأَزدِيَّ، فَلَمّا أتاهُ سَلَّمَ عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، مَا الَّذي أخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وحَرَمِ جَدِّكَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وَيحَكَ يا أبا هِرَّةَ! إنَّ بَني أُمَيَّةَ أخَذوا مالي فَصَبَرتُ، وشَتَموا عِرضي فَصَبَرتُ، وطَلَبوا دَمي فَهَرَبتُ، وَايمُ اللهِ لَتَقتُلُنِي الفِئَةُ الباغِيَةُ، ولَيُلبِسَنَّهُمُ اللهُ ذُلاًّ شامِلاً، وسَيفاً قاطِعاً، ولَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم حَتّى يَكونوا أذَلَّ مِن قَومِ سَبَأٍ [1، 2]

۱۱۴) ملہوف میں ہے: (امام حسین علیہ السلام) جب صبح کر چکے تو ایک شخص بنام ابوھرہ آزدی کو دیکھا جس نے آکر سلام کیا اور کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! کس چیز کی وجہ سے آپ خدا کے حرم سے اور اپنے نانا کے حرم سے باہر آگئے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تم پر اے ابوھرہ! بنو امیہ نے میرے مال کو لیا تو صبر کیا، میرے شان میں گستاخی کی تو بھی میں نے صبر کیا۔ میرا خون بہانا چاہتے تھے تو میں باہر آگیا۔

خدا کی قسم، یہ ظالم گروہ مجھے قتل کرے گا اور خدا ان کو ذلت کا لباس پہنائے گا اور تیز تلوار کو ان پر حاکم مقرر کرے گا۔ خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو ان کو قوم سبا سے بھی زیادہ ذلیل وخوار کرے گا۔

115.الملهوف: قالَ [الحُسَينُ عليه السلام] لِأَصحابِهِ: قوموا رَحِمَكُمُ اللهُ إلَى المَوتِ [3] الَّذي لابُدَّ

---

[1] الظاهر أنه إشارة إلى الآيات 15 إلى 19 من سورة سبأ.

[2] الملهوف: ص 132، مثير الأحزان: ص 46 وفيه «أبو هرة الأسدي»، بحار الأنوار: ج 44 ص 368؛ الفتوح: ج 5 ص 71، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 226.

[3] في المصدر تكرّرت عبارة: «إلى الموت»، وقد حذفناها تبعاً لنسخة بحار الأنوار.

مِنهُ، فَإِنَّ هٰذِهِ السِّهامَ رُسُلُ القَومِ إلَيكُم. فَاقتَتَلوا ساعَةً مِنَ النَّهارِ حَملَةً وحَملَةً، حَتّى قُتِلَ مِن أصحابِ الحُسَينِ عليه السلام جَماعَةٌ. قالَ: فَعِندَها ضَرَبَ الحُسَينُ عليه السلام يَدَهُ عَلى لِحيَتِهِ وجَعَلَ يَقولُ: اِشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى اليَهودِ إذ جَعَلوا لَهُ وَلَداً، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلَى النَّصارى إذ جَعَلوهُ ثالِثَ ثَلاثَةٍ، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلَى المَجوسِ إذ عَبَدُوا الشَّمسَ وَالقَمَرَ دونَهُ، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلى قَومٍ اتَّفَقَت كَلِمَتُهُم عَلى قَتلِ ابنِ بِنتِ نَبِيِّهِم[1]

۱۱۵) کتاب ملھوف میں ہے: امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: موت کی طرف جاؤ کیونکہ اس سے فرار نہیں ہے اور یہ تیرا اور لوگوں کے پیغام آپ کے لئے ہیں امام علیہ السلام کے ساتھیوں نے ایک ایک ہو کر جنگ کی، یہاں تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ اس وقت امام علیہ السلام اپنے محاسن (داڑھی) پر ہاتھ پھیر کر اس طرح کہنے لگے: یہودیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب خدا کے لئے فرزند کے قائل ہوئے اور عیسائیوں پر اور زیادہ غضب کیا جب انہوں نے خدا کو تین خدا میں سے ایک سمجھا اور خدا کا غضب ان لوگوں پر زیادہ ہوا جنہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا۔

2/3

مِن بَلايا هٰذِهِ الاُمَّةِ

اس امت کی مشکلات میں سے

116. نزهة الناظر: مَرَّ المُنذِرُ بنُ الجارودِ بِالحُسَينِ عليه السلام فَقالَ: كَيفَ أصبَحتَ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِداكَ يَابنَ رَسولِ اللهِ؟ فَقالَ عليه السلام: أصبَحنا وأصبَحَتِ العَرَبُ تَعتَدُّ عَلَى العَجَمِ بِأَنَّ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله مِنها، وأصبَحَتِ العَجَمُ مُقِرَّةً لَها بِذٰلِكَ، وأصبَحنا وأصبَحَت قُرَيشٌ يَعرِفونَ فَضلَنا ولا يَرَونَ ذٰلِكَ لَنا، ومِنَ البَلاءِ عَلى هٰذِهِ الاُمَّةِ أنّا إذا دَعَوناهُم لَم يُجيبونا، وإذا تَرَكناهُم لَم يَهتَدوا بِغَيرِنا[2]

---

[1] الملهوف: ص158، مثير الأحزان: ص58 عن عديّ بن حرملة وفيه ذيله من «ضرب الحسين عليه السلام»، تسلية المجالس: ج2 ص278 نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص12؛ الفتوح: ج5 ص101، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص9 كلاهما نحوه.

[2] نزهة الناظر: ص85 ح20 وراجع: المناقب للكوفي: ج2 ص109 والطبقات الكبرى: ج5 ص219 وتاريخ دمشق: ج41 ص396.

۱۱۶) نزھۃ الناظر میں ہے: منذر بن جارود امام حسین علیہ السلام کے قریب سے گذرا اور امام علیہ السلام سے کہا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے، اے رسول خداؐ کے فرزند، آپ کیسے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہم اس حالت میں ہیں کہ عرب، عجم پر فخر کررہے ہیں کہ محمدؐ ان میں سے ہیں اور عجم بھی اسی بات کے سامنے سرتسلیم ہیں اور قریش ہماری فضیلت کو سمجھ رہے ہیں اور وہ اس کو سمجھ نہیں رہے ہیں اور اس امت کی مشکلات میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم اگر انہیں بلاتے ہیں تو ہماری بات کا جواب نہیں دیتے اور اگر انہیں چھوڑ دیں تو ہمارے علاوہ کسی اور کے ذریعے ہدایت نہیں پاتے۔

117.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام. فيجَوابِهِ لِمَروانَ لَمّا قالَ لَهُ: إنّي آمُرُ: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وعَلَى الإسلامِ السَّلامُ إذ قَد بُلِيَتِ الاُمَّةُ بِراعٍ مِثلِ يَزيدَ[1]

۱۱۷) الفتوح: امام حسین علیہ السلام سے ہے (جب مروان کے جواب میں فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے) ابھی جب امت یزید جیسے آدمی کی حکومت میں گرفتار ہوگئی ہے تو اسلام کو خدا حافظ کہنا چاہیے۔

118.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام. في جَوابِهِ لِمَروانَ حينَ قالَ لَهُ: إنّي آمُرُ: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وعَلَى الإسلامِ السَّلامُ إذ قَد بُلِيَتِ الاُمَّةُ بِراعٍ مِثلِ يَزيدَ، ولَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: «الخِلافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلى آلِ أبي سُفيانَ». وطالَ الحَديثُ بَينَهُ وبَينَ مَروانَ، حَتّى انصَرَفَ مَروانُ وهُوَ غَضبانُ[2]

۱۱۸) ملھوف میں ہے: جب مروان نے امام حسین علیہ السلام کو یزید کی بیعت کا حکم دیا اور کہا کہ یہ بیعت آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے،

امامؑ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون، جب امت یزید جیسے کی حکومت میں گرفتار ہوگئی ہے تو اسلام پر فاتحہ پڑھنی چاہیے میں نے اپنے نانا نبیؐ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: خلافت ابوسفیان کے خاندان پر حرام ہے (یہاں پر)

---

[1] الفتوح: ج 5 ص 17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 184؛ الملهوف: ص 99، تسلية المُجالس: ج 2 ص 153 وفيه «العفا» بدل «السلام»، بحار الأنوار: ج 44 ص 326 وراجع: مثير الأحزان: ص 25.

[2] الملهوف: ص 99، مثير الأحزان: ص 24 نحوه، بحار الأنوار: ج 44 ص 326؛ الفتوح: ج 5 ص 17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 184 كلاهما نحوه.

امامؑ اور مروان کے درمیان گفتگو زیادہ ہوئی، یہاں تک کہ مروان، غصے سے واپس چلا گیا۔

2/4

الاِستِغلالُ مِن جَماعَةِ الأُمَّةِ

امت کے متحد ہونے کے مفہوم سے غلط مطلب نکالنا

119.تاريخ الطبري عن عقبة بن سمعان: لَمّا خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام مِن مَكَّةَ، اعتَرَضَهُ رُسُلُ عَمرِو بنِ سَعيدِ بنِ العاصِ، عَلَيهِم يَحيَى بنُ سَعيدٍ، فَقالوا لَهُ: اِنصَرِف، أينَ تَذهَبُ؟ فَأَبى عَلَيهِم ومَضى، وتَدافَعَ الفَريقانِ فَاضطَرَبوا بِالسِّياطِ. ثُمَّ إنَّ الحُسَينَ عليه السلام وأصحابَهُ امتَنَعوا امتِناعا قَوِيّا، ومَضَى الحُسَينُ عليه السلام عَلى وَجهِهِ، فَنادَوهُ: يا حُسَينُ، ألا تَتَّقِي اللهَ! تَخرُجُ مِنَ الجَماعَةِ وتُفَرِّقُ بَينَ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟ فَتَأَوَّلَ [1] حُسَينٌ قَولَ اللهِ عز و جل: «لِّى عَمَلِى وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّآ أَعْمَلُ وَ أَنَا۠ بَرِىٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ» [2] [3]

۱۱۹) تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے باہر آتے تو عمرو بن سعید بن عاص کے بھیجے ہوئے لوگ، یحیٰی بن سعید کی رہبری میں امام کا راستہ روک کر کہا: واپس لوٹ جاؤ، کہاں جارہے ہو؟ امام حسین علیہ السلام نے انکار کیا اور چلے گئے اور دو گروہ تازیانہ سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے شدت سے (ان کی پیروی کا) انکار کیا اور امام حسین علیہ السلام اپنا راستہ لے کر چلے تو وہ لوگ بلند آواز سے فریاد کر کے کہنے لگے: اے حسین علیہ السلام! کیا خدا سے نہیں ڈر رہے ہو؟ جماعت سے باہر جا کر امت میں تفرقہ ڈال رہے ہو؟

امام حسین علیہ السلام نے (جواب دیا) دلیل کے طور پر خدا کا ارشاد فرمایا: میں اپنے عمل کا ذمہ دار ہوں اور تم اپنے

---

[1] التَّأويلُ: نقل ظاهر اللفظ عن وضعه الأصلي إلى ما يحتاج إلى دليل لولاه ما تُرك ظاهر اللَّفظ (النهاية: ج 1 ص 80 «أول»).

[2] يونس: 41.

[3] تاريخ الطبري: ج5 ص385، أنساب الأشراف: ج3 ص375 وليس فيه ذيله من «وتفرّق»، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص220 نحوه؛ الإرشاد: ج2 ص68 وليس فيه ذيله من «ومضى»، مثير الأحزان: ص39، بحار الأنوار: ج44 ص365.

عمل کے جو کچھ میں کر رہا ہوں تم اس سے بیزار ہو، اور میں اس سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو۔

120.تاریخ الطبری عن الحسین بن عقبة المرادی: قالَ الزُّبَیدِیُّ: اِنَّهُ سَمِعَ عَمرَو بنَ الحَجّاجِ حینَ دَنا مِن أصحابِ الحُسَینِ عليه السلام یَقولُ: یا أهلَ الکوفَةِ! الزَموا طاعَتَکُم وجَماعَتَکُم، ولا تَرتابوا فی قَتلِ مَن مَرَقَ مِنَ الدّینِ وخالَفَ الإِمامَ! فَقالَ لَهُ الحُسَینُ عليه السلام: یا عَمرَو بنَ الحَجّاجِ! أعَلَیَّ تُحَرِّضُ النّاسَ؟ أنَحنُ مَرَقنا وأنتُم ثَبَتُّم عَلَیهِ؟ أما وَاللهِ لَتَعلَمُنَّ لَو قَد قُبِضَت أرواحُکُم ومِتُّم عَلی أعمالِکُم، أیُّنا مَرَقَ مِنَ الدّینِ، ومَن هُوَ أولی بِصُلِیِّ النّارِ![1]

۱۲۰) تاریخ طبری میں حسین بن عقبہ مرادی سے منقول ہے: زبیدی نے نقل کیا ہے کہ عمرو بن حجاج جب امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے نزدیک ہوا تو انہیں کہا: اے کوفیو! (خلیفہ کی) اطاعت اور جماعت کا ساتھ دینے پر پابند رہو اور اس شخص کو قتل کرنے میں شک نہ کرو جو دین سے خارج ہو گیا ہو اور رہبر سے مخالفت کر چکا ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے عمرو بن حجاج! کیا لوگوں کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہو؟ کیا ہم دین سے خارج ہو گئے ہیں اور تم دین پر باقی ہو؟

ہاں خدا کی قسم! جب تمہاری روح قبض ہوئی اور تم اپنے انہیں اعمال کے ساتھ مرے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ہم میں سے دین سے خارج کون ہے اور کون جہنم میں جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

2/5

اِفتِراقُ الاُمَّةِ بَعدَ النَّبِیِّ

نبی کے بعد، امت میں تفرقہ

121.الذرّیة الطاهرة عن محمّد بن حسین بن علیّ بن حسین تَکونُ بَعدی ثَلاثُ فِرَقٍ:

[1] تاریخ الطبری: ج5ص435، الکامل فی التاریخ: ج2ص565، مقتل الحسین للخوارزمی: ج2ص15؛ بحار الأنوار: ج45ص19.

مُرجِئَةٌ[1] وحَرَورِيَّةٌ[2] وقَدَرِيَّةٌ[3] فَإِن مَرِضوا فَلا تَعودوهُم، وإِن ماتوا فَلا تَشهَدوهُم، وإِن دَعَوا فَلا تُجيبوهُم[4]

۱۲۱) الذریۃ الطاہرہ میں محمد بن حسین بن علی بن حسین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: میرے بعد تین فرقے ہوں گے۔

۱) مرجیہ۔ ۲) حروریہ۔

۳) قدریہ۔

یہ تین اگر بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو اور تمہیں اگر دعوت کریں تو قبول نہ کرو۔

122. الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ بن أبي طالب عليه سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: إِنَّ اُمَّةَ موسى عليه السلام افتَرَقَت بَعدَهُ عَلى إِحدى وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وسَبعونَ فِي النّارِ، وَافتَرَقَت اُمَّةُ عيسى عليه السلام بَعدَهُ عَلَى اثنَتَينِ وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وإِحدى وسَبعونَ فِي النّارِ، وإِنَّ اُمَّتي سَتَفتَرِقُ بَعدي عَلى ثَلاثٍ وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وَاثنَتانِ وسَبعونَ فِي النّارِ[5]

۱۲۲) خصال میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ: میں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ کی امت، موسیٰ کے بعد ۷۱ فرقے میں ہوگئی جن میں سے ایک نجات والا ہے اور ستر فرقے جہنم میں ہیں اور عیسیٰ کی امت عیسیٰ کے بعد ۷۲ فرقے ہوئی جن میں ایک فرقہ نجات پر ۷۱ جہنم میں ہیں اور میری امت میرے بعد ۷۳ فرقے ہوجائے گی جن میں سے ایک نجات پر ۷۲ جہنم میں ہیں۔

[1] المُرجئة: هم فرقة من فرق الإسلام يعتقدون أنّه لا يضرّ مع الإيمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة (مجمع البحرين: ج2 ص675 «رجأ»).

[2] الحَروريّ: هو الذي يبرأ من عليّ بن أبي طالب عليه السلام ويشهد عليه بالكفر (مجمع البحرين: ج 1 ص385 «حرر»).

[3] القَدَريَّة: في الروايات قد تُفَسَّر بالقائلين بالجبر، وقد تُفسَّر بالقائلين بالتفويض، ولمزيدٍ من الاطّلاع، راجع: موسوعة العقائد الإسلامية: ج6 (العدل).

[4] الذرّية الطاهرة: فصل «مسند الحسين بن عليّ» ص110 ح148.

[5] الخصال: ص585 ح11 عن سليمان بن مهران عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج28 ص3 ح3 وراجع: الأمالي للطوسي: ص523 ح1159 وبشارة المصطفى: ص216.

2/6

فَسادُ الاُمَّةِ

امت کا فاسد ہونا

123.تاريخ الطبري عن جعفر بن حذيفة الطائي عن الحسين عل.لَمّا بَلَغَهُ خَبَرُ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ: كُلُّ ما حُمَّ[۱] نازِلٌ، وعِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أنفُسَنا وفَسادَ اُمَّتِنا[۲]

۱۲۳) تاریخ طبری میں جعفر بن حذیفہ طائی نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی چیز معین ہو چکی ہے وہ نازل ہوگی اور ہمارا حساب خدا کے حوالے ہے اور امت کے فاسد ہونے کی شکایت بھی اسی سے کریں گے۔

[۱] حُمَّ: أي قُدِّر (النهاية: ج1ص446 «حمم»).
[۲] تاريخ الطبري: ج5ص375، الكامل في التاريخ: ج2ص543.

الفصل الثّالِثُ: أهل البيت

تیسری فصل: اہل بیت علیہم السلام

3/1

فَضائِلُ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کے فضائل

124.تأويل الآيات الظاهرة عن زيد بن عليّ عن أبيه عن جد: كانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله في بَيتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَأُتِيَ بِحَريرَةٍ [1]، فَدَعا عَلِيّا وفاطِمَةَ وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهم السلام فَأَكَلوا مِنها، ثُمَّ جَلَّلَ عَلَيهِم كِساءً خَيبَرِيّا، ثُمَّ قالَ: «إِنَّما يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا» [2] فَقالَت أُمُّ سَلَمَةَ: وأَنَا مَعَهُم يا رَسولَ اللهِ؟ قالَ: إِنَّكِ إِلى خَيرٍ [3]

۱۲۴) تاویل آلآیات ظاہرہ میں زید بن علی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے حجرے میں تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص قسم کی غذا لائی گئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین علیہم السلام کو دعوت دی اور انہوں نے اس غذا سے کھایا۔ پھر خیبر والی عبا ان کے اوپر ڈال کر فرمایا: خدا نے تم اہل بیت علیہم السلام کو پاک رکھنے کا ارادہ کیا ہے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔ ام سلمہ نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو خیر پر ہے۔

125.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام: إنّا أهلُ بَيتِ الطَّهارَةِ الَّذينَ أنزَلَ اللهُ عز و جل عَلى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله فَقالَ: «إِنَّما يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا» [4]

۱۲۵) الفتوح میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے: ہم اہل بیت وہ ہیں جن پر اللہ نے اپنے نبی محمدؐ پر یوں نازل

---

[1] الحريرةُ: دقيق يطبخ بلبن (الصحاح: ج2 ص628 «حرر»).
[2] الأحزاب: 33.
[3] تأويل الآيات الظاهرة: ج2 ص457 ح21، مجمع البيان: ج8 ص559 عن أُمّ سلمة نحوه، بحار الأنوار: ج25 ص213 ح3.
[4] الفتوح: ج5 ص17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص185؛ تسلية المُجالس: ج2 ص153.

کیا ہے۔ خدا نے تم اہل بیت علیہم السلام کی طہارت کا ارادہ کیا ہے اور تم کو پاک رکھنے ارادہ کیا ہے۔

126.المناقب عن الإمام الحسين عليه السلام . في قَولِهِ تَعالى: «الَّذِينَ إِن مَّكَّنّ: هذِهِ فينا أهلَ البَيتِ[1]

۱۲۶) مناقب ابن شہر آشوب میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے ارشاد کے بارے میں یہ (آیت) ہم اہل بیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

127.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام: إنّا أهلُ بَيتِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، وَالحَقُّ فينا، وبِالحَقِّ تَنطِقُ ألسِنَتُنا[2]

۱۲۷) الفتوح میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہیں، حق ہمارے پاس ہے اور ہماری زبان حق کہنے والی ہے۔

128. كمال الدين بإسناده عن الحسين عن أبيه عليّ صلوات ا قالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: إنّي تارِكٌ فيكُمُ الثَّقَلَينِ، كِتابَ اللهِ وعِترَتي أهلَ بَيتي، ولَن يَفتَرِقا حَتّى يَرِدا عَلَيَّ الحَوضَ[3]

۱۲۸) کمال الدین میں ہے امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ایک خدا کی کتاب (قرآن) دوسری میرا خاندان واہل بیت، یہ دو ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ (قیامت میں) حوض کوثر کے نزدیک میرے پاس آئیں۔

129.الكافي عن الحكم بن عتيبة: لَقِيَ رَجُلٌ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام بِ الثَّعلَبِيَّةِ[4] وهُوَ يُريدُ كَربَلاءَ، فَدَخَلَ عَلَيهِ فَسَلَّمَ عَلَيهِ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: مِن أيِّ البِلادِ أنتَ؟ قالَ: مِن أهلِ الكوفَةِ. قالَ: أما وَاللهِ يا أخا أهلِ الكوفَةِ، لَو لَقيتُكَ بِالمَدينَةِ لَأَرَيتُكَ أثَرَ جَبرَئيلَ عليه السلام مِن دارِنا

---

[1] المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص47، تأويل الآيات الظاهرة: ج1 ص342 ح23، بحار الأنوار: ج24 ص166 ح11.

[2] الفتوح: ج5 ص17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص185، تسلية المجالس: ج2 ص153 وفيه «إنّا أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وآله على الحقّ والحقّ فينا».

[3] كمال الدين: ص239 ح58 عن عبد الله بن محمّد بن عليّ التميمي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام وراجع: إعلام الورى: ج2 ص180، وأهل البيت في الكتاب والسنّة/ تحقيق حول حديث الثقلين.

[4] الثَّعلبيّةُ: من منازل طريق مكّة من الكوفة وهي ثلثا الطريق (معجم البلدان: ج2 ص78).

ونُزولِهِ بِالوَحيِ عَلى جَدّي، يا أخا أهلِ الكوفَةِ، أفَمُستَقَى النّاسِ العِلمَ مِن عِندِنا، فَعَلِموا وجَهِلنا؟! هذا ما لا يَكونُ[1]

۱۲۹) الکافی میں حکم بن عتبہ سے نقل کیا ہے: امام حسین علیہ السلام جب کربلا جارہے تھے تو مقام ثعلبیہ پر ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کہاں کے ہو؟ اس نے کہا: کوفے کا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم، اے کوفی بھائی! اگر میں تیرے ساتھ مدینے میں ملاقات کرتا تو تم کو ضرور ہمارے گھر میں جبرائیل علیہ السلام کے پاؤں کی جگہ دکھاتا اور وہ جگہ دکھاتا جہاں جبرائیل علیہ السلام ہمارے نانا پر نازل ہوتے تھے۔ اے کوفی بھائی، علم کی نہر ہمارے پاس ہو اور لوگوں کو تو پتہ ہو لیکن ہم کو پتہ نہ ہو؟ یہ نہیں ہوسکتا۔

130. شواهد التنزيل عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها الحسين نَحنُ المُستَضعَفونَ، ونَحنُ المَقهورونَ، ونَحنُ عِترَةُ رَسولِ اللهِ، فَمَن نَصَرَنا فَرَسولَ اللهِ نَصَرَ، ومَن خَذَلَنا فَرَسولَ اللهِ خَذَلَ، ونَحنُ وأعداؤُنا نَجتَمِعُ «يَومَ تَجِدُ كُلُّ نَفسٍ مّا عَمِلَت مِن خَيرٍ مُّحضَرًا»[2] الآيَةَ[3]

۱۳۰) شواھد التنزیل میں ہے فاطمہؑ، امام حسین علیہ السلام کی بیٹی نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: ہم مستضعف (کمزور ہوگئے) ہیں اور ہم مغلوب ہیں اور ہم ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہیں۔ جو بھی ہماری مدد کرے گا گویا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور جس نے ہمیں چھوڑ دیا گویا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا ہے ہم اور ہمارے دشمن ایک جگہ جمع ہوں گے اس دن جس دن جس نے بھی نیک اعمال انجام دیا ہوگا وہ حاضر ہوگا۔

131. تأويل الآيات الظاهرة عن الإمام الحسين عليه السلام لِأَصحابِهِ بِالطَّفِّ: أوَلا اُحَدِّثُكُم بِأَوَّلِ أمرِنا وأمرِكُم مَعاشِرَ أولِيائِنا ومُحِبّينا وَالمُبغِضينَ لِأَعدائِنا، لِيُسهِلَ عَلَيكُمُ احتِمالَ ما أنتُم لَهُ مُعَرَّضونَ؟ قالوا: بَلى، يَابنَ رَسولِ اللهِ. قالَ: إنَّ اللهَ لَمّا خَلَقَ آدَمَ وسَوّاهُ وعَلَّمَهُ أسماءَ كُلِّ شَيءٍ وعَرَضَهُم عَلَى المَلائِكَةِ، جَعَلَ مُحَمَّدا وعَلِيّا وفاطِمَةَ وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ أشباحا خَمسَةً في ظَهرِ آدَمَ، وكانَت أنوارُهُم تُضيءُ فِي الآفاقِ مِنَ السَّماواتِ وَالحُجُبِ وَالجِنانِ وَالكُرسِيِّ وَالعَرشِ، ثُمَّ أمَرَ اللهُ

---

[1] الكافي: ج1 ص398 ح2، بصائر الدرجات: ص12 ح1، تفسير العيّاشي: ج1 ص16 ح9 عن الحكم بن عيينة نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص93 ح34.
[2] آل عمران: 30.
[3] شواهد التنزيل: ج1 ص560 ح597.

المَلائِكَةَ بِالسُّجودِ لِآدَمَ تَعظيما لَهُ، وإنَّهُ قَد فَضَّلَهُ بِأَن جَعَلَهُ وِعاءً لِتِلكَ الأَشباحِ الَّتي قَد عَمَّ أنوارُهَا الآفاقَ، فَسَجَدوا إلاّ إبليسَ أبى أن يَتَواضَعَ لِجَلالِ عَظَمَةِ اللهِ، وأن يَتَواضَعَ لِأَنوارِنا أهلَ البَيتِ، وقَد تَواضَعَت لَهَا المَلائِكَةُ كُلُّها، فَاستَكبَرَ وتَرَفَّعَ بِإِبائِهِ ذلِكَ وتَكَبُّرِهِ وكانَ مِنَ الكافِرينَ [1]

۱۳۱) تأویل الآیات الظاہرہ: کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں اپنے اور تمہارے بارے میں اور ہمیں چاہنے والوں اور ہمارے دشمنوں کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں کہ تم پر آنے والی ساری مصیبتیں آسان ہوجائیں؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند!

امامؑ نے فرمایا: خدا نے جب آدمؑ کو پیدا کیا اور اس کو ہر چیز کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے پیش کئے تو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین علیہم السلام کو آدم علیہ السلام کی صلب میں رکھا اور ان پانچ کا نور آسمانوں، حجابوں، جنت، کرسی اور عرش پر چمک رہا تھا۔ پھر خدا نے تعظیم کے لئے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا، کیونکہ خدا نے اس کو عظمت دی اور ان پانچ کے لئے ظرف قرار دیا تھا کہ ان کا نور ساری کائنات پر چھایا ہوا تھا۔ بس فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ جس نے عظمت الٰہی اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے نور کے سامنے تکبر کیا۔ در حالانکہ سب فرشتوں نے اس کے سامنے تواضع کیا ہوا تھا بس شیطان نے تکبر کیا اور تکبر کی وجہ سے کافروں سے ہوگیا۔

132.علل الشرائع عَن حَبيبِ بنِ مُظاهِرٍ الأَسَديّ: أنَّهُ قالَ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليهما السلام: أيَّ شَيءٍ كُنتُم قَبلَ أن يَخلُقَ اللهُ عز و جل آدَمَ عليه السلام؟ قالَ: كُنّا أشباحَ نورٍ نَدورُ حَولَ عَرشِ الرَّحمنِ فَنُعَلِّمُ المَلائِكَةَ التَّسبيحَ وَالتَّهليلَ وَالتَّحميدَ [2]

۱۳۲) علل الشرائع: حبیب بن مظاہر اسدی نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: اس سے پہلے کہ خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ آپ علیہ السلام کیا تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم نور کا سایہ تھے کہ خدا کے عرش کے اردگرد گھوم رہے تھے بس ہم نے فرشتوں کو تسبیح،

---

[1] تأويل الآيات الظاهرة: ج1 ص44 ح18، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص219 ح101، بحار الأنوار: ج11 ص150 ح25.

[2] علل الشرائع: ص23 ح1، بحار الأنوار: ج60 ص311.

تہلیل اور تحمید سکھائی۔

133. کنز الفوائد بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: دَخَلتُ الجَنَّةَ فَرَأَيتُ عَلى بابِها مَكتوبا بِالذَّهَبِ: لا إلهَ إلاَّ اللهُ، مُحَمَّدٌ حَبيبُ اللهِ، عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ وَلِيُّ اللهِ، فاطِمَةُ آيَةُ اللهِ، الحَسَنُ وَالحُسَينُ صَفوَتَا اللهِ، عَلى مُبغِضيهِم لَعنَةُ اللهِ [1]

۱۳۳) کنز الفوائد میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں (جب) جنت میں داخل ہوا تو اس کے دروازے پر سونے سے لکھا ہوا تھا: اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں، محمدؐ خدا کے حبیب، علی علیہ السلام خدا کے ولی، فاطمہؑ خدا کی نشانی، حسنؑ و حسینؑ خدا کے انتخاب شدہ (بندے) ہیں۔ ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

134. مئة منقبة بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: دَخَلتُ الجَنَّةَ فَرَأَيتُ عَلى بابِها مَكتوبا بِالنّورِ: لا إلهَ إلاَّ اللهُ، مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ، عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ وَلِيُّ اللهِ، فاطِمَةُ أمَةُ اللهِ، وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ صَفوَةُ اللهِ، عَلى مُبغِضيهِم لَعنَةُ اللهِ [2]

۱۳۴) مئۃ منقبۃ میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: جب میں جنت میں گیا تو میں نے دیکھا جنت کے دروازے پر نور سے لکھا ہوا تھا: خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول، علی بن ابی طالب علیہ السلام خدا کے ولی، فاطمہؑ خدا کی کنیز، حسن و حسین علیہم السلام خدا کے چنے ہوئے (بندے) ہیں۔ خدا کی لعنت ہو ان کے دشمنوں پر۔

3/2

خَصائِصُ أهلِ البَيتِ

صفاتِ اہل بیت علیہم السلام

135. الأمالی عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَني أبي عَن أبيهِ عليهما

---

[1] كنز الفوائد: ج1 ص149 عن موسى بن إسماعيل عن أبيه عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج27 ص228 ح30.

[2] مئة منقبة: ص109 عن موسى بن إسماعيل عن أبيه عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام.

السلام قالَ:... بَعَثَ عُتبَةُ [1] إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَقالَ: إنَّ أميرَ المُؤمِنينَ [2] أمَرَكَ أن تُبايِعَ لَهُ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: يا عُتبَةُ، قَد عَلِمتَ أنّا أهلُ بَيتِ الكَرامَةِ ومَعدِنُ الرِّسالَةِ، وأعلامُ الحَقِّ الَّذينَ أودَعَهُ اللهُ عز و جل قُلوبَنا، وأنطَقَ بِهِ ألسِنَتَنا، فَنَطَقَت بِإِذنِ اللهِ عز و جل، ولَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه و آله يَقولُ: «إنَّ الخِلافَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلى وُلدِ أبي سُفيانَ» وكَيفَ اُبايِعُ أهلَ بَيتٍ قَد قالَ فيهِم رَسولُ اللهِ صلى الله عليه و آله هذا؟ [3]

۱۳۵) امالی شیخ صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میرے بابا (امام باقر علیہ السلام) نے اپنے بابا (زین العابدین علیہ السلام) سے میرے لئے نقل کیا ہے کہ عتبہ نے امام حسین علیہ السلام کی جانب پیغام بھیجا اور کہا: مومنوں کے حاکم (یزید) نے حکم دیا ہے کہ اس کی بیعت کرو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے عتبہ! تجھے پتہ ہے کہ ہم کرامت اہل بیت علیہم السلام اور رسالت کی کان ہیں اور حق کی واضح نشانیاں ہیں۔ جس خدا نے حق کو ہمارے دلوں میں امانت رکھا اور ہماری زبان کو اس کے لئے بولنے والی قرار دیا۔ خدا کی اذن سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بیشک، ابوسفیان پر خلافت حرام ہے میں کیسے ایسے خاندان کی بیعت کروں جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے کہا ہو۔

136. الملهوف: أقبَلَ [الحُسَينُ عليه السلام] عَلَى الوَليدِ فَقالَ: أيُّهَا الأَميرُ! إنّا أهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ، ومَعدِنُ الرِّسالَةِ، ومُختَلَفُ المَلائِكَةِ، وبِنا فَتَحَ اللهُ وبِنا خَتَمَ اللهُ، ويَزيدُ رَجُلٌ فاسِقٌ شارِبُ الخَمرِ، قاتِلُ النَّفسِ المُحَرَّمَةِ، مُعلِنٌ بِالفِسقِ لَيسَ لَهُ هذِهِ المَنزِلَةُ، ومِثلي لا يُبايِعُ مِثلَهُ، ولكِن نُصبِحُ وتُصبِحونَ، ونَنظُرُ وتَنظُرونَ أيُّنا أحَقُّ بِالخِلافَةِ وَالبَيعَةِ [4]

۱۳۶) ملھوف میں ہے جب امام حسین علیہ السلام، ولید کے پاس آئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے امیر! ہم نبوت کا خاندان، رسالت کا خزانہ اور فرشتوں کے آنے جانے کی جگہ ہیں۔ خدا (اپنے ارادے کا) آغاز بھی ہم سے کرتا ہے اور ہم تک ختم کرتا ہے یزید ایک فاسق انسان، شرابی، قابل احترام انسانوں کا قاتل، فسق و فجور کو واضح طور پر انجام دینے

---

[1] هو عتبة بن أبي سفيان، عامل يزيد على مدينة رسول الله صلى الله عليه و آله.

[2] يعني يزيد بن معاوية لعنه الله.

[3] الأمالي للصدوق: ص216 ح239، بحار الأنوار: ج44 ص312 ح1.

[4] الملهوف: ص 98، مثير الأحزان: ص 24 نحوه، بحار الأنوار: ج 44 ص 325 ح 2؛ الفتوح: ج 5 ص 14، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص184.

والا ہے، اس (خلافت) کے منصب کا حقدار نہیں ہے۔ مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا، لیکن ہم اور آپ کل کا انتظار کرتے ہیں کہ ہم میں سے کون خلافت و بیعت کا حقدار ہے۔

137.نزهة الناظر: أنَّهُ اجتازَ بِهِ [أي المُنذِرُ بنُ الجارودِ بِالحُسَينِ عليه السلام] وقَد اُغضِبَ، فَقالَ: ما نَدري ما تَنقِمُ النّاسُ مِنّا؟! إنّا بَيتُ الرَّحمَةِ، وشَجَرَةُ النُّبُوَّةِ، ومَعدِنُ العِلمِ[1]

۱۳۷) نزهۃ الناظر: منذر بن جارود، امام حسین علیہ السلام کے نزدیک سے گذرا، تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں پتہ نہیں ہے لوگ ہم سے کیوں ناراض ہیں؟ ہم رحمت کا گھر، نبوت کا درخت اور علم کا خزانہ ہیں۔

138.أنساب الأشراف عن أبي الحوراء السعدي: قُلتُ لِحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: ما تَذكُرُ مِن رَسولِ اللهِ؟

قالَ: اُتِيَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِتَمرٍ مِن تَمرِ الصَّدَقَةِ، فَأَخَذتُ مِنهُ تَمرَةً فَجَعَلتُ ألوكُها، فَأَخَذَها بِلُعابِها حَتّى ألقاها فِي التَّمرِ،

وقالَ: إنَّ آلَ مُحَمَّدٍ لا تَحِلُّ لَهُمُ الصَّدَقَةُ[2]

۱۳۸) انساب الاشراف میں ابوحوراء سعدی سے نقل ہے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: آپ کو کونسی بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے کھجور لائے گئے تو میں نے اس میں سے کچھ اٹھا کر کھانا چاہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے چھین لئے اور پڑے ہوئے خرما میں پھینک دیئے اور فرمایا: صدقہ محمدؐ کے خاندان پر حرام ہے۔

139.مسند ابن حنبل عن ربيعة بن شيبان: قُلتُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: ما تَعقِلُ عَن رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم؟

قالَ: صَعِدتُ غُرفَةً فَأَخَذتُ تَمرَةً فَلُكتُها في فِيَّ،

---

[1] نزهة الناظر: ص85 ح21.

[2] أنساب الأشراف: ج3 ص359، وفي دعائم الإسلام: ج1 ص258 عن الإمام الحسن عليه السلام نحوه.

فَقالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: أَلقِها، فَإِنَّها لا تَحِلُّ لَنا الصَّدَقَةُ [1]

۱۳۹) مسند ابن حنبل میں ربیعہ بن شیبان سے منقول ہے: میں نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو کیا یاد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں (اموال حفاظت کرنے کی) جگہ پر آیا اور وہاں سے کچھ کھجور اٹھائے اور منہ میں رکھ کر چبانا چاہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو پھینک دو کیونکہ ہم پر زکوٰۃ حلال نہیں ہے۔

140. تأويل الآيات الظاهرة عن أبي يحيى الصنعاني عن أبي سَمِعتُهُ يَقولُ: قالَ لي أبي مُحَمَّدٌ عليه السلام: قَرَأَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام «إنّا أنزَلناهُ في لَيلَةِ القَدرِ» وعِندَهُ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: يا أبَتا، كَأَنَّ بِها مِن فيكَ حَلاوَةً.

فَقالَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ وَابني، إنّي أعلَمُ فيها ما لا تَعلَمُ، إنَّها لَمّا نَزَلَت بَعَثَ إلَيَّ جَدُّكَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقَرَأَها عَلَيَّ، ثُمَّ ضَرَبَ عَلى كَتِفِيَ الأَيمَنِ

وقالَ: يا أخي ووَصِيّي ووَلِيَّ اُمَّتي بَعدي، وحَربَ أعدائي إلى يَومِ يُبعَثونَ، هٰذِهِ السّورَةُ لَكَ مِن بَعدي، ولِوُلدِكَ مِن بَعدِكَ، إنَّ جَبرَئيلَ أخي مِنَ المَلائِكَةِ حَدَّثَ إلَيَّ أحداثَ اُمَّتي في سَنَتِها، وإنَّهُ لَيُحَدِّثُ ذٰلِكَ إلَيكَ كَأَحداثِ النُّبُوَّةِ، ولَها نورٌ ساطِعٌ في قَلبِكَ وقُلوبِ أوصِيائِكَ إلى مَطلَعِ فَجرِ القائِمِ عليه السلام [2]

۱۴۰) تأویل الآیات الظاہرہ میں ابو یحییٰ صفانی سے نقل ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا (امام باقر علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے سورۂ قدر کی تلاوت کی اور حسن و حسین علیہما السلام ساتھ بیٹھے تھے۔ تو حسین علیہ السلام نے علی علیہ السلام سے فرمایا: بابا جان، آپ کے منہ سے یہ سورت (سننا) بہت شیریں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور میرے بیٹے! اس کے بارے میں ایسی چیز کا پتہ ہے جس کا آپ کو پتہ نہیں ہے کیونکہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو تیرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف بھیجی اور مجھے پڑھ کر سنائی، پھر میرے دائیں شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا:

---

[1] مسند ابن حنبل: ج1 ص428 ح1731، المعجم الكبير: ج3 ص86 ح2741 وفيه «للحسن بن عليّ» بدل «للحسين بن عليّ» نحوه.

[2] تأويل الآيات الظاهرة: ج2 ص820 ح9، بحار الأنوار: ج25 ص70 ح60.

اے میرے بھائی اور وصی اور میرے بعد میرے امت کے ولی اور میرے دشمنوں کے دشمن یہاں تک کہ قیامت کے دن محشور کئے جائیں، یہ سورت میرے بعد تیرے لئے ہے اور تیرے بعد تیری اولاد کے لئے ہے۔ میرا بھائی جبرائیل فرشتوں میں سے، ہر سال میرے امت کے واقعات کو بتاتا تھا اور نبوت کو بتانے کی طرح تجھے بھی بتاتا رہے گا۔ اس (سورہ) کے لئے تیرے دل میں چمکنے والا نور ہے اور تیرے اوصیاء کے دل میں ہیں یہاں تک کہ حضرت قائم علیہ السلام (کی حکومت) طلوع ہو۔

3/3

زُهدُ أهلِ البَيتِ

زُہد اہل بیتؑ

141. روضة الواعظين عن الحسين بن علي عليه السلام: لَمّا زَوَّجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله فاطِمَةَ عَلِيّا عليهما السلام عَلى أربَعِ مِئَةٍ وثَمانينَ دِرهَما، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله أن يَجعَلَ ثُلُثَيها فِي العِطرِ وثُلُثا فِي الثِّيابِ، فَدَخَلَ بِهِما وما لَهُما فِراشٌ إلاّ فَروَةُ اُضحِيَّةِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله ووِسادَةٌ مِن أدَمٍ [1] حَشوُها ليفٌ [2]

۱۴۱) روضہ الواعظین میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی ۴۸۰ درھم حق مہر میں علی علیہ السلام سے کرائی، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا اس کے دوسوم سے عطر خرید کرے اور اس کے تیرے حصے سے لباس، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے تو ان کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا بستر اس قربانی کی ہوئی گوسفند کی کھال سے تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی اور ان کا تکیہ ایک خاص قسم کی کھال سے تھا جس کے اندر کھجور کے درخت کے پتے تھے۔

142. صحيح البخاري عن ابن شهاب عن عليّ بن حسين عن حسين بن علي عليه السلام: إنَّ حُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام أخبَرَهُ أنَّ عَلِيّا عليه السلام قالَ: كانَت لي شارِفٌ [3] مِن نَصيبي مِنَ المَغنَمِ، وكانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله أعطاني شارِفا مِنَ

---

[1] الأدَمُ: جمع أديم، وهو الجِلد الذي قد تمّ دباغه (تاج العروس: ج 16 ص 9 «أدم»).

[2] روضة الواعظين: ص 162، المناقب لابن شهر آشوب: ج 3 ص 351 وفيه صدره إلى «درهما»، بحار الأنوار: ج 43 ص 112 ح 24 وراجع: كشف الغمّة: ج 1 ص 349.

[3] الشّارِفُ: النّاقَةُ المُسِنّة (النهاية: ج 2 ص 462 «شرف»).

الخُمُسِ، فَلَمّا أرَدتُ أن أبتَنِيَ بِفاطِمَةَ علیها السلام بِنتِ رَسولِ اللهِ ﷺ، واعَدتُ رَجُلاً صَوّاغا مِن بَنی قَینُقاعَ[1] أن یَرتَحِلَ مَعِیَ، فَنَأتِیَ بِإِذخِرٍ[2] أرَدتُ أن أبیعَهُ مِنَ الصَّوّاغینَ، وأستَعینَ بِهِ فی وَلیمَةِ عُرسی[3]

۱۴۲) صحیح بخاری میں ابن شہاب نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بتایا کہ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: غنیمت سے میرا حصہ ایک بوڑھا و کمزور اونٹ تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خمس (غنائم) سے عطا کیا۔ جب میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؑ کو گھر لے کر جانا چاہا تو ایک بنی قینقاع یہودیوں میں سے رنگین مرد سے وقت معین کیا میرے پاس آنے کے لئے تاکہ دونوں جا کر اذخر گھاس کو (اونٹ کے لئے) لے کر آئیں اور پھر وہ اونٹ اسی آدمی کو ہی بیچ کر اس کے لئے شادی کے ولیمہ کا انتظام کروں۔

3/4

مِنْ مَبادِءِ عُلومِ أهلِ البَیتِ

علوم اہل بیت علیہم السلام کے سرچشمہ کے بارے میں

143.بصائر الدرجات عن جعید الهمدانی . وكانَ مِمَّن خَرَجَ مَعَ الحُسَینِ علیه السلام: قُلتُ لِلحُسَینِ علیه السلام: جُعِلتُ فِداكَ بِأَیِّ شَیءٍ تَحكُمونَ؟ قالَ: یا جُعَیدُ نَحكُمُ بِحُكمِ آلِ داوُدَ. فَإِذا عَیینا[4] عَن شَیءٍ تَلَقّانا بِهِ روحُ القُدُسِ[5]

۱۴۳) بصائر الدرجات میں جعید ہمدانی سے ہے (جوان لوگوں میں سے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ خارج ہوئے) میں نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: آپ پر قربان ہوجاؤں۔ آپ کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے

---

[1] قَینُقَاع: بطن من بطون یهود المدینة (النهایة: ج 4 ص 136 «قینقاع»).

[2] إذخِر: نبات معروف عریض الأوراق طیّب الرائحة... یحرقه الحدّاد بدل الحطب والفحم (مجمع البحرین: ج 1 ص 631 «ذخر»).

[3] صحیح البخاری: ج 2 ص 736 ح 1983، صحیح مسلم: ج 3 ص 1569 ح 2، سنن أبي داود: ج 3 ص 148 ح 2986، السنن الكبری: ج 6 ص 253 ح 11853 عن الزهری، كنز العمّال: ج 5 ص 502 ح 13742.

[4] عیی بالأمر: لم یهتدِ لوجه مراده، أو عجز عنه. وعیی فی المنطق: حصر (القاموس المحیط: ج 4 ص 368 «عیّ»).

[5] بصائر الدرجات: ص 452 ح 7، مختصر بصائر الدرجات: ص 1، بحار الأنوار: ج 25 ص 57 ح 23.

فرمایا: اے جعید! ہم حکم کرتے ہیں داودؑ کے خاندان کے حکم کی طرح، اگر کسی چیز کا پتہ نہ چل سکے تو وہ چیز روح القدس ہمیں بتاتا ہے۔

3/5

حُبُّ أهلِ البَيتِ

محبت اہل بیت علیہم السلام

144. عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: اِجتَمَعَ المُهاجِرونَ وَالأَنصارُ إلى رَسولِ اللهِ ﷺ، فَقالوا: إنَّ لَكَ يا رَسولَ اللهِ مَؤونَةً في نَفَقَتِكَ وفيمَن يَأتيكَ مِنَ الوُفودِ، وهٰذِهِ أموالُنا مَعَ دِمائِنا، فَاحكُم فيها بارّاً مَأجوراً، أعطِ ما شِئتَ وأمسِك ما شِئتَ مِن غَيرِ حَرَجٍ. قالَ: فَأَنزَلَ اللهُ عز و جل عَلَيهِ الرّوحَ الأَمينَ، فَقالَ: يا مُحَمَّدُ «قُل لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِي ٱلْقُرْبَىٰ»[1] يَعني أن تَوَدّوا قَرابَتي مِن بَعدي. فَخَرَجوا فَقالَ المُنافِقونَ: ما حَمَلَ رَسولَ اللهِ ﷺ عَلى تَركِ ما عَرَضنا عَلَيهِ إلّا لِيَحُثَّنا عَلى قَرابَتِهِ مِن بَعدِهِ[2]، إن هُوَ إلّا شَيءٌ افتَراهُ في مَجلِسِهِ! وكانَ ذٰلِكَ مِن قَولِهِم عَظيماً، فَأَنزَلَ اللهُ عز و جل هٰذِهِ الآيَةَ: «أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ»[3] فَبَعَثَ عَلَيهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقالَ: هَل مِن حَدَثٍ؟ فَقالوا: إي وَاللهِ يا رَسولَ اللهِ، لَقَد قالَ بَعضُنا كَلاماً غَليظاً كَرِهناهُ. فَتَلا عَلَيهِم رَسولُ اللهِ ﷺ الآيَةَ، فَبَكَوا، وَاشتَدَّ بُكاؤُهُم، فَأَنزَلَ عز و جل: «وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ»[4][5].

---

[1] الشورى: 23.

[2] في المصدر: «من بعد»، والتصويب من بحار الأنوار والمصادر الأُخرى.

[3] الأحقاف: 8.

[4] الشورى: 25.

[5] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص235 ح1، بشارة المصطفى: ص232، الأمالي للصدوق: ص621 كلّها عن الريّان بن الصلت عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، تحف العقول: ص432 وفيهما «لا تؤذوا» بدل «أن تودّوا»، بحار الأنوار: ج25 ص228 ح20.

۱۴۴) عیون الاخبار الرضاؑ میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: مہاجر اور انصاری، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: بیشک اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی زندگی کا اور ان مہمانوں کا جو گروہ گروہ ہو کر آپ کے پاس آتے ہیں، خرچہ ہے یہ ہمارا مال جان کے ساتھ (حاضر ہے) آپ حکم کریں نیکی اور اجر کے بارے میں، جو چاہیں دیں، جو چاہیں نہ دیں بغیر کسی حرج کے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے میرے پاس روح الامین کو بھیجا ہے اور کہا ہے: اے محمدؐ! کہو: تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اپنے خاندان کی محبت۔

یعنی میرے بعد، میرے خاندان سے محبت کرو۔

جب باہر آئے تو منافق کہنے لگے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے بلانے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ ہمیں اپنے بعد خاندان والوں کے ساتھ محبت کرنے پر حکم کریں۔ یہ آیت اسی محفل میں ہاتھ کا بنایا ہوا جھوٹ تھا۔ یہ غلط بات ان کی طرف سے تھی۔ خدا نے یہ آیت نازل کی یا کہتے ہیں: یہ افتراء باندھا ہے تم کہو: میں نے یہ جھوٹ نہیں بولا ہے تم لوگ میرے خدا کے مقابلے، اختیار نہیں رکھتے ہو، وہ اس سے زیادہ عالم ہے کہ جو (ناحق) نسبت دے رہے ہیں میرے اور آپ لوگوں کے درمیان وہ (خدا) گواہ ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ہاں پیغام بھیجا اور فرمایا: کوئی خبر ہوئی ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے بعض نے غلط بات کہی ہے جو ہمیں پسند نہیں ہے بس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت ان کو پڑھ کر سنائی اور رونے لگے اور ان کا رونا بلند آواز سے ہوا۔ بس خدا نے نازل کی:

145. تأويل الآيات الظاهرة عن عبد الملك بن عمير عن الحسن، في قَولِهِ عز و جل: «قُل لَّا أَسئَلُكُم»: إنَّ القَرابَةَ الَّتي أمَرَ اللهُ بِصِلَتِها وعَظَّمَ مِن حَقِّها وجَعَلَ الخَيرَ فيها، قَرابَتُنا أهلَ البَيتِ الَّذينَ أوجَبَ اللهُ حَقَّنا عَلى كُلِّ مُسلِمٍ[1]

۱۴۵) تأویل الآیات الظاہرہ: عبدالملک بن عمیر نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: اس قرابت (خاندان) سے مراد جس کے ساتھ متصل ہونے کا اللہ نے حکم دیا اور اس کا حق بزرگ ہے اور اس میں خیر کو قرار دیا۔ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام کی قرابت ہے ہمارے حق کو اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کیا ہے۔

---

[1] تأويل الآيات الظاهرة: ج2 ص545 ح9، بحار الأنوار: ج23 ص251 ح27.

146.المعجم الكبير عن بشر بن غالب عن الحسين بن عليّ عل مَن أَحَبَّنا لِلدُّنيا فَإِنَّ صاحِبَ الدُّنيا يُحِبُّهُ البَرُّ وَالفاجِرُ، ومَن أحَبَّنا للهِ كُنّا نَحنُ وهُوَ يَومَ القِيامَةِ كَهاتَينِ. وأشارَ بِالسَّبّابَةِ وَالوُسطى [1]

۱۴۶) المعجم الکبیر۔ میں بشر بن غالب سے نقل ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ہم سے دنیا کے لئے محبت کرتا ہے تو دنیا کا ہر نیک اور فاجر آدمی اس سے محبت کرے گا اور جو ہم سے خدا خاطر محبت کرے گا تو ہم اور وہ قیامت کے دن ان دو کی طرح ہیں۔ اور (امامؑ نے) اشارے اور درمیان والی انگشت سے اشارہ کیا۔

147.الأمالي عن بشر بن غالب عن الحسين بن عليّ عليه السلام مَن أَحَبَّنا للهِ وَرَدنا نَحنُ وهُوَ عَلى نَبِيِّنا صلى الله عليه وآله هكَذا، وضَمَّ إصبَعَيهِ، ومَن أَحَبَّنا لِلدُّنيا فَإِنَّ الدُّنيا تَسَعُ البَرَّ وَالفاجِرَ [2]

۱۴۷) امالی شیخ طوسی میں بشر بن غالب سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ہم سے خدا کی خاطر محبت کرے تو میں اور وہ اس طرح (اپنی دو انگلیوں کو ملایا) اپنے نبیؐ کے پاس جائیں گے اور جو آدمی ہم سے دنیا کی خاطر محبت کرے (اس کو جاننا چاہیے کہ) دنیا نیک اور فاجر کو شامل ہے۔

148.المحاسن عن بشر بن غالب الأسديّ: حَدَّثَنِي الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام، قالَ لي: يا بِشرَ بنَ غالِبٍ، مَن أَحَبَّنا لا يُحِبُّنا إلّا للهِ، جِئنا نَحنُ وهُوَ كَهاتَينِ، وقَدَّرَ بَينَ سَبّابَتَيهِ، ومَن أَحَبَّنا لا يُحِبُّنا إلّا لِلدُّنيا، فَإِنَّهُ إذا قامَ قائِمُ العَدلِ وَسِعَ عَدلُهُ البَرَّ وَالفاجِرَ [3]

۱۴۸) محاسن میں بشر بن غالب اسدی سے ہے: امام حسین علیہ السلام نے میرے لئے نقل کرتے ہوئے فرمایا: اے بشر بن غالب! جو آدمی ہم سے محبت کرے اور وہ محبت فقط خدا کی خاطر ہو (قیامت کے دن) ہم اور وہ ان دو کی طرح (دونوں ہاتھ کی اشارہ والی انگلیوں کو برابر کرکے رکھا) آئیں گے اور جو آدمی ہم سے محبت فقط دنیا کی خاطر کرے (اس کو جاننا چاہیے کہ) جب عدالت قائم کرنے والا قیام کرے گا تو اس کی عدالت ہر نیک اور بدکار کو شامل ہے۔

---

[1] .المعجم الكبير: ج3ص 125 ح 2880.

[2] الأمالي للطوسي: ص 253 ح 455، بشارة المصطفى: ص 123، بحار الأنوار: ج27ص 84 ح 26؛ تاريخ دمشق: ج14ص 184.

[3] المحاسن: ج1ص 134 ح 168، شرح الأخبار: ج1ص 444 ح 116 نحوه، بحار الأنوار: ج27ص 90 ح 44؛ المعجم الكبير: ج3ص 125 ح 2880 نحوه. ولعلّ المراد منه أنّ محبّة أهل البيت لها منافع حتى وإن كانت المحبّة للدنيا فضلاً عن كونها لله والآخرة. وأحد فوائد محبّتهم للدنيا، هو التمتّع في ظلّ عدالتهم وحكومتهم العادلة، فإنّ العدالة بإعطاء كلّ ذي حقّ حقّه، فلا يبخس نصيبه.

149.أعلام الدين عن الإمام الصادق عليه السلام: وَفَدَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام وَفدٌ فَقالوا: يَابنَ رَسولِ اللهِ، إنَّ أصحابَنا وَفَدوا إلى مُعاوِيَةَ ووَفَدنا نَحنُ إلَيكَ. فَقالَ: إذَن اُجيزَكُم بِأَكثَرَ مِمّا يُجيزُهُم. فَقالوا: جُعِلنا فِداكَ، إنَّما جِئنا مُرتادينَ لِدينِنا. قالَ: فَطَأطَأَ رَأسَهُ ونَكَتَ [1] فِي الأَرضِ، وأطرَقَ طَويلاً، ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ فَقالَ: قَصيرَةٌ مِن طَويلَةٍ [2] مَن أحَبَّنا لَم يُحِبَّنا لِقَرابَةٍ بَينَنا وبَينَهُ، ولا لِمَعروفٍ أسدَيناهُ إلَيهِ، إنَّما أحَبَّنا للهِ ورَسولِهِ، (فَمَن أحَبَّنا) [3] جاءَ مَعَنا يَومَ القِيامَةِ كَهاتَينِ، وقَرَنَ بَينَ سَبّابَتَيهِ. [4]

۱۴۹) اعلام الدین میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک گروہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! ہمارے ساتھی معاویہ کے پاس گئے اور ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس صورت میں میں آپ کو ان سے زیادہ انعام دوں گا،

وہ کہنے لگے: ہم آپ پر قربان ہوجائیں، ہم اپنے دین کی تلاش میں آئے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر مبارک نیچے کر کے متفکرانہ انداز میں زمین پر نقش ولکیریں کھینچنے لگے اور کافی دیر تک غور وفکر کیا۔

اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا: جو آدمی ہم سے محبت کرے (لیکن) نہ اس رشتہ داری کی وجہ سے ہمارے اور اس کے درمیان ہے اور نہ ہی اس احسان کی وجہ سے جو ہم نے اس پر کیا ہو (بلکہ) فقط خدا اور اس کے نبیؐ کی خاطر ہم سے محبت کرے، قیامت کے دن وہ آدمی ہمارے ساتھ ان دو (انگلیوں) کی طرح آئے گا اور امام علیہ السلام نے اشارہ والی دو انگلیوں کو باہم رکھا۔

شاید مقصد یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محبت کرنا دنیا کی خاطر، میں بھی فائدے ہیں، ان کے ساتھ خدا کی خاطر محبت کرنا تو دور کی بات ہے، کیونکہ دنیا سے محبت کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ عدالت اور عادلانہ حکومت نصیب ہوگی اور عدالت ہر ایک کو اپنا حق ادا کرتی ہے اور کسی کو بھی دنیا میں بغیر حق دیئے نہیں چھوڑتی۔

---

[1] نَكَتَ الأرض (بالقضيب): هو أن يؤثّر فيها بطرفه، فِعل المُفَكِّر المهموم (النهاية: ج5 ص113 «نكت»).
[2] القصيرة: التمرة، والطويلة: النخلة، [مَثَلٌ] يُضرب لاختصار الكلام (مجمع الأمثال: ج2 ص499).
[3] ما بين القوسين ليس موجودا في بحار الأنوار.
[4] أعلام الدين: ص460، بحار الأنوار: ج27 ص127 ح118.

150.الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ عَن أمیر المؤمن قال النَّبِیُّ ﷺ: أَحِبُّوا اللهَ بِما یَغذو کُم بِهِ مِن نِعَمِهِ، وأحِبّونی لِحُبِّ اللهِ، وأحِبّوا أهلَ بَیتی لِحُبّی[1]

۱۵۰) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے (نقل) کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا سے ان نعمتوں کی وجہ سے محبت کرو جو تمہیں دی ہیں اور مجھ سے خدا کی خاطر محبت کرو اور میرے اہل بیت علیہ السلام سے میری وجہ سے محبت کرو۔

151.سنن الترمذی بإسنادہ عن علیّ بن الحسین عن أبیه عن أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ أخَذَ بِیَدِ حَسَنٍ وحُسَینٍ

فَقالَ: مَن أحَبَّنی وأحَبَّ هذَینِ وأباهُما واُمَّهُما، کانَ مَعی فی دَرَجَتی یَومَ القِیامَةِ[2]

۱۵۱) سنن ترمذی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن اور حسین علیہما السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: جو آدمی مجھ سے اور ان دو سے اور ان دو کے ماں باپ سے محبت کرے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے پر فائز ہوگا۔

152.الأمالی عن الحسین بن علیّ عن أبیه علیّ علیهما السلام قالَ النَّبِیُّ ﷺ: یا أبا ذَرٍّ، مَن أحَبَّنا أهلَ البَیتِ فَلیَحمَدِ اللهَ عَلی أوَّلِ النِّعَمِ.

قالَ: یا رَسولَ اللهِ، وما أوَّلُ النِّعَمِ؟ قالَ: طیبُ الوِلادَةِ، إنَّهُ لا یُحِبُّنا أهلَ البَیتِ إلاّ مَن طابَ مَولِدُهُ[3]

۱۵۲) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! جو بھی ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرے اس کو نعمتوں میں سے سب سے پہلی نعمت پر خدا کا شکر

---

[1] الأمالی للطوسی: ص 278 ح 531، بشارة المصطفی: ص 132 کلاهما عن عیسی بن أحمد بن عیسی بن المنصور عن الإمام الهادی عن آبائه علیهم السلام.

[2] سنن الترمذی: ج 5 ص 641 ح 3733، مسند ابن حنبل: ج 1 ص 168 ح 576، اُسد الغابة: ج 4 ص 104 کلّها عن علیّ بن جعفر عن الإمام الکاظم عن آبائه علیهم السلام، کنز العمّال: ج 12 ص 97 ح 34161؛ العمدة: ص 274 ح 436 عن علیّ بن جعفر عن الإمام الکاظم عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 37 ص 72 ح 39.

[3] الأمالی للطوسی: ص 455 ح 1018 عن الحسین بن زید وعبد الله بن إبراهیم الجعفری عن الإمام الصادق عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 27 ص 150 ح 18.

کرنا چاہیے۔

ابوذر نے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پہلی نعمت کونسی ہے؟

آپ نے فرمایا: حلال زادہ ہونا، ہم اہل بیت علیہم السلام سے فقط حلال زادہ محبت کرے گا۔

153.معانی الأخبار عن زيد بن عليّ عن أبيه عليّ بن الحسن: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: يا عَلِيُّ، مَن أحَبَّني وأحَبَّكَ وأحَبَّ الأَئِمَّةَ مِن وُلدِكَ فَليَحمَدِ اللهَ عَلى طيبِ مَولِدِهِ، فَإِنَّهُ لا يُحِبُّنا إلاّ مَن طابَت وِلادَتُهُ، ولا يُبغِضُنا إلاّ مَن خَبُثَت وِلادَتُهُ[1]

۱۵۳) معانی الاخبار میں زید بن علی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! جو آدمی مجھ سے محبت کرتا ہو اور تجھ سے اور تیری نسل سے آنے والے اماموں سے بھی محبت کرتا ہو تو اس کو اپنے حلال زادہ ہونے پر شکر کرنا چاہیے، کیونکہ ہم سے فقط حلال زادہ ہی محبت کرے گا اور ہم سے دشمنی فقط وہی کرے گا جو حرام زادہ ہوگا۔

154.شرح الأخبار عن الحسين بن عليّ عليه السلام: مَن أحَبَّنا أهلَ البَيتِ بِقَلبِهِ، وجاهَدَ مَعَنا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فيالجَنَّةِ فِي الرَّفيقِ الأَعلى[2] ومَن أحَبَّنا بِقَلبِهِ، وجاهَدَ مَعَنا بِلِسانِهِ، وضَعُفَ عَن أن يُجاهِدَ مَعَنا بِيَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فيالجَنَّةِ دونَ تِلكَ. ومَن أحَبَّنا بِقَلبِهِ، وضَعُفَ عَن أن يُجاهِدَ مَعَنا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فِي الجَنَّةِ دونَ ذلِكَ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ، وأعانَ عَلَينا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ فِي الدَّركِ الأَسفَلِ مِنَ النّارِ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ ولِسانِهِ، و كَفَّ عَنّا يَدَهُ، فَهُوَ فِي النّارِ فَوقَ ذلِكَ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ، و كَفَّ عَنّا لِسانَهُ ويَدَهُ، فَهُوَ فِي النّارِ فَوقَ ذلِكَ[3]

۱۵۴) شرح الاخبار میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ہم اہل بیت علیہم السلام سے دل سے محبت کرے اور زبان و ہاتھ سے ہمارے حق میں جہاد کرے تو وہ ہمارے ساتھ جنت میں بلند درجے پر ہوگا اور جو آدمی ہم سے دل سے محبت کرتا ہو اور زبان سے ہمارے حق میں جہاد کرتا ہو۔لیکن ہمارے حق میں ہاتھ میں اسلحہ لے کر جہاد کرنے سے

---

[1] معاني الأخبار: ص 161 ح 3، علل الشرائع: ص 141 ح 3، الأمالي للصدوق: ص 562 ح 756، بشارة المصطفى: ص 177، بحار الأنوار: ج 27 ص 146 ح 5.

[2] الرَّفيق: جماعة الأنبياء الذين يسكنون أعلى علّيّين (النهاية: ج 2 ص 246 «رفق»).

[3] شرح الأخبار: ج 1 ص 165 ح 120، الخصال: ص 629 ح 10 عن محمّد بن مسلم عن الإمام الصادق عن آبائه عن الإمام عليّ عليهم السلام نحوه وراجع: تحف العقول: ص 118.

ناتوان ہوتو وہ بھی ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا لیکن کم درجے پر ہوگا اور جو آدمی دل سے ہم سے محبت کرتا ہو اور ہاتھ و زبان کے ذریعے جہاد کرنے سے عاجز ہوتو وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا لیکن پہلے درجے سے کم درجے پر۔ اور جو آدمی دل سے ہم سے دشمنی کرے اور زبان و دل سے ہم سے دشمنی کرے لیکن اس کے لئے کوئی قدم نہ بڑھائے وہ جہنم میں ہوگا لیکن کچھ زیادہ اور جو آدمی ہم سے دل کے ذریعے دشمنی کرے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو محفوظ رکھے وہ بھی جہنم میں ہے لیکن پہلے درجے سے زیادہ عذاب پر ہوگا۔

155.شرح الأخبار عن الحسين بن علي عليه السلام: مَن تَوالانا بِقَلبِهِ، وذَبَّ عَنّا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فِي الرَّفيقِ الأَعلى. ومَن تَوالانا بِقَلبِهِ، وذَبَّ عَنّا بِلِسانِهِ، وضَعُفَ أن يَذُبَّ عَنّا بِيَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فِي الجَنَّةِ دونَ ذلِكَ. ومَن تَوالانا بِقَلبِهِ، وضَعُفَ أن يَذُبَّ عَنّا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ مَعَنا فِي الجَنَّةِ دونَ ذلِكَ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ، وأعانَ عَلَينا بِلِسانِهِ ويَدِهِ، فَهُوَ فِي الدَّركِ الأَسفَلِ مِنَ النّارِ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ، وأعانَ عَلَينا بِلِسانِهِ، ولَم يُعِن عَلَينا بِيَدِهِ، فَهُوَ فِي النّارِ فَوقَ ذلِكَ. ومَن أبغَضَنا بِقَلبِهِ، ولَم يُعِن عَلَينا بِلِسانِهِ ولا بِيَدِهِ، فَهُوَ فِي النّارِ فَوقَ ذلِكَ[1]

۱۵۵) شرح الاخبار میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ہم سے دل سے محبت کرے اور زبان و ہاتھ سے ہمارا دفاع کرے وہ ہمارے ساتھ جنت کے بلند درجے پر ہوگا اور جو شخص ہم سے دل سے محبت کرے اور اپنی زبان سے ہمارا دفاع کرنے اور اپنے ہاتھ سے ہمارا دفاع نہ کرسکے وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا لیکن کچھ کم درجے پر، اور جو آدمی ہم سے دل سے محبت کرتا ہو لیکن ہاتھ وزبان کے ذریعے ہمارا دفاع کرنے سے عاجز ہو وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا لیکن پہلے والے درجے سے نچلے درجے میں، اور جو آدمی ہم سے دل سے دشمنی کرے اور اپنے ہاتھ وزبان سے اس پر مدد لے وہ جہنم کے بلند درجے میں ہوگا۔ اور جو آدمی ہم سے دل سے دشمنی کرے اور زبان سے اس دشمنی پر مدد لے لیکن اپنے ہاتھ سے ہمارے خلاف کوئی کام نہ کرے وہ جہنم میں ہوگا۔ لیکن کچھ بلند درجے پر اور جو ہم سے دل سے دشمنی کرے لیکن زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف کوئی کام نہ کرے وہ جہنم میں ہے لیکن پہلے درجے سے کچھ بلند درجے پر۔

156.الأمالى عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن الحسين بن علي قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: اِلزَموا مَوَدَّتَنا أهلَ البَيتِ، فَإِنَّهُ مَن لَقِيَ اللهَ وهُوَ يُحِبُّنا دَخَلَ الجَنَّةَ بِشَفاعَتِنا. وَالَّذي نَفسي بِيَدِهِ، لا

[1] شرح الأخبار: ج3ص 121.

يَنتَفِعُ عَبدٌ بِعَمَلِهِ إلاّ بِمَعرِفَتِنا [1]

۱۵۶) امالی مفید میں عبدالرحمن بن ابی لیلی نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اہل بیت علیہم السلام کی مودت (محبت) کے پابند ہوجاؤ کیونکہ جو آدمی خدا سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ ہم سے محبت کرتا ہو وہ ہماری شفاعت میں جنت میں جائے گا اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی بھی بندے کو اپنا عمل سوائے ہماری معرفت کے فائدہ نہیں دے گا۔

157.فضائل الشيعة عن جابر عن أبي جعفر عن عليّ بن الحسي: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: حُبّي وحُبُّ أهلِ بَيتي نافِعٌ في سَبعَةِ مَواطِنَ أهوالُهُنَّ عَظيمَةٌ: عِندَ الوَفاةِ، وفِي القَبرِ، وعِندَ النُّشورِ، وعِندَ الكِتابِ، وعِندَ الحِسابِ، وعِندَ الميزانِ، وعِندَ الصِّراطِ [2]

۱۵۷) فضائل الشیعہ میں جابر نے امام باقرؑ سے اور انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور میری اہل بیت علیہم السلام کی محبت سات خوفناک جگہوں پر فائدہ مند ہے (وہ سات جگہیں یہ ہیں) موت، قبر، قبر سے باہر آنا، اعمال نامہ لیتے وقت، محاسبہ اعمال کے وقت، اعمال کے موازنہ کے وقت اور (پل) صراط سے گزرتے وقت۔

158.نزهة الناظر عن أبان بن تغلب: قالَ الإمامُ الشَّهيدُ عليه السلام: مَن أحَبَّنا كانَ مِنّا أهلَ البَيتِ. فَقُلتُ: مِنكُم أهلَ البَيتِ؟! فَقالَ: مِنّا أهلَ البَيتِ، حَتّى قالَها ثَلاثًا. ثُمَّ قالَ عليه السلام: أما سَمِعتَ قَولَ العَبدِ الصّالِحِ: «فَمَن تَبِعَني فَإنَّهُ مِنّي»؟ [3][4]

۱۵۸) نزہۃ الناظر میں ابان بن تغلب سے نقل ہے: شہید امام (حسین علیہ السلام) نے فرمایا: جو آدمی ہم سے محبت کرے وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے ہے میں نے (تعجب سے) پوچھا: آپ اہل بیت علیہم السلام میں سے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: (ہاں) ہم اہل بیت علیہم السلام سے

---

[1] الأمالي للمفيد: ص13 ح1، الأمالي للطوسي: ص187 ح314، المحاسن: ج1 ص135 ح169، المناقب للكوفي: ج2 ص100 وفيها «يودّنا» بدل «يحبّنا» و «بمعرفة حقّنا» بدل «بمعرفتنا»، بحار الأنوار: ج27 ص90 ح45 و ص170 ح10.

[2] فضائل الشيعة: ص47 ح2، الأمالي للصدوق: ص60 ح17، بحار الأنوار: ج27 ص158 ح3 وراجع: الخصال: ص360 ح 49.

[3] .إبراهيم: 36.

[4] نزهة الناظر: ص85 ح19.

یہاں تک کہ امام نے یہ بات تین بار تکرار کر کے فرمایا: کیا تم نے ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نیک بندے کی بات نہیں سنی ہے کہ: جو بھی میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے۔

159. كشف الغمّة عن الإمام الحسين عليه السلام: مَن أتانا لَم يَعدَم خَصلَةً مِن أربَعٍ: آيَةً مُحكَمَةً، وقَضِيَّةً عادِلَةً، وأخاً مُستَفاداً، ومُجالَسَةَ العُلَماءِ [1]

۱۵۹) کشف الغمہ میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی ہمارے پاس آئے وہ ان چار صفات میں سے کسی ایک کو نہیں کھوئے گا۔

۱	محکم آیات،	۲	عادلانہ حکم،
۳	فائدہ مند بھائی (دوست) اور	۴	علماء کے ساتھ بیٹھنا۔

160. المناقب عن أبي سعيد دينار عن الحسين عليه السلام: مَن أحَبَّنا نَفَعَهُ اللهُ بِحُبِّنا وإن كانَ أسيراً فِي الدَّيلَمِ، وإنَّ حُبَّنا لَيُساقِطُ [2] الذُّنوبَ كَما تُساقِطُ الرّيحُ الوَرَقَ [3]

۱۶۰) مناقب ابن مغازلی میں، ابوسعید دینار سے نقل ہے امام حسین علیہ السلام سے: جو بھی ہم سے محبت کرے اس کو خدا ہماری محبت کا فائدہ پہنچائے گا اگرچہ وہ دیلم میں اسیر ہو بیشک ہماری محبت گناہوں کو ایسے ختم کرتی ہے جیسے ہوا (درخت کے) پتے کو۔

3/6

وِلايَةُ أهلِ البَيتِ

ولایت اہل بیت علیہم السلام

161. الأمالي بإسناده عن الحسين عن أبيه أمير المؤمنين ع أخبَرَني جَبرَئيلُ الرّوحُ الأَمينُ عَنِ اللهِ تَقَدَّسَت أسماؤُهُ وجَلَّ وَجهُهُ،

قالَ: إنّي أنَا اللهُ لا إلهَ إلاّ أنَا وَحدي، عِبادي فَاعبُدوني، وَليَعلَم مَن لَقِيَني مِنكُم بِشَهادَةِ

---

[1] كشف الغمّة: ج2 ص244، بحار الأنوار: ج44 ص195 ح9.

[2] في المصدر: «لتساقط»، والصواب ما أثبتناه. وساقطه: أسقطه وتابع إسقاطه (لسان العرب: ج7 ص316 «سقط»).

[3] المناقب لابن المغازلي: ص400 ح454 عن أبي سعيد دينار؛ شرح الأخبار: ج2 ص513 ح906 عن عليّ بن حمزة نحوه.

أن لا إلهَ إلاّ اللهُ مُخلِصا بِها أنَّهُ قد دَخَلَ حِصني، ومَن دَخَلَ حِصني أمِنَ عَذابي.

قالوا: يَابنَ رَسولِ اللهِ، وما إخلاصُ الشَّهادَةِ للهِ؟

قالَ: طاعَةُ اللهِ ورَسولِهِ، ووِلايَةُ أهلِ بَيتِهِ عليهم السلام [1]

۱۶۱) الامالی طوسی کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے ہے: میرے بابا علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے روح الامین سے اور روح الامین نے خدا سے کہ جس کے نام پاک اور اس کی ذات عظمت والی ہے اس طرح خبر بتائی ہے کہ

خدا نے فرمایا ہے:

میں وہ اکیلا خدا ہوں کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے میرے بندو! میری عبادت کرو اور جاننا چاہیے کہ تم میں سے جو بھی میرے پاس میری وحدانیت کی خالصانہ گواہی دے وہ میری پناہ میں آ گیا ہے اور جو میری پناہ میں آ جائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہے۔

(لوگ) کہنے لگے: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! خدا کی خالصانہ گواہی کا کیا مطلب ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا اور اس کے رسول اور نبیؐ کے خاندان ولایت کی اطاعت ہے۔

3/7

صِلَةُ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ نیکی

162. الأمالی عن أبان بن تغلب عن أبي جعفر محمّد بن عليّ قال: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن أرادَ التَّوَسُّلَ إلَيَّ، وأن يَكونَ لَهُ عِندي يَدٌ أشفَعُ لَهُ بِها يَومَ القِيامَةِ، فَليَصِل أهلَ بَيتي ويُدخِلِ السُّرورَ عَلَيهِم [2]

۱۶۲) امالی صدوق میں ابان بن تغلب نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی

---

[1] الأمالی للطوسی: ص 589 ح 1220 عن أبي الصلت عبد السلام بن صالح الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج49 ص120 ح1 وراجع: الأمالی للصدوق: ص306 ح349 و ح350.

[2] الأمالی للصدوق: ص462 ح615، كشف الغمّة: ج2 ص25، بحار الأنوار: ج26 ص227 ح1.

مجھ سے توسل کرنا چاہے اور اس کا مجھ پر حق ہو تو میں قیامت کے دن اس کے بدلے اس کی شفاعت کروں گا۔ بس اس کو چاہیے کہ میرے اہل بیت علیہم السلام کو ھدیہ دے اور ان کو راضی رکھے۔

163.الأمالی بإسناده عن الحسین بن فاطمة بنت رسول الله أیُّما رَجُلٍ صَنَعَ إلی رَجُلٍ مِن وُلدی صَنیعَةً فَلَم یُکافِئهُ عَلَیها، فَأَنَا المُکافِیُّ لَهُ عَلَیها [1]

۱۶۳) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی میرے فرزندوں میں سے کسی ایک سے نیکی کرے لیکن وہ اس کو بدلہ نہ دے سکے تو میں اس کی نیکی کا بدلہ دوں گا۔

3/8

التَّوَسُّلُ بِأَهلِ البَیتِ

اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ توسل

164. کفایة الأثر عن عبد الله بن سعد عن الحسین بن علیّ أخبَرَنی جَبرَئیلُ علیه السلام: لَمّا ثَبَّتَ اللهُ عز و جل اسمَ مُحَمَّدٍ عَلی ساقِ العَرشِ، قُلتُ: یا رَبِّ هذَا الإِسمُ المَکتوبُ فی سُرادِقِ العَرشِ، أرِنی أعَزَّ خَلقِكَ عَلَیكَ، قالَ: فَأَراهُ اللهُ عز و جل اثنَی عَشَرَ أشباحا أبدانا بِلا أرواحٍ بَینَ السَّماءِ وَالأَرضِ، فَقالَ: یا رَبِّ بِحَقِّهِم عَلَیكَ إلاّ أخبَرتَنی مَن هُم؟ قالَ: هذا نورُ عَلِیِّ بنِ أبی طالِبٍ، وهذا نورُ الحَسَنِ وَالحُسَینِ، وهذا نورُ عَلِیِّ بنِ الحُسَینِ، وهذا نورُ مُحَمَّدِ بنِ عَلِیٍّ، وهذا نورُ جَعفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، وهذا نورُ موسَی بنِ جَعفَرٍ، وهذا نورُ عَلِیِّ بنِ موسی، وهذا نورُ مُحَمَّدِ بنِ عَلِیٍّ، وهذا نورُ عَلِیِّ بنِ مُحَمَّدٍ، وهذا نورُ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ، وهذا نورُ الحُجَّةِ القائِمِ المُنتَظَرِ. قالَ: فَکانَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله یَقولُ: ما أحَدٌ یَتَقَرَّبُ إلَی اللهِ عز و جل بِهؤُلاءِ القَومِ، إلاّ أعتَقَ اللهُ تَعالی رَقَبَتَهُ مِنَ النّارِ [2]

۱۶۴) کفایۃ الاثر میں عبداللہ بن سعد نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الأمالی للطوسی: ص 355 ح 736 عن علیّ بن جعفر عن الإمام الکاظم عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 96 ص 225 ح 23 نقلاً عن الأمالی بإسناده إلی رسول الله صلی الله علیه وآله.

[2] فی بعض نسخ المصدر: «أری» بدل «أرنی».

[3] کفایة الأثر: ص 170، بحار الأنوار: ج 36 ص 341 ح 206.

جبرائیل نے مجھے بتایا کہ جب خدا نے عرش پر محمدؐ کا نام لکھا تو میں نے کہا: اے عرش پر اس نام کے خدا! مجھے ایسا (بندہ) دکھا کہ تیرے پاس تیری مخلوق سے زیادہ عزیز کون ہے؟ بس خدا نے اس کو آسمان وزمین کے درمیان بارہ صورتیں دکھائیں جس طرح بغیر روح کے جسم۔ بس جبرائیلؑ نے کہا: اے اللہ! تجھ پر ان کے حق کی قسم مجھے بتائیں کہ یہ کون ہیں؟ خدا نے فرمایا: یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کا نور ہے اور یہ حسن وحسین علیہما السلام کا نور ہے اور یہ نورِ علی بن الحسین علیہ السلام ہے اور یہ محمد بن علی علیہ السلام کا نور ہے اور یہ نور جعفر بن محمد علیہ السلام کا ہے اور یہ نور موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا ہے اور یہ نور علی بن موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور یہ نور محمد بن علی علیہ السلام کا ہے اور یہ نور علی بن محمد علیہ السلام کا ہے اور یہ نور حسن بن علی علیہ السلام کا ہے اور یہ نور حجت قائم مہدی علیہ السلام کا ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: کسی نے بھی ان کے ساتھ تقرب حاصل نہیں کیا سوائے اس کے کہ خدا نے اسے جہنم سے بچایا ہے۔

3/9

بُغضُ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی

165.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا ما كُنّا نَعرِفُ المُنافِقينَ عَلى عَهدِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله إلاّ بِبُغضِهِم عَلِيّا ووُلدَهُ عليهم السلام [1]

۱۶۵) عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافقوں کو فقط علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام سے دشمنی کے ذریعے پہچانتے تھے۔

166.سبل الهدى والرشاد عن أبي بكر البزقاني عن الحسين ب أنّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ: مَن سَبَّ أهلَ البَيتِ، فَإِنَّما يَسُبُّ اللهَ ورَسولَهُ [2]

۱۶۶) سبل الھدی والرشاد میں ابوبکر یزقانی سے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2ص67 ح305عن الحسن بن عبدالله التميمي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج39ص302 ح113.

[2] سبل الهدى والرشاد: ج11ص8.

جو بھی اہل بیت علیہم السلام کو گالیاں دے ایسے ہے جیسے خدا اور اس کے نبیؐ کو گالیاں دی ہوں۔

167.الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: حَدَّثَني أبي أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: حُرِّمَتِ الجَنَّةُ عَلى مَن ظَلَمَ أهلَ بَيتي وقاتَلَهُم، وعَلَى المُعتَرِضِ عَلَيهِم وَالسّابِّ لَهُم، «أُوْلَئِكَ لاَ خَلَقَ لَهُمْ فِي الْأَخِرَةِ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلاَ يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» [۱،۲]

۱۶۷) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: اس آدمی پر جنت حرام ہے جو میرے خاندان پر ظلم کرے اور ان سے جنگ کرے اور اس پر بھی جو اس کے حق میں تجاوز کرے اور ان کو گالیاں دے۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے خدا ان سے بات نہیں کرے گا اور خدا قیامت کے دن (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھے گا اور ان کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

168.عیون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا مَن عادى أوليائي فَقَد بارَزَني بِالمُحارَبَةِ، ومَن حارَبَ أهلَ بَيتِ نَبِيّي فَقَد حَلَّ عَلَيهِ عَذابي، ومَن تَوَلّى غَيرَهُم فَقَد حَلَّ عَلَيهِ غَضَبي، ومَن أعَزَّ غَيرَهُم فَقَد آذاني، ومَن آذاني فَلَهُ النّارُ [۳]

۱۶۸) عیون الا خبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو میرے اولیاء سے دشمنی کرے اس نے واضح طریقے سے مجھ سے جنگ کی اور جو ہمارے اہل بیت علیہم السلام سے جنگ کرے اس پر میرا عذاب جائز ہے اور جو آدمی ان کے علاوہ کو اپنا ولی قرار دے اس پر میرا غضب جائز ہے اور جو آدمی ان کے علاوہ کو عزت دے اس نے مجھے تکلیف دی ہے اور جس نے مجھ کو اذیت دی ہے اس کے لئے جہنم (کی آگ) ہے۔

169.الأمالی عن زيد بن عليّ: حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام وهُوَ آخِذٌ بِشَعرِهِ، قالَ: سَمِعتُ أبِي الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام وهُوَ آخِذٌ بِشَعرِهِ، قالَ: سَمِعتُ أميرَ المُؤمِنينَ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام وهُوَ آخِذٌ

---

[۱] آل عمران:77.

[۲] الأمالی للطوسی: ص164 ح272 عن داوود بن سلیمان الغازی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، کشف الغمّة: ج2 ص15 عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام.

[۳] عیون أخبار الرضا علیه السلام: ج2 ص68 ح315 عن محمّد بن عبد الله بن عليّ عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج27 ص205 ح12.

بِشَعرِهِ، قالَ: سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وهُوَ آخِذٌ بِشَعرِهِ، قالَ: مَن آذى شَعرَةً مِنّي فَقَد آذاني، ومَن آذاني فَقَد آذَى اللهَ عز و جل، ومَن آذَى اللهَ عز و جل لَعَنَهُ مَلَأُ السَّماواتِ ومَلَأُ الأَرضِ. وتَلا: «إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا» [۱] [۲]

۱۶۹) امالی طوسی میں زید بن علی سے نقل ہے کہ میرے بابا زین العابدین علیہ السلام اس حالت میں کہ بال ہاتھ میں تھا۔فرمایا: میں نے بابا امام حسین علیہ السلام سے اس حالت میں کہ بال ان کے ہاتھ میں تھا۔ سنا کہ فرمایا: میں نے علی علیہ السلام سے سنا درحالانکہ ان کے ہاتھ میں بال تھے رسول خداؐ سے میں نے سنا درحالانکہ ان کے ہاتھ میں بال تھے۔ جو بھی ایک بال برابر بھی اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی اور جو مجھے اذیت دے بیشک خدا کو اذیت دی ہے اور جو خدا کو اذیت دے اس پر سب آسمان و زمین والے لعنت کرتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی: یقینا جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

---

[۱] الأحزاب: 57.

[۲] الأمالي للطوسي: ص 451 ح 1006، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 250 ح 3، الأمالي للصدوق: ص 409 ح 530، دلائل الإمامة: ص 135 ح 44 وليس فيها الآية، بحار الأنوار: ج 27 ص 206 ح 13؛ المناقب للخوارزمي: ص 328 ح 344.

الفصل الرّابعُ: امّ الأئمّة من أهل البيت

چوتھی فصل: ائمہ کی ماں، اہل بیت علیہم السلام سے ہے

4/1

فَضلُ فاطِمَةَ بِنتِ رَسولِ اللهِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی، فاطمہ ؑ کے فضائل

170. المناقب عن الحسين بن عليّ بن الحسين عن أبيه عن جد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: فاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِساءِ العالَمينَ[1]

۱۷۰) مناقب کوفی میں حسین بن علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے بابا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

171. مئة منقبة بإسناده عن الحسين بن عليّ بن أبي طالب ع قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: فاطِمَةُ مُهجَةُ قَلبي، وَابناها ثَمَرَةُ فُؤادي، وبَعلُها نورُ بَصَري، وَالأَئِمَّةُ مِن وُلدِها اُمناءُ رَبّي وحَبلُهُ المَمدودُ بَينَهُ وبَينَ خَلقِهِ، مَنِ اعتَصَمَ بِهِم نَجا، ومَن تَخَلَّفَ عَنهُم هَوى[2]

۱۷۱) مئۃ منقبہ میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے دل کی ٹھنڈک ہے اور اس کے بیٹے میرے دل کے میوے ہیں۔ اس کا شوہر میری آنکھوں کا نور اور اس کی نسل سے آنے والے امام میرے خدا کے امانتدار اور خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان کھینچی گئی رسی ہیں۔ جو بھی ان کا سہارا لے وہ نجات یافتہ ہے اور جو ان سے منہ موڑے وہ ذلیل وخوار ہوگا۔

---

[1] المناقب للكوفي: ج2 ص197 ح670 عن عنبسة بن بجاد.

[2] مئة منقبة: ص100 ح44 عن جميل بن صالح عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، الفضائل: ص124 عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عنه عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج 23 ص 142 ح 95؛ مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 59، فرائد السمطين: ج 2 ص 66 ح 390 كلاهما عن حميد بن صالح عن الإمام الصادق عن آبائه عنه عليهم السلام وفيهما «بهجة» بدل «مهجة».

172.المستدرك على الصحيحين بإسناده عن الحسين بن عليّ ع قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ لِفاطِمَةَ عليها السلام: إنَّ اللهَ يَغضَبُ لِغَضَبِكِ، ويَرضى لِرِضاكِ [1]

۱۷۲) مستدرک صحیحین میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؑ سے فرمایا: خدا تیرے ناراض ہونے سے ناراض ہوتا ہے اور تیری رضایت سے راضی ہوتا ہے۔

173.الإرشاد: إنَّ الحَسَنَ بنَ الحَسَنِ خَطَبَ إلى عَمِّهِ الحُسَينِ عليه السلام إحدَى ابنَتَيهِ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: إختَر يا بُنَيَّ أحَبَّهُما إلَيكَ، فَاستَحيا الحَسَنُ ولَم يُحِر [2] **جوابا. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: فَإِنّي قَدِ اختَرتُ لَكَ ابنَتي فاطِمَةَ، وهِيَ أكثَرُهُما شَبَها بِأُمّي فاطِمَةَ بِنتِ رَسولِ اللهِ ﷺ** [3]

۱۷۳) کتاب ارشاد میں ہے: امام حسن علیہ السلام کے بیٹے حسن نے امام حسین علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا رشتہ مانگا امام حسین علیہ السلام سے تو امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: پیارے بیٹے! جس کو بھی چاہو اپنے لئے انتخاب کرو۔ لیکن حسن نے شرم سے کوئی جواب نہ دیا۔ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تیرے لئے اپنی بیٹی فاطمہ کو انتخاب کیا ہے کیونکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی میری ماں فاطمہؑ سے زیادہ شباہت رکھتی ہے۔

174.دلائل الإمامة عن الحسين بن زيد عن عليّ بن الحسين: سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ يَقولُ: إنَّما سُمِّيَت فاطِمَةُ فاطِمَةَ؛ لِأَنَّها فُطِمَت هِيَ وشيعَتُها وذُرِّيَّتُها مِنَ النّارِ [4]

۱۷۴) دلائل الامامۃ میں حسین بن زید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہؑ (بچانے والی) کو فاطمہؑ اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے پیروکاروں اور فرزندان کو (جہنم کی) آگ سے محفوظ کرے گی۔

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ج 3 ص 167 ح 4730 عن عمر بن عليّ عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، المعجم الكبير: ج 1 ص 108 ح 182، تاريخ دمشق: ج 3 ص 156 ح 599 كلاهما عن عليّ بن عمر بن عليّ عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عنه عليهم السلام، كنز العمّال: ج 12 ص 111 ح 34237؛ الأمالي للطوسي: ص 427 ح 954، الأمالي للصدوق: ص 467 ح 622 كلاهما عن عليّ بن عمر بن عليّ عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عنه عليهم السلام، دلائل الإمامة: ص 146 ح 53 عن فاطمة ابنة الإمام الحسين عليه السلام، بحار الأنوار: ج 43 ص 22 ح 12.

[2] لم يحر جوابا: أي لم يردّ جوابا (مجمع البحرين: ج 1 ص 472 «حور»).

[3] الإرشاد: ج 2 ص 25، العُدد القويّة: ص 355 ح 18، عمدة الطالب: ص 98، كشف الغمّة: ج 2 ص 205، بحار الأنوار: ج 44 ص 167 ح 3؛ مقاتل الطالبيّين: ص 167، سرّ السلسلة العلويّة: ص 6 نحوه.

[4] دلائل الإمامة: ص 148 ح 57 وراجع: كشف الغمّة: ج 2 ص 89.

4/2

وَفاتُها

وفات فاطمہؑ

175.الأمالی عن علیّ بن محمّد الهرمزانی عن علیّ بن الحـ لَمّا مَرِضَت فاطِمَةُ بِنتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وآلِهِ وعَلَيهَا السَّلامُ، وَصَّت إلى عَلِيٍّ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ أن يَكتُمَ أمرَها، ويُخفِيَ خَبَرَها، ولا يُؤذِنَ أحَدا بِمَرَضِها، فَفَعَلَ ذلِكَ، وكانَ يُمَرِّضُها بِنَفسِهِ، وتُعينُهُ عَلى ذلِكَ أسماءُ بِنتُ عُمَيسٍ رَحِمَهَا اللهُ عَلَى استِسرارٍ بِذلِكَ كَما وَصَّت بِهِ. فَلَمّا حَضَرَتهَا الوَفاةُ وَصَّت أميرَ المُؤمِنينَ عليه السلام أن يَتَوَلّى أمرَها، ويَدفِنَها لَيلاً، ويُعَفِّيَ[1] قَبرَها. فَتَوَلّى ذلِكَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام ودَفَنَها، وعَفّى مَوضِعَ قَبرِها. فَلَمّا نَفَضَ يَدَهُ مِن تُرابِ القَبرِ هاجَ بِهِ الحُزنُ، فَأَرسَلَ دُموعَهُ عَلى خَدَّيهِ، وحَوَّلَ وَجهَهُ إلى قَبرِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقالَ: السَّلامُ عَلَيكَ يا رَسولَ اللهِ مِنّي، وَالسَّلامُ عَلَيكَ مِنِ ابنَتِكَ وحَبيبَتِكَ وقُرَّةِ عَينِكَ، وزائِرَتِكَ وَالبائِتَةِ فِي الثَّرى بِبُقعَتِكَ، وَالمُختارِ لَهَا اللهُ سُرعَةَ اللِّحاقِ بِكَ، قَلَّ يا رَسولَ اللهِ عَن صَفِيَّتِكَ صَبري، وضَعُفَ عَن سَيِّدَةِ النِّساءِ تَجَلُّدي، إلّا أنَّ فِي التَّأَسّي لي بِسُنَّتِكَ وَالحُزنِ الَّذي حَلَّ بي بِفِراقِكَ مَوضِعَ التَّعَزّي، فَلَقَد وَسَّدتُكَ في مَلحودِ قَبرِكَ بَعدَ أن فاضَت نَفسُكَ عَلى صَدري، وغَمَّضتُكَ بِيَدي، وتَوَلَّيتُ أمرَكَ بِنَفسي، نَعَم وفي كِتابِ اللهِ أنعَمُ القَبولِ: «إنّا لِلّهِ وَإنّا إلَيهِ راجِعونَ»[2] لَقَدِ استُرجِعَتِ الوَديعَةُ، واُخِذَتِ الرَّهينَةُ، وَاختُلِسَتِ الزَّهراءُ، فَما أقبَحَ الخَضراءَ وَالغَبراءَ[3] يا رَسولَ اللهِ! أمّا حُزني فَسَرمَدٌ[4]، وأمّا لَيلي فَمُسَهَّدٌ[5]، لا يَبرَحُ الحُزنُ مِن قَلبي

---

[1] عَفَتِ الريحُ الأثرَ: أي درسته ومحته (تاج العروس: ج19 ص687 «عفو»).

[2] البقرة: 156.

[3] الغبراء: الأرض. والخضراء: السماء، للونهما (النهاية: ج3 ص337 «غبر»).

[4] السّرمَد: الدائم الذي لا ينقطع (النهاية: ج2 ص363 «سرمد»).

[5] السُّهد: الأرق (القاموس المحيط: ج1 ص305 «سهد»).

أو يَختارَ اللهُ لي دارَكَ الَّتي أنتَ فيها مُقيمٌ، كَمَدٌ[1] مُقَيِّحٌ، وهَمٌّ مُهَيِّجٌ، سَرعانَ ما فُرِّقَ بَينَنا، وإلَى اللهِ أشكو. وسَتُنَبِّئُكَ ابنَتُكَ بِتَضافُرِ اُمَّتِكَ عَلَيَّ وعَلى هَضمِها حَقَّها، فَاستَخبِرهَا الحالَ، فَكَم مِن غَليلٍ مُعتَلِجٍ[2] بِصَدرِها لَم تَجِد إلى بَثِّهِ سَبيلاً، وسَتَقولُ، ويَحكُمُ اللهُ وهُوَ خَيرُ الحاكِمينَ. سَلامٌ عَلَيكَ يا رَسولَ اللهِ سَلامَ مُوَدِّعٍ، لا سَئِمٍ ولا قالٍ[3]، فَإِن أنصَرِف فَلا عَن مَلالَةٍ، وإن اُقِم فَلا عَن سوءِ ظَنٍّ بِما وَعَدَ اللهُ الصّابِرينَ، وَالصَّبرُ أيمَنُ وأجمَلُ، ولَولا غَلَبَةُ المُستَولينَ عَلَينا لَجَعَلتُ المُقامَ عِندَ قَبرِكَ لِزاما، ولَلَبِثتُ عِندَهُ مَعكوفا، ولَأَعوَلتُ إعوالَ الثَّكلى عَلى جَليلِ الرَّزِيَّةِ، فَبِعَينِ اللهِ تُدفَنُ ابنَتُكَ سِرّا، وتُهتَضَمُ حَقَّها قَهرا، وتُمنَعُ إرثَها جَهرا، ولَم يَطُلِ العَهدُ، ولَم يَخلُ مِنكَ الذِّكرُ، فَإِلَى اللهِ يا رَسولَ اللهِ المُشتَكى، وفيكَ أجمَلُ العَزاءِ، وصَلَواتُ اللهِ عَلَيكَ وعَلَيها ورَحمَةُ اللهِ وبَرَكاتُهُ[4]

۱۷۵) امالی مفید میں علی بن محمد ہرمزانی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا بیمار ہوئیں تو علی علیہ السلام کو وصیت کی کہ بیماری کے مسئلے کو پوشیدہ رکھئے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بیماری کے بارے میں کسی کو بھی نہ بتائیں اور علی علیہ السلام نے ایسے ہی کیا اور اس کا خود ہی خیال رکھتے تھے۔ اسماء بنت عمیس بھی اس کی خدا مغفرت کرے۔ اس بات کو پوشیدہ رکھنے پر علی علیہ السلام کی مدد کرتی تھیں۔ جس طرح فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وصیت کی تھی جب بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو بی بی سلام اللہ علیہا نے علی علیہ السلام کو وصیت کی کہ اس کے کام کو خود سنبھالے اور بی بی سلام اللہ علیہا کو رات کے وقت دفن کرے اور قبر کو پوشیدہ رکھے۔

علی علیہ السلام نے اس کام کو سنبھالا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دفن کرکے اس کی قبر کے نشان کو مٹا دیا جب قبر کی خاک کو

---

[1] الكَمَد، بالفتح وبالتحريك: تغيّر اللون وذهاب صفائه، والحزن الشديد، ومرض القلب (القاموس المحيط: ج 1 ص 333 «الكمد»).

[2] اعتلجَ المَوجُ: التطمَ، واعتلج الهمّ في صدره، كذلك على المثل (لسان العرب: ج 2 ص 327 «علج»).

[3] القِلَى: البُغض، يقال: قلاهُ يقليه قِلىً وقَلىً: إذا أبغضه (النهاية: ج4 ص 105 «قلا»).

[4] الأمالي للمفيد: ص 281 ح 7، الأمالي للطوسي: ص 109 ح 166 عن عليّ بن محمّد الهرمزداني عن الإمام زين العابدين عنه عليهما السلام، بشارة المصطفى: ص 258 عن عليّ بن محمّد الهرمزداري عن الإمام زين العابدين عنه عليهما السلام، الكافي: ج 1 ص 458 ح 3 عن عليّ بن محمّد الهرمزاني عن الإمام الحسين عليه السلام، دلائل الإمامة: ص 137 ح 46 عن المفضّل بن عمر عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام وليس فيها صدره إلى «وصّت به»، وكلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج 43 ص 193 ح 21.

ہاتھوں سے جھاڑ کر اٹھے تو غم نے لپیٹ لیا اور چہرے پر آنسو بہنے لگے۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا تجھ پر سلام اور نیز آپ کی محبوب اور آنکھوں کی روشنی بیٹی جو خاک کے ٹکرے میں دفن ہیں کا بھی سلام ہو۔ وہ ایسی شخصیت تھیں کہ جس کو خدا نے جلدی میں آپ سے ملانے کے لئے انتخاب کیا۔

اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی مہربان بیٹی کی جدائی سے میرا صبر کم ہو گیا ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے جانے سے میرا جسم کمزور ہو گیا ہے سوا اس کے کہ میرے لئے آپ کی سنت کی پیروی اور ایسا غم جو آپ کی جدائی میں مجھے ملا۔ وہ میرے لئے اس مصیبت میں تسلی بخش ہے کہ میں آپ کی روح کے قبض ہونے کے بعد اپنے سینے پر اور اپنے ہاتھوں سے آپ کی آنکھیں بند کر کے آپ کے کام کو سنبھالا اور آپ کو قبر میں رکھا اور اس کو مضبوطی سے بند کیا۔ ہاں! خدا کی کتاب میں (مصیبت کو) تحمل (کرنے کے سبب) آیا ہے۔ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اس کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

بیشک امانت جو دی گئی تھی وہ واپس لے لی گئی اور زہرا کو زخمی کیا گیا۔ کتنے خراب نظر آرہے ہیں آسمان و زمین۔ اے رسولؐ! میرا غم ہمیشہ اور رات بغیر نیند کے ہے میرا غم مجھے اذیت دے گا۔ خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپؐ اور فاطمہؑ پر۔۔۔۔

4/3

غُسلُها و كَفنُها

غسل وکفن فاطمہ سلام اللہ علیہا

176. بحار الأنوار عن أبي عبد الله الحسين عليه السلام إنَّ أميرَ المُؤمِنينَ عليه السلام غَسَّلَ فاطِمَةَ عليها السلام ثَلاثا وخَمسا، وجَعَلَ فِي الغَسلَةِ الخامِسَةِ. الآخِرَةِ. شَيئا مِنَ الكافورِ، وأشعَرَها[1] مِئزَرا سابِغا[2] دونَ الكَفَنِ، وكانَ هُوَ الَّذى يَلى ذلِكَ مِنها وهُوَ يَقولُ:

اللّٰهُمَّ إنَّها أمَتُكَ، وبِنتُ رَسولِكَ وصَفِيِّكَ وخِيَرَتِكَ مِن خَلقِكَ، اللّٰهُمَّ لَقِّنها حُجَّتَها، وأعظِم بُرهانَها، وأعلِ دَرَجَتَها، وَاجمَع بَينَها وبَينَ أبيها مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم[3]

---

[1] الشِّعار: ما ولى الجسد من الثياب (المصباح المنير: ص 315 «شعر»).

[2] شيء سابغ: أي كاملٌ وافٍ (الصحاح: ج4 ص 1321 «سبغ»).

[3] بحار الأنوار: ج81 ص 309 ح 29 نقلاً عن مصباح الأنوار.

۱۷۶) بحار الانور میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: علی علیہ السلام نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو پانچ مرتبہ غسل دیا اور پانچویں اور آخری مرتبہ میں آب کافور سے غسل دیا اور ایک بڑی چادر جو سر سے پیروں تک تھی اوڑھی اور یہ سارے کام خود انجام دیئے اور کہتے تھے:

اے خدا! یہ تیری کنیز اور تیرے نبی کی بیٹی اور تیری انتخاب شدہ اور مخلوق سے چنی ہوئی ہے۔ اے خدا! اس کو اپنی حجت سمجھا اور اس کے برہان (دلیل) کو بزرگ شمار کر اور اس کے مقام و مرتبے کو بلند کر اور اس کو اپنے بابا کے ساتھ ایک جگہ مقام دے۔

4/4

شَکواها لِأَبیها

فاطمہؑ اپنے بابا کے پاس شکایت لے کر جائیں گی

177.الملهوف عن عمر بن عليّ بن أبي طالب عن الحسين بن ع لَتَلقَيَنَّ فاطِمَةُ أباها شاكِيَةً ما لَقِيَت ذُرِّيَّتُها مِن أُمَّتِهِ، ولا يَدخُلُ الجَنَّةَ أحَدٌ آذاها في ذُرِّيَّتِها [۱]

۱۷۷) ملھوف میں عمر بن علی بن ابی طالب نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ بیشک فاطمہؑ اپنے بابا کے ہاں اپنی اولاد پر ہونے والے مظالم کی شکایت لے کر جائیں گی اور جو بھی اولاد فاطمہؑ کو تکلیف دے کر فاطمہؑ کو ناراض کرے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

4/5

حَشرُها

فاطمہؑ کا محشور ہونا

178.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن علی قالَ النَّبِيُّ ﷺ: تُحشَرُ ابنَتي فاطِمَةُ عليها السلام يَومَ القِيامَةِ ومَعَها ثِيابٌ مَصبوغَةٌ بِالدِّماءِ، تَتَعَلَّقُ بِقائِمَةٍ مِن قَوائِمِ

[۱] الملهوف (طبعة منشورات دار الهدى): ص20.

العَرشِ، تَقولُ: يا أحكَمَ الحاكِمينَ، احكُم بَيني وبَينَ قاتِلِ وَلَدي. ويُحكَمُ لِابنَتي فاطِمَةَ ورَبِّ الكَعبَةِ[1]

۱۷۸) عیون اخبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: قیامت کے دن فاطمہؑ اس حالت میں محشور ہوگی کہ ایسا لباس لے کر آئے گی جو خون سے آلودہ ہوگا اور عرش کے ایک ستون کو پکڑ کر کہے گی: اے وہ جو دل سے دور نہیں جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا میرے لئے بھی آپ والے مقام کو انتخاب کیا ہے ایسا غم جو خوفناک اور اذیت دینے والا ہے۔ کتنا جلدی ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ خدا تک شکایت لے جاؤں گا۔ آپ کی بیٹی ایسے غم جو تیری امت کی طرف سے مجھے ملے اور اس کا حق چھینا گیا آپ کو بتائے گی۔ اس کا حال خود سے پوچھنا کہ ایسا درد دل میں لے کر آئی ہے کہ جو دل میں ہی رہ گیا ہو اور اس کو دور کرنے کے لئے کوئی راستہ نہ ہو، وہ آپ کو جلدی ہی بتائے گی اور خدا حکم (فیصلہ) کرے کیونکہ وہ بہترین حاکم ہے۔

خدا حافظ، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایسی خدا حافظی کہ جس کا تجھ سے جدا ہونا ناراضگی کی وجہ سے نہیں ہے اگر میں لوٹ کر آؤں تو تھکاوٹ کی وجہ سے نہیں ہے اور اگر رہ جاتا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صبر کرنے والوں کے بارے میں خدا کے وعدے پر بدگمان ہوں، کیونکہ صبر برکت والی اور خوبصورت چیز ہے اگر ایسے حاکموں کا غلبہ نہ ہوتا تو ہمیشہ کے لئے تیری قبر کے پاس رہ جاتا اور تیرے کنارے پر اعتکاف کی صورت اختیار کرتا اور ایسے گریہ کرتا جیسے وہ عورت روتی ہے جس کا جوان بیٹا مر جاتا ہے۔ خدا کی مدد سے تیری بیٹی کو مخفیانہ دفن کیا اور اس کا حق زبردستی حق غصب کیا گیا اور آشکار اس کو ارث (دینے سے) روکا گیا ہے درحالانکہ تیرے جانے کے وقت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور آپ کی یاد بھی نہیں گئی ہے۔

اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے ہاں شکایت لے جاؤں گا اور بہترین صبر تجھ سے مانگتا ہوں حاکموں میں سے سب سے بڑا حاکم۔

میرے درمیان اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان حکم کر۔

اور کعبہ کے خدا کی قسم میری بیٹی فاطمہ کے حق میں فیصلہ جاری ہوگا۔

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص9 ح21 عن أبي أحمد بن سليمان الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص89 ح21 عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، كشف الغمّة: ج 3 ص59 عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 43 ص 220 ح2.

179.عیون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن علي قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: تُحشَرُ ابنَتي فاطِمَةُ وعَلَيها حُلَّةُ الكَرامَةِ، وقَد عُجِنَت بِماءِ الحَيَوانِ[1]، فَيَنظُرُ إلَيهَا الخَلائِقُ فَيَتَعَجَّبونَ مِنها. ثُمَّ تُكسى أيضا مِن حُلَلِ الجَنَّةِ ألفَ حُلَّةٍ، مَكتوبٌ عَلى كُلِّ حُلَّةٍ بِخَطٍّ أخضَرَ: «أدخِلوا بِنتَ مُحَمَّدٍ الجَنَّةَ عَلى أحسَنِ صورَةٍ وأحسَنِ كَرامَةٍ وأحسَنِ مَنظَرٍ». فَتُزَفُّ إلَى الجَنَّةِ كَما تُزَفُّ العَروسُ، فَيُوَكَّلُ بِها سَبعونَ ألفَ جارِيَةٍ[2]

۱۷۹) عیون اخبار الرضاؑ میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہما السلام سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہؑ، اس حالت میں محشور ہوگی کہ کرامت کا کرتہ پہن کر آئے گا، ایسا کرتہ کہ آب حیات سے محفوظ ہوگا، اور لوگ اس کی طرف دیکھیں گے اور اس سے تعجب کریں گے۔ پھر دوبارہ اس کو جنت کے قیمتی کرتوں میں سے ہزار کرتے پہنچائے جائیں گے اور ہر کرتے پر سبز لکیروں سے لکھا ہوگا: محمدؐ کی بیٹی کو بہترین اور عظمت والے طریقے سے بہترین صورت میں جنت میں لے کر آؤ۔ بس جس طرح شادی والی رات کو دلہن کو لے جایا جاتا ہے۔ فاطمہؑ کو جنت کی طرف لے جائیں گے اور ستر ہزار کنیزیں اس کی خدمت کے لئے معین ہوں گی۔

180.دلائل الإمامة بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ ب إذا كانَ يَومُ القِيامَةِ نادى مُنادٍ: يا مَعشَرَ الخَلائِقِ، غُضّوا أبصارَكُم ونَكِّسوا رُؤوسَكُم حَتّى تَمُرَّ فاطِمَةُ بِنتُ مُحَمَّدٍ. فَتَكونُ أوَّلَ مَن يُكسى، وتَستَقبِلُها مِنَ الفِردَوسِ اثنا عَشَرَ ألفَ حَوراءَ، وخَمسونَ ألفَ مَلَكٍ، عَلى نَجائِبَ[3] مِنَ الياقوتِ، أجنِحَتُها وأزِمَّتُها[4] اللُّؤلُؤُ الرَّطبُ، رُكُبُها مِن زَبَرجَدٍ، عَلَيها رَحلٌ مِنَ الدُّرِّ، عَلى كُلِّ رَحلٍ نُمرُقَةٌ[5] مِن سُندُسٍ، حَتّى يَجوزوا بِهَا الصِّراطَ، ويَأتوا بِهَا الفِردَوسَ، فَيَتَباشَرُ بِمَجيئِها أهلُ الجِنانِ. فَتَجلِسُ عَلى كُرسِيٍّ مِن نورٍ، ويَجلِسونَ حَولَها، وهِيَ جَنَّةُ الفِردَوسِ الَّتي سَقفُها عَرشُ

---

[1] الحيوانُ: أي دارُ الحياةِ الدائمة (تاج العروس: ج 19 ص 356 «حيي»).

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 30 ح 38 عن داوود بن سليمان الفرّاء عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص 122 ح 79، دلائل الإمامة: ص 155 ح 69 كلاهما عن أحمد بن عامر عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 43 ص 221 ح 6؛ تاريخ دمشق: ج 13 ص 334 ح 3297 عن داوود بن سليمان القارى عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام.

[3] النَّجِيبُ: الفاضل من كلّ حيوان، والنجيب من الإبل: وهو القويّ منها، الخفيف السريع (النهاية: ج 5 ص 17 «نجب»).

[4] .الزِمامُ: الخيط الذي يشدّ... في طرفه المقود، وقد يسمّى المِقود زماما (الصحاح: ج 5 ص 1944 «زمم»).

[5] النُّمرُقَةُ: وسادةٌ صغيرة (الصحاح: ج 4 ص 1561 «نمرق»).

الرَّحمنِ، وفيها قَصرانِ: قَصرٌ أبيَضُ وقَصرٌ أصفَرُ مِن لُؤلُؤَةٍ عَلى عِرقٍ [1] واحِدٍ؛ فِي القَصرِ الأَبيَضِ سَبعونَ ألفَ دارٍ مَساكِنُ مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وفِي القَصرِ الأَصفَرِ سَبعونَ ألفَ دارٍ مَساكِنُ إبراهيمَ وآلِ إبراهيمَ. ثُمَّ يَبعَثُ اللهُ عز و جل مَلَكًا لَم يُبعَث إلى أحَدٍ قَبلَها، ولا يُبعَثُ إلى أحَدٍ بَعدَها، فَيَقولُ: إنَّ رَبَّكِ يَقرَأُ عَلَيكِ السَّلامَ ويَقولُ: سَليني. فَتَقولُ: هُوَ السَّلامُ، ومِنهُ السَّلامُ، قَد أتَمَّ عَلَيَّ نِعمَتَهُ، وهَنَّأَني كَرامَتَهُ، وأباحَني جَنَّتَهُ، وفَضَّلَني عَلى سائِرِ خَلقِهِ. أسأَلُهُ وُلدي وذُرِّيَّتي، ومَن وَدَّهُم بَعدي وحَفِظَهُم فِيَّ. قالَ: فَيوحِي اللهُ إلى ذلِكَ المَلَكِ مِن غَيرِ أن يَزولَ مِن مَكانِهِ، أخبِرها أنّي قَد شَفَّعتُها في وُلدِها وذُرِّيَّتِها ومَن وَدَّهُم فيها، وحَفِظَهُم بَعدَها. قالَ: فَتَقولُ: الحَمدُ للهِ الَّذي أذهَبَ عَنِّي الحَزَنَ، وأقَرَّ عَيني. فَيُقِرُّ اللهُ بِذلِكَ عَينَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم [2]

۱۸۰) دلائل الا مامہ میں امام حسین علیہ السلام و امام علی علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا دینے والا آواز دے گا اے لوگو! اپنی آنکھوں کو نیچے جھکا لو اور اپنے سر نیچے کرلو تا کہ محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ گزر جائے۔ بس سب سے پہلے (فاطمہؑ کو خاص لباس) پہنا یا جائے گا اور جنت کی بارہ ہزار حوریں اس کے استقبال کے لئے آئیں گی اور پچاس ہزار فرشتے بھی آئیں گے۔ ایسی سواری پر سوار ہو کر آئیں گی کہ جس کے پر یاقوت کے مہار، مروارید کی، رکاب زبرجد کے اور اس کے پالان در سے ہوں گے اور ہر پالان پر ابریشم کا فرش ہوگا یہاں تک کہ اس کو صراط سے لے کر جائیں گے جنت کے لئے اور جنت والے ایک دوسرے کو فاطمہؑ کے آنے کی خوشخبری دیں گے۔ فاطمہؑ نور کی کرسی پر بیٹھے گی اور وہ فاطمہؑ کے اردگرد بیٹھ جائیں گے وہ جنتِ فردوس ہے کہ جس کی چھت عرش رحمان ہے اور اس میں دو قصر ہیں: ایک سفید قصر، دوسرا زرد قصر، مروارید سے ایک شکل پر (ہوں گے)۔ سفید قصر میں محمدؐ اور ان کی آل کے لئے ستر ہزار گھر ہیں اور زرد قصر میں ستر ہزار گھر ابراہیم علیہ السلام اور ان کی خاندان کے لئے ہیں۔

پھر خدا ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس سے پہلے کسی کے لئے بھی نہ بھیجا ہوگا اور اس کے بعد کسی کے لئے نہیں بھیجے گا۔ اور وہ (فرشتہ) کہے گا: تیرا خدا تجھے سلام دے رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ مجھ سے مانگو۔

---

[1] العِرقُ: أصل كُلِّ شيء وما يقوم عليه (تاج العروس: ج 13 ص 325 «عرق»).

[2] دلائل الإمامة: ص 153 ح 68 عن عليّ بن جعفر بن محمّد عن أخيه الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 32 ح 55، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص 156 ح 102 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام وفيهما صدره إلى «بنت محمّد»، بحار الأنوار: ج 43 ص 220 ح 4 وراجع: كشف الغمّة: ج 2 ص 83.

فاطمہ سلام اللہ علیہا کہیں گی: وہ سلام ہے سلامتی اس سے ہے اس نے اپنی نعمت مجھ پر تمام کی۔ اپنی کرامت میرے لئے آمادہ اور جنت میرے لئے مباح کی اور مجھے ساری مخلوق پر فضیلت دی ہے۔ میں اس سے اپنے فرزندوں اور خاندان والوں کے لئے اور ہر اس آدمی کے لئے جو میرے بعد ان سے محبت کرے اور میرے فرزندوں اور خاندان کا خیال کرے میری وجہ سے (حق شفاعت) مانگتی ہوں۔

بس خدا اس فرشتے کو اسی جگہ وحی کرے گا کہ فاطمہؑ کو بتا کہ میں نے اسے فرزندوں، نسل، چاہنے والے اور خیال رکھنے والوں کا اس کے بعد شفیع (شفاعت کرنے والی) قرار دیا۔ فاطمہ علیہا السلام کہے گی: اس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم ختم کیا اور میری آنکھوں کو روشن کیا۔ بس خدا، اس نے محمدؐ کی آنکھوں کو روشن کرے۔

الفصل الخامِسُ: إمامة أهل البيت

پانچویں فصل: امامت اہل بیت علیہم السلام

5/1

الاِحتِجاجُ عَلى إمامَةِ أهلِ البَيتِ

امامتِ اہل بیت علیہم السلام پر استدلال

181. كتاب سليم بن قيس: لَمّا كانَ قَبلَ مَوتِ مُعاوِيَةَ بِسَنَةٍ، حَجَّ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ وعَبدُ اللهِ بنُ عَبّاسٍ وعَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ مَعَهُ. فَجَمَعَ الحُسَينُ عليه السلام بَني هاشِمٍ؛ رِجالَهُم ونِساءَهُم ومَوالِيَهُم وشيعَتَهُم مَن حَجَّ مِنهُم، ومِنَ الأَنصارِ مِمَّن يَعرِفُهُ الحُسَينُ عليه السلام وأهلُ بَيتِهِ، ثُمَّ أرسَلَ رُسُلاً: لا تَدَعوا أحَدا مِمَّن حَجَّ العامَ مِن أصحابِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله المَعروفينَ بِالصَّلاحِ وَالنُّسُكِ إلّا اجمَعوهُم لي. فَاجتَمَعَ إلَيهِ بِمِنىً أكثَرُ مِن سَبعِمِئَةِ رَجُلٍ وهُم في سُرادِقِهِ[1]، عامَّتُهُم مِنَ التّابِعينَ، ونَحوٌ مِن مِئَتَي رَجُلٍ مِن أصحابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وغَيرِهِم. فَقامَ فيهِمُ الحُسَينُ عليه السلام خَطيبا، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ، فَإِنَّ هذَا الطّاغِيَةَ قَد فَعَلَ بِنا وبِشيعَتِنا ما قَد رَأَيتُم وعَلِمتُم وشَهِدتُم، وإنّي اُريدُ أن أسأَلَكُم عَن شَيءٍ، فَإِن صَدَقتُ فَصَدِّقوني، وإن كَذَبتُ فَكَذِّبوني: أسأَلُكُم بِحَقِّ اللهِ عَلَيكُم وحَقِّ رَسولِ اللهِ وحَقِّ قَرابَتي مِن نَبِيِّكُم، لَمّا سَيَّرتُم مَقامي هذا ووَصَفتُم مَقالَتي، ودَعَوتُم أجمَعينَ في أنصارِكُم مِن قَبائِلِكُم مَن أمِنتُم مِنَ النّاسِ ووَثِقتُم بِهِ، فَادعوهُم إلى ما تَعلَمونَ مِن حَقِّنا؛ فَإِنّي أتَخَوَّفُ أن يَدرُسَ[2] هذَا الأَمرُ ويَذهَبَ الحَقُّ ويُغلَبَ، وَاللهُ مُتِمُّ نورِهِ ولَو كَرِهَ الكافِرونَ. وما تَرَكَ شَيئا مِمّا أنزَلَ اللهُ فيهِم مِنَ القُرآنِ إلّا تَلاهُ وفَسَّرَهُ، ولا شَيئا مِمّا قالَهُ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله في أبيهِ وأخيهِ واُمِّهِ وفي نَفسِهِ وأهلِ بَيتِهِ إلّا رَواهُ. وكُلُّ ذلِكَ

---

[1] السُّرادِقُ: هو كلّ ما أحاط بشيء من حائط أو مضرب أو خِباء (النهاية: ج 2 ص 359 «سردق»).

[2] دَرَسَ: أي عفا (الصحاح: ج 3 ص 927 «درس»).

يَقولُ الصَّحابَةُ: اللّٰهُمَّ نَعَم، قَد سَمِعنا وشَهِدنا. ويَقولُ التّابِعِيُّ: اللّٰهُمَّ قَد حَدَّثَني بِهِ مَن اُصَدِّقُهُ وأَأتَمِنُهُ مِنَ الصَّحابَةِ. فَقالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ إلاّ حَدَّثتُم بِهِ مَن تَثِقونَ بِهِ وبِدينِهِ. قالَ سُلَيمٌ: فَكانَ فيما ناشَدَهُمُ الحُسَينُ عليه السلام وذَكَّرَهُم أن قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، أتَعلَمونَ أنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام كانَ أخا رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله حينَ آخى بَينَ أصحابِهِ، فَآخى بَينَهُ وبَينَ نَفسِهِ، وقالَ: أنتَ أخي وأنَا أخوكَ فِي الدُّنيا وَالآخِرَةِ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله اشتَرى مَوضِعَ مَسجِدِهِ ومَنازِلِهِ فَابتَناهُ، ثُمَّ ابتَنى فيهِ عَشَرَةَ مَنازِلَ؛ تِسعَةً لَهُ، وجَعَلَ عاشِرَها في وَسَطِها لِأَبي، ثُمَّ سَدَّ كُلَّ بابٍ شارِعٍ[1] إلَى المَسجِدِ غَيرَ بابِهِ، فَتَكَلَّمَ في ذٰلِكَ مَن تَكَلَّمَ، فَقالَ صلى الله عليه وآله: «ما أنَا سَدَدتُ أبوابَكُم وفَتَحتُ بابَهُ، ولٰكِنَّ اللهَ أمَرَني بِسَدِّ أبوابِكُم وفَتحِ بابِهِ»، ثُمَّ نَهَى النّاسَ أن يَناموا فِي المَسجِدِ غَيرَهُ، وكانَ يُجنِبُ فِي المَسجِدِ ومَنزِلُهُ في مَنزِلِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، فَوُلِدَ لِرَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله ولَهُ فيهِ أولادٌ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أفَتَعلَمونَ أنَّ عُمَرَ بنَ الخَطّابِ حَرَصَ عَلى كَوَّةٍ[2] قَدرَ عَينِهِ يَدَعُها مِن مَنزِلِهِ إلَى المَسجِدِ، فَأَبى عَلَيهِ، ثُمَّ خَطَبَ صلى الله عليه وآله فَقالَ: «إنَّ اللهَ أمَرَ موسى أن يَبنِيَ مَسجِدًا طاهِرًا لا يَسكُنُهُ غَيرُهُ وغَيرُ هارونَ وَابنَيهِ، وإنَّ اللهَ أمَرَني أن أبنِيَ مَسجِدًا طاهِرًا لا يَسكُنُهُ غَيري وغَيرُ أخي وَابنَيهِ»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله نَصَبَهُ يَومَ غَديرِ خُمٍّ، فَنادى لَهُ بِالوِلايَةِ وقالَ: «لِيُبَلِّغِ الشّاهِدُ الغائِبَ»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ لَهُ في غَزوَةِ تَبوكَ: «أنتَ مِنّي بِمَنزِلَةِ هارونَ مِن موسى، وأنتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤمِنٍ بَعدي»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله حينَ دَعَا النَّصارى مِن أهلِ نَجرانَ إلَى المُباهَلَةِ، لَم يَأتِ إلاّ بِهِ وبِصاحِبَتِهِ وَابنَيهِ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، أتَعلَمونَ أنَّهُ دَفَعَ إلَيهِ اللِّواءَ يَومَ خَيبَرَ، ثُمَّ قالَ: «لَأَدفَعُهُ إلى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللهُ ورَسولُهُ ويُحِبُّ اللهَ ورَسولَهُ، كَرّارٍ غَيرِ فَرّارٍ، يَفتَحُهَا اللهُ عَلى يَدَيهِ»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله بَعَثَهُ بِبَراءَةَ، وقالَ: «لا يُبَلِّغُ عَنّي إلاّ أنَا أو رَجُلٌ مِنّي»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله لَم تَنزِل بِهِ شِدَّةٌ قَطُّ إلاّ قَدَّمَهُ لَها ثِقَةً بِهِ، وأنَّهُ لَم يَدعُهُ بِاسمِهِ قَطُّ إلاّ أن

---

[1] شرعَ البابُ إلى الطريق شروعًا: اتّصل به (المصباح المنير: ص 310 «شرع»).
[2] الكَوَّة، ويُضمّ: الخرق في الحائط (القاموس المحيط: ج 4 ص 384 «كوو»).

يَقولَ: يا أخي، وَادعوا الى أخي؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قَضى بَينَهُ وبَينَ جَعفَرٍ وزَيدٍ، فَقالَ لَهُ: «يا عَلِيُّ، أنتَ مِنّي وأنَا مِنكَ، وأنتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤمِنٍ ومُؤمِنَةٍ بَعدي»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّهُ كانَت لَهُ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ كُلَّ يَومٍ خَلوَةٌ وكُلَّ لَيلَةٍ دَخلَةٌ، إذا سَأَلَهُ أعطاهُ، وإذا سَكَتَ أبدَأَهُ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ فَضَّلَهُ عَلى جَعفَرٍ وحَمزَةَ حينَ قالَ لِفاطِمَةَ عليها السلام: «زَوَّجتُكِ خَيرَ أهلِ بَيتي، أقدَمَهُم سِلما، وأعظَمَهُم حِلما، وأكثَرَهُم عِلما»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «أنَا سَيِّدُ وُلدِ آدَمَ، وأخي عَلِيٌّ سَيِّدُ العَرَبِ، وفاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِساءِ أهلِ الجَنَّةِ، وَابنايَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ أمَرَهُ بِغُسلِهِ، وأخبَرَهُ أنَّ جَبرَئيلَ يُعينُهُ عَلَيهِ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أتَعلَمونَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قالَ في آخِرِ خُطبَةٍ خَطَبَها: «أيُّهَا النّاسُ: إنّي تَرَكتُ فيكُمُ الثَّقَلَينِ؛ كِتابَ اللهِ وأهلَ بَيتي، فَتَمَسَّكوا بِهِما لَن تَضِلّوا»؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. فَلَم يَدَع شَيئا أنزَلَهُ اللهُ في عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام خاصَّةً وفي أهلِ بَيتِهِ مِنَ القُرآنِ ولا عَلى لِسانِ نَبِيِّهِ ﷺ إلّا ناشَدَهُم فيهِ، فَيَقولُ الصَّحابَةُ: اللّٰهُمَّ نَعَم، قَد سَمِعنا، ويَقولُ التّابِعيُّ: اللّٰهُمَّ قَد حَدَّثَنيهِ مَن أثِقُ بِهِ، فُلانٌ وفُلانٌ. ثُمَّ ناشَدَهُم أنَّهُم قَد سَمِعوهُ ﷺ يَقولُ: «مَن زَعَمَ أنَّهُ يُحِبُّني ويُبغِضُ عَلِيّا فَقَد كَذَبَ، لَيسَ يُحِبُّني وهُوَ يُبغِضُ عَلِيّا»، فَقالَ لَهُ قائِلٌ: يا رَسولَ اللهِ، وكَيفَ ذلِكَ؟ قالَ: «لِأَنَّهُ مِنّي وأنَا مِنهُ، مَن أحَبَّهُ فَقَد أحَبَّني ومَن أحَبَّني فَقَد أحَبَّ اللهَ، ومَن أبغَضَهُ فَقَد أبغَضَني ومَن أبغَضَني فَقَد أبغَضَ اللهَ»؟ فَقالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم، قَد سَمِعنا. وتَفَرَّقوا عَلى ذلِكَ[1]

۱۸۱) کتاب سلیم بن قیس میں ہے: معاویہ کے مرنے سے ایک سال پہلے امام حسین علیہ السلام نے حج کیا، عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن جعفر بھی ان کے ساتھ تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے سب ھاشمیوں کو مرد وعورتیں، قبیلے والے اور پیروکاروں سب کو جو حج کے لئے آئے ہوئے تھے جمع کیا اور انصار میں سے جو بھی امام حسین علیہ السلام یا ان کے خاندان کو جانتا تھا کو بھی بلایا۔ پھر پیغام والوں کو پیغام دے کر بھیجا کہ سب وہ لوگ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حج کرنے کے لئے آئے ہیں اور نیکی میں مشہور ہیں کو بھی لے کر آؤ اور کوئی نہ رہے۔ سات سو سے زیادہ لوگ امامؑ کے خیمے میں جمع ہوئے جن میں سے اکثر تابعین میں سے تھے۔ تقریباً دوسو مرد اصحاب نبیؐ وغیرہ تھے۔ امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوکر ان

[1] كتاب سُليم بن قيس: ج2ص 788 ح26، بحار الأنوار: ج33ص 181 ح456وراجع: الاحتجاج: ج2ص 87 ح162.

سے خطاب کیا اور خدا کی حمد وتعریف کے بعد کہا: اس نافرمان نے ہمارے اور ہمارے ماننے والوں سے جو سلوک کیا ہے تم لوگ جانتے ہو اور اس کے گواہ بھی ہو۔

میں تم میں سے ایک چیز پوچھتا ہوں۔ اگر سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ بولوں تو انکار کرنا۔ میں تم سے چاہتا ہوں کہ جو تم پر خدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میری رشتہ داری جو تمہارے نبی کے ساتھ ہے جب ادھر سے جاؤ تو تم اپنے ساتھیوں، قبیلے والوں کو جو تمہارے لئے اطمینان ہوں۔ اس حق کا واسطہ تمہیں جو تم جانتے ہو، دعوت کرو مجھے خوف ہے کہ یہ بات پرانی نہ ہوجائے اور حق مغلوب ہوجائے۔ البتہ خدا خود اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے اگر چہ کافروں کو پسند نہ آئے۔ امام علیہ السلام نے وہ آیت تلاوت اور تفسیر کے ساتھ بیان کی جو ان کے حق میں نازل ہوئی اور ان کے بابا کے حق میں اور بھائی، ماں اور خود اور خاندان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرمان کو بیان کیا۔ ان سب میں نبیؐ کے اصحاب نے فرمایا: خدا کی قسم ہاں، ہم نے سنا اور ہم گواہ ہیں۔

ہر تابع بھی کہتا تھا: خدا کی قسم، اس کو نبیؐ کے ایسے صحابی سے سنا ہے اور نقل کی ہے جو اطمینان والا آدمی تھا۔

جن باتوں کی امام حسین علیہ السلام نے قسم دی اور ان کو یاد دلائیں۔ یہ تھی تمہیں قسم دیتا ہوں کیا تم کو پتہ ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی بھائی بنانے کا ارادہ کیا تو علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا اور فرمایا: تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی اور میں تیرا بھائی ہوں۔

لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم (ہم نے سنا)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی زمین خرید کر کے دس کمروں کے ساتھ مسجد بنائی جن میں نو کمرے اپنے لئے اور دسواں کمرا میرے بابا کے لئے قرار دیا۔ پھر مسجد کی طرف ہر گھر کے دروازے کو بند کیا۔ سوائے میرے بابا (کے کمرے) کو۔ بعض لوگ کچھ اس بارے میں کچھ کہنے لگے۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کئے نہ ہی علی علیہ السلام کے دروازے کو کھلا رکھا ہے۔ بلکہ خدا نے مجھے تمہارے دروازے بند کرنے اور اس کے دروازے کو کھولنے کا حکم دیا ہے۔ پھر سوائے علی علیہ السلام کے لوگوں کو مسجد میں سونے سے روکا اور علی علیہ السلام مسجد میں جنب ہوجاتے تھے اور علی علیہ السلام کا گھر نبیؐ کے گھر کے ساتھ تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرزند (فاطمہؑ کی نسل سے) پیدا ہوئے۔

لوگوں نے کہا: ہاں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ عمر بن خطاب کی حسرت تھی کہ اتنا سوراخ کیا جائے کہ گھر کے اندر

سے آنکھ دیکھنے کے برابر مسجد کے اندر دیکھ سکے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات قبول نہ کی اور اٹھ کر فرمایا: خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا پاکیزہ مسجد بنائے اور اس میں اپنے ہارون اور دو بیٹوں کے علاوہ کوئی نہ بیٹھے۔ خدا نے مجھے بھی حکم دیا کہ میں بھی ایک پاکیزہ مسجد بناؤں۔ جس میں سوا میرے میرے بھائی (علی علیہ السلام) اور ان کے دو بیٹوں کے کسی کو جگہ نہ دوں۔

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم، ہاں!

امام علیہ السلام فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو غدیر کے دن اس کی ولایت کا اعلان کیا اور فرمایا: موجود لوگ ان تک پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں؟

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم، ہاں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی جنگ میں علی علیہ السلام سے فرمایا: تیری نسبت میرے ساتھ وہ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی اور آپ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم، ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نجران کے مسیحوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تو فقط علی علیہ السلام اور ان کی بیوی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اور اس کے دو بیٹے ساتھ آئے۔

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم، ہاں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر میں پرچم علی علیہ السلام کو دیا اور فرمایا: پرچم اس کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور خدا و رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ بھاگنے والا نہیں ہوگا۔ خدا اس کے ہاتھوں سے فتح کا رنگ لائے گا؟

لوگوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو (مشرکین سے) برأت کے لئے بھیجا اور فرمایا: میری طرف سے، سوائے میرے یا ایسے شخص کے جو مجھ (خاندان) سے ہوگا۔ نہیں پہنچائے گا؟

لوگوں نے کہا: ہاں!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی مشکل آتی تو حضرت علی علیہ السلام اس کا

سامنا کرتے تھے اور کبھی بھی نام سے ان کو نہ بلایا فقط کہتے تھے۔ اے میرے بھائی (یا) میرے بھائی کو بلاؤ؟

لوگوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام، جعفر اور زید کے درمیان فیصلہ کیا اور فرمایا: اے علی علیہ السلام تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور تو ہر مومن مرد اور عورت کے ولی ہو میرے بعد؟

لوگوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو خبر ہے کہ علی علیہ السلام روزانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خلوت کرتے تھے اور ہر رات خاص وقت میں ان کے پاس آتے تھے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو عطا کرتے تھے اور جب چپ ہوجاتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بات کرنے کی) شروعات کرتے تھے۔

لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جعفر اور ہم پر فضیلت دی، جب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: تمہاری شادی خاندان کے بہترین فرد سے میں نے کروائی، جس کا اسلام لانا سب سے پہلے بردباری سب سے زیادہ اور اس کا علم سب سے زیادہ ہے؟

لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں فرزندان آدم کا سردار ہوں اور میرا بھائی علی علیہ السلام عرب کا سردار ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا جنت کے عورتوں کی سردار ہیں اور میرے بیٹے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم ہاں،

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی رحلت کے) بعد اپنے غسل دینے کا حکم دیا اور اسے بتایا کہ غسل دینے میں جبرائیل اس کی مدد کرے گا؟

لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری تقریر میں فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب (قرآن) دوسرا میرا اہل بیت علیہم السلام (خاندان) ہیں ان سے تمسک کرنا تا کہ گمراہ نہ ہوسکے؟

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم ہاں۔

امام حسین علیہ السلام نے علی علیہ السلام اور ان کے خاندان کے بارے میں نازل ہونے والی ہر آیت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر روایت کو لوگوں کے سامنے بیان کیا اور اس کے (قبول کروانے کے) لئے ان کو قسم دی اور نبیؐ کے صحابی بھی کہتے تھے۔

خدا کی قسم ہاں ہم نے یہ بات سنی ہے اور تابع (تابعین مین سے) کہتا تھا: خدا کی قسم ہاں یہ بات فلاں شخص جو میرے لئے قابل اعتماد ہے نے میرے لئے نقل کی۔

پھر امام نے ان کو قسم دی کہ کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: جو آدمی یہ کہے کہ مجھ سے محبت کرتا ہے لیکن علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے وہ جھوٹ بولتا ہے نہیں ہوسکتا کہ مجھ سے محبت کرتا ہو لیکن علی علیہ السلام سے دشمنی کرتا ہو۔

ایک شخص نے ان سے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

انہوں نے فرمایا: کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ جو اس سے محبت کرے گا وہ مجھ سے بھی محبت کرے گا اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ خدا سے بھی محبت کرے گا اور جو اس سے دشمنی رکھے اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے دشمنی کرے۔ جیسا کہ خدا سے دشمنی کی ہے۔

سب نے کہا: ہاں خدا کی قسم ہم نے سنا، پھر سب چلے گئے۔

182.الإرشاد. في ذِكرِ مَسيرِ الإمامِ الحُسَينِ عليه السلام: ثُمَّ أمَرَ مُنادِيَهُ فَنادى بِالعَصرِ وأقامَ، فَاستَقدَمَ [1] الحُسَينُ عليه السلام فَصَلّى بِالقَومِ، ثُمَّ سَلَّمَ وَانصَرَفَ إلَيهِم بِوَجهِهِ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ: أيُّهَا النّاسُ، فَإِنَّكُم إن تَتَّقُوا اللهَ وتَعرِفُوا الحَقَّ لِأَهلِهِ يَكُن أرضى للهِ عَنكُم، ونَحنُ أهلُ بَيتِ مُحَمَّدٍ، وأولى بِوِلايَةِ هذَا الأَمرِ عَلَيكُم مِن هؤُلاءِ المُدَّعينَ ما لَيسَ لَهُم، وَالسّائِرينَ فيكُم بِالجَورِ وَالعُدوانِ، وإن أبَيتُم إلّا كَراهِيَةً لَنا وَالجَهلَ بِحَقِّنا، فَكانَ رَأيُكُمُ الآنَ غَيرَ ما أتَتني بِهِ كُتُبُكُم وقَدِمَت بِهِ عَلَيَّ رُسُلُكُم، انصَرَفتُ عَنكُم [2]

---

[1] في الطبعة المعتمدة: «فاستقام»، وما في المتن أثبتناه من بحار الأنوار وبعض النسخ الخطّيّة للمصدر.

[2] الإرشاد: ج 2 ص 79، إعلام الورى: ج 1 ص 448، بحار الأنوار: ج 44 ص 377؛ تاريخ الطبري: ج 5 ص 402، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 552، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 232، أنساب الأشراف: ج 3 ص 380 وراجع: روضة الواعظين: ص 198.

۱۸۲) کتاب ارشاد۔ کربلا کی طرف امام حسین علیہ السلام کے جانے کے ذکر میں ہے : پھر امام علیہ السلام نے ایک ندا دینے والے کو حکم دیا تا کہ نماز عصر (کی اذان) کی آواز دے اور اقامت کہے: پھر امام حسین علیہ السلام نے آگے بڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر سلام دے کر اپنا رخ ان کی طرف کیا اور خدا کی حمد وتعریف کے بعد فرمایا: اے لوگو! اگر تم لوگ تقویٰ اختیار کرو اور حق کو حق والے کی طرف سے سمجھو تو خدا تم سے بہت راضی ہو جائے گا۔ ہم خاندانِ محمدؐ ہیں اور ہم ان ناحق دعویٰ کرنے والوں جن کی رفتار تمہارے ساتھ ظلم اور جبر والی ہے سے زیادہ حق دار ہیں تم پر ولایت رکھنے کے اور اگر فقط ہم سے نفرت کرنے اور ہمارا حق نہ پہچاننے کی وجہ سے ہم کو قبول نہیں کر رہے ہو تو ابھی تمہارا نظریہ اس کے علاوہ ہے جو تم نے خطوں میں لکھا اور جو تمہارے پیغام لے کر آنے والوں نے مجھ سے کہا: میں تم لوگوں سے منہ موڑ رہا ہوں۔

5/2

وُجوبُ الاِئتِمامِ بِأَهلِ البَيتِ

امامؑ کا اہلبیت سے ہونا ضروری ہے

183.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن ماتَ ولَيسَ لَهُ إمامٌ مِن وُلدي ماتَ ميتَةً جاهِلِيَّةً، ويُؤخَذُ بِما عَمِلَ فِي الجاهِلِيَّةِ وَالإِسلامِ [1]

۱۸۳) عیون اخبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام سے ہے۔ میرے بابا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی آدمی اس حالت میں مرے کہ میری اولاد میں سے کوئی اس کا امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت پر مرا ہے۔ اور اس سے حساب بھی اسی چیز کا لیا جائے گا جو اس نے جاہلیت اور اسلام میں انجام دی ہے۔

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص58 ح214 عن الحسن بن عبد الله الرازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، كنز الفوائد: ج1 ص327 عن الحسن بن محمّد الرازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام عنه صلى الله عليه وآله، بحار الأنوار: ج23 ص81 ح18.

5/3

وُجوبُ طاعَةِ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کی اطاعت واجب ہے

184. الاحتجاج عن موسى بن عقبة عن الحسين عليه السلام في خُطبَةٍ لَهُ: نَحنُ حِزبُ اللهِ الغالِبونَ، وعِترَةُ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله الأَقرَبونَ، وأهلُ بَيتِهِ الطَّيِّبونَ، وأحَدُ الثَّقَلَينِ اللَّذَينِ جَعَلَنا رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله ثانِيَ كِتابِ اللهِ تَبارَكَ وتَعالَى، الَّذي فيهِ تَفصيلُ كُلِّ شَيءٍ، لا يَأتيهِ الباطِلُ مِن بَينِ يَدَيهِ ولا مِن خَلفِهِ، وَالمُعَوَّلُ عَلَينا في تَفسيرِهِ، لا يُبطِئُنا تَأويلُهُ، بَل نَتَّبِعُ حَقائِقَهُ. فَأَطيعونا فَإِنَّ طاعَتَنا مَفروضَةٌ، إذ كانَت بِطاعَةِ اللهِ ورَسولِهِ مَقرونَةً، قالَ اللهُ عز وجل: «أَطِيعُواْ اللَّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ» [۱] وقالَ: «وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا» [۲،۳]

۱۸۴) احتجاج میں موسیٰ بن عقبہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم خدا کا وہ گروہ ہیں جو غالب ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے نزدیکی رشتہ دار اور پاک اہل بیت ہیں۔ اور ان دو وزنی چیزوں میں سے ایک ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب (قرآن) کے ساتھ بیان کی اور اس نے کتاب کے بعد قرار دیا، ایسی کتاب ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور اس تک باطل آگے اور پیچھے سے نہیں آسکتا۔ جس کی تفسیر میں ہمارا سہارا لیا جائے گا اور ہم اس کی تاویل میں رک نہیں جائیں گے۔ بلکہ اس کے حقائق کے پیچھے جائیں گے۔ ہماری اطاعت کرو کیونکہ ہماری اطاعت کرنا واجب ہے کیونکہ ہماری اطاعت خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ہے خدا نے فرمایا ہے: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔ جو تمہیں میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات میں

---

[۱] النساء: 59.

[۲] النساء: 83.

[۳] الاحتجاج: ج 2 ص 95 ح 165، المناقب لابن شهر آشوب: ج 4 ص 67، بحار الأنوار: ج 44 ص 205 ح 1، وفي الأمالي للمفيد: ص 349 ح 4 والأمالي للطوسي: ص 121 ح 188 و ص 691 ح 1469 والعُدد القويّة: ص 34 ح 26 عن الإمام الحسن عليه السلام.

اختلاف ہوجائے۔ تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹانا۔

اور فرمایا: اگر رسول اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دیتے ہیں تو ان سے اسفادہ کرنے والے حقیقت حال کا علم پیدا کرتے اورتم لوگوں پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند افراد کے علاوہ سب شیطان کا اتباع کر لیتے۔

185.التفسير المنسوب إلى الإمام العسكريّ عليه السلام: قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: مَن عَرَفَ حَقَّ أبَوَيهِ الأَفضَلَينِ: مُحَمَّدٍ وعَلِيٍّ عليهما السلام، وأطاعَهُما حَقَّ الطّاعَةِ، قيلَ لَهُ: تَبَحبَح [1] في أيِّ الجِنانِ شِئتَ [2]

۱۸۵) تفسیر المنصوب الی الامام العسکری علیہ السلام امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی اپنے دو افضل باپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کے حق کا خیال رکھے اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرے۔ اس کو کہا جائے گا جنت کی کسی بھی جگہ کو چاہو اپنے لئے انتخاب کرو اور اس میں ٹھہرو۔

5/4

إستِمرارُ إمامَةِ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کی امانت دائمی ہے

186.الاستبصار عن أبي الجارود عن أبي جعفر محمّد بن علي: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إنّي وَاثنَي عَشَرَ مِن أهلِ بَيتي أوَّلُهُم عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام أوتادُ الأَرضِ الَّتي أمسَكَهَا اللهُ بِها أن تَسيخَ [3] بِأَهلِها، فَإِذا ذَهَبَتِ الاِثنا عَشَرَ مِن أهلي ساخَتِ الأَرضُ بِأَهلِها [4]

۱۸۶) کتاب استغفار میں ابو جارود نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام میں سے بارہ افراد جن میں پہلا علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے اوتاد (کیلیں) ہیں زمین کے لئے کہ ان کی وجہ سے خدا نے زمین کو اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنسنے سے روکا ہے اور جب بھی میرے خاندان کے بارہ

[1] .تبحبح الدار: إذا توسّطها وتمكّن منها (تاج العروس: ج4 ص6 «بحح»).
[2] التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 330 ح 193، بحار الأنوار: ج36 ص9 ح 11.
[3] ساخت في الأرض: دخلت فيها وغابت (الصحاح: ج1 ص 424 «سوخ»).
[4] الاستبصار: ص8.

افراد چلے جائیں تو زمین اپنے رہنے والوں کو نگل دے گی۔

5/5

عَدَدُ الأَئِمَّةِ مِن أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام میں سے اماموں کی تعداد

187. كفاية الأثر عن إبراهيم بن يزيد السمّان عن أبيه عن دَخَلَ أعرابِيٌّ عَلى رَسولِ اللهِ ﷺ يُريدُ الإسلامَ ومَعَهُ ضَبٌّ قَدِ اصطادَهُ فِي البَرِّيَّةِ وجَعَلَهُ في كُمِّهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَعرِضُ عَلَيهِ الإسلامَ. فَقالَ: لا أُؤمِنُ بِكَ يا مُحَمَّدُ أو يُؤمِنَ بِكَ هذَا الضَّبُّ. ورَمَى الضَّبَّ مِن كُمِّهِ، فَخَرَجَ الضَّبُّ مِنَ المَسجِدِ يَهرُبُ. فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: يا ضَبُّ، مَن أنَا؟ قالَ: أنتَ مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ اللهِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ بنِ هاشِمِ بنِ عَبدِ مَنافٍ. قالَ: يا ضَبُّ، مَن تَعبُدُ؟ قالَ: أعبُدُ الَّذي خَلَقَ الحَبَّةَ وبَرَأَ النَّسَمَةَ، وَاتَّخَذَ إبراهيمَ خَليلاً، وناجى موسى كَليما، وَاصطَفاكَ يا مُحَمَّدُ. فَقالَ الأَعرابِيُّ: أشهَدُ أن لا إلهَ إلَّا اللهُ، وأنَّكَ رَسولُ اللهِ حَقّا، فَأَخبِرني يا رَسولَ اللهِ هَل يَكونُ بَعدَكَ نَبِيٌّ؟ قالَ: لا، أنَا خاتَمُ النَّبِيّينَ، ولكِن يَكونُ بَعدي أئِمَّةٌ مِن ذُرِّيَّتي، قَوّامونَ بِالقِسطِ كَعَدَدِ نُقَباءِ بَني إسرائيلَ، أوَّلُهُم عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ، فَهُوَ الإمامُ وَالخَليفَةُ بَعدي، وتِسعَةٌ مِنَ الأَئِمَّةِ مِن صُلبِ هذا. ووَضَعَ يَدَهُ عَلى صَدري. وَالقائِمُ تاسِعُهُم؛ يَقومُ بِالدّينِ في آخِرِ الزَّمانِ كَما قُمتُ في أوَّلِهِ. قالَ: فَأَنشَأَ الأَعرابِيُّ يَقولُ: o ألا يا رَسولَ اللهِ إنَّكَ صادِقٌ فَبورِكتَ مَهدِيّا وبورِكتَ هادِيا o شَرَعتَ لَنَا الدّينَ الحَنيفِيَّ[1] بَعدَما عَبَدنا كَأَمثالِ الحَميرِ الطَّواغِيا o o فَيا خَيرَ مَبعوثٍ ويا خَيرَ مُرسَلٍ إلَى الإنسِ ثُمَّ الجِنِّ لَبَّيكَ داعِيا o o وبورِكتَ فِي الأَقوامِ حَيّا ومَيِّتا وبورِكتَ مَولودا وبورِكتَ ناشِيا. o فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: يا أخا بَني سُلَيمٍ، هَل لَكَ مالٌ؟ فَقالَ: وَالَّذي أكرَمَكَ بِالنُّبُوَّةِ وخَصَّكَ بِالرِّسالَةِ، إنَّ أربَعَةَ آلافِ بَيتٍ في بَني سُلَيمٍ ما فيهِم أفقَرُ مِنّي! فَحَمَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلى ناقَةٍ. فَرَجَعَ إلى قَومِهِ فَأَخبَرَهُم بِذلِكَ، قالوا: فَأَسلَمَ الأَعرابِيُّ طَمَعا فِي النّاقَةِ! فَبَقِيَ يَومَهُ فِي الصُّفَّةِ[2] لَم يَأكُل شَيئا، فَلَمّا كانَ مِنَ الغَدِ

---

[1] في المصدر: «الحنفي»، والتصويب من بحار الأنوار.

[2] الصُّفّة: سقيفة في مسجد رسول الله ﷺ، كانت مسكن الغرباء والفقراء (مجمع البحرين: ج2 ص1036 «صفف»).

تَقَدَّمَ إلى رَسولِ اللهِ ﷺ فَقالَ: o يا أيُّهَا المَرءُ الَّذى لا نَعدَمُه أنتَ رَسولُ اللهِ حَقّا نَعلَمُه oo ودينُكَ الإسلامُ دينا نُعظِمُه نَبغى[1] مَعَ الإسلامِ شَيئا نَقضِمُه[2] قَد جِئتَ بِالحَقِّ وشَيئا نَطعَمُه. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وقالَ: يا عَلِيُّ أعطِ الأَعرابِيَّ حاجَتَهُ. فَحَمَلَهُ عَلِيٌّ عليه السلام إلى مَنزِلِ فاطِمَةَ وأشبَعَهُ، وأعطاهُ ناقَةً وجُلَّةً[3] تَمرٍ[4]

۱۸۷) کفایۃ الاثر میں ابراہیم بن یزید سمان نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ ایک بادیہ نشین عرب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور وہ مسلمان ہونا چاہتا تھا اور اس کے ہاتھ میں چھپکلی تھی جو اس نے صحرا سے پکڑی تھی اور اس کو اپنی آستین میں رکھا ہوا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بادیہ نشین کے سامنے اسلام پیش کیا۔

عرب نے کہا: اے محمدؐ! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب یہ چھپکلی ایمان نہ لائے۔

پھر چھپکلی اس کی آستین سے چھلانگ لگا کر مسجد کے باہر چلی گئی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے چھپکلی میں کون ہوں؟

چھپکلی نے کہا: تو محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے۔

پھر فرمایا: اے چھپکلی! کس کی عبادت کرتی ہو؟

اس نے کہا: اس خدا کی عبادت کرتی ہوں جس نے دانے کو پیدا کیا اور مخلوق کو پیدا کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام سے راز کی باتیں کی اور اے محمدؐ! تجھے خدا نے چنا۔

عرب نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک خدا کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے اور آپ اللہ کے برحق نبی ہیں۔ بس اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتائیں کہ کیا آپ کے بعد کوئی نبی ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں آخری نبی ہوں، لیکن میرے بعد میری نسل سے امام ہوں گے جو عدالت برپا کریں گے اور بنی اسرائیل کے ستاروں جتنی ان کی تعداد ہوگی۔ ان میں سے پہلا علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے جو میرے بعد میرا جانشین اور امام ہے اور باقی امام اس کی نسل سے ہیں میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ان میں سے نو

---

[1] في المصدر: «سعي»، والتصويب من بحار الأنوار.

[2] القَضم: الأكل بأطراف الأسنان، وما ذُقتُ قضاما: أي شيئا (الصحاح: ج5 ص2013 «قضم»).

[3] الجُلّة: قُفّة كبيرة للتمر (تاج العروس: ج14 ص113 «جلل»).

[4] . كفاية الأثر: ص172، بحار الأنوار: ج36 ص342 ح208 وراجع: الصراط المستقيم: ج2 ص130.

اامام قائم (مہدی علیہ السلام) ہے جو آخر الزماں میں دین کو بر پا کرے گا جس طرح میں نے شروع میں بر پا کیا۔

بس اعرابی نے یوں کہا: ہاں اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سچے ہیں اور آپ کو مہدیؑ و ہادیؑ کی مبارک ہو۔ ہمارے لئے آپ حنیف دین لائے اس وقت جب ہم گدھے کی طرح طاغوت کی عبادت کرر ہے تھے۔ اے بہترین بھیجے گئے اور چنے گئے انسانوں اور جنوں کی طرف! ہم نے آپ کی دعوت قبول کی۔ زندگی اور موت میں سب سے بہترین ہو اور آپ کے آنے اور ولادت کی مبارک ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بنی سلیمی بھائی! کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا: مجھے اس کی قسم جس نے تجھے نبوت دی اور رسالت کے ساتھ مخصوص کیا۔ بنی سلیم کے چار ہزار گھروں میں سے مجھ سے زیادہ کوئی فقیر نہیں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اونٹنی پر سوار کیا اور وہ اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور قوم کو سارا قصہ بیان کیا قوم والوں نے کہا: عرب نے اونٹ کے لالچ میں اسلام قبول کیا ہے۔ دن کا باقی حصہ صفہ میں رہا اور کوئی چیز کھائی بھی نہیں اور یہاں تک کہ دوسرے دن کی صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: اے وہ (انسان) جس کو ہم کھوئیں گے نہیں۔ آپ خدا کے برحق نبی ہیں یہ ہم کو پتہ ہے اور آپ کا دین اسلام ایسا دین ہے جس کو ہم بزرگ سمجھتے ہیں لیکن اسلام کے باوجود ایسی چیز بھی چاہیے جو ہم کھائیں۔ آپ نے حقیقت لائی اور ایسی چیز بھی چاہیے جو ہم کھائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا: اے علی علیہ السلام! اس بادیہ نشین کی ضرورت پوری کرو۔ علی علیہ السلام اس کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر لے گئے اور پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور ایک اونٹنی اور کافی مقدار میں کھجوریں اس کو دیں۔

188. كفاية الأثر عن موسى بن عبد ربّه: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام يَقولُ في مَسجِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وذلِكَ في حَياةِ أبيهِ عَلِيٍّ عليه السلام: سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: أوَّلُ ما خَلَقَ اللهُ عز و جلحُجُبَهُ فَكَتَبَ عَلى أركانِهِ: «لا إلهَ إلاَّ اللهُ، مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ، عَلِيٌّ وَصِيُّهُ». ثُمَّ خَلَقَ العَرشَ فَكَتَبَ عَلى أركانِهِ «لا إلهَ إلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهُ». ثُمَّ خَلَقَ الأَرَضينَ فَكَتَبَ عَلى أطوادِها[1] «لا إلهَ إلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهُ». ثُمَّ خَلَقَ اللَّوحَ فَكَتَبَ عَلى حُدودِهِ: «لا إلهَ إلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهُ». فَمَن زَعَمَ أنَّهُ يُحِبُّ النَّبِيَّ ولا يُحِبُّ الوَصِيَّ فَقَد كَذَبَ، ومَن زَعَمَ أنَّهُ يَعرِفُ النَّبِيَّ ولا يَعرِفُ الوَصِيَّ فَقَد كَفَرَ. ثُمَّ قالَ صلى الله عليه وآله: ألا إنَّ أهلَ بَيتي أمانٌ لَكُم، فَأَحِبّوهُم لِحُبّي، وتَمَسَّكوا بِهِم لَن

[1] الطَّودُ: الجبلُ العظيم (الصحاح: ج2 ص502 «طود»).

تَضِلّوا. قيلَ: فَمَن أهلُ بَيتِكَ يا نَبِيَّ اللهِ؟ قالَ: عَلِيٌّ وسِبطايَ وتِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ، أئِمَّةٌ اُمَناءُ مَعصومونَ، ألا إنَّهُم أهلُ بَيتي وعِترَتي مِن لَحمي ودَمي [1]

۱۸۸) کفایۃ الاثر میں موسیٰ بن عبدربہ سے نقل ہے: میں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام مسجد نبیؐ میں اپنے بابا علی علیہ السلام کی زندگی میں فرماتے تھے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: سب سے پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ اپنا حجاب تھا جس کی ستون پر یہ لکھا ہے:

لا اله الا للہ۔ محمد رسول اللہ و علی وصی رسول اللہ

پھر خدا نے عرش پیدا کیا اور اس کے ستون پر لکھا:

لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ علی وصی رسول اللہ

پھر لوح محفوظ کو پیدا کیا اور اس کے کونے پر لکھا:

لا اله الااللہ محمد رسول اللہ علی وصی رسول اللہ

بس اگر کوئی کہے کہ نبیؐ سے محبت کرتا ہے لیکن وصی (علی علیہ السلام) سے محبت نہیں کرتا تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور جو آدمی کہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے لیکن وصی کی معرفت نہیں رکھتا۔ اس نے کفر کیا ہے۔

پھر فرمایا: میرے اہل بیت علیہم السلام تمہارے لئے امان ہیں۔ بس میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرو اور ان سے جنگ نہ کرو تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔

پوچھا گیا: آپ کے اہل بیت علیہم السلام کون ہیں؟ اے اللہ کے رسولؐ!

فرمایا: علی علیہ السلام اور دو میرے نواسے اور نو فرزند حسین علیہ السلام کی نسل سے، جو امین اور معصوم ہیں، خبردار کہ میرے اہل بیت علیہم السلام ہیں اور میرے گوشت اور خون سے ہیں۔

189. كفاية الأثر عن يحيى بن يعمن: كُنتُ عِندَ الحُسَينِ عليه السلام إذ دَخَلَ عَلَيهِ رَجُلٌ مِنَ العَرَبِ مُتَلَثِّما أسمَرُ شَديدُ السُّمرَةِ، فَسَلَّمَ ورَدَّ الحُسَينُ عليه السلام، فَقالَ:... أخبِرني عَن عَدَدِ الأئِمَّةِ بَعدَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. قالَ: إثنا عَشَرَ؛ عَدَدَ نُقَباءِ بَني إسرائيلَ. قالَ: فَسَمِّهِم لي. قالَ: فَأَطرَقَ الحُسَينُ عليه السلام مَلِيّا ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ فَقالَ: نَعَم اُخبِرُكَ يا أخَا العَرَبِ، إنَّ الإمامَ وَالخَليفَةَ بَعدَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيٌّ عليه السلام وَالحَسَنُ وأنَا وتِسعَةٌ مِن وُلدي، مِنهُم عَلِيٌّ ابني، وبَعدَهُ مُحَمَّدٌ ابنُهُ، وبَعدَهُ جَعفَرٌ

[1] كفاية الأثر: ص171، بحار الأنوار: ج36 ص341 ح207.

ابنُهُ، وبَعدَهُ موسَى ابنُهُ، وبَعدَهُ عَلِيٌّ ابنُهُ، وبَعدَهُ مُحَمَّدٌ ابنُهُ، وبَعدَهُ عَلِيٌّ ابنُهُ، وبَعدَهُ الحَسَنُ ابنُهُ، وبَعدَهُ الخَلَفُ المَهدِيُّ هُوَ التّاسِعُ مِن وُلدي، يَقومُ بِالدّينِ في آخِرِ الزَّمانِ [1]

۱۸۹) کفایۃ الاثر میں یحیٰی بن یامین سے نقل ہے: میں امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک عرب نقاب اوڑھے ہوئے اور جس کا رنگ نہایت ہی گندمی تھا، امام علیہ السلام کے پاس آ کر سلام کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس کے سلام کا جواب دیا: اس شخص نے پوچھا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھے اماموں کی تعداد بتایئے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بارہ نفر ہیں۔ اس نے کہا: مجھے ان کے نام بتائیں؟ امام حسین علیہ السلام نے کچھ دیر سر نیچے کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا: ٹھیک ہے اے عرب بھائی تجھے بتاتا ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جانشین اور امام علی اور حسن علیہما السلام ہیں اور میں اور میرے نو فرزند ہیں کہ جن میں سے میرا بیٹا علی علیہ السلام ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد (باقر علیہ السلام) ہے اور پھر اس کا بیٹا جعفر (صادق علیہ السلام) ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ (کاظم علیہ السلام) ہے اور پھر اس کے بعد اس کا بیٹا علی (رضا علیہ السلام) ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد (تقی علیہ السلام) ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا علی (نقی علیہ السلام) ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا حسن (عسکری علیہ السلام) ہے اور اس کے بعد اس کا جانشین مہدی علیہ السلام ہے کہ جو میری نسل سے نواں فرد ہوگا اور آخر زمان میں دین برپا کرے گا۔

190.الأمالي بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أمير ال: قُلتُ لِرَسولِ اللهِ ﷺ: أخبِرني بِعَدَدِ الأَئِمَّةِ بَعدَكَ؟ فَقالَ: يا عَلِيُّ، هُم اثنا عَشَرَ، أوَّلُهُم أنتَ وآخِرُهُمُ القائِمُ [2]

۱۹۰) امالی صدوق میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپ کے بعد (آنے والے) اماموں کی تعداد بتائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! بارہ نفر ہیں جن میں سے پہلا تو ہے اور آخری قائم ہے۔

191. كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أخيه الح: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الأَئِمَّةُ بَعدي عَدَدُ نُقَباءِ بَني إسرائيلَ وحَوارِيّ [3] عيسى، مَن أحَبَّهُم فَهُوَ مُؤمِنٌ، ومَن أبغَضَهُم فَهُوَ مُنافِقٌ، هُم حُجَجُ اللهِ في خَلقِهِ وأعلامُهُ في بَرِيَّتِهِ [4]

---

[1] كفاية الأثر: ص232، بحار الأنوار: ج36 ص384 ح5.

[2] الأمالي للصدوق: ص728 ح998 عن إسماعيل بن الفضل الهاشمي عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج36 ص232 ح15.

[3] الحواريّون: أصحاب المسيح عليه السلام، أي خلصانه وأنصاره (النهاية: ج1 ص458 «حور»).

[4] كفاية الأثر: ص166 عن إسحاق بن عمّار عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج36 ص340 ح203.

۱۹۱) کفایۃ الاثر میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام حسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد امام بنی اسرائیل کے نقیبوں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور خاص اصحاب جتنے ہوں گے۔ جو بھی ان سے محبت کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے دشمنی کرے وہ منافق ہے۔ یہ امام مخلوق کے درمیان خدا کی طرف سے حجت ہیں اور خدا کی نشانیاں ہیں اس کی مخلوق کے درمیان۔

192. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام: دَخَلتُ أنَا وأخي عَلى جَدّي رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَأَجلَسَني عَلى فَخِذِهِ، وأجلَسَ أخِي الحَسَنَ عَلى فَخِذِهِ الاُخرى، ثُمَّ قَبَّلَنا وقالَ: بِأَبي أنتُما مِن إمامَينِ صالِحَينِ اختارَكُمَا اللهُ مِنّي ومِن أبيكُما واُمِّكُما، وَاختارَ مِن صُلبِكَ يا حُسَينُ تِسعَةَ أئِمَّةٍ تاسِعُهُم قائِمُهُم، وكُلُّكُم فِي الفَضلِ وَالمَنزِلَةِ عِندَ اللهِ تَعالى سَواءٌ[1]

۱۹۲) کمال الدین میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں اور میرا بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ران پر اور میرے بھائی حسن علیہ السلام کو دوسری ران پر بٹھایا۔ پھر ہمیں بوسہ دیا اور فرمایا: میرا باپ آپ دو اماموں پر قربان ہو، خدا نے آپ دونوں کو میری نسل سے اور تمہارے باپ و ماں سے انتخاب کیا ہے اور اے حسین تیری نسل سے خدا نے نو امام چنے ہیں جن میں سے نوا امام قائم (مہدی علیہ السلام) ہے اور آپ سب کے سب فضیلت اور مقام و مرتبے میں خدا کے نزدیک برابر ہیں۔

193. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عليهما السلام سُئِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام، عَن مَعنى قَولِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله: «إنّي مُخَلِّفٌ فيكُمُ الثَّقَلَينِ: كِتابَ اللهِ وعِترَتي»، مَنِ العِترَةُ؟ فَقالَ: أنَا وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ وَالأَئِمَّةُ التِّسعَةُ مِن وُلدِ الحُسَينِ، تاسِعُهُم مَهدِيُّهُم وقائِمُهُم، لا يُفارِقونَ كِتابَ اللهِ ولا يُفارِقُهُم حَتّى يَرِدوا عَلى رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله حَوضَهُ[2]

۱۹۳) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ علی علیہ السلام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بارے

---

[1] كمال الدين: ص 269 ح 12، دلائل الإمامة: ص 447 ح 423 وفيه «يا ابنيّ، أنعم بكما» بدل «بأبي أنتما»، كشف الغمّة: ج 3 ص 301، إعلام الورى: ج 2 ص 191 كلّها عن أبي حمزة الثمالي عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام، الصراط المستقيم: ج 2 ص 129، بحار الأنوار: ج 36 ص 255 ح 72.

[2] كمال الدين: ص 240 ح 64، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 57 ح 25، قصص الأنبياء: ص 360 ح 435، إعلام الورى: ج 2 ص 180 كلّها عن غياث بن إبراهيم عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، كشف الغمّة: ج 3 ص 299، بحار الأنوار: ج 36 ص 373 ح 2.

میں پوچھا گیا: میں تمہارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ایک خدا کی کتاب (قرآن) اور دوسری میری عترت۔ کہ عترت کون ہیں؟ علی علیہ السلام نے فرمایا: میں، حسن اور حسین علیہما السلام اور نو امام، حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جن میں سے نواں امام مہدی علیہ السلام ہے یہ کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے اور کتاب خدا بھی ان سے جدا نہیں ہوگی یہاں تک حوض (کوثر) پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے۔

194.الصراط المستقيم عن الإمام الحسين عليه السلام: عَهِدَ إلَينا نَبِيُّنا كَونَ الأَئِمَّةِ بَعدَهُ عَدَدَ نُقَباءِ بَني إسرائيلَ [1]

۱۹۴) صراط مستقیم میں امام حسین سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں وصیت کی کہ ان کے بعد اماموں کی تعداد بنی اسرائیل کے نقیبوں جتنی تعداد ہے۔

195. كفاية الأثر عن إسماعيل بن عبد الله عن الحسين بن عليّ: لَمّا أنزَلَ اللهُ تَبارَكَ وتَعالى هذِهِ الآيَةَ: «وَأُوْلُواْ الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ» [2] سَأَلتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله عَن تَأويلِها، فَقالَ: وَاللهِ ما عَنى غَيرَكُم، وأنتُم أُولُو الأَرحامِ، فَإِذا مِتُّ فَأَبوكَ عَلِيٌّ أولى بي وبِمَكاني، فَإِذا مَضى أبوكَ فَأَخوكَ الحَسَنُ أولى بِهِ، فَإِذا مَضَى الحَسَنُ فَأَنتَ أولى بِهِ. قُلتُ: يا رَسولَ اللهِ، فَمَن بَعدي أولى بي؟ فَقالَ: ابنُكَ عَلِيٌّ أولى بِكَ مِن بَعدِكَ، فَإِذا مَضى فَابنُهُ مُحَمَّدٌ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضى فَابنُهُ جَعفَرٌ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ بِمَكانِهِ، فَإِذا مَضى جَعفَرٌ فَابنُهُ موسى أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضى موسى فَابنُهُ عَلِيٌّ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضى عَلِيٌّ فَابنُهُ مُحَمَّدٌ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضى مُحَمَّدٌ فَابنُهُ عَلِيٌّ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضى عَلِيٌّ فَابنُهُ الحَسَنُ أولى بِهِ مِن بَعدِهِ، فَإِذا مَضَى الحَسَنُ وَقَعَتِ الغَيبَةُ فِي التّاسِعِ مِن وُلدِكَ، فَهذِهِ الأَئِمَّةُ التِّسعَةُ مِن صُلبِكَ، أعطاهُمُ عِلمي وفَهمي، طينَتُهُم مِن طينَتي. ما لِقَومٍ يُؤذُونّي فيهِم؟ لا أنالَهُمُ اللهُ شَفاعَتي [3]

۱۹۵) کفایۃ الاثر میں اسماعیل بن عبداللہ، نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: جب خدا نے یہ آیت، قرابتداروں سب آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ایک دوسرے کے اور قریب ہیں تو میں نے اس کی تفسیر رکھتے

---

[1] الصراط المستقيم: ج2 ص130 عن عليّ بن محمّد القمّي بإسناده إلى الإمام زين العابدين عليه السلام.
[2] الأنفال: 75.
[3] كفاية الأثر: ص175، الصراط المستقيم: ج2 ص155 نحوه، بحار الأنوار: ج36 ص344 ح209.

ہیں۔

رسول خداؐ سے پوچھی تو فرمایا: خدا کی قسم، آپ کے علاوہ مقصد نہیں تھا۔ اور آپ رشتہ دار (خاندان) ہیں۔ جب میں جاؤں گا تو تیرا باپ علی علیہ السلام میرے مقام و منصب کو سنبھالنے کے لئے زیادہ حقدار ہے اور جب آپ کا باپ انتقال کر جائے گا تو تیرا بھائی حسن علیہ السلام حقدار ہوگا اور جب حسن علیہ السلام کا انتقال ہوگا تو تم زیادہ حقدار ہو۔ میں نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے بعد میرے منصب کا حقدار کون ہے؟ تو فرمایا: تیرا بیٹا علی علیہ السلام (زین العابدین) تیرے بعد تیرے منصب کا حقدار ہے اور جب وہ چلا جائے گا تو اس کا بیٹا محمد (باقر علیہ السلام) اس کے مقام کا حقدار ہے اور جب محمد (باقر علیہ السلام) انتقال کرے گا تو اس کا بیٹا جعفر (صادق علیہ السلام) اس کے منصب کا حقدار ہوگا اور جب جعفر (صادق علیہ السلام) کا انتقال ہوگا تو اس کا بیٹا موسیٰ کاظم (علیہ السلام) اس کے مقام کا حقدار ہے اور جب موسیٰ (کاظم علیہ السلام) کا انتقال ہوگا تو اس کا بیٹا علی (رضا علیہ السلام) اس کے مقام کا حقدار ہے اور جب علی (رضا علیہ السلام) چلا جائے گا تو اس کا بیٹا محمد (تقی علیہ السلام) حقدار ہے اور جب محمد (تقی علیہ السلام) انتقال کرے گا تو اس کا بیٹا علی (نقی علیہ السلام) حقدار ہے اور جب علی (نقی علیہ السلام) کا انتقال ہوگا تو اس کا بیٹا حسن (عسکری علیہ السلام) اس کے منصب کا حقدار ہے اور جب حسن (عسکری علیہ السلام) کا انتقال ہوگا تو تیرا نوا فرزند غائب ہوجائے گا اور یہ نواں امام تیری نسل سے ہے۔ خدا نے مجھے علم عطا کیا ہے ان کی خلقت میری خلقت سے ہے کیونکہ لوگ مجھے ان کے حوالے سے اذیت دے رہے ہیں؟ خدا ایسے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

196. كفاية الأثر عن محمّد بن مسلم: دَخَلتُ عَلى زَيدِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقُلتُ: إنَّ قَوماً يَزعُمونَ أنَّكَ صاحِبُ هذَا الأَمرِ! قالَ: [لا] [1]، ولكِنّي مِنَ العِترَةِ. قُلتُ: فَمَن يَلي هذَا الأَمرَ بَعدَكُم؟ قالَ: سَبعَةٌ [2] مِنَ الخُلَفاءِ وَالمَهدِيُّ مِنهُم. قالَ ابنُ مُسلِمٍ: ثُمَّ دَخَلتُ عَلَى الباقِرِ عليه السلام فَأَخبَرتُهُ بِذلِكَ، فَقالَ: صَدَقَ أخي زَيدٌ، سَيَلي هذَا الأَمرَ بَعدي سَبعَةٌ مِنَ الأَوصِياءِ وَالمَهدِيُّ مِنهُم. ثُمَّ بَكى عليه السلام وقالَ: كَأَنّي بِهِ وقَد صُلِبَ فِي الكُناسَةِ [3] يَابنَ مُسلِمٍ، حَدَّثَني أبي عَن أبيهِ الحُسَينِ عليه السلام قالَ: وَضَعَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلى كَتِفي وقالَ: يا بُنَيَّ، يَخرُجُ مِن صُلبِكَ رَجُلٌ يُقالُ لَهُ: زَيدٌ، يُقتَلُ مَظلوماً، إذا

---

[1] ما بين المعقوفين أثبتناه من بحار الأنوار.

[2] في بعض نسخ المصدر: «ستّة» بدل «سبعة»، والصحيح ما أثبتناه كما في بحار الأنوار.

[3] الكُنَاسَةُ: هي محلّة بالكوفة، عندها واقع يوسف بن عمر الثقفي زيد بن عليّ بن الحسين عليهما السلام (معجم البلدان: ج 4 ص 481).

كانَ يَومُ القِيامَةِ حُشِرَ إلَى الجَنَّةِ[۱]

۱۹۶) کفایۃ الاثر میں محمد بن مسلم سے نقل ہے: میں زید بن علی (ابن الحسین علیہ السلام) کے پاس گیا اور کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس امر (امامت) کے صاحب (مالک) ہیں۔ کہا نہیں، میں تو اہل بیت علیہم السلام سے ہوں۔ میں نے کہا: آپ کے بعد اس امر (امامت) کو کون سنبھالے گا؟ کہا: سات نفر جانشین اور مہدی علیہ السلام بھی ان میں سے ہیں۔ بس میں امام باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو حال احوال آ کر بتایا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بھائی زید نے سچ کہا ہے میرے بعد یہ امر سات اوصیاء سنبھالیں گے اور مہدی علیہ السلام بھی انہی میں سے ہوں گے۔ پھر امام علیہ السلام نے گریہ کیا اور فرمایا: جیسا کہ میں اس (زید) کو کناسہ میں پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اے مسلم کے فرزند، میرے بابا نے اپنے بابا حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے شانہ پر رکھ کر فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تیری نسل سے زید نامی شخص آئے گا جو مظلوم مارا جائے گا اور جب قیامت کا دن آئے گا تو جنت کے لئے محشور ہوگا۔

5/6

إمامَةُ أميرِ المُؤمِنينَ عَلِيٍّ

امامت امیر المومنین علیہ السلام

197. عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا قالَ لي بُرَيدَةُ: أمَرَنا رَسولُ اللهِ ﷺ أن نُسَلِّمَ[۲] على أبيكَ بِإمرَةِ المُؤمِنينَ[۳]

۱۹۷) عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں امام حسین علیہ السلام سے ہے۔ بریدہ نے مجھ سے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تیرے بابا (علی علیہ السلام) پر مومنوں پر حکومت حاصل کرنے کے لئے ہم سلام بھیجیں۔

[۱] كفاية الأثر: ص 306، بحار الأنوار: ج 46 ص 200 ح 74 وراجع: عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 250 ح 2 والأمالي للصدوق: ص 409 ح 529 و كفاية الأثر: ص 303.

[۲] في المصدر: «أسلّم»، والصواب ما أثبتناه كما في بحار الأنوار.

[۳] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 68 ح 312 عن داوود بن سليمان الفرّاء عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 37 ص 290 ح 1.

198. الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ علیہ السلام: حَدَّثَنی أمیرُ المُؤمِنینَ عَلِیُّ بنُ أبی طالِبٍ علیہ السلام قالَ: قالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ: یا عَلِیُّ، خَلَقَنِیَ اللهُ تَعالی وأنتَ مِن نورِ اللهِ حینَ خَلَقَ آدَمَ، وأفرَغَ ذٰلِكَ النّورَ فی صُلبِهِ، فَأَفضیٰ بِهِ إلی عَبدِ المُطَّلِبِ، ثُمَّ افتَرَقا مِن عَبدِ المُطَّلِبِ؛ أنَا فی عَبدِ اللهِ وأنتَ فی أبی طالِبٍ، لا تَصلُحُ النُّبُوَّةُ إلاّ لی، ولا تَصلُحُ الوَصِیَّةُ إلاّ لَكَ، فَمَن جَحَدَ وَصِیَّتَكَ جَحَدَ نُبُوَّتی، ومَن جَحَدَ نُبُوَّتی أکَبَّهُ اللهُ عَلی مَنخِرَیهِ فِی النّارِ[1]

۱۹۸) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: میرے لئے علی علیہ السلام نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! خدا نے مجھے اور تجھے آدم علیہ السلام کو پیدا کرتے وقت اپنے نور سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ پھر عبدالمطلب سے دو ٹکڑے ہوئے میں (پشت) عبداللہ میں آ گیا اور تم (پشت) ابو طالب میں۔ سوائے میرے کسی کے لئے نبوت سزاوار نہیں اور تیرے سوا کسی کے لئے وصی ہونا سزاوار نہیں ہے جو بھی تیرے وصی ہونے سے انکار کرے اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اس کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔

199. التوحید عن الأصبغ بن نباتة: لَمّا جَلَسَ عَلِیٌّ علیہ السلام فِی الخِلافَةِ وبایَعَهُ النّاسُ، خَرَجَ إلَی المَسجِدِ مُتَعَمِّما بِعِمامَةِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ، لابِسا بُردَةَ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ، مُتَنَعِّلاً نَعلَ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ، مُتَقَلِّدا سَیفَ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ، فَصَعِدَ المِنبَرَ فَجَلَسَ علیہ السلام عَلَیهِ مُتَمَکِّنا.... ثُمَّ قالَ لِلحَسَنِ علیہ السلام: یا حَسَنُ، قُم فَاصعَدِ المِنبَرَ فَتَکَلَّم.... ثُمَّ قالَ لِلحُسَینِ علیہ السلام: یا بُنَیَّ قُم فَاصعَدِ المِنبَرَ وتَکَلَّم بِکَلامٍ لا تُجَهِّلُكَ قُرَیشٌ مِن بَعدی، فَیَقولونَ: إنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ لا یُبصِرُ شَیئا، ولیَکُن کَلامُكَ تَبَعا لِکَلامِ أخیكَ. فَصَعِدَ الحُسَینُ علیہ السلام المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنی عَلَیهِ، وصَلّی عَلی نَبِیِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ صَلاةً موجَزَةً، ثُمَّ قالَ: مَعاشِرَ النّاسِ! سَمِعتُ جَدّی رَسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وهُوَ یَقولُ: «إنَّ عَلِیّا هُوَ مَدینَةُ هُدیً، فَمَن دَخَلَها نَجا ومَن تَخَلَّفَ عَنها هَلَكَ». فَوَثَبَ إلَیهِ عَلِیٌّ علیہ السلام فَضَمَّهُ إلی صَدرِهِ وقَبَّلَهُ، ثُمَّ قالَ: مَعاشِرَ النّاسِ! اشهَدوا أنَّهُما فَرخا رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ ووَدیعَتُهُ الَّتِی استَودَعَنیها، وأنَا أستَودِعُکُموها. مَعاشِرَ

[1] الأمالی للطوسی: ص 295 ح 577 عن عیسی بن أحمد بن عیسی بن المنصور عن الإمام الهادی عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 15 ص 12 ح 15.

النّاسِ! وَرَسولُ اللهِ ﷺ سائِلُكُم عَنهُما [1]

۱۹۹) (کتاب) توحید میں اصبغ بن نباتہ سے نقل ہے: جب علی علیہ السلام خلافت (کی مسند) پر بیٹھے اور لوگوں نے ان سے بیعت کی۔ اس وقت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ پہنا اور ان کی رداء (عبا) پہنی اور ان کے نعلین پہنے اور نبیؐ کی تلوار اٹھائی اور مسند پر بیٹھ کر حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے حسنؑ! اٹھو منبر پر بیٹھ کر کچھ کہو۔

پھر حسین علیہ السلام سے فرمایا: اٹھو اور منبر پر بیٹھ کر بات کرو۔ تاکہ میرے بعد قریش تجھے نظر انداز نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ حسین بن علی علیہ السلام کو کچھ پتہ نہیں۔ لیکن تیری بات تیرے بھائی کی باتوں کی طرح ہونی چاہیے۔

امام حسین علیہ السلام منبر پر بیٹھ کر خدا کی حمد و تعریف کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مختصر صلوات بھیج کر فرمایا: اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: وہ علیؑ، ہدایت کا شہر ہے جو بھی اس شہر میں داخل ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے منہ موڑے گا وہ ہلاک ہو گیا۔ یہاں پر علی علیہ السلام، ان (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف گئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے لگا کر بوسہ لیا اور فرمایا: اے لوگو! یہ دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ اور امانت ہیں جو میرے پاس امانت رکھی ہے اور میں ان دونوں کو آپ کے پاس امانت کے طور پر چھوڑ رہا ہوں۔ اے لوگو! ان دو کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے۔

200. الفتوح ـ في ذِكرِ أحداثِ حَربِ صِفّينَ ـ: أرسَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ الخَطّابِ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أنَّ لي إلَيكَ حاجَةً، فَالقَني إذا شِئتَ حَتّى اُخبِرَكَ. قالَ: فَخَرَجَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى واقَفَهُ وظَنَّ أنَّهُ يُريدُ حَربَهُ. فَقالَ لَهُ ابنُ عُمَرَ: إنّي لَم أدعُكَ إلَى الحَربِ، ولكِنِ اسمَع مِنّي فَإِنَّها نَصيحَةٌ لَكَ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: قُل ما تَشاءُ. فَقالَ: إعلَم أنَّ أباكَ قَد وَتَرَ قُرَيشا، وقَد بَغَضَهُ النّاسُ وذَكَروا أنَّهُ هُوَ الَّذي قَتَلَ عُثمانَ، فَهَل لَكَ أن تَخلَعَهُ وتُخالِفَ عَلَيهِ حَتّى نُوَلِّيَكَ هذَا الأَمرَ؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: كَلّا وَاللهِ، لا أكفُرُ بِاللهِ وبِرَسولِهِ وبِوَصِيِّ رَسولِ اللهِ، إخسَ [2] وَيلَكَ مِن شَيطانٍ مارِدٍ! فَلَقَد زَيَّنَ لَكَ الشَّيطانُ سوءَ عَمَلِكَ، فَخَدَعَكَ حَتّى أخرَجَكَ مِن دينِكَ بِاتِّباعِ القاسِطينَ ونُصرَةِ هذَا المارِقِ مِنَ الدّينِ، لَم يَزَل هُوَ وأبوهُ حَربِيَّينِ وعَدُوَّينِ للهِ ولِرَسولِهِ ولِلمُؤمِنينَ، فَوَاللهِ

---

[1] التوحيد: ص307.305 ح1، الأمالي للصدوق: ص425.422 ح560، الاختصاص: ص238.235، بحار الأنوار: ج40 ص202 ح6.

[2] كذا في المصدر، والصواب: «إخسأ».

ما أسلَما ولكِنَّهُمَا استَسلَما خَوفا وطَمَعا. فَأَنتَ اليَومَ تُقاتِلُ عَن غَيرِ مُتَذَمِّمٍ [1]، ثُمَّ تَخرُجُ إلَى الحَربِ مُتَخَلِّقا [2] لِتُرائِيَ بِذلِكَ نِساءَ أهلِ الشّامِ، ارتَع [3] قَليلاً، فَإِنّي أرجو أن يَقتُلَكَ اللهُ عز و جلسَريعا. قالَ: فَضَحِكَ عُبَيدُ اللهِ بنُ عُمَرَ، ثُمَّ رَجَعَ إلى مُعاوِيَةَ فَقالَ: إنّي أرَدتُ خَديعَةَ الحُسَينِ وقُلتُ لَهُ كَذا و كَذا، فَلَم أطمَع في خَديعَتِهِ. فَقالَ مُعاوِيَةُ: إنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ لا يُخدَعُ، وهُوَ ابنُ أبيهِ [4]

۲۰۰) الفتوح میں، جنگ صفین کے حالات میں آیا ہے کہ عبداللہ بن عمر بن خطاب نے امام حسین علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ سے میرا کچھ کام ہے جب بھی چاہو میرے ساتھ ملاقات کروتا کہ آپ کو بتاؤں۔

امام حسین علیہ السلام اس کی طرف گئے تو ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور خیال کیا کہ (عبداللہ) ان سے جنگ کرنا چاہتا ہے ابن عمر نے کہا: میں نے آپ کو جنگ کے لئے نہیں بلایا ہے بلکہ تجھے ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں وہ مجھ سے سنو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو کہنا چاہتے ہو کہو۔

ابن عمر نے کہا: تم کو پتہ ہونا چاہیے کہ تیرے باپ نے قریش کا خون بہایا ہے اور لوگ اس سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ عثمان کا قاتل ہے کیا آپ اس کو آزاد کرنا چاہتے ہو ان سے مخالفت کروتا کہ حکومت آپ کے حوالے کروں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم کبھی بھی خدا اس کے رسولؐ اور اس کے وصی کا انکار نہیں کرسکتا۔ دور ہو جا تجھ پر لعنت ہو۔ بیشک شیطان نے تیرے لئے تیری غلطیوں اور گناہوں کو اچھا اور نیک پیش کیا ہے اور تجھے دھوکا دیا تا کہ تجھے ان تجاوز گران اور اس دین سے خارج شخص (معاویہ) کی پیروی کے ذریعے دین سے خارج کرے۔

معاویہ تو وہ ہے کہ جو ہمیشہ سے اپنے باپ کے ساتھ، خدا اور اس کے نبی اور مومنوں کے ساتھ جنگ اور دشمنی میں مصروف تھا۔ خدا کی قسم انہوں نے اسلام ہی نہیں لایا، بلکہ انہوں نے خوف اور لالچ میں اسلام قبول کیا۔ اور تو آج مذمت نہ ہونے کے لئے جنگ کر رہے ہو اور خوش خیالی میں جنگ کے لئے باہر نکلے ہو تا کہ شام کی عورتوں کے پاس فخر

---

[1] الذِّمَّةُ والذِّمامِ: هما بمعنى العهد والأمان والضمان والحُرمة والحقّ (النهاية: ج2ص168 «ذمم»).
[2] الخُلوقُ: وهو طيب معروف مركّب يتّخذ من الزعفران وغيره (النهاية: ج 2ص 71 «خلق»).
[3] يقال: خرجنا نرتع ونلعب: أي ننعم ونلهو (الصحاح: ج3ص1216 «رتع»).
[4] الفتوح: ج3ص39.

فروشی کرو۔ تھوڑا خوش رہو کیونکہ خدا سے امید ہے عنقریب تجھے موت آئے گی۔

عبداللہ بن عمر ہنسا اور معاویہ کے پاس جا کر کہنے لگا: میں حسین علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہتا تھا اور اس کو میں نے یوں کہا۔ لیکن اس کو دھوکا دینے کی کوئی امید نہیں رکھتا ہوں۔

معاویہ نے کہا: حسین بن علی دھوکا نہیں کھائے گا۔ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے۔

201.المناقب عن رجل من بنی هاشم يقال له عبد الله بن ا جاءَ رَجُلٌ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَقالَ: حَدِّثني في عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ. فَقالَ: وَيحَكَ! وما عَسَيتُ أن اُحَدِّثَكَ في عَلِيٍّ وهُوَ أبي؟ قالَ: بَل تُحَدِّثُني. قالَ: إنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى أدَّبَ نَبِيَّهُ الآدابَ كُلَّها، فَلَمّا استَحكَمَ الأَدَبُ فَوَّضَ الأَمرَ إلَيهِ فَقالَ: «مَآ ءاتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا»[1]، إنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله أدَّبَ عَلِيّاً عليه السلام بِتِلكَ الآدابِ الَّتي أدَّبَهُ بِها، فَلَمّا استَحكَمَ الآدابُ كُلُّها فَوَّضَ الأَمرَ إلَيهِ، فَقالَ: «مَن كُنتُ مَولاهُ فَعَلِيٌّ مَولاهُ»[2]

(۲۰۱) المناقب میں ایک ہاشمی شخص بنام عبداللہ بن حسین سے نقل ہے کہ ایک شخص امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: مجھے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں کچھ بتائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، علی علیہ السلام کے بارے میں کیا چاہتے ہو درحالانکہ وہ میرا باپ ہے؟

اس شخص نے کہا: پھر بھی کچھ بتائیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نبی نے جو بھی تمہارے لئے لائے وہ لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے وہ آداب علی علیہ السلام کو سکھائے جو خود سیکھے ہوئے تھے اور جب آداب کو مضبوط کیا تو کام کو اس کے حوالے کیا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔

نکتہ

حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور فضیلت کے بارے میں امام حسین علیہ السلام سے بہت سی حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن کو ہم نے دانش نامہ امیر المومنین علیہ السلام میں بیان کیا ہے ان کو دوبارہ ادھر لانے سے اجتناب کرتے ہیں۔

---

[1] الحشر: 7.
[2] المناقب للکوفی: ج2 ص 428 ح 910.

5/7

إمامَةُ الحَسَنِ لِلحُسَينِ

امام حسین علیہ السلام کیلئے امامتِ حسن علیہ السلام

202. رجال الكشّي عن فضيل غلام محمّد بن راشد عن أبي عبد إنَّ مُعاوِيَةَ كَتَبَ إلَى الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أنِ اقدَم أنتَ وَالحُسَينُ وأصحابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُم قَيسُ بنُ سَعدِ بنِ عُبادَةَ الأَنصارِيُّ، وقَدِموا الشّامَ، فَأَذِنَ لَهُم مُعاوِيَةُ، وأعَدَّ لَهُمُ الخُطَباءَ. فَقالَ: يا حَسَنُ قُم فَبايِع، فَقامَ فَبايَعَ، ثُمَّ قالَ لِلحُسَينِ عليه السلام: قُم فَبايِع، فَقامَ فَبايَعَ، ثُمَّ قالَ: قُم يا قَيسُ فَبايِع، فَالتَفَتَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام يَنظُرُ ما يَأمُرُهُ. فَقالَ: يا قَيسُ، إنَّهُ إمامي. يَعنِي الحَسَنَ عليه السلام [1]

۲۰۲) رجال کشی میں فضیل (جو محمد بن راشد کا غلام ہے نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو لکھا: آپ اور حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری بھی ان کے ساتھ گیا اور شام پہنچے تو معاویہ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور (ان کے مقابلے کے لئے) خطیب بھی تیار کر کے رکھے۔

معاویہ نے کہا: اے حسن علیہ السلام! اٹھو اور بیعت کرو۔ بس امام حسن علیہ السلام نے اٹھ کر بیعت کی۔

پھر حسین علیہ السلام سے کہا: اٹھو اور بیعت کرو وہ بھی اٹھ کر بیعت کرنے لگے۔

پھر قیس سے کہا: اے قیس اٹھو اور بیعت کرو قیس امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگا اور ان کے فرمان کا انتظار کرنے لگے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے قیس: وہ (حسن علیہ السلام) میرا امام ہے۔

5/8

أبُو الأَئِمَّةِ التِّسعَةِ

---

[1] رجال الكشّي: ج1 ص325 ح176، بحار الأنوار: ج44 ص61 ح9.

نو اماموں کا باپ

203. كفاية الأثر عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة: كُنتُ عِندَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام إذ دَخَلَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ الأَصغَرُ، فَدَعاهُ الحُسَينُ عليه السلام وضَمَّهُ إلَيهِ ضَمّاً وقَبَّلَ ما بَينَ عَينَيهِ، ثُمَّ قالَ: بِأَبي أنتَ ما أطيَبَ ريحَكَ وأحسَنَ خلقَكَ! فَتَداخَلَني مِن ذلِكَ، فَقُلتُ: بِأَبي واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، إن كانَ ما نَعوذُ بِاللهِ أن نَراهُ فيكَ، فَإِلى مَن؟ قالَ: إلى عَلِيٍّ ابني هذا، هُوَ الإِمامُ وأبُو الأَئِمَّةِ[1]

۲۰۳) کفایۃ الاثر میں عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل ہے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ ان کا بیٹا علی اصغر (امام زین العابدین علیہ السلام) داخل ہوا۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کو آواز دی اور شدت سے گود میں لیا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا پھر فرمایا: تیرا باپ تجھ پر قربان، کتنی تجھ سے اچھی خوشبو آرہی ہے اور کتنی تیری صورت اچھی ہے اس واقعے سے میرے دل میں ایک بات آئی تو کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! خدا سے پناہ، اگر آپ کے لئے کوئی حادثہ پیش آئے تو ہم کس کی طرف جائیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے اس فرزند کی طرف جو امام ہے اور اماموں کا امام باپ ہیں۔

204. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: يا عَلِيُّ، أنتَ وَالأَئِمَّةُ مِن وُلدِكَ بَعدي حُجَجُ اللهِ عز و جل عَلى خَلقِهِ، وأعلامُهُ في بَرِيَّتِهِ، مَن أنكَرَ واحِداً مِنكُم فَقَد أنكَرَني، ومَن عَصى واحِداً مِنكُم فَقَد عَصاني، ومَن جَفا واحِداً مِنكُم فَقَد جَفاني، ومَن وَصَلَكُم فَقَد وَصَلَني، ومَن أطاعَكُم فَقَد أطاعَني، ومَن والاكُم فَقَد والاني، ومَن عاداكُم فَقَد عاداني، لِأَنَّكُم مِنّي، خُلِقتُم مِن طينَتي وأنا مِنكُم[2]

۲۰۴) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! تو اور تیری نسل سے امام میری طرف سے خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہیں اور لوگوں کے درمیان ہدایت کی نشانیاں ہیں۔ جو بھی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے اس نے میرا انکار کیا اور جو بھی تم میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرے اس نے میری نافرمانی کی اور تم سے اگر کوئی جفا کرے اس نے مجھ سے جفا کی ہے اور جو بھی آدمی تم سے رابطہ

---

[1] كفاية الأثر: ص234.

[2] كمال الدين: ص413 ح13 عن محمّد بن الفضيل عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج23 ص97 ح4.

ک جوڑے اس نے مجھ سے رابطہ جوڑا اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جو تم سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی : کیونکہ تم میری مٹی سے ہی خلق ہوئے ہو اور میں تم سے (خلق ہوا ہوں)۔

205. كفاية الأثر عن أبي خالد الكابلي عن عليّ بن الحسين دَخَلتُ عَلى رَسولِ اللهِ ﷺ وهُوَ مُتَفَكِّرٌ مَغمومٌ، فَقُلتُ: يا رَسولَ اللهِ، مالي أراكَ مُتَفَكِّرا؟ قالَ: يا بُنَيَّ، إنَّ الرّوحَ الأَمينَ قَد أتاني، فَقالَ: يا رَسولَ اللهِ، العَلِيُّ الأَعلى يُقرِئُكَ السَّلامَ ويَقولُ لَكَ: إنَّكَ قَد قَضَيتَ نُبُوَّتَكَ وَاستَكمَلتَ أيّامَكَ، فَاجعَلِ الِاسمَ الأَكبَرَ وميراثَ العِلمِ وآثارَ عِلمِ النُّبُوَّةِ عِندَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام، فَإِنّي لا أترُكُ الأَرضَ إلّا وفيها عالِمٌ يُعرَفُ بِهِ طاعَتي ويُعرَفُ بِهِ وِلايَتي، فَإِنّي لَم أقطَع عِلمَ [1] النُّبُوَّةِ مِنَ الغَيبِ مِن ذُرِّيَّتِكَ كَما لَم أقطَعها مِن ذُرِّيّاتِ الأَنبِياءِ الَّذينَ كانوا بَينَكَ وبَينَ أبيكَ آدَمَ. قُلتُ: يا رَسولَ اللهِ، فَمَن يَملِكُ هذَا الأَمرَ بَعدَكَ؟ قالَ: أبوكَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ، أخي وخَليفَتي، ويَملِكُ بَعدَ عَلِيٍّ الحَسَنُ، ثُمَّ تَملِكُ أنتَ وتِسعَةٌ مِن صُلبِكَ، يَملِكُهُ اثنا عَشَرَ إماما، ثُمَّ يَقومُ قائِمُنا يَملَأُ الدُّنيا قِسطا وعَدلاً كَما مُلِئَت جَورا وظُلما، ويَشفي صُدورَ قَومٍ مُؤمِنينَ هُم شيعَتُهُ [2]

۲۰۵) کفایۃ الاثر میں ابو خالد کابلی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں گیا اور چونکہ فکر میں اور غمگین تھے۔ میں نے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہوا کہ آپ تفکر میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے میرے پیارے فرزند! روح الامین میرے پاس آ کر کہنے لگا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (خدا) آپ کو سلام دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ تو نے اپنی نبوت کو پورا کر دیا ہے اور زندگی کے ایام مکمل کر دیئے ہیں۔ بس (خدا کے) اسم اکبر اور علمی میراث اور علم نبوت کے آثار کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس چھوڑ کر جاؤ، کیونکہ میں زمین کو بغیر ایسے عالم کے نہیں چھوٹا۔ جس کے زریعے میری اطاعت اور ولایت پہچانی جائے۔ میں غیب کا علم تیری نسل سے ختم نہیں کروں گا۔ جس طرح دوسرے انبیاء اور آدم علیہ السلام کی نسل سے ختم نہیں کیا۔ میں نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے بعد کون اس کام کو سنبھالنے والا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا تیرا بابا علی بن ابی طالب علیہ السلام، میرا بھائی اور جانشین ہے اس کے بعد

---

[1] في المصدر: «على النبوّة»، والتصويب من بحار الأنوار.
[2] كفاية الأثر: ص178، بحار الأنوار: ج36 ص345 ح212.

حسن علیہ السلام حاکم ہے اور اس کے بعد تو اور تیرے نوفرزند۔ بارہ امام ہیں کہ جن کے ہاتھ میں ولایت ہے پھر ہمارا قائم (مہدی علیہ السلام) قیام کرے گا اور دنیا کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم سے بھر چکی ہوگی اور ایک گروہ کو جو کہ مومن اور اس کے پیروکار ہیں، شفا دے گا۔

206. كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام كانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقولُ فيما بَشَّرَني بِهِ: يا حُسَينُ، أنتَ السَّيِّدُ ابنُ السَّيِّدِ أبو السّادَةِ، تِسعَةٌ مِن وُلدِكَ أئِمَّةٌ اُمَناءُ، التّاسِعُ قائِمُهُم، أنتَ الإِمامُ ابنُ الإِمامِ أبو الأَئِمَّةِ، تِسعَةٌ مِن صُلبِكَ أئِمَّةٌ أبرارٌ، وَالتّاسِعُ مَهدِيُّهُم يَملَأُ الأَرضَ قِسطا وعَدلاً، يَقومُ في آخِرِ الزَّمانِ كَما قُمتُ في أوَّلِهِ[1]

۲۰۶) کفایۃ الاثر میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خوشخبریوں میں جو مجھے دیں، فرمایا: اے حسین علیہ السلام تو سردار، سردار کے بیٹے اور سرداروں کے باپ ہو، آپ کے فرزندوں میں سے نو امام امین ہیں۔ ان میں سے نوا امام قائم (مہدی علیہ السلام) ہے تو امام، امام کا بیٹا اور اماموں کا باپ ہے تیری نسل سے نو آدمی امام اور نیک ہیں اور ان میں سے نوا مہدی علیہ السلام ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور آخری زمانے میں قیام کرے گا جس طرح میں نے شروع زمانے میں قیام کیا ہے۔

207. كفاية الأثر بإسناده عن الحسين عليه السلام: قالَت لي اُمّي فاطِمَةُ عليها السلام: لَمّا وَلَدتُكَ دَخَلَ إلَيَّ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَناوَلتُكَ إيّاهُ في خِرقَةٍ صَفراءَ، فَرَمى بِها وأخَذَ خِرقَةً بَيضاءَ لَفَّكَ فيها، وأذَّنَ في اُذُنِكَ الأَيمَنِ وأقامَ في اُذُنِكَ الأَيسَرِ. ثُمَّ قالَ: يا فاطِمَةُ، خُذيهِ فَإِنَّهُ أبُو الأَئِمَّةِ، تِسعَةٌ مِن وُلدِهِ أئِمَّةٌ أبرارٌ وَالتّاسِعُ مَهدِيُّهُم[2]

۲۰۷) کفایۃ الاثر میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا نے مجھ سے فرمایا: جب تیری ولادت ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور تجھے زرد کپڑے میں لپیٹ کر ان کو دیا، وہ کپڑا ہٹایا اور سفید کپڑا لے کر اس میں لپیٹا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ پھر فرمایا: اے فاطمہؑ! اس کو لے لو کیونکہ

---

[1] كفاية الأثر: ص 176 عن عبد الله بن إبراهيم عن أبيه عن جدّه عن الإمام زين العابدين عليه السلام، بحار الأنوار: ج 36 ص 344 ح 210.

[2] كفاية الأثر: ص 197 عن يونس بن ظبيان عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 36 ص 352 ح 222.

اماموں کا باپ ہے اس کے فرزندوں میں سے نو نیک امام ہیں۔ ان میں سے نوا امام مہدی علیہ السلام ہے۔

208. كفاية الأثر عن زيد بن عليّ عن عليّ بن الحسين عن أ: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: يا حُسَينُ، أنتَ الإمامُ وأخو الإمامِ وَابنُ الإمامِ، تِسعَةٌ مِن وُلدِكَ اُمَناءُ مَعصومونَ، وَالتّاسِعُ مَهدِيُّهُم، فَطوبى لِمَن أحَبَّهُم، وَالوَيلُ لِمَن أبغَضَهُم[1]

۲۰۸) کفایۃ الاثر میں زید بن علی نے امام سجاد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حسین علیہ السلام! تم امام، امام کا بھائی اور امام کا بیٹا ہو۔ تیرے نو فرزند امین اور معصوم ہیں۔ ان میں سے نوا مہدی علیہ السلام ہے۔ مبارک ہو ان کو جو ان سے محبت کریں اور لعنت ہو ان پر جو ان سے منہ موڑیں۔

5/9

قائِمُ هذِهِ الاُمَّةِ

اس امت کا قائم

209. كمال الدين عن عبد الله بن شريك عن رجل من همدان: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليهم السلام يَقولُ: قائِمُ هذِهِ الاُمَّةِ هُوَ التّاسِعُ مِن وُلدي، وهُوَ صاحِبُ الغَيبَةِ، وهُوَ الَّذي يُقَسَّمُ ميراثُهُ وهُوَ حَيٌّ[2]

۲۰۹) کمال الدین میں عبداللہ بن شریک نے قبیلے کے ایک شخص سے نقل کیا ہے: میں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: اس امت کا قائم میری نسل میں سے نوا فرد ہے وہ غائب ہوجائے گا درحالانکہ زندہ ہے اس کی میراث تقسیم کی جائے گی۔

210. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام في التّاسِعِ مِن وُلدي سُنَّةٌ مِن يوسُفَ، وسُنَّةٌ مِن موسَى بنِ عِمرانَ عليهما السلام، وهُوَ قائِمُنا أهلَ البَيتِ، يُصلِحُ اللهُ تَبارَكَ وتَعالى أمرَهُ

---

[1] كفاية الأثر: ص299، بحار الأنوار: ج36 ص361 ح231.

[2] كمال الدين: ص 317 ح 2، الصراط المستقيم: ج 2 ص 129، إعلام الورى: ج 2 ص 230 عن جعيد الهمداني، بحار الأنوار: ج51 ص133 ح3.

فِی لَیلَةٍ واحِدَةٍ[1]

۲۱۰) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے ہے میری نسل کے نویں فرزند میں یوسف علیہ السلام کی سنت اور موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی سنت ہے اور وہ اہم اہل بیت کا قائم (مہدی علیہ السلام) ہے۔ خدا نے اس کے کام کو ایک ہی رات میں مکمل کردے گا۔

211. كمال الدين عن عبد الله بن عمر: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام يَقولُ: لَو لَم يَبقَ مِنَ الدُّنيا إلاّ يَومٌ واحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ عز و جل ذلِكَ اليَومَ حَتّى يَخرُجَ رَجُلٌ مِن وُلدي، فَيَملَأَها عَدلاً وقِسطا كَما مُلِئَت جَورا وظُلما، كَذلِكَ سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ[2]

۲۱۱) کمال الدین میں عبداللہ بن عمر سے نقل ہے کہ میں نے سنا کہ حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر دنیا کا فقط ایک دن ہی رہ جائے تو خدا اس دن کو اتنا طولانی کرے گا تا کہ میری نسل سے ایک شخص ظہور کرے گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا۔ جیسے دنیا ظلم سے بھر گئی ہوگی۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے فرماتے ہوئے سنا۔

212. إثبات الهداة عن ثابت بن دينار عن أبي جعفر عليه السلام إنَّ الحُسَينَ عليه السلام قالَ: يُظهِرُ اللهُ قائِمَنا فَيَنتَقِمُ مِنَ الظّالِمينَ. فَقيلَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، مَن قائِمُكُم؟ قالَ: السّابِعُ مِن وُلدِ ابني مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ، وهُوَ الحُجَّةُ ابنُ الحَسَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ موسَى بنِ جَعفَرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ ابني، وهُوَ الَّذي يَغيبُ مُدَّةً طَويلَةً ثُمَّ يَظهَرُ ويَملَأُ الأَرضَ قِسطا وعَدلاً كَما مُلِئَت جَورا وظُلما[3]

۲۱۲) اثبات الھداۃ میں ثابت بن دینار نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا ہمارے قائم (مہدی علیہ السلام) کو ظاہر کرے گا تا کہ ظالموں سے انتقام لے۔ امام علیہ السلام سے کہا گیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند۔ آپ کا قائم کون ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے کی نسل سے ساتواں فرزند محمد بن علی، جو حجت ہے حسن کا بیٹا، علی کا بیٹا، محمد کا بیٹا، علی کا بیٹا، موسیٰ (کاظم) کا بیٹا، جعفر (صادق) کا بیٹا، محمد (باقر) کا بیٹا، علی (زین العابدین) کا بیٹا، میرا بیٹا وہ ایک طولانی زمانہ غائب ہوجائے گا پھر ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جس طرح

---

[1] كمال الدين: ص 317 ح 1، إعلام الورى: ج 2 ص 230 كلاهما عن عبد الرحمن بن الحجّاج عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، الصراط المستقيم: ج 2 ص 129، كشف الغمّة: ج 3 ص 312، العُدد القويّة: ص 71 ح 112 وليس فيه ذيله من «يصلح»، بحار الأنوار: ج 51 ص 133 ح 2.

[2] كمال الدين: ص 318 ح 4، إعلام الورى: ج 2 ص 231، بحار الأنوار: ج 51 ص 133 ح 5.

[3] إثبات الهداة: ج 3 ص 569 ح 681.

ظلم سے بھر گئی ہوگی۔

213. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام دَخَلتُ أنَا وأخي عَلى جدّي رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَأَجلَسَني عَلى فَخِذِهِ، وأجلَسَ أخي الحَسَنَ عَلى فَخِذِهِ الاُخرى، ثُمَّ قَبَّلَنا وقالَ: بِأَبي أنتُما مِن إمامَينِ صالِحَينِ، اختارَكُمَا اللهُ مِنّي ومِن أبيكُما واُمِّكُما، وَاختارَ مِن صُلبِكَ يا حُسَينُ تِسعَةَ أئِمَّةٍ، تاسِعُهُم قائِمُهُم، وكُلُّهُم فِي الفَضلِ وَالمَنزِلَةِ عِندَ اللهِ تَعالى سَواءٌ[1]

۲۱۳) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ میں اور میرا بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ران پر اور حسن علیہ السلام کو دوسری ران پر بٹھایا۔ پھر مجھے بوسہ دیکر فرمایا: میرا باپ تم دونوں نیک اماموں پر قربان، خدا نے تم دونوں کو مجھ سے اور تمہارے ماں باپ سے انتخاب کیا ہے اور اے حسین علیہ السلام تیری نسل سے خدا نے نو اماموں کو انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے نوا امام قائم علیہ السلام ہے اور سب کے سب خدا کے نزدیک فضیلت اور منزلت میں برابر ہیں۔

214. كفاية الأثر عن يحيى بن جعدة بن هبيرة عن الحسين بن. في جَوابِ رَجُلٍ سَأَلَهُ عَنِ الأَئِمَّةِ: عَدَدُ نُقَباءِ بَني إسرائيلَ، تِسعَةٌ مِن وُلدي آخِرُهُمُ القائِمُ، ولَقَد سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: أبشِروا ثُمَّ أبشِروا. ثَلاثَ مَرّاتٍ. إنَّما مَثَلُ أهلِ بَيتي كَمَثَلِ حَديقَةٍ اُطعِمَ مِنها فَوجٌ عاماً، ثُمَّ اُطعِمَ مِنها فَوجٌ عاماً، في آخِرِها فَوجٌ يَكونُ أعرَضَها بَحراً، وأعمَقَها طولاً وفَرعاً، وأحسَنَها جَنىً[2]

۲۱۴) کفایۃ الاثر میں یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: بنی اسرائیل کے نقیب (ستارے) نو نفر ہیں جو کہ میری نسل سے ہیں جن میں سے آخری قائم (مہدی علیہ السلام) ہے۔ میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوشخبری دو۔ خوشخبری دو! یہاں تک کہ تین بار (بڑھا کر کہا کہ)۔ میرے اہل بیت ایک باغ کی مانند ہیں جس سے ایک سال ایک گروہ بعد والے سال میں دوسرا گروہ دیا جائے گا اور اس باغ کے آخر میں (بھی) ایک گروہ ہے وہاں ایک وسیع نہر ہے اور باغ طول وعرض میں بہت وسیع ہے اور اس کے پھل ہر سال ہوتے ہیں۔

---

[1] كمال الدين: ص269 ح12، دلائل الإمامة: ص447 ح423، إعلام الورى: ج2 ص191، كشف الغمّة: ج3 ص301 كلّها عن أبي حمزة الثمالي عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام.

[2] كفاية الأثر: ص231، بحار الأنوار: ج36 ص384 ح4.

215. كمال الدين عن ثابت بن دينار عن سيّد العابدين عليّ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: الأَئِمَّةُ بَعدِي اثنا عَشَرَ، أَوَّلُهُم أنتَ يا عَلِيُّ، وآخِرُهُمُ القائِمُ الَّذي يَفتَحُ اللهُ عز و جل عَلى يَدَيهِ مَشارِقَ الأَرضِ ومَغارِبَها [1]

۲۱۵) کمال الدین میں ثابت بن دینار نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد، بارہ امام ہیں جن میں سے پہلا۔ اے علی علیہ السلام! تو ہے اور ان میں سے آخری قائم ہے جس کے ذریعے زمین کے مشرق ومغرب کو فتح کرے گا۔

5/10

صِفَةُ المَهدِيّ

مہدی علیہ السلام کی صفات

216. الغيبة عن سليمان بن بلال عن جعفر بن محمّد عن أبيه: جاءَ رَجُلٌ إلى أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ لَهُ: يا أميرَ المُؤمِنينَ نَبِّئنا بِمَهدِيِّكُم هذا. فَقالَ: إذا دَرَجَ [2] الدّارِجونَ، وقَلَّ المُؤمِنونَ، وذَهَبَ المُجلِبونَ، فَهُناكَ هُناكَ. فَقالَ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ فَقالَ: مِن بَني هاشِمٍ، مِن ذِروَةِ [3] طَودِ [4] العَرَبِ، وبَحرِ مَغيضِها [5] إذا وَرَدَت، ومَخفَرِ [6] أهلِها إذا اُتِيَت، ومَعدِنِ صَفوَتِها إذَا اكتَدَرَت، لا يَجبُنُ إذَا المَنايا هَكَعَت [7]، ولا يَخورُ إذَا المَنونُ اكتَنَعَت [8]، ولا يَنكُلُ [9]

---

[1] كمال الدين: ص 282 ح 35، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 65 ح 34، الأمالي للصدوق: ص 172 ح 175، بحار الأنوار: ج 36 ص 226 ح 1.

[2] دَرَجَ: أي مات (النهاية: ج 2 ص 111 «درج»).

[3] ذِروَةُ كلّ شيء: أعلاه (النهاية: ج 2 ص 159 «ذرا»).

[4] الطَّود: الجبل، أو عظيمُهُ، المتطاول في السماء (تاج العروس: ج 5 ص 81 «طود»).

[5] المغيض، الموضع الذي يدخل فيه الماء فيغيب.

[6] خَفَرت الرجلَ: أجرته وحفظته. وخفرته: إذا كنت له خفيرا؛ أي حاميا و كفيلاً (النهاية: ج 2 ص 52 «خفر»).

[7] هَكَعَ الرجلُ بالقوم: نزل بهم (تاج العروس: ج 11 ص 545 «هكع»).

[8] اكتَنَعَ: دنا (النهاية: ج 4 ص 204 «كنع»).

[9] نَكَلَ عن العدوّ: جبن (الصحاح: ج 5 ص 1835 «نكل»).

إذَا الكُماةُ[1] اصطَرَعَت، مُشَمِّرٌ مُغلَولِبٌ، ظَفِرٌ[2]، ضِرغامَةٌ، حَصِدٌ، مُخَدِّشٌ، ذَكَرٌ، سَيفٌ مِن سُيوفِ اللهِ، رَأسٌ، قُثَمٌ[3]، نُشوءُ رَأسِهِ في باذِخِ السُّؤدَدِ[4]، وعارِزُ[5] مَجدِهِ في أكرَمِ المَحتِدِ[6]، فَلا يَصرِفَنَّكَ عَن بَيعَتِهِ صارِفٌ عارِضٌ يَنوصُ إلَى الفِتنَةِ كُلَّ مَناصٍ، إن قالَ فَشَرُّ قائِلٍ، وإن سَكَتَ فَذو دَعايِرَ[7] ثُمَّ رَجَعَ إلى صِفَةِ المَهدِيِّ عليه السلام فَقالَ: أوسَعُكُم كَهفا، وأكثَرُكُم عِلما، وأوصَلُكُم رَحِما، اللّٰهُمَّ فَاجعَل بَعثَهُ خُروجا مِنَ الغُمَّةِ، وَاجمَع بِهِ شَملَ الاُمَّةِ، فَإِن خارَ اللهُ لَكَ فَاعزِم ولا تَنثَنِ عَنهُ إن وُفِّقتَ لَهُ، ولا تَجوزَنَّ عَنهُ إن هُديتَ إلَيهِ، هاه، وأومَأَ بِيَدِهِ إلى صَدرِهِ، شَوقا إلى رُؤيَتِهِ[8]

۲۱۶) غیبت نعمانی میں سلیمان بن بلال نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے علی علیہ السلام کے پاس آ کر کہا: اے امیر المومنین علیہ السلام! ہمیں تم اپنے مہدی علیہ السلام (کے ظہور) کے بارے میں بتائیں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: جب (دنیا سے) جانے والے چلے جائیں اور مومن کم رہ جائیں اور فتنہ برپا کرنے والے نابود ہو جائیں وہی وقت ہے وہی وقت۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین علیہ السلام! یہ شخص کون سے قبیلے سے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عرب کے بلندترین قبیلے بنی ہاشم سے اور سمندر کے اس پانی سے جس میں ہر طرف پانی آتا ہے اور ایسی پناہ گاہ سے جہاں پر پناہ مانگنے والا پناہ مانگتا ہے۔ اور خالص معدن ناخالص میں سے، وہ کبھی بھی موت سے نہیں ڈرے گا اور موت کے نزدیک ہونے سے سست نہیں ہوگا۔ شجاع لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ حوصلے اور طاقت و کامیابی کے ساتھ نرشیر کی طرح (دشمنوں کو) دور کرنے والا اور زخمی کرنے والا ہے۔ خدا کی تلواروں میں سے تلوار ہے سالار، کامل اور خدا کا تربیت یافتہ ہے اور خاندان کرم میں (ظلم) کو ختم کرنے والا ہے۔ بس تجھے اس کی بیعت (کوئی) دور نہ کرے ایسا آدمی جس کو فرصت ملنے کی وجہ سے فتنے کی طرف چلا جائے اور اگر بات کرے بہترین بات کرنے والا ہے اور اگر خاموش بیٹھے تو فساد (اندر میں) رکھتا ہے۔

---

[1] الكميّ: الشجاع، والجمع: الكُماة (الصحاح: ج6 ص2477 «كمي»).

[2] الظّفر: الفوز، وقد ظفر بعدوّه فهو ظفر (الصحاح: ج2 ص730 «ظفر»).

[3] قثم: الجامع الكامل، وقيل: الجموع للخير (النهاية: ج4 ص16 «قثم»).

[4] السؤدَدُ: الشرف (لسان العرب: ج3 ص228 «سود»).

[5] العَرْزُ: اشتداد الشيء وغلظه (لسان العرب: ج5 ص373 «عرز»).

[6] المَحتِدُ: الأصلُ والطَّبعُ (لسان العرب: ج3 ص139 «حتد»).

[7] الدَّعارَةُ: الفساد والشرّ (النهاية: ج2 ص119 «دعر»).

[8] الغيبة للنعماني: ص212 ح1، بحار الأنوار: ج51 ص115 ح14 وفيه «نشق» بدل «نشوء».

پھر امام علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کی صفات بیان کرنے کی طرف لوٹے اور فرمایا: اس کی پناہ کی جگہ تم سب سے وسیع ہے۔ اس کا علم تم سب سے زیادہ ہے اور رشتہ داری کی حوالے سے تمہارے نزدیک ہے۔ اے اللہ! اس کے ظہور کو قرار دے غم سے نجات اور اس کے ذریعے اس امت کے تفرقہ کو اتحاد میں تبدیل کر۔ بس اگر خدا تجھے (اس کو دیکھنے کے لئے) چنے اور تجھے توفیق دے اس کو دیکھنے کی تو تم کرلو اور اس سے منہ نہ موڑنا اور جب اس تک پہنچو تو منہ نہ موڑنا۔ آہ کہ یہ دل (اپنے ہاتھ سے دینے کی طرف اشارہ کیا) کتنا اس (کے دیدار کا) مشتاق ہے۔

5/11

المَهدِیُّ مِن وُلدِ فاطِمَةَ

مہدیؑ، فاطمہ کی نسل سے ہے

217.دلائل الإمامة عن الزهری عن علیّ بن الحسین عن أبیه أنَّ النَّبِیَّ ﷺ قالَ لِفاطِمَةَ صَلَواتُ اللهِ عَلَیها: المَهدِیُّ مِن وُلدِكِ [1]

۲۱۷) دلائل الامامۃ میں زہری نے امام سجاد علیہ السلام سے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: مہدی علیہ السلام تیری نسل سے ہے۔

[1] دلائل الإمامة: ص444 ح417، کشف الغمّة: ج3ص258، بحار الأنوار: ج51ص78 ح37؛ ذخائر العقبی: ص236.

5/12

فَضلُ الصّابِرِ فی عَصرِ الغَیبَۃِ

زمانہ غیبت میں صبر کی فضیلت

218. کمال الدین عن عبد الرحمن بن سلیط عن الحسین بن علی مِنّا اثنا عَشَرَ مَهدِیًّا، أوَّلُهُم أمیرُ المُؤمِنینَ عَلِیُّ بنُ أبی طالِبٍ علیہ السلام، وآخِرُهُمُ التّاسِعُ مِن وُلدی وهُوَ الإمامُ القائِمُ بِالحَقِّ، یُحیِی اللهُ بِهِ الأَرضَ بَعدَ مَوتِها، ویُظهِرُ بِهِ دینَ الحَقِّ عَلَى الدّینِ كُلِّهِ ولَو كَرِهَ المُشرِكونَ، لَهُ غَیبَةٌ یَرتَدُّ فیها أقوامٌ ویَثبُتُ فیها عَلَى الدّینِ آخَرونَ، فَیُؤذَونَ ویُقالُ لَهُم: «مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ»[1] أما إنَّ الصّابِرَ فی غَیبَتِهِ عَلَى الأَذى وَالتَّكذیبِ بِمَنزِلَةِ المُجاهِدِ بِالسَّیفِ بَینَ یَدَی رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[2]

۲۱۸) کمال الدین میں عبدالرحمن بن سلیط نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ بارہ ہدایت یافتہ ہم میں سے ہیں۔ ان میں سے پہلا علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آخری میری نسل سے نوا فرزند ہے جو حق کو برپا کرے گا۔ خدا اس کے ذریعے زمین کے مرنے کے بعد اس کو زندہ کرے گا اور حقیقی دین کو اس کے ذریعے سارے ادیان پر غلبہ دے گا اگرچہ مشرکین کو پسند نہ ہو۔ اس کے لئے ایسی غیبت ہے جس میں کچھ گروہ مرتد ہوجائیں گے اور کچھ گروہ دین میں ثابت قدم رہیں گے اور آزار واذیت دیکھیں گے اور انہیں کہا جائے گا اگر تم سچے ہوتو یہ وعدہ کب پورا ہوگا ؟

خبردار اس کی غیبت کے زمانے میں دوسروں کے آزار اور انکار پر صبر کرنا ایسے ہے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلوار سے جنگ کرنا۔

---

[1] یس: 48وسبأ: 29.

[2] كمال الدين: ص317 ح3، عيون أخبار الرضا علیہ السلام: ج1ص68 ح36، إعلام الورى: ج2ص194، العُدد القويّة: ص71 ح114وفيه صدره إلى «بالحقّ»، كفاية الأثر: ص232عن عبد الرحمن بن سابط، بحار الأنوار: ج51ص133 ح4.

5/13

مِن عَلائِمِ ظُهورِ المَهدِيّ

ظہور (امام) مہدی علیہ السلام کی نشانیاں

219. الغيبة عن عميرة بنت نفيل: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام يقولُ: لا يَكونُ الأَمرُ الَّذي تَنتَظِرونَهُ حَتّى يَبرَأَ بَعضُكُم مِن بَعضٍ، ويَتفِلَ بَعضُكُم في وُجوهِ بَعضٍ، ويَشهَدَ بَعضُكُم عَلى بَعضٍ بِالكُفرِ، ويَلعَنَ بَعضُكُم بَعضاً. فَقُلتُ لَهُ: ما في ذلِكَ الزَّمانِ مِن خَيرٍ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: الخَيرُ كُلُّهُ في ذلِكَ الزَّمانِ، يَقومُ قائِمُنا ويَدفَعُ ذلِكَ كُلَّهُ[1]

۲۱۹) غیبت نعمانی میں طفیل کی بیٹی عمیرہ سے نقل ہے کہ میں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کا تم انتظار کررہے ہو وہ واقع نہیں ہوگی جب تک تم میں سے بعض بعض سے بیزاری نہ کریں اور ایک دوسرے پر لعاب دہن نہ پھینکیں اور ایک دوسرے کو کافر نہ سمجھیں اور ایک دوسرے کو لعنت نہ کریں میں نے ان سے کہا: بس ایسے زمانے میں نیکی نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: ساری نیکیاں اسی زمانے میں ہیں۔ ہمارا قائم (مہدی علیہ السلام) قیام کرے گا اور وہ ان ساری خرابیوں کو ختم کردے گا۔

5/14

أنصارُ المَهدِيّ

(امام) مہدی علیہ السلام کے مددگار

220. كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أمير التّاسِعُ مِن وُلدِكَ يا حُسَينُ هُوَ القائِمُ بِالحَقِّ، المُظهِرُ لِلدّينِ، وَالباسِطُ لِلعَدلِ. قالَ الحُسَينُ عليه السلام: فَقُلتُ لَهُ: يا أميرَ المُؤمِنينَ وإنَّ ذلِكَ لَكائِنٌ؟ فَقالَ عليه السلام: إي وَالَّذي بَعَثَ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله بِالنُّبُوَّةِ، وَاصطَفاهُ عَلى جَميعِ البَرِيَّةِ، ولكِن

---

[1] الغيبة للنعماني: ص 205 ح 9، بحار الأنوار: ج 52 ص 211 ح 58، وفي الغيبة للطوسي: ص 438 ح 429 والخرائج والجرائح: ج 3 ص 1153 ح 59 عن الإمام الحسن عليه السلام.

بَعدَ غَيبَةٍ وحَيرَةٍ، فَلا يَثبُتُ فيها عَلى دينِهِ إلاَّ المُخلِصونَ المُباشِرونَ لِروحِ اليَقينِ، الَّذينَ أخَذَ اللهُ عز و جل ميثاقَهُم بِوِلايَتِنا، وكَتَبَ في قُلوبِهِمُ الإِيمانَ وأيَّدَهُم بِروحٍ مِنهُ[1]

۲۲۰) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ میرے بابا علی علیہ السلام نے فرمایا: اے حسین علیہ السلام! تیری نسل سے نواوہ فرزند ہے جو حق کا قیام کرے گا۔ دین کو غلبہ اور عدالت کو وسعت دے گا۔

میں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین علیہ السلام! کیا یہ ہوسکتا ہے؟

فرمایا: ہاں قسم اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت دی اور اس کو سارے لوگوں پر (فضیلت دیکر) چنا، لیکن غیبت اور پریشانی کے بعد سوائے ان کے جو یقین کے ساتھ مخلص ہیں کوئی بھی اس پر ثابت قدم نہیں رہے گا، ایسے لوگوں سے خدا نے ہماری ولایت کا وعدہ لیا اور ان کے دلوں میں ایمان کو مضبوط کیا اور اپنی روح کی ذریعے ان کی تائید کی ہے۔

5/15

مُدَّةُ مُلكِهِ

(امام) مہدی علیہ السلام کی حکومت کا زمانہ

221.عقد الدرر عن الحسين بن علي عليه السلام: يَملِكُ المَهدِيُّ عليه السلام تِسعَ عَشرَةَ سَنَةً وأشهُرا[2]

۲۲۱) عقد الدرر میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ: انیس سال اور کچھ ماہ امام مہدی علیہ السلام حکومت کریں گے۔

5/16

سِرُّ اختِلافِ عَمَلِ الإِمامَينِ

دو اماموں کی رفتار میں فرق کا راز

---

[1] كمال الدين: ص 304 ح 16، إعلام الورى: ج 2 ص 229 كلاهما عن الحسين بن خالد عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، كشف الغمّة: ج3 ص 311 عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 51 ص 110 ح 2.

[2] عقد الدرر: ص 239.

222. كتاب من لا يحضره الفقيه عن سالم عن أبي عبد الله أوصى رَسولُ اللهِ ﷺ إلى عَلِيٍّ عليه السلام وَحدَهُ، وأوصى عَلِيٌّ عليه السلام إلَى الحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام جميعا، وكانَ الحَسَنُ عليه السلام إمامَهُ، فَدَخَلَ رَجُلٌ يَومَ عَرَفَةَ عَلَى الحَسَنِ عليه السلام وهُوَ يَتَغَدّى وَالحُسَينُ عليه السلام صائِمٌ، ثُمَّ جاءَ بَعدَما قُبِضَ الحَسَنُ عليه السلام فَدَخَلَ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام يَومَ عَرَفَةَ وهُوَ يَتَغَدّى وعَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام صائِمٌ،

فَقالَ لَهُ الرَّجُلُ: إنّي دَخَلتُ عَلَى الحَسَنِ عليه السلام وهُوَ يَتَغَدّى وأنتَ صائِمٌ، ثُمَّ دَخَلتُ عَلَيكَ وأنتَ مُفطِرٌ؟!

فَقالَ: إنَّ الحَسَنَ عليه السلام كانَ إماما فَأَفطَرَ لِئَلّا يُتَّخَذَ صَومُهُ سُنَّةً ولِيَتَأَسّى [1] بِهِ النّاسُ، فَلَمّا أن قُبِضَ كُنتُ أنَا الإِمامَ، فَأَرَدتُ ألّا يُتَّخَذَ صَومي سُنَّةً فَيَتَأَسَّى النّاسُ بي [2]

۲۲۲) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں سالم نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اکیلے میں وصیت کی اور علی علیہ السلام نے حسن و حسین علیہما السلام دونوں کو وصیت کی اور حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام کے رہبر تھے۔

ایک شخص، عرفہ کے دن امام حسن علیہ السلام کے پاس آیا۔ درحالانکہ امام علیہ السلام غذا کھا رہے تھے اور حسین علیہ السلام کو روزہ تھا۔

امام حسن علیہ السلام کی جب وفات ہوئی تو عرفہ کے دن حسین علیہ السلام کے پاس آیا۔ درحالانکہ امام غذا میں مصروف تھے اور علی بن الحسین علیہما السلام کو روزہ تھا۔

اس شخص نے (امام) حسین علیہ السلام سے کہا: میں حسن علیہ السلام کے پاس گیا درحالانکہ غذا میں مصروف تھے اور آپ علیہ السلام کو روزہ تھا پھر میں آپ کے پاس آیا اور روزہ نہیں تھے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: حسن علیہ السلام (اس وقت) امام تھے اور روزہ سے نہیں تھے تا کہ عرفہ کے دن سنت (ایک واجب کام کے طور پر) لوگوں کے لئے اسوہ نہ بنے جب وہ گئے تو میں امام ہوں اور میں نے چاہا کہ میرا روزہ سنت اور اسوہ لوگوں کے لئے قرار نہ بنے۔

---

[1] الأُسوة والمؤاساة: القدوة (النهاية: ج1 ص50 «أسا»).

[2] كتاب من لا يحضره الفقيه: ج2 ص87 ح1810، علل الشرائع: ص386 ح1، الإقبال: ج2 ص59، بحار الأنوار: ج97 ص123 ح3.

223.مستدرك الوسائل عن مسروق: دَخَلتُ يَومَ عَرَفَةَ عَلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام وأقداحُ السَّويقِ بَينَ يَدَيهِ وبَينَ يَدَي أصحابِهِ، وَالمَصاحِفُ في حُجورِهِم وهُم يَنتَظِرونَ الإفطارَ، فَسَأَلتُهُ عَن مَسأَلَةٍ فَأَجابَني، فَخَرَجتُ فَدَخَلتُ عَلَى الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَالنّاسُ يَدخُلونَ إلى مَوائِدَ مَوضوعَةٍ عَلَيها طَعامٌ عَتيدٌ[1]، فَيَأكُلونَ ويَحمِلونَ، فَرَآني وقَد تَغَيَّرتُ.

فَقالَ: يا مَسروقُ لِمَ لا تَأكُلُ؟

فَقُلتُ: يا سَيِّدي أنَا صائِمٌ، وأنَا أذكُرُ شَيئاً.

فَقالَ: اُذكُر ما بَدا لَكَ.

فَقُلتُ: أعوذُ بِاللهِ أن تَكونوا مُختَلِفينَ، دَخَلتُ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام فَرَأَيتُهُ يَنتَظِرُ الإفطارَ، ودَخَلتُ عَلَيكَ وأنتَ عَلى هذِهِ الصِّفَةِ وَالحالِ! فَضَمَّني إلى صَدرِهِ

وقالَ: يَابنَ الأَشرَسِ، أما عَلِمتَ أنَّ اللهَ تَعالى نَدَبَنا لِسِياسَةِ الأُمَّةِ، ولَوِ اجتَمَعنا عَلى شَيءٍ ما وَسِعَكُم غَيرُهُ؟ إنّي أفطَرتُ لِمُفطِرِكُم، وصامَ أخي لِصُوّامِكُم[2]

۲۲۳) مستدرک الوسائل میں مسروق سے نقل ہے کہ میں عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا۔ درحالانکہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے غذا سے پُر ایک برتن تھا اور ان کے دامن میں قرآن بھی تھے اور افطار کا انتظار کر رہے تھے۔

میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا: جواب لے کر میں باہر آیا اور امام حسن علیہ السلام کے پاس آیا درحالانکہ لوگ ان کے دسترخوانوں پر بیٹھے ہوئے تھے جو غذا کے لئے تیار کئے گئے تھے اور کچھ لے کر بھی جا رہے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ میری حالت تبدیل ہو رہی ہے تو فرمایا: اے مسروق! کیوں نہیں کھاتے ہو؟ میں نے کہا: اے میرے سردار! مجھے روزہ ہے اور کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ کہنا چاہتے ہو وہ کہو۔

میں نے کہا: ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ آپ (حسن و حسین علیہ السلام) آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ میں حسین علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا کہ افطار کے انتظار میں ہیں اور آپ کے پاس آیا ہوں تو آپ اس حالت میں ہیں۔

---

[1] العتيد: الشيء الحاضر المهيّأ (الصحاح: ج2 ص505 «عتد»).

[2] مستدرك الوسائل: ج7 ص528 ح8820 نقلاً عن كتاب التعازي.

امام نے مجھے اپنے سینے سے زور سے لگا کر فرمایا: اے اشرس کے بیٹے ! کیا تجھے پتہ نہیں ہے کہ خدا نے ہمیں امت کی تربیت کے لئے بلایا ہے اور اگر ہم ایک کام پر جمع ہو جائیں تو تم دوسرا کام انجام نہیں دے پاؤ گے؟

میں نے روزہ نہیں رکھا تو ایسے لوگوں کے لئے جو روزے سے نہیں ہیں اور میرے بھائی نے روزہ رکھا ہے تو اس لوگوں کے لئے (اسوہ) ہے جو روزے سے ہیں۔

224. كتاب من لا يحضره الفقيه: رُوِيَ عَن يَعقوبَ بنِ شُعَيبٍ قالَ: سَأَلتُ أبا عَبدِ اللهِ عليه السلام عَن صَومِ يَومِ عَرَفَةَ، قالَ: إن شِئتَ صُمتَ وإن شِئتَ لَم تَصُم. وذَكَرَ أنَّ رَجُلاً أتَى الحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهما السلام فَوَجَدَ أحَدَهُما صائِمًا وَالآخَرَ مُفطِرا، فَسَأَلَهُما فَقالا: إن صُمتَ فَحَسَنٌ، وإن لَم تَصُم فَجائِزٌ[1]

۲۲۴) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں یعقوب بن شعیب سے نقل ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرفہ کے دن والے روزے کے بارے میں پوچھا: تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر چاہتے ہو تو روزہ رکھو۔ اور اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔ ایک شخص نے امام حسن و امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور ان میں سے ایک کو روزے کی حالت میں دیکھا دوسرے کو بغیر روزے کے۔ تو سبب ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اگر روزہ رکھو تو بہتر ہے اور اگر نہ رکھو تو جائز ہے۔

---

[1] كتاب من لا يحضره الفقيه: ج2 ص87 ح1809؛ المصنّف لعبد الرزّاق: ج4 ص285 ح7830 عن ابن عيينة نحوه.

الفصل السّادِسُ: شيعة أهل البيت

چھٹی فصل: اہل بیت علیہم السلام کے شیعہ

6/1

فَضلُ شيعَةِ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کی فضیلت

225.المحاسن عن زيد بن أرقم عن الحسين بن علي عليه السلام ما مِن شيعَتِنا إلاّ صِدّيقٌ شَهيدٌ. قالَ: قُلتُ: جُعِلتُ فِداكَ، أنّى يَكونُ ذلِكَ وعامَّتُهُم يَموتونَ عَلى فِراشِهِم؟ فَقالَ: أما تَتلو كِتابَ اللهِ فِي الحَديدِ: «وَالَّذِينَ ءَامَنُواْ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُوْلَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَآءُ عِندَ رَبِّهِمْ»[1]؟ قالَ: فَقُلتُ: فَكَأَنّي لَم أقرَأ هذِهِ الآيَةَ مِن كِتابِ اللهِ تَعالى قَطُّ! قالَ: لَو كانَ الشُّهَداءُ لَيسَ إلاّ كَما تَقولُ لَكانَ الشُّهَداءُ قَليلاً[2]

۲۲۵) محاسن میں زید بن ارقم سے نقل ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی سوائے صدیق اور شہید نہیں ہے۔ میں نے کہا: آپ پر قربان ہوجاؤں یہ کیسے ہوسکتا ہے درحالانکہ ان میں سے کچھ بستر پرسوتے ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ نے قرآن کی سورہ حدید میں نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا: گویا میں نے ابھی تک یہ آیت پڑھی ہی نہیں ہے۔تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر شہید فقط وہ ہوتے ہیں جو تم کہہ رہے ہو(وہ لوگ جو جنگ میں شہید ہوں) تو شہیدوں کی تعداد کم ہوگی۔

226.تفسير فرات عن أبي الجارية والأصبغ بن نباتة: لَمّا كانَ مَروانُ عَلَى المَدينَةِ، خَطَبَ النّاسَ فَوَقَعَ في أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام...فَقامَ الحُسَينُ عليه السلام مُغضَبا حَتّى دَخَلَ عَلى مَروانَ، فَقالَ لَهُ: يَابنَ

---

[1] الحديد:19.

[2] المحاسن: ج1ص 265 ح 512، مشكاة الأنوار: ص 168 ح 435، الدعوات: ص 242 ح 681، شرح الأخبار: ج 3ص 439 ح 1298 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج82ص 173 ح6.

الزَّرقاءِ [1] ویَابنَ آكِلَةِ القُمَّلِ، أنتَ الواقِعُ في عَلِيٍّ... ألا اُخبِرُكَ بِما فيكَ وفي أصحابِكَ وفي عَلِيٍّ علیہ السلام؟ فَإِنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى يَقولُ: «إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا» [2] فَذلِكَ لِعَلِيٍّ وشيعَتِهِ «فَإِنَّمَا يَسَّرْنَهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ» [3]، فَبَشَّرَ بِذلِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ لِعَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ علیہ السلام [4]

۲۲۶) تفسیر فرات کوفی میں ابو جاریہ اور اصبغ بن نباتہ سے نقل ہے کہ جب مروان مدینے کا حاکم تھا تو اس نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔ امام حسین علیہ السلام غصے میں اٹھے اور مروان کے پاس آ کر کہا: اے نیلی آنکھ والی عورت کے بیٹے اور ذلیل کے بیٹے تو علی علیہ السلام کے بارے میں غلط کہہ رہا ہے؟ کیا تجھے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بارے میں (قرآن سے) علی علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ ہے نہ بتاؤں؟ خدا کا ارشاد ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا۔ یہ علی علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے لئے ہے۔ بس ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں اس لئے آسان کر دیا ہے کہ تم پرہیزگاروں کو بشارت دے سکو۔ بس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی علی علیہ السلام کو خوشخبری دی۔

227. الأُصول السِّتّة عشر عن أبي سعيد المدائني عن محمّد: جاءَ رَجُلٌ إلى أبي فَحَدَّثَهُ فَقالَ: إنَّ الرَّجُلَ مِن شيعَتِنا لَيَأتي يَومَ القِيامَةِ عَلَيهِ تاجُ نُبُوَّةٍ، قُدّامَهُ سَبعونَ مَلَكًا [5] يَنساقُ سَوقًا إلى بابِ الجَنَّةِ، فَيُقالُ لَهُ: اُدخُلِ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسابٍ [6]

۲۲۷) الاصول الستۃ عشر میں ابوسعید مدائنی نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص میرے بابا (زین العابدین علیہ السلام) کے پاس آیا اور میرے بابا نے اس سے کہا: قیامت کے دن ہمارے شیعوں میں سے ایک شخص آئے گا جس کے سر پر نبوت کا تاج ہوگا اور ستر فرشتے اس کے آگے آگے ہوں گے اور اسے کہا جائے گا: بغیر

---

[1] زَرِقَت عينه: إذا تقلّبت فبان بياضها، والزرقة أبغض شيء من ألوان العيون عند العرب (مجمع البحرين: ج 2 ص 771 «زرق»). وقد استعملت الزرقاء في الروايات في مقام الذمّ لا في مقام بيان صفة ظاهرية في العين.

[2] مريم: 96.

[3] مريم: 97.

[4] تفسير فرات: ص 253 ح 345، بحار الأنوار: ج 44 ص 211 ح 7.

[5] في المصدر: «سبعين ملكا»، وهو تصحيف، وفي طبعة مؤسّسة دار الحديث: ص 249 «سبعون ألف ملك».

[6] الأُصول السِّتّة عشر: ص 80.

حساب کے جنت میں جاؤ۔

228.تاریخ دمشق عن عليّ بن محمّد بن الصايغ عن أبيه عن حَدَّثَنِى أبي عَن جَدّى عَن جبريلَ عليه السلام عَن رَبِّهِ عز و جل أنَّ تَحتَ قائِمَةِ كُرسِيِّ العَرشِ في وَرَقَةِ[1] آسٍ خَضراءَ مَكتوبٌ عَلَيها: لا إلهَ إلاَّ اللهُ، مُحَمَّدٌ رَسولُ اللهِ، يا شيعَةَ آلِ مُحَمَّدٍ، لا يَأتي ـ يَعني ـ أحَدٌ مِنكُم يَومَ القِيامَةِ يَقولُ: «لا إلهَ إلاَّ اللهُ» إلاّ أدخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ[2]

۲۲۸) تاریخ دمشق میں علی بن محمد بن صائغ نے اپنے بابا سے اور انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے اور جبرائیل علیہ السلام نے خدا سے نقل کیا ہے کہ: عرش کی بنیاد پر لکھا ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمدؐ، خدا کے رسول ہیں اے خاندان رسولؐ کے شیعو! تم میں سے ''لا الہ الا اللہ'' کہے وہ قیامت کے دن نہیں آئے سوائے اس کے کہ جنت میں داخل ہوجائے۔

229.الخصال بإسناده عن الحسين عن أبيه عليّ بن أبي طالب قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: يا عَلِيُّ، بَشِّر شيعَتَكَ وأنصارَكَ بِخِصالٍ عَشرٍ: أوَّلُها: طيبُ المَولِدِ، وثانيها: حُسنُ إيمانِهِم بِاللهِ، وثالِثُها: حُبُّ اللهِ عز و جل لَهُم، ورابِعُها: الفُسحَةُ في قُبورِهِم، وخامِسُها: النّورُ عَلَى الصِّراطِ بَينَ أعيُنِهِم، وسادِسُها: نَزعُ الفَقرِ مِن بَينِ أعيُنِهِم وغِنى قُلوبِهِم، وسابِعُها: المَقتُ مِنَ اللهِ عز و جل لِأَعدائِهِم، وثامِنُها: الأَمنُ مِنَ الجُذامِ وَالبَرَصِ وَالجُنونِ، يا عَلِيُّ! وتاسِعُها: انحِطاطُ الذُّنوبِ وَالسَّيِّئاتِ عَنهُم، وعاشِرُها: هُم مَعي فِي الجَنَّةِ وأنَا مَعَهُم[3]

۲۲۹) خصال میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام تم اپنے شیعوں کو دس صفات کی خوشخبری دو۔

(۱) حلال زادہ ہونا۔

(۲) خدا پر ان کا بہترین ایمان ہونا۔

---

[1] في الطبعة المعتمدة: «رقة» والتصويب من الترجمة المطبوعة بتحقيق الشيخ المحمودي: ص 8.

[2] تاريخ دمشق: ج14 ص114.

[3] الخصال: ص 430 ح 10 عن الحسين بن زيد عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام وراجع: روضة الواعظين: ص 321 ومشكاة الأنوار: ص150 ح 362.

(۳) ان سے خدا کی محبت۔

(۴) ان کی قبروں میں آسانی۔

(۵) صراط پر ان کے آگے آگے نور (کی حرکت)۔

(۶) ان کی آنکھوں کے سامنے فقر کو ختم کرنا (لالچ کی آنکھ نہ ہونا) اور ان کے دلوں میں بے نیازی پیدا کرنا۔

(۷) خدا ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے۔

(۸) جذام، برص اور جنون سے امان ہونا۔

اے علی علیہ السلام! ان میں سے

(۹) نویں صفت ان کے گناہوں کو ختم کر دینا ہے۔

(۱۰) ویں صفت وہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ اور میں ان کے ساتھ ہوں گا۔

6/2

مَصائِبُ شيعَةِ أهلِ البَيتِ

اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے مصائب

230. المؤمن عن سعد بن طريف: كُنتُ عِندَ أبي جَعفرٍ عليه السلام فَجاءَ جَميلٌ الأَزرَقُ فَدَخَلَ عَلَيهِ، قالَ: فَذَكَروا بَلايَا الشّيعَةِ وما يُصيبُهُم. فَقالَ أبو جَعفرٍ عليه السلام: إنَّ اُناسا أتَوا عَلِيَّ بنَ الحُسَينِ عليه السلام وعَبدَ اللهِ بنَ عَبّاسٍ فَذَكَروا لَهُما نَحوا مِمّا ذَكَرتُم، قالَ: فَأَتَيَا الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام فَذَكَرا لَهُ ذلِكَ، فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وَاللهِ، البَلاءُ وَالفَقرُ وَالقَتلُ أسرَعُ إلى مَن أحَبَّنا مِن رَكضِ البَراذينِ [1]، ومِنَ السَّيلِ إلى صِمرِهِ. قُلتُ: وَمَا الصِّمرُ [2]؟ قالَ: مُنتَهاهُ. ولَولا أن تَكونوا كَذلِكَ لَرَأَينا أنَّكُم لَستُم مِنّا [3]

۲۳۰) کتاب مومن میں سعد بن ظریف سے نقل ہوا ہے کہ: میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس تھا کہ جمیل ازرق

---

[1] . البِرذَونُ: الجلدُ على السير من الخيل غير العرابية، وأكثر ما يُجلب من الروم (تاج العروس: ج 18 ص 54 «برذن»).

[2] . في المصدر: «وما الصمرة»، والتصويب من بحار الأنوار.

[3] المؤمن: ص 15 ح 4، مشكاة الأنوار: ص 506 ح 1697 نحوه، بحار الأنوار: ج 67 ص 246 ح 85.

امام کے پاس آیا اور شیعوں کی مشکلات اور مصائب کے بارے میں بتایا۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کچھ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام اور عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور آپ کے اقوال سے کچھ بتانے لگے۔ وہ دو (امام سجاد علیہ السلام اور ابن عباس) امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور وہ باتیں نقل کیں۔

انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم، مشکلات وفقر اور قتل کا ہمارے چاہنے والوں کی طرف (آنا) تیز رفتار گھوڑوں کی رفتار سے اور سیلاب سے جو میمر کی طرف ہے، بہت تیز ہے۔

میں نے کہا: میمر کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: سیلاب کے رکنے کی جگہ۔ اگر اس قسم کی (مشکلات) میں تم نہ ہوتے تو ہم تم کو خود سے نہ سمجھتے۔

231.علل الشرائع عن عبد الله بن الحسن عن عليّ بن الحس قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: ما زِلتُ أنَا ومَن كانَ قَبلي مِنَ النَّبِيّينَ وَالمُؤمِنينَ مُبتَلَينَ بِمَن يُؤذينا، ولَو كانَ المُؤمِنُ عَلى رَأسِ جَبَلٍ لَقَيَّضَ [1] اللهُ عز و جل لَهُ مَن يُؤذيهِ لِيَأجُرَهُ عَلى ذلِكَ [2]

(۲۳۱) علل الشرائع میں عبداللہ بن حسن نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور مجھ سے پہلے والے انبیاء اور مومنین ایسے شخص میں متبلا ہوئے جو ہمیں آزار و اذیت دیتا تھا اگر مومن پہاڑ کی بلندی پر بھی ہو تو بھی خدا ایسے شخص کو معین کرے گا جو اسے آزار اذیت دے تاکہ خدا اسے جزا دے۔

232.المحاسن عن إسحاق بن جرير الجريري عن رجل من أهل بي لَمّا شَيَّعَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام أبا ذَرٍّ رحمه الله، وشَيَّعَهُ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام، وعَقيلُ بنُ أبي طالِبٍ، وعَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ، وعَمّارُ بنُ ياسِرٍ عَلَيهِم سَلامُ اللهِ، قالَ لَهُم أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: وَدِّعوا أخاكُم، فَإِنَّهُ لابُدَّ لِلشّاخِصِ [3] مِن أن يَمضِيَ ولِلمُشَيِّعِ مِن أن يَرجِعَ. فَتَكَلَّمَ كُلُّ رَجُلٍ مِنهُم عَلى حِيالِهِ. فَقالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: رَحِمَكَ اللهُ يا أبا ذَرٍّ، إنَ القَومَ إنَّما امتَهَنوكَ بِالبَلاءِ لِأَنَّكَ مَنَعتَهُم دينَكَ فَمَنَعوكَ دُنياهُم، فَما أحوَجَكَ غَدا إلى ما مَنَعتَهُم، وأغناكَ عَمّا مَنَعوكَ! فَقالَ أبو ذَرٍّ: رَحِمَكُمُ اللهُ

---

[1] قيَّضَ اللهُ له كذا: أي قَدَّرَهُ (المصباح المنير: ص521 «قيض»).

[2] علل الشرائع: ص45 ح3، بحار الأنوار: ج67 ص228 ح38.

[3] شَخَصَ: إذا خرج من موضع إلى غيره (المصباح المنير: ص306 «شخص»).

مِن أهلِ بَيتٍ، فَما لي فِي الدُّنيا مِن شَجَنٍ [1] غَيرُكُم، إنّي إذا ذَكَرتُكُم ذَكَرتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله [2]

۲۳۲) محاسن میں اسحاق بن جریر جریری سے نقل ہوا ہے کہ ایک شخص سے ہے کہ۔۔۔۔ جب علی، حسن و حسین علیہم السلام اور عقیل بن ابی طالب، عبداللہ بن جعفر اور عمار بن یاسر ان پر صلوات ہو ابوذرؓ کی عیادت کے لئے گئے تو علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم اپنے بھائی سے خدا حافظی کرو کیونکہ مسافر کو جانا چاہیے اور تشیع کرنے والے کو واپس لوٹنا چاہیے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ کہا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذرؓ! تیرا خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اس جماعت نے تجھے مشکل کے ساتھ خوار کیا۔ کیونکہ تو نے ان کو اپنے دین پر تجاوز کرنے سے روکا اور انہوں نے تجھے اپنی دنیا سے دور کیا اور دوسرے دن کتنے نیاز مندی سے بھرپور چل رہے ہیں اس چیز پر جس سے ان کو تو نے روکا۔ اور تم کتنے بے نیاز ہو اس چیز سے جس سے تجھے انہوں نے روکا۔

ابوذر نے کہا: اے اہل بیت علیہم السلام! خدا کی آپ پر رحمت ہو کہ میں دنیا میں آپ کے علاوہ کسی چیز پر پریشان نہیں ہوں۔ میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یاد کرتا ہوں۔

233. شرح نهج البلاغة عن ابن عبّاس: لَمّا اُخرِجَ أبو ذَرٍّ إلَى الرَّبَذَةِ [3]، أمَرَ عُثمانُ فَنودِيَ فِي النّاسِ ألاّ يُكَلِّمَ أحَدٌ أبا ذَرٍّ ولا يُشَيِّعَهُ، وأمَرَ مَروانَ بنَ الحَكَمِ أن يَخرُجَ بِهِ. فَخَرَجَ بِهِ، وتَحاماهُ النّاسُ إلاّ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام وعَقيلاً أخاهُ، وحَسَنًا وحُسَينًا عليهما السلام، وعَمّارًا؛ فَإِنَّهُم خَرَجوا مَعَهُ يُشَيِّعونَهُ. فَجَعَلَ الحَسَنُ عليه السلام يُكَلِّمُ أبا ذَرٍّ، فَقالَ لَهُ مَروانُ: إيهًا يا حَسَنُ! ألا تَعلَمُ أنَّ أميرَ المُؤمِنينَ قَد نَهى عَن كَلامِ هذَا الرَّجُلِ؟! فَإِن كُنتَ لا تَعلَمُ فَاعلَم ذلِكَ. فَحَمَلَ عَلِيٌّ عليه السلام عَلى مَروانَ، فَضَرَبَ بِالسَّوطِ بَينَ اُذُنَي راحِلَتِهِ، وقالَ: تَنَحَّ لَحاكَ [4] اللهُ إلَى النّارِ! فَرَجَعَ مَروانُ مُغضَبًا إلى عُثمانَ فَأَخبَرَهُ الخَبَرَ، فَتَلَظّى عَلى عَلِيٍّ عليه السلام.... زززثُمَّ تَكَلَّمَ الحُسَينُ عليه السلام، فَقالَ: يا عَمّاهُ، إنَّ اللهَ تَعالى قادِرٌ أن يُغَيِّرَ ما قَد تَرى، وَاللهُ كُلَّ يَومٍ هُوَ في شَأنٍ، وقَد مَنَعَكَ القَومُ دُنياهُم ومَنَعتَهُم دينَكَ، فَما

---

[1] الشَّجَنُ: الحاجة. والشَّجَنُ: الحُزن (الصحاح: ج5 ص2143 «شجن»).

[2] المحاسن: ج2 ص94 ح1247، كتاب من لا يحضره الفقيه: ج2 ص275 ح2428، مكارم الأخلاق: ج1 ص530 ح1843 كلاهما من دون إسنادٍ إلى المعصوم، بحار الأنوار: ج76 ص280 ح3.

[3] الرَّبَذَةُ: من قرى المدينة على ثلاثة أيّام، وبهذا الموضع قبر أبي ذرّ الغفاري (معجم البلدان: ج3 ص24).

[4] لَحاهُ اللهُ: أي قبّحه ولعنه (الصحاح: ج6 ص2481 «لحى»).

أغناكَ عَمّا مَنَعوكَ، وأحوَجَهُم إلى ما مَنَعتَهُم! فَاسأَلِ اللهَ الصَّبرَ وَالنَّصرَ، وَاستَعِذ بِهِ مِنَ الجَشَعِ وَالجَزَعِ، فَإِنَّ الصَّبرَ مِنَ الدّينِ وَالكَرَمِ، وإِنَّ الجَشَعَ لا يُقَدِّمُ رِزقاً، وَالجَزَعَ لا يُؤَخِّرُ أجَلاً[1]

۲۳۳) شرح نہج البلاغہ میں ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ: جب ابوذر کو رَبذہ، بعید کیا گیا تو عثمان نے حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان میں آواز دیں کوئی بھی ابوذر سے بات نہ کرے اور اس کی عیادت کے لئے کوئی نہ جائے اور حکم دیا کہ اس کے ساتھ مروان بن حکم جائے۔ اس کے ساتھ مروان آیا تو لوگ بھی اس سے دور ہو گئے۔ سوائے علی بن ابی طالب اور ان کے بھائی عقیل، حسن و حسین علیہما السلام اور عمار جو ابوذرؓ کے ساتھ باہر آئے اور اس کی عیادت کی امام حسن علیہ السلام نے ابوذرؓ سے گفتگو کی تو مروان نے ان سے کہا: اے حسن! رک جا، کیا تجھے پتہ نہیں ہے کہ مومنوں کے حاکم (عثمان) نے اس شخص کے ساتھ بات کرنے سے روکا ہے؟

اگر تجھے پتہ نہیں تو جان لو۔ علی علیہ السلام نے مروان پر حملہ کیا اور اس کی سواری کے دو کانوں کے درمیان تازیانہ مارا اور فرمایا: ہٹ جا، خدا تجھے جہنم لے جائے۔

مروان غصے سے عثمان کے پاس چلا گیا اور سارا قصہ سنایا تو عثمان، علی علیہ السلام پر غصہ ہوئے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے بات کرتے ہوئے فرمایا: اے چچا! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو خدا اس کو تبدیل کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اور خدا ہر روز کام میں مشغول ہے اور اس گروہ نے تجھے اپنی دنیا سے دور کیا اور تو نے انہیں اپنے دین سے۔ تو کتنا بے نیاز ہے اس جس سے انہوں نے تجھے دور کیا اور وہ کتنے نیاز مند ہیں اس چیز کے جس سے تو نے انہیں دور کیا ہے۔ خدا سے صبر اور مدد مانگ اور خدا سے حرص (لالچ) اور بے تابی سے پناہ مانگ کیونکہ صبر دین اور کرم کا حصہ ہے اور حرص رزق کو آگے لے کر نہیں آتا اور بے تابی موت کو پیچھے نہیں ہٹاتی۔

6/3

تَكذيبُ مَن يَدَّعِي التَّشَيُّعَ

جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کی تکذیب

234. تنبيه الخواطر: قالَ رَجُلٌ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليهما السلام: يَابنَ رَسولِ اللهِ! أنَا مِن شيعَتِكُم.

[1] شرح نهج البلاغة: ج8 ص252؛ الكافي: ج8 ص207 ح251 عن أبي جعفر الخثعمي نحوه، بحار الأنوار: ج22 ص412.

قالَ علیہ السلام: إتَّقِ اللهَ ولا تَدَّعِيَنَّ شَيئاً، يَقولُ اللهُ لَكَ: كَذَبتَ وفَجَرتَ في دَعواكَ! إنَّ شيعَتَنا مَن سَلِمَت قُلوبُهُم مِن كُلِّ غِشٍّ ودَغَلٍ[1]، ولكِن قُل: أنَا مِن مَواليكُم ومُحِبّيكُم[2]

۲۳۴) تنبیہ الخواطر میں ہے کہ ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور ایسی بات کا دعویٰ نہ کرو جس میں خدا تجھے جھوٹا کہے اور دعویٰ میں حد سے باہر نکل جاؤ۔

بیشک ہمارے شیعہ تو وہ ہیں جن کے دل ہر قسم کے فریب اور دھوکے سے پاک ہوں۔ بلکہ تم کہو: میں آپ کی حمایت کرنے والوں اور محبت کرنے والوں میں سے ہوں۔

---

[1] الدَّغَلُ: الفساد (الصحاح: ج4 ص1697 «دغل»).

[2] تنبيه الخواطر: ج2 ص106، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري علیہ السلام: ص309 ح154، بحار الأنوار: ج68 ص156 ح11.

الفصل السّابعُ: مواجهة الإمام الحسين معاوية

ساتویں فصل: امام حسین علیہ السلام اور معاویہ

7/1

الاِمتِناعُ مِن نَقضِ بَيعَةِ مُعاوِيَةَ

معاویہ کے ساتھ بیعت کو توڑنے سے امامؑ کا انکار

235.الإرشاد: لَمّا ماتَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام، تَحَرَّكَتِ الشّيعَةُ بِالعِراقِ وكَتَبوا إلَى الحُسَينِ عليه السلام في خَلعِ مُعاوِيَةَ وَالبَيعَةِ لَهُ، فَامتَنَعَ عَلَيهِم وذَكَرَ أنَّ بَينَهُ وبَينَ مُعاوِيَةَ عَهدا وعَقدا لا يَجوزُ لَهُ نَقضُهُ حَتّى تَمضِيَ المُدَّةُ، فَإِن ماتَ مُعاوِيَةُ نَظَرَ في ذلِكَ[1]

۲۳۵) کتاب ارشاد میں ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام کی وفات ہوئی تو عراق میں شیعہ حرکت میں آئے اور معاویہ سے چھٹکارا پانے اور امام حسین علیہ السلام سے بیعت کرنے کے لئے اسے خط لکھا امام علیہ السلام نے انکار کر دیا اور بتایا کہ معاویہ اور اس کے درمیان میں عہد ہے جس کو توڑنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ جب تک اس کا وقت ختم نہ ہوجائے جب معاویہ مرے گا تو اُس وقت دیکھوں گا۔

236.أنساب الأشراف عن الإمام الحسين عليه السلام، في جَوابِ مَن دَعاهُ إلى نَقضِ بَيعَةِ مُعاوِيَ: إنّا قَد بايَعنا، ولَيسَ إلى ما ذَكَرتَ سَبيلٌ[2]

۲۳۶) انساب الاشراف میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: اس شخص کے جواب میں جس نے معاویہ کی بیعت توڑنے کو کہا: (فرمایا) ہم نے اس سے بیعت کی ہے اور جو کچھ تو کہہ رہا ہے اس کے لئے ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔

237.أنساب الأشراف عن الإمام الحسين عليه السلام. لِمُحَمَّدِ بنِ بِشرٍ وسُفيانَ بنِ لَيلَى الهَمدانيّ:

---

[1] الإرشاد: ج2ص32، روضة الواعظين: ص189، إعلام الورى: ج1ص434 نحوه، بحار الأنوار: ج44ص324 ح2.
[2] أنساب الأشراف: ج3ص366.

لِيَكُن كُلُّ امرِءٍ مِنكُم حِلسا [1] مِن أحلاسِ بَيتِهِ ما دامَ هذَا الرَّجُلُ [أي مُعاوِيَةُ] حَيّا. فَإِن يَهلِك وأنتُم أحياءٌ، رَجَونا أن يَخيرَ اللهُ لَنا ويُؤتِيَنا رُشدَنا، ولا يَكِلَنا إلى أنفُسِنا فَـ «إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ» [2]، [3]

۲۳۷) انساب الاشراف میں امام حسین علیہ السلام نے محمد بن بشر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جب تک یہ شخص (معاویہ) زندہ ہے تم سب کے سب اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ اور اگر ہلاک ہوئے اور تم لوگ زندہ رہے تو ہمیں امید ہے کہ ہمارے لئے خدا نیک کو انتخاب کرے اور ہمیں ہدایت دے اور ہمیں اپنے حال پر نہ چھوڑے۔ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کریں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

238. أنساب الأشراف عن الإمام الحسين عليه السلام، في جَوابِ كِتابٍ كَتَبَهُ إلَيهِ جَماعَةٌ مِن ش: إنّي لَأَرجو أن يَكونَ رَأيُ أخي رَحِمَهُ اللهُ فِي المُوادَعَةِ، ورَأيي في جِهادِ الظَّلَمَةِ رُشدا وسَدادا. فَالصَقوا بِالأَرضِ، وأخفُوا الشَّخصَ، وَاكتُمُوا الهَوى، وَاحتَرِسوا مِنَ الأَظِنّاءِ [4] مادامَ ابنُ هِندٍ حَيّا. فَإِن يَحدُث بِهِ حَدَثٌ وأنَا حَيٌّ يَأتِكُم رَأيي إن شاءَ اللهُ [5]

۲۳۸) انساب الاشراف میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ایسے خط کے جواب میں جو ایک گروہ نے لکھا، فرمایا: مجھے امید ہے کہ میرے بھائی، اس پر اللہ کی رحمت ہو، نظر جنگ کو نہ کرنے والی اور میری نظر، ظالموں کے ساتھ جنگ کرنا، صحیح اور مضبوط ہو۔ اپنی سرزمین میں بیٹھے رہو اور باہر نہ آؤ اور راز کو پوشیدہ رکھو اور جب تک ہند کا بیٹا زندہ ہے حق کو اس کے جاسوسوں سے دور رکھو۔ اگر کوئی واقعہ پیش آئے اور میں زندہ تھا۔ تو میرا نظریہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ

239. الطبقات الكبرى: قالوا: لَمّا بايَعَ مُعاوِيَةُ بنُ أبي سُفيانَ النّاسَ لِيَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ، كانَ حُسَينُ بنُ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام مِمَّن لَم يُبايِع لَهُ، وكانَ أهلُ الكوفَةِ يَكتُبونَ إلى حُسَينٍ عليه السلام يَدعونَهُ إلَى الخُروجِ إلَيهِم في خِلافَةِ مُعاوِيَةَ، كُلُّ ذلِكَ يَأبى. فَقَدِمَ مِنهُم قَومٌ إلى مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ،

---

[1] كونوا أحلاسَ بُيوتِكم: أي الزموها (النهاية: ج1 ص423 «حلس»).
[2] النحل: 128.
[3] أنساب الأشراف: ج3 ص365.
[4] ظَنِين: أي متّهم في دينه (النهاية: ج3 ص163 «ظنن»).
[5] أنساب الأشراف: ج3 ص366.

فَطَلَبوا اِلَيهِ أن يَخرُجَ مَعَهُم، فَأَبى وجاءَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام فَأَخبَرَهُ بِما عَرَضوا عَلَيهِ، وقالَ[1] إنَّ القَومَ إنَّما يُريدونَ أن يَأكُلوا بِنا ويُشيطوا[2] دِماءَنا[3]

۲۳۹) طبقات کبریٰ میں ہے کہا ہے کہ جب معاویہ بن ابوسفیان نے یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لی تو امام حسین علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس کی بیعت نہ کی۔ کوفے والوں نے ان کو خط لکھا اور معاویہ کی خلافت کے زمانے میں امام علیہ السلام کو اپنی طرف آنے کو کہہ رہے تھے۔ لیکن امام علیہ السلام ان سب کو منفی جواب دے رہے تھے۔ کوفہ کا ایک گروہ محمد بن حنفیہ کے پاس آ کر ان سے چاہنے لگے کہ ان کے ساتھ خروج کرے لیکن محمد بن حنفیہ نے بھی انکار کیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کی درخواست کو پیش کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں (آگے بڑھا کر) (روٹی) کھائیں اور ہمارا خون بہہ جائے۔

7/2

ما رُوِيَ عَنهُ في مَسأَلَةِ الصُّلحِ

جو چیز ان سے صلح کے بارے میں روایت کی گئی ہے

240. دلائل الإمامة عن محمّد بن يعلى: لَقيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام عَلى ظَهرِ الكوفَةِ[4] وهُوَ راحِلٌ مَعَ الحَسَنِ يُريدُ مُعاوِيَةَ، فَقُلتُ: يا أبا عَبدِ اللهِ، أرَضيتَ؟ فَقالَ: شِقشِقَةٌ[5] هَدَرَت[6]، وفَورَةٌ ثارَت، وعَرَبِيٌّ مَنحّى[7]، وسَمٌّ ذُعافٌ[8]، وقيعانٌ بِالكوفَةِ و كَربَلاءَ، إنّي وَاللهِ لَصاحِبُها، وصاحِبُ

---

[1] فى البداية والنهاية: «فقال له الحسين عليه السلام: إنّ القوم....».

[2] شاط: أي هلك، ويقال أشاط بدمه: أي عرّضه للقتل (الصحاح: ج3 ص1138 «شيط»).

[3] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص439، تاريخ دمشق: ج14 ص205، بغية الطلب فى تاريخ حلب: ج6 ص2606، سير أعلام النبلاء: ج3 ص293 ليس فيه صدره إلى «لم يبايع له»، البداية والنهاية: ج8 ص161.

[4] ظَهر الكوفة: ماوراء النهر إلى النجف (مجمع البحرين: ج2 ص1146 «ظهر»).

[5] الشِّقشِقَة: شيء كالرئة يخرجها البعير من فيه إذا هاج (الصحاح: ج 4 ص1503 «شقق»).

[6] الهدير: ترديد صوت البعير فى حنجرته (النهاية: ج5 ص250 «هدر»).

[7] فى مدينة المعاجز: ج3 ص453 «وعرى منجي».

[8] ذعاف: أي سريع يعجّل القتل (الصحاح: ج4 ص1361 «ذعف»).

ضَحِيَّتِها، وَالعُصفورُ فی سَنابِلِها [1]، اِذا تَضَعضَعَ نَواحِی الجَبَلِ بِالعِراقِ، وهَجهَجَ [2] كوفانُ الوَهَلِ [3]، ومُنِعَ البِرُّ جانِبَهُ، وعُطِّلَ بَيتُ اللهِ الحَرامُ، واُزحِفَ الوَقيذُ [4]، وقُدِحَ الهَبيذُ [5]، فَيالَها مِن زُمَرٍ أنَا صاحِبُها، اِيهِ اِيهِ أنّى و كَيفَ! ولَو شِئتُ لَقُلتُ: أينَ أنزِلُ، وأينَ اُقيمُ. فَقُلنا: يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما تَقولُ؟ قالَ: مَقامی بَينَ أرضٍ وسَماءٍ، ونُزولی حَيثُ حَلَّتِ الشّيعَةُ الأَصلابَ، وَالأَكبادَ الصَّلابَ، لا يَتَضَعضَعونَ لِلضَّيمِ، ولا يَأنَفونَ مِنَ الآخِرَةِ مُعضِلاً يَحتافُهُم، أهلُ ميراثِ عَلِيٍّ ووَرَثَةُ بَيتِهِ [6]

۲۴۰) دلائل الامامۃ میں محمد بن یعلی سے نقل ہوا ہے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کے پیچھے والے طرف میں دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام کے ساتھ معاویہ کی طرف جا رہے تھے میں نے کہا: اے ابا عبداللہ! کیا (صلح پر) راضی ہوگئے ہیں؟ تو فرمایا: ایک آواز نکلی ہے اور خوف ظاہر ہوگیا ہے۔ عربی کو نکالا گیا ہے اور زہری کو قتل کیا گیا ہے اور تیز ترین وسائل کوفہ اور کربلا میں ظاہر ہوگئے ہیں۔ خدا کی قسم ان کاموں کا اور قربانی اور دانہ کھانے والے پرندے کا صاحب و مالک میں ہوں۔ اس وقت عراق کے پہاڑ کی چوٹیاں ختم ہوجائیں گے اور کوفہ کے رونے کی آواز سنائی دے گی اور زمین برکت دینا چھوڑ دے گی۔ خدا کے گھر تک کوئی جائے گا نہیں۔ اور آہستہ و بغیر حرکت کے تکلیف کے ساتھ دھکیلا جائے گا۔ تیز چلنے والے کو پیچھے ہٹایا جائے گا۔

اے کاش (جنگ کے لئے) کچھ گروہ ہوتے کہ میں ان کا صاحب (مالک) ہوتا۔ بس ہے! کہاں اور کیسے؟ اگر میں چاہتا تو بتا دیتا کہ کہاں جاؤں گا اور کہاں رکوں گا؟

میں نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! آپ کیا کہہ رہے ہو؟

فرمایا: میری جگہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور جانے کی جگہ وہاں پے جہاں پر ظلم اور رنج میں شیعہ پسنے کے باوجود مضبوط ہیں اور ظلم کے سامنے اپنا سر نہیں جھکا رہے ہیں اور آخرت کے لئے کسی بھی مشکل اور سختی سے منہ نہیں موڑتے۔ علی علیہ السلام کی میراث کا مالک اور اس کے گھر کا وارث۔

---

[1] كناية عن قتل الرجال والفرسان من جيوش الأعداء.
[2] هَجْهَجْتُ: أی صحت به وزجرته ليكفّ (الصحاح: ج1 ص349 «هجج»).
[3] الوَهَلُ: الفَزَعُ (النهاية: ج5 ص233 «وهل»).
[4] وقَذَهُ: إذا سكّنه ومنعه من انتهاك ما لا يحلّ ولا يجمل (النهاية: ج5 ص212 «وقذ»).
[5] الهَبْذُ: العدو والإسراع (القاموس المحيط: ج1 ص360 «هبذ»).
[6] دلائل الإمامة: ص184 ح103.

7/3

صِفَةُ مُعاوِيَةَ

معاویہ کی صفت

241. كنز الفوائد عن الإمام الحسين عليه السلام، حينَ بَلَغَهُ كَلامُ نافِعِ بنِ جُبَيرٍ في مُعا: بَل كانَ يُنطِقُهُ البَطَرُ [1]، ويُسكِتُهُ الحَصَرُ [2]، [3]

۲۴۱) کنز الفوائد میں ہے کہ جب نافع بن جبیر کی بات (امام حسین علیہ السلام) تک پہنچی جو معاویہ اور اس کی بات کے بارے میں کہی تھی: بردباری اس کو چپ رہنے کی طرف اور علم، اس کو بولنے کی طرف لے جا رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا (ایسے نہیں ہے) بلکہ اس کو مستی بولنے پر ابھار رہی ہے اور غربت، اسے چپ رہنے پر مجبور کر رہی ہے۔

242. شرح الأخبار عن بشر بن غالب: إنّي لَجالِسٌ عِندَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام إذ أتاهُ رَجُلٌ، فَقالَ: يا أبا عَبدِ اللهِ، سَمِعتُ رَجُلاً يَبكي لِمَوتِ مُعاوِيَةَ بنِ أبي سُفيانَ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: لا أرقَأَ [4] اللهُ دَمعَتَهُ، ولا فَرَّجَ هَمَّهُ، ولا كَشَفَ غَمَّهُ، ولا سَلّى حُزنَهُ. أتَرى أنَّهُ يَكونُ بَعدَهُ مَن هُوَ شَرٌّ مِنهُ؟! تَرِبَت [5] يَداهُ وفَمُهُ. أما وَاللهِ لَقَد أصبَحَ مِنَ النّادِمينَ [6]

۲۴۲) شرح الاخبار میں بشر بن غالب سے نقل ہوا ہے کہ: میں امام حسین علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا: اے ابا عبداللہ! میں نے سنا ہے کہ ایک شخص معاویہ بن ابوسفیان کی موت پر رو رہا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا اس کے رونے کو ختم نہ کرے اور اس کے غم میں کبھی کمی نہ ہو اور اس کا غم ختم نہ ہو

---

[1] البَطَرُ: الأَشَرُ، وهو شِدَّةُ المَرَحِ. وقد بَطِرَ يَبطَرُ وأبطَرَهُ المالُ (الصحاح: ج2 ص593 «بطر»).
[2] الحَصَرُ: العِيّ، والحَصَرُ أيضاً: ضيق الصدر (الصحاح: ج2 ص631 «حصر»).
[3] كنز الفوائد: ج 2 ص 32، نزهة الناظر: ص 91 ح 11، بحار الأنوار: ج 33 ص 219 ح 508 وراجع: أعلام الدين: ص 299 وكشف الغمّة: ج2 ص319.
[4] .رَقَأَ الدَّمعُ: إذا سَكَنَ وانقطع (النهاية: ج2 ص248 «رقأ»).
[5] .تَرِبَت يَداك: وهو على الدعاء، أي لا أصَبتَ خيراً (الصحاح: ج 1 ص91 «ترب»).
[6] شرح الأخبار: ج3 ص103 ح1036.

کیا تم اس کے بعد اس سے زیادہ کسی کو بدتر دیکھ رہے ہو؟ (رونے والا) نیکی نہ دیکھے!
خدا کی قسم پشیمان ہونے والوں میں سے ہوگا۔

243.عيون الأخبار: قالَ مُعاوِيَةُ: لا يَنبَغي أن يَكونَ الهاشِمِيُّ غَيرَ جَوادٍ، ولاَ الأُمَوِيُّ غَيرَ حَليمٍ، ولاَ الزُّبَيرِيُّ غَيرَ شُجاعٍ، ولاَ المَخزومِيُّ غَيرَ تَيّاهٍ. فَبَلَغَ ذلِكَ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام فَقالَ: قاتَلَهُ اللهُ، أرادَ أن يَجودَ بَنو هاشِمٍ فَينفَدَ[1] ما بِأَيديهِم، ويَحلُمَ بَنو اُمَيَّةَ فَيَتَحَبَّبوا إلَى النّاسِ، ويَتَشَجَّعَ آلُ الزُّبَيرِ فَيَفنَوا، ويَتيهَ[2] بَنو مَخزومٍ فَيُبغِضَهُمُ النّاسُ[3]

۲۴۳) عیون اخبار میں: معاویہ نے کہا: سزاوار نہیں ہے کہ ہاشمی بخشش نہ کرے اور اموی بردبار نہ ہو اور زبیری، شجاع و بہادر متکبر نہ ہو یہ بات امام حسین علیہ السلام تک پہنچی تو فرمایا: خدا اسے قتل کرے! چاہتا ہے کہ بنو ہاشم اتنا دیں کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچے اور بنوامیہ تحمل کریں اور لوگوں کے لئے محبوب بن جائیں اور زبیر کا خاندان اتنی شجاعت کا اظہار کرے کہ ختم ہو جائیں اور تکبر کریں اور لوگوں کے لئے نفرت کا شکار بن جائیں۔

7/4

اِحتِجاجاتُ الإمامِ عَلى مُعاوِيَةَ

معاویہ کے خلاف امامؑ کے احتجاجات

244.تاريخ اليعقوبي: قالَ مُعاوِيَةُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: يا أبا عَبدِ اللهِ! عَلِمتَ أنّا قَتَلنا شيعَةَ أبيكَ، فَحَنَّطناهُم وكَفَّنّاهُم وصَلَّينا عَلَيهِم ودَفَنّاهُم؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: حَجَجتُكَ[4] ورَبِّ الكَعبَةِ! لكِنّا وَاللهِ إن قَتَلنا شيعَتَكَ ما كَفَّنّاهُم ولا حَنَّطناهُم ولا صَلَّينا عَلَيهِم ولا دَفَنّاهُم[5]

---

[1] نَفَدَ الشيء: فَنِيَ، وأنفَدَ القومُ: أي ذهبت أموالهم (الصحاح: ج2 ص544 «نفد»).
[2] تاهَ: أي تكبّر (الصحاح: ج6 ص2229 «تيه»).
[3] عيون الأخبار لابن قتيبة: ج1 ص196؛ كشف الغمّة: ج2 ص237 وفيه «فبلغ ذلك الحسن بن عليّ عليهما السلام» نحوه.
[4] في الطبعة المعتمدة: «حجرك»، والتصويب من طبعة النجف.
[5] تاريخ اليعقوبي: ج2 ص231.

۲۴۴) تاریخ یعقوبی میں ہے: معاویہ نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: اے ابا عبداللہ! تجھے پتہ ہے کہ ہم نے تیرے باپ کے شیعہ (حجر بن عدی اور اس کے پیروکاروں) کو قتل کیا اور انہیں غسل دفن دیا اور ان پر ہم نے نماز پڑھی اور دفن کیا؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کعبہ کے خدا کی قسم، میں تجھے مغلوب کردوں گا۔

لیکن خدا کی قسم اگر تیرے پیروکاروں کو ہم قتل کریں نہ انہیں کفن دیں گے نہ حنوط کریں گے نہ ان کی نماز پڑھیں گے نہ دفن کریں گے (ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے)۔

245. نثر الدرّ: لَمّا قَتَلَ مُعاوِيَةُ حُجرَ بنَ عَدِيٍّ وأصحابَهُ، لَقِيَ في ذٰلِكَ العامِ الحُسَينَ عليه السلام فَقالَ: أبا عَبدِ اللهِ، هَل بَلَغَكَ ما صَنَعتُ بِحُجرٍ وأصحابِهِ مِن شيعَةِ أبيكَ؟ فَقالَ: لا. قالَ: إنّا قَتَلناهُم وكَفَّنّاهُم وصَلَّينا عَلَيهِم. فَضَحِكَ الحُسَينُ عليه السلام، ثُمَّ قالَ: خَصَمَكَ القَومُ يَومَ القِيامَةِ يا مُعاوِيَةُ، أما وَاللهِ لَو وَلينا مِثلَها مِن شيعَتِكَ ما كَفَّنّاهُم ولا صَلَّينا عَلَيهِم. وقَد بَلَغَني وُقوعُكَ بِأَبي حَسَنٍ، وقِيامُكَ وَاعتِراضُكَ بَني هاشِمٍ بِالعُيوبِ، وَايمُ اللهِ لَقَد أوتَرتَ غَيرَ قَوسِكَ [1]، ورَمَيتَ غَيرَ غَرَضِكَ [2]، وتَناوَلتَها بِالعَداوَةِ مِن مَكانٍ قَريبٍ، ولَقَد أطَعتَ امرَءًا ما قَدُمَ إيمانُهُ، ولا حَدُثَ نِفاقُهُ، وما نَظَرَ لَكَ، فَانظُر لِنَفسِكَ أو دَع. يُريدُ: عَمرَو بنَ العاصِ.[3]

۲۴۵) نثر الدر: جب معاویہ نے حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا، اسی سال امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور کہا: اے ابا عبداللہ! کیا جو کچھ میں نے حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہے جو کہ آپ کے بابا کے پیروکار تھے، تجھے بتایا گیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں معاویہ نے کہا: ہم نے ان کو قتل کیا اور کفن کر کے ان پر نماز پڑھی۔

امام حسین علیہ السلام نے پھر فرمایا: اے معاویہ! قیامت کے دن، یہ گروہ تیرا دشمن ہوگا۔

ہاں خدا کی قسم اگر ہم تیرے پیروکاروں کے ساتھ ایسے کریں تو انہیں نہ کفن دیں گے نہ ان پر نماز پڑھیں

---

[1] . أوترتُ القَوسَ: شدَدتُ وَتَرَها (المصباح المنير: ص647 «وتر»).

[2] الغَرَض: الهدف الذي يُرمى إليه (المصباح المنير: ص445 «غرض»).

[3] نثر الدرّ: ج1 ص335، نزهة الناظر: ص82 ح7، كشف الغمّة: ج2 ص242، الاحتجاج: ج2 ص88 ح163 عن صالح بن كيسان نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص129 ح19.

گے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تو ابو الحسن علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے اور بنی ہاشم پر طنز کرتا ہے اور ان کے ساتھ جنگ کے لئے اٹھے ہو۔

خدا کی قسم! تو نے تیر کمان سے پھینکا ہے اور تیرے مقصد کے علاوہ کو جا کر لگا ہے اور تو نے دشمنی نزدیک سے اپنے لئے خریدی ہے تو اس کی پیروی کر رہا ہے جس کے لئے اسلام میں کوئی کردار نہیں ہے اور اس کا نفاق بھی جدید نہیں ہے اور تیرے فائدے میں نظر نہیں دی ہے۔ تو خود اپنے لئے سوچ۔

246. الإمامة والسياسة. فی ذِکرِ قُدومِ مُعاوِيَةَ إلَى المَدينَةِ حاجّ: فَقامَ الحُسَينُ عليه السلام فَحَمِدَ اللهَ وصَلّی عَلَى الرَّسولِ صلى الله عليه وآله، ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ يا مُعاوِيَةُ! فَلَن يُؤَدِّيَ القائِلُ وإن أطنَبَ[1] فی صِفَةِ الرَّسولِ صلى الله عليه وآله مِن جَميعِ جُزءا، وقَد فَهِمتُ ما لَبَستَ بِهِ الخَلَفَ بَعدَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله مِن إيجازِ الصِّفَةِ، وَالتَّنَكُّبِ عَنِ استِبلاغِ النَّعتِ، وهَيهاتَ هَيهاتَ يا مُعاوِيَةُ! فَضَحَ الصُّبحُ فَحمَةَ الدُّجی، وبَهَرَتِ الشَّمسُ أنوارَ السُّرُجِ. ولَقَد فَضَّلتَ حَتّی أفرَطتَ، وَاستَأثَرتَ حَتّی أجحَفتَ، ومَنَعتَ حَتّی مَحَلتَ، وجُزتَ حَتّی جاوَزتَ، ما بَذَلتَ لِذی حَقٍّ مِنِ اسمِ حَقِّهِ بِنَصيبٍ، حَتّی أخَذَ الشَّيطانُ حَظَّهُ الأَوفَرَ، ونَصيبَهُ الأَكمَلَ. وفَهِمتُ ما ذَكَرتَهُ عَن يَزيدَ مِنِ اكتِمالِهِ، وسِياسَتِهِ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، تُريدُ أن توهِمَ النّاسَ فی يَزيدَ، كَأَنَّكَ تَصِفُ مَحجوبا، أو تَنعَتُ غائِبا، أو تُخبِرُ عَمّا كانَ مِمَّا احتَوَيتَهُ بِعِلمٍ خاصٍّ، وقَد دَلَّ يَزيدُ مِن نَفسِهِ عَلی مَوقِعِ رَأيِهِ، فَخُذ لِيَزيدَ فيما أخَذَ فيهِ مِنِ استِقرائِهِ الكِلابَ المُهارِشَةَ[2] عِندَ التَّهارُشِ، وَالحَمامَ السُّبَّقَ لِأَترابِهِنَّ، وَالقِيانَ ذَواتِ المَعازِفِ، وضَربِ المَلاهی تَجِدهُ باصِرا، ودَع عَنكَ ما تُحاوِلُ، فَما أغناكَ أن تَلقَی اللهَ مِن وِزرِ هٰذَا الخَلقِ بِأَكثَرَ مِمّا أنتَ لاقيهِ، فَوَاللهِ ما بَرِحتَ تَقدَحُ باطِلاً فی جَورٍ، وحَنَقا فی ظُلمٍ، حَتّی مَلَأتَ الأَسقِيَةَ، وما بَينَكَ وبَينَ المَوتِ إلّا غَمضَةٌ، فَتَقدَمُ عَلی عَمَلٍ مَحفوظٍ فی يَومٍ مَشهودٍ، ولاتَ حينَ مَناصٍ. ورَأَيتُكَ عَرَضتَ بِنا بَعدَ هٰذَا الأَمرِ، ومَنَعتَنا عَن آبائِنا تُراثا، ولَقَد ـ لَعَمرُ اللهِ ـ أورَثَنَا الرَّسولُ عَلَيهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ وِلادَةً، وجِئتَ لَنا بِها، أما حَجَجتُم بِهِ القائِمَ عِندَ مَوتِ الرَّسولِ، فَأَذعَنَ لِلحُجَّةِ بِذٰلِكَ، ورَدَّهُ الإِيمانُ إلَی النَّصَفِ، فَرَكِبتُمُ الأَعاليلَ، وفَعَلتُمُ الأَفاعيلَ، وقُلتُم: كانَ ويَكونُ، حَتّی أتاكَ الأَمرُ يا مُعاوِيَةُ!

---

[1] أطنَبَ فی الكلام: بالَغَ فيه (الصحاح: ج1 ص172 «طنب»).

[2] المُهارَشَةُ بِالكِلابِ: وهو تحريش بعضها علی بعض (الصحاح: ج3 ص1027 «هرش»).

مِن طَرِيقٍ كانَ قَصدُها لِغَيرِكَ. فَهُناكَ فَاعتَبِروا يا أُولِي الأَبصارِ [1]

۲۴۶) امامت و سیاست میں، مدینے میں حج کے ارادے سے معاویہ کے آنے کے بارے میں ہے: امام حسین علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ خدا کی حمد کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیج کر فرمایا: اے معاویہ! تقریر کرنے والا جتنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف کو طولانی کرے سوائے قلیل کے کچھ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ میں اس چیز کو سمجھ گیا ہوں جو تو نے اختصار کر کے خلیفوں کے بارے میں چھپایا ہے۔ اور مکمل وصف بیان کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہو۔ نہیں ہوسکتا، نہیں ہوسکتا۔ اے معاویہ! صبح نے رات کی تاریکی کو رسوا کیا اور سورج نے سارے چراغوں کو اپنے اندر سما لیا ہے۔ تو نے ان میں سے بعض کو) اتنی فضیلت دی کہ افراط سے کام لیا اور اس قدر تو نے اور دیگر (بعض دیگر کی وصف کرنے سے) تو نے پرہیز کیا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ یہاں تک کے حد سے تجاوز کر گئے۔ اس کو تو نے کمترین حق بھی نہیں دیا۔ یہاں تک کہ شیطان نے زیادہ اور مکمل فائدہ اٹھایا۔ جو کچھ تو نے (یزید) کے کامل ہونے اور امت محمدؐ کے بارے میں اس کی سیاست کے بارے میں بتایا۔ میں نے سمجھا تو چاہتا ہے کہ لوگوں کو یزید کے بارے میں غلطی میں واقع کرو۔ درحالانکہ یزید خود کو اور اپنی سوچ کو سمجھ چکا ہے۔ تو بھی یزید کے بارے میں وہی چیز بتا جو اس میں ہیں (اور کہہ) (یزید وہ ہے جو) کتے پالتا ہے اور ان میں مقابلہ کرواتا ہے اور کبوتروں کے درمیان مقابلہ کرواتا ہے (کبوتر بازی) اور کنیزوں کو ناچنے کے لئے رکھتا ہے۔ اس حالت میں تم یزید کو ان کاموں میں سیاستداں سمجھتے ہو۔ جو کچھ انجام دینے کے درپے ہو اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ خدا کے ساتھ اس حالت میں ملاقات کرو گے کہ لوگوں کا وزن تمہارے اوپر ہوگا۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے تجھے بے نیاز نہیں کرتا۔ خدا کی قسم! تو ہمیشہ اور بیکار ظلم کرنے میں ڈوب گئے ہو۔ اور ظلم کے پیچھے لگ گئے ہو۔ سارے ظرف پھر چکے ہو اور تیرے اور موت کے درمیان سوائے پلک جھپکنے سے کچھ نہیں بچا اور جس دن سب حاضر ہوں گے تو اپنے اس عمل کے ساتھ آئے گا۔ جو محفوظ کیا گیا ہے اور پھر فرصت کا وقت نہیں ہے میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو اس کام کے بعد ہمارا رخ کیا اور ہمیں اپنے باپ داد کی میراث سے محروم کیا۔

خدا کی قسم، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [ان پر درود و سلام ہو] نے (رشتہ داری) کے راستے سے ہمارے لئے ولادت میراث میں چھوڑی اور تو نے اسے ہمارے لئے (خلافت کی دلیل) لا رہے ہو۔ لیکن آپ نے اس کے لئے احتجاج نہیں کیا جو وفات رسولؐ کے وقت حاکم بنا اور اس نے بھی اسی وجہ سے قبول کیا؟ اور اس کے ایمان نے اسے انصاف اپنانے پر مجبور کیا۔ بس تم بہانے بازی کر کے کام کیا اور کہا: یوں ہو جائے گا۔

---

[1] الإمامة والسياسة: ج1 ص208.

یہاں تک کہ اے معاویہ! کام (خلافت) تجھ تک پہنچی ایسے راستے سے جو دوسرے کی طرف سے تھا۔ بس اے سوچنے والو! اس سے عبرت لو۔

247.الفتوح.فی ذِكرِ قُدومِ مُعاوِيَةَ إلى مَكَّةَ وأخذِهِ: أقامَ مُعاوِيَةُ بِمَكَّةَ لا يَذكُرُ شَيئاً مِن أمرِ يَزيدَ، ثُمَّ أرسَلَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام فَدَعاهُ. فَلَمّا جاءَهُ ودَخَلَ إلَيهِ قَرَّبَ مَجلِسَهُ ثُمَّ قالَ: أبا عَبدِ اللهِ! اعلَم أنّي ما تَرَكتُ بَلَداً إلاّ وقَد بَعَثتُ إلى أهلِهِ فَأَخَذتُ عَلَيهِمُ البَيعَةَ لِيَزيدَ، وإنَّما أخَّرتُ المَدينَةَ لِأَنّي قُلتُ: هُم أصلُهُ وقَومُهُ وعَشيرَتُهُ ومَن لا أخافُهُم عَلَيهِ، ثُمَّ إنّي بَعَثتُ إلَى المَدينَةِ بَعدَ ذلِكَ فَأَبى بَيعَتَهُ مَن لا أعلَمُ أحَداً هُوَ أشَدُّ بِها مِنهُم، ولَو عَلِمتُ أنَّ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله خَيراً مِن وَلَدي يَزيدَ لَما بَعَثتُ لَهُ. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: مَهلاً يا مُعاوِيَةُ! لا تَقُل هكَذا، فَإِنَّكَ قَد تَرَكتَ مَن هُوَ خَيرٌ مِنهُ اُمّاً وأباً ونَفساً. فَقالَ مُعاوِيَةُ: كَأَنَّكَ تُريدُ بِذلِكَ نَفسَكَ أبا عَبدِ اللهِ! فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: فَإِن أرَدتُ نَفسي فَكانَ ماذا؟! فَقالَ مُعاوِيَةُ: إذا اُخبِرُكَ أبا عَبدِ اللهِ! أمّا اُمُّكَ فَخَيرٌ مِن اُمِّ يَزيدَ، وأمّا أبوكَ فَلَهُ سابِقَةٌ وفَضلٌ، وقَرابَتُهُ مِن رسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله لَيسَت لِغَيرِهِ مِنَ النّاسِ، غَيرَ أنَّهُ قَد حاكَمَ أبوهُ أباكَ، فَقَضَى اللهُ لِأَبيهِ عَلى أبيكَ، وأمّا أنتَ وهُوَ فَهُوَ وَاللهِ خَيرٌ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله مِنكَ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: مَن خَيرٌ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ؟! يَزيدُ الخَمورُ الفَجورُ؟ فَقالَ مُعاوِيَةُ: مَهلاً أبا عَبدِ اللهِ! فَإِنَّكَ لَو ذُكِرتَ عِندَهُ لَما ذَكَرَ مِنكَ إلاّ حَسَناً. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: إن عَلِمَ مِنّي ما أعلَمُهُ مِنهُ أنا فَليَقُل فِيَّ ما أقولُ فيهِ. فَقالَ لَهُ مُعاوِيَةُ: أبا عَبدِ اللهِ! انصَرِف إلى أهلِكَ راشِداً، وَاتَّقِ اللهَ في نَفسِكَ، وَاحذَر أهلَ الشّامِ أن يَسمَعوا مِنكَ ما قَد سَمِعتُهُ، فَإِنَّهُم أعداؤُكَ وأعداءُ أبيكَ. قالَ: فَانصَرَفَ الحُسَينُ عليه السلام إلى مَنزِلِهِ.[1]

۲۴۷) الفتوح میں مکہ کی طرف معاویہ کے آنے اور بیعت لینے کے بارے میں آیا ہے: معاویہ مکہ میں ٹھہرا اور یزید کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا، پھر امام حسین علیہ السلام کی طرف (کسی کو بھیج کر بلایا، جب امام حسین علیہ السلام آئے تو اپنے نزدیک بٹھادیا اور کہا؛ اے ابا عبداللہ! تجھے پتہ ہونا چاہئے کہ میں نے کوئی بھی شہر ایسا نہیں چھوڑا جس کے رہنے والوں کی طرف کسی کو بھیج کر یزید کے لئے بیعت نہ لی ہو اور میں نے معاویہ کو آخر میں رکھا، کیونکہ میں نے کہا؛ مدینے والے یزید کے خاندان والے اور رشتہ دار ہیں اور مجھے ان سے کوئی خوف نہیں ہے، پھر میں نے مدینہ کی طرف (پیغام)

[1] الفتوح: ج4ص339وراجع: الإمامة والسياسة: ج1ص211.

بھیجا لیکن انہوں نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور اس کام میں مدینے والے سب سے زیادہ سخت ہیں، اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے یزید سے بہتر کوئی اور دیکھتا تو یزید (کی بیعت) کے لئے کسی کو نہ بھیجتا،

لیکن امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ آہستہ اے معاویہ، اس طرح نہ کہو تو نے یزید سے بہتر کو چھوڑ دیا ہے، جس کا باپ اور ماں یزید کے باپ اور ماں سے بہتر ہیں،

معاویہ نے کہا؛ اس سے اپنے بارے میں کہہ رہے ہو اے ابا عبداللہ!

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ اگر میں اپنا ارادہ کروں تو کیا ہوگا؟

معاویہ نے کہا؛ اے ابا عبداللہ! اس صورت میں میں تجھے کہتا ہوں، تیری ماں یزید کی ماں سے افضل ہے لیکن تیرا بابا پہلے سے فضیلت رکھتا ہے اور رشتہ داری میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ تیرے باپ نے یزید کے باپ (معاویہ) سے حکومت کے لئے جنگ کی اور خدا نے اس (یزید) کے باپ کو تیرے باپ پر مقدم کیا، لیکن رہی بات تیری اور یزید کی تو خدا کی قسم، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے یزید تجھ سے بہتر ہے،

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ کون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے بہتر ہے؟ یزید شرابی اور فاسد؟

معاویہ نے کہا؛ آہستہ اے ابا عبداللہ! اگر یزید کے پاس تیری بات آئے تو وہ تیری تعریف کرتا ہے،

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ جو باتیں اس کے بارے میں، میں کہتا ہوں اگر وہ میرے اندر دیکھا ہے کہے،

معاویہ نے امام سے کہا؛ اے ابا عبداللہ! ہوش میں آجا اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جا اور خدا سے اپنے بارے میں ڈرو اور یہ ہوشیار رہو کہ شام والے تجھ سے وہ نہ سنیں جو میں نے سنا ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے باپ کے دشمن ہیں، امام حسین علیہ السلام اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

7/5

مُكاتَباتُ الإمامِ ومُعاوِيَةَ

امام و معاویہ کے درمیان خطوط

248.أنساب الأشراف: كَتَبَ مُعاوِيَةُ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: أمّا بَعدُ: فَقَدِ انتَهَت إلَيَّ

عَنكَ أُمورٌ أرغَبُ بِكَ عَنها، فَإِن كانَت حَقّاً لَم أُقارَّكَ[1] عَلَيها، ولَعَمري إنَّ مَن أعطى صَفقَةَ يَمينِهِ وعَهدَ اللهِ وميثاقَهُ لَحَرِيٌّ بِالوَفاءِ، وإن كانَت باطِلاً فَأَنتَ أسعَدُ النّاسِ بِذلِكَ، وبِحَظِّ نَفسِكَ تَبدَأُ، وبِعَهدِ اللهِ توفي. فَلا تَحمِلني عَلى قَطيعَتِكَ وَالإِساءَةِ بِكَ، فَإِنّي مَتى اُنكِرُكَ تُنكِرني، ومَتى تَكِدني أكِدكَ. فَاتَّقِ شَقَّ عَصا هذِهِ الاُمَّةِ وأن يَرجِعوا عَلى يَدِكَ إلَى الفِتنَةِ. فَقَد جَرَّبتَ النّاسَ وبَلَوتَهُم، وأبوكَ كانَ أفضَلَ مِنكَ، وقَد كانَ اجتَمَعَ عَلَيهِ رَأيُ الَّذينَ يَلوذونَ بِكَ، ولا أظُنُّهُ يَصلُحُ لَكَ مِنهُم ما كانَ فَسَدَ عَلَيهِ. فَانظُر لِنَفسِكَ ودينِكَ «وَ لاَ يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لاَ يُوقِنُونَ»[2]. فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: أمّا بَعدُ، فَقَد بَلَغَني كِتابُكَ تَذكُرُ أنَّهُ بَلَغَتكَ عَنّي اُمورٌ تَرغَبُ عَنها، فَإِن كانَت حَقّاً لَم تُقارَّني عَلَيها، ولَن يَهدِيَ إلَى الحَسَناتِ ويُسَدِّدَ لَها إلاَّ اللهُ، فَأَمّا ما نُمِّيَ[3] إلَيكَ فَإِنَّما رَقّاهُ[4] المَلاّقونَ[5] المَشّاؤونَ بِالنَّمائِمِ[6]، المُفَرِّقونَ بَينَ الجَميعِ[7]، وما اُريدُ حَرباً لَكَ ولا خِلافاً عَلَيكَ، وَايمُ اللهِ لَقَد تَرَكتُ ذلِكَ وأنَا أخافُ اللهَ في تَركِهِ، وما أظُنُّ اللهَ راضِياً عَنّي بِتَركِ مُحاكَمَتِكَ إلَيهِ، ولا عاذِري دونَ الإِعذارِ إلَيهِ فيكَ وفي أولِيائِكَ القاسِطينَ المُلحِدينَ، حِزبِ الظّالِمينَ وأولِياءِ الشَّياطينِ. ألَستَ قاتِلَ حُجرِ بنِ عَدِيٍّ وأصحابِهِ المُصَلّينَ العابِدينَ، الَّذينَ يُنكِرونَ الظُّلمَ ويَستَعظِمونَ البِدَعَ، ولا يَخافونَ فِي اللهِ لَومَةَ لائِمٍ. ظُلماً وعُدواناً، بَعدَ إعطائِهِمُ الأَمانَ بِالمَواثيقِ وَالأَيمانِ المُغَلَّظَةِ؟ أوَلَستَ قاتِلَ عَمرِو بنِ الحَمِقِ صاحِبِ رَسولِ اللهِ ﷺ، الَّذي أبلَتهُ العِبادَةُ وصَفَّرَت لَونَهُ وأنحَلَت جِسمَهُ؟! أوَلَستَ المُدَّعِيَ زِيادَ بنَ سُمَيَّةَ المَولودَ عَلى فِراشِ عُبَيدٍ عَبدِ ثَقيفٍ، وزَعَمتَ أنَّهُ ابنُ أبيكَ، وقَد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: «الوَلَدُ لِلفِراشِ ولِلعاهِرِ الحَجَرُ»، فَتَرَكتَ سُنَّةَ رَسولِ اللهِ ﷺ وخالَفتَ أمرَهُ مُتَعَمِّداً، وَاتَّبَعتَ هَواكَ مُكَذِّباً، بِغَيرِ هُدىً مِنَ اللهِ، ثُمَّ

---

[1] قارَّهُ مُقارَّةً: قَرَّ معَهُ وسَكَنَ، وفلانٌ قارٌّ: ساكِنٌ (تاج العروس: ج7 ص386 «قرر»).
[2] الروم: 60.
[3] نَمَّيتُ الحديثَ تنميةً: إذا بلّغتَهُ على وجهِ النميمةِ والإفسادِ (الصحاح: ج6 ص2516 «نما»).
[4] رَقّى عليه كلاماً: إذا رَفَعَ (الصحاح: ج6 ص2361 «رقى»).
[5] المَلَق: أن تُعطي باللسان ما ليس في القلب (القاموس المحيط: ج3 ص284 «ملق»).
[6] النَّميمَةُ: هي نقل الحديث من قوم إلى قوم على جهة الإفساد والشرّ (النهاية: ج5 ص120 «نمم»).
[7] هكذا في المصدر، وفي الإمامة والسياسة: «الجمع» بدل «الجميع».

سَلَّطتَهُ عَلَى العِراقَينِ فَقَطَعَ أيدِيَ المُسلِمينَ وسَمَلَ[1] أعيُنَهُم، وصَلَبَهُم عَلى جُذوعِ النَّخلِ، كَأَنَّكَ لَستَ مِنَ الاُمَّةِ وكَأَنَّها لَيسَت مِنكَ، وقَد قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «مَن ألحَقَ بِقَومٍ نَسَبا لَيسَ لَهُم فَهُوَ مَلعونٌ»! أوَلَستَ صاحِبَ الحَضرَمِيّينَ الَّذينَ كَتَبَ إلَيكَ ابنُ سُمَيَّةَ أنَّهُم عَلى دينِ عَلِيٍّ عليه السلام، فَكَتَبتَ إلَيهِ: اُقتُل مَن كانَ عَلى دينِ عَلِيٍّ ورَأيِهِ، فَقَتَلَهُم ومَثَّلَ بِهِم بِأَمرِكَ، ودينُ عَلِيٍّ عليه السلام دينُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم الَّذي كانَ يَضرِبُ عَلَيهِ أباكَ، وَالَّذِي انتِحالُكَ إيّاهُ أجلَسَكَ مَجلِسَكَ هذا، ولَولا هُوَ كانَ أفضَلُ شَرَفِكَ تَجَشُّمَ الرَّحلَتَينِ في طَلَبِ الخُمورِ! وقُلتَ: اُنظُر لِنَفسِكَ ودينِكَ وَالاُمَّةِ، وَاتَّقِ شَقَّ عَصَا الاُلفَةِ وأن تَرُدَّ النّاسَ إلَى الفِتنَةِ! فَلا أعلَمُ فِتنَةً عَلَى الاُمَّةِ أعظَمَ مِن وِلايَتِكَ عَلَيها! ولا أعلَمُ نَظَرا لِنَفسي وديني أفضَلَ مِن جِهادِكَ! فَإِن أفعَلهُ فَهُوَ قُربَةٌ إلى رَبّي، وإن أترُكهُ فَذَنبٌ أستَغفِرُ اللهَ مِنهُ في كَثيرٍ مِن تَقصيري، وأسأَلُ اللهَ تَوفيقي لِأَرشَدِ اُموري. وأمّا كَيدُكَ إيّايَ، فَلَيسَ يَكونُ عَلى أحَدٍ أضَرَّ مِنهُ عَلَيكَ، كَفِعلِكَ بِهؤُلاءِ النَّفَرِ الَّذينَ قَتَلتَهُم ومَثَّلتَ بِهِم بَعدَ الصُّلحِ مِن غَيرِ أن يَكونوا قاتَلوكَ ولا نَقَضوا عَهدَكَ، إلّا مَخافَةَ أمرٍ لَو لَم تَقتُلهُم مِتَّ قَبلَ أن يَفعَلوهُ، أو ماتوا قَبلَ أن يُدرِكوهُ، فَأَبشِر يا مُعاوِيَةُ بِالقِصاصِ، وأيقِن بِالحِسابِ، وَاعلَم أنَّ للهِ كِتابا لا يُغادِرُ صَغيرَةً ولا كَبيرَةً إلّا أحصاها، ولَيسَ اللهُ بِناسٍ لَكَ أخذَكَ بِالظِّنَّةِ، وقَتلَكَ أولِياءَهُ عَلَى الشُّبهَةِ وَالتُّهمَةِ، وأخذَكَ النّاسَ بِالبَيعَةِ لِابنِكَ؛ غُلامٍ سَفيهٍ يَشرَبُ الشَّرابَ ويَلعَبُ بِالكِلابِ! ولا أعلَمُكَ إلّا خَسِرتَ نَفسَكَ، وأوبَقتَ[2] دينَكَ، وأكَلتَ أمانَتَكَ، وغَشَشتَ رَعِيَّتَكَ، وتَبَوَّأتَ مَقعَدَكَ مِنَ النّارِ فَ«بُعدًا لِّلقَوْمِ الظَّلِمِينَ»[3].[4]

۲۴۸) انساب الاشراف میں ہے؛ معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کی طرف لکھا، اما بعد! تجھ سے ایسے کاموں کی خبر مجھے ملی ہے جن کاموں کو تجھ سے بعید سمجھتا ہوں، اگر وہ باتیں صحیح ہوں تو میں تیرے ساتھ موافق نہیں ہوں، مجھے اپنی جان کی قسم، جو آدمی اپنے وعدے اور خدا کے وعدے کی وفا کرے وہ وفا کا حقدار ہے اور اگر وہ باتیں صحیح نہ ہوں تو تم لوگوں

---

[1] سَمَلتُ عَيْنَهُ: فقأتُها بحديدة مُحماة (المصباح المنير: ص289 «سملت»).

[2] وَبَقَ: هَلَكَ، ويتعدّى بالهمزة، فيقال: أوبقته (المصباح المنير: ص646 «وبق»).

[3] هود: 44.

[4] أنساب الأشراف: ج5 ص128، الإمامة والسياسة: ج1 ص202.201؛ رجال الكشّي: ج1 ص252 ح98 و99 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص212 ح9.

کے درمیان اس کا زیادہ حصہ رکھتے ہو اور اپنے حصے کے بارے میں میں شروعات کر چکے ہو اور خدا کے وعدے کی وفا کرتے ہو، مجھے تعلق ختم کرنے اور تم سے بدی کرنے پر مجبور نہ کرو، اگر میرا انکار کرو گے تو میں بھی انکار کروں گا اور اگر مجھے دھوکا دو گے تو میں بھی تجھے دھوکا دوں گا، اس امت کے اتفاق کو توڑنے اور انہیں فتنے کی طرف لے جانے سے پرہیز کرو، تم لوگوں کا تجربہ کر چکے ہو اور ان کو آزما چکے ہو اور تیرا باپ تجھ سے بہتر تھا، اور ان کی نظر جنہوں نے تیری پناہ لی، اس کے لئے متفق ہوئی تھی، اور میں نہیں سمجھتا کہ جو چیز انہوں نے تیرے باپ کے لئے نہیں کی وہ تیرے لئے انجام دیں گے۔ بس تم اپنے اور اپنے دین کے بارے میں سوچو اور جن لوگوں کو یقین نہیں ہے وہ تجھے معمولی نہ سمجھیں، امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کے جواب میں لکھا؛ اما بعد، تیرا خط مجھ تک پہنچا، تو نے لکھا تھا کہ میرے ایسے کاموں کو تجھ کو خبر ملی ہے جن کو تو پسند نہیں کرتا اگر میں نے کہی ہوں اور اگر وہ صحیح ہوں تو ان پر مجھ سے اتفاق نہیں کرو گے اور خدا کے علاوہ نیکیوں پر کوئی رہنمائی نہیں کرتا، خدا کے علاوہ کوئی نیکیوں کی توفیق نہیں دیتا، لیکن چغلی لگائی گئی ہے تیرے چیلوں نے تفرقہ والی بات کہہ کر جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے، مجھے تجھ سے جنگ اور مخالفت کا شوق نہیں ہے، خدا کی قسم میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور میں اس ترک کرنے سے خدا سے ڈرتا ہوں اور میں نہیں سوچتا کہ خدا اس سے کہ میں نے تجھ سے اور تیرے تجاوز گر اور ملحد دوستوں کے بارے میں جو کہ ظالموں کا گروہ اور شیطان کا ہاتھ ہیں۔ دشمنی کو ترک کیا ہے، خدا کے سامنے سوا اس عذر کے نہیں رکھتا جو وہ، خود قبول کرے، کیا تو نے حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کو ظلم و شکنجہ سے قتل نہیں کیا؟ وہ تو نماز گزار عبادت کرنے والے تھے اور ظلم کو غلط اور بدعتوں کو خوفناک سمجھتے تھے اور خدا کی راہ میں کسی کو سرزنش کرنے والے کی سرزنش سے نہیں ڈرتے تھے؟ تو نے یہ قتل ان کو امان دینے کے بعد، سارے اعتماد و مضبوط قسموں کے ساتھ، انجام دیا، کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، عمرو بن حمق کا قاتل نہیں ہے، جس کو عبادت نے بوڑھا کر دیا اور اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اس کا جسم کمزور ہو گیا تھا، کیا تو نے زیاد بن سمیہ کو جو عبید کے بستر (ثقیف کا غلام) پر پیدا ہوا تھا، اپنے باپ کا بیٹا نہیں سمجھا، درحالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: فرزند اسی کا ہو گا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو گا اور زانی کے لئے پتھر ہے؟

تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا اور جان بوجھ کر اس کے فرمان کی مخالفت کی اور تکذیب کی بناء پر تو اپنے خواہشات نفسانی کے پیچھے گیا، بغیر اس کے کہ خدا کی طرف سے کوئی ہدایت دیکھتا، پھر تو نے زیاد کو کوفہ اور بصرہ پر مسلط کیا تا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرے اور گرم لوہے سے انکی آنکھیں نکالے اور انہیں خرما کے درخت پر لٹکا دے، ایسا لگ رہا ہے کہ تو امت سے نہیں ہے اور وہ ابھی تجھ سے نہیں ہے۔

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی کسی اجنبی کو (اپنی) قوم کے خاندان میں سے سمجھے جس کے نسب سے نہیں ہے، وہ ملعون ہے،

کیا تو وہی نہیں ہے کہ (زیاد) بن سمیہ نے تجھے لکھا؛ حضرمیین والے علی علیہ السلام کے دین پر ہیں اور جواب میں تو نے اسے لکھا، جو بھی علی علیہ السلام کے دین پر ہو اور اس کے عقیدے پر ہو ان کو قتل کرو اور انہیں مثلہ کیا علی علیہ السلام کا دین وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے جس کی وجہ سے وہ تیرے باپ سے لڑ رہا تھا، وہ ایسا ہے جس کے (دین) کے پابند ہونے کی وجہ سے تم اس جگہ پر آ کر بیٹھے ہو اور اگر یہ وہ نہ ہوتا تو تیری بڑی فضیلت یہ ہوتی ہے کہ قریش کے گرمیوں اور سردیوں کے دو سفر کو ترتیب دینا، شراب بنانے کا کام، تیرے حوالے ہوتا، تو نے کہا، اپنے بارے میں تفرقہ نہ ڈالو اور لوگوں کو فتنے کی طرف نہ لے جاؤ۔ میں تیری حاکمیت سے زیادہ اس امت پر کوئی اور بڑا فتنہ نہیں سمجھتا اور میں اپنے اور اپنے دین کے لئے تجھ سے جہاد کرنا کی نظر کو بہتر نہیں سمجھتا۔

اگر میں جہاد کروں تو یہ میرے خدا کے ہاں قریب ہونے کا سبب ہے اور اگر اسے چھوڑ دوں تو ایسا گناہ ہے جس کی کوتاہی زیادہ ہونے کی خدا سے مغفرت مانگتا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ صحیح کام میں مجھے کامیاب کرے، لیکن میرے ساتھ تیرے دھوکے کا نقصان کسی اور سے زیادہ، تجھے ہی پہنچے گا، اس کام کی طرح جو تو نے اس چند آدمیوں سے کیا اور انہیں قتل کیا اور مثلہ کیا درحالانکہ انہوں نے تیرے ساتھ صلح کیا تھا، نہ تیرے ساتھ جنگ کی نہ ہی تیرے حکم کی خلاف ورزی کی تھی تو فقط اس سے ڈر کہ اگر انہیں قتل نہ کرتا تو ان سے پہلے مرجاتا یا وہ اس تک پہنچنے سے مرجاتے، بس اے معاویہ! قصاص آگے آگے ہے، حساب کے بارے میں یقین رکھو اور جان لو کہ خدا کے پاس ایسا حساب لکھا ہوا ہے جس میں چھوٹی بڑی چیز لکھی گئی ہے۔ خدا بھلا تا نہیں ہے بے اعتماد اور گمان کی بناء پر تیری گرفتاریاں، اولیاء کو تہمت اور شبہ کی بناء پر قتل کرنا، اور اپنے بے عقل، شرابی، کتوں کے ساتھ کھیلنے والے بیٹے کے لئے تیری بیعت لینا (ان کاموں کی وجہ سے) تو نے خود کر برباد کیا اور اپنے دین کو ہلاک کیا اور امانت کو کھالیا اور لوگوں کو تو نے دھوکا دیا اور تو نے اپنے لئے جہنم میں جگہ تیار کی، بس خدا کی رحمت سے ظالم قوم دور رہو۔

7/6

الإختِصامُ فِي اللهِ

دشمنی خدا کے لئے

249.الخصال عن النضر بن مالك: قُلتُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام: يا أبا عَبدِ اللهِ، حَدِّثني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ»[1]. قالَ: نَحنُ وبَنو اُمَيَّةَ، اختَصَمنا فِي اللهِ عز و جل، قُلنا: صَدَقَ اللهُ، وقالوا: كَذَبَ اللهُ. فَنَحنُ وإيّاهُمُ الخَصمانِ يَومَ القِيامَةِ.[2]

۲۴۹) خصال میں نضر بن مالک سے نقل کیا ہے، میں نے امام حسین سے کہا؛ اے ابا عبداللہ! مجھے خدا کے ارشاد کے بارے میں بتاؤ جو اس نے فرمایا؛

امام علیہ السلام نے فرمایا (جیسے) ہم اور بنوامیہ کہ جن سے ہم نے خدا کی خاطر دشمنی کی، ہم نے کہا خدا سچ کہتا ہے۔ وہ کہنے لگے خدا جھوٹ کہتا ہے، بس قیامت کے دن ہم اور وہ دو دشمن ہیں۔

250.بحار الأنوار عن بكر بن أيمن عن الحسين بن عليّ عليه السلام: إنّا وبَني اُمَيَّةَ تَعادَينا فِي اللهِ، فَنَحنُ وهُم كَذلِكَ إلى يَومِ القِيامَةِ، فَجاءَ جَبرَئيلُ عليه السلام بِرايَةِ الحَقِّ فَرَكَزَها بَينَ أظهُرِنا، وجاءَ إبليسُ بِرايَةِ الباطِلِ فَرَكَزَها بَينَ أظهُرِهِم.[3]

۲۵۰) بحارالانوار میں بکر بن ایمن نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے، ہم نے بنوامیہ کے ساتھ خدا کے لئے دشمنی کی اور ہم قیامت کے دن بھی ایسے ہوں گے، بس جبرئیل حق کا پرچم لے کر آئے گا اور ہمارے ہاتھ میں دے گا اور ابلیس بھی باطل کا پرچم لے کر آئے گا اور بنوامیہ کے ہاتھ میں دے گا۔

---

[1] الحجّ: 19.
[2] الخصال: ص43 ح35، بحار الأنوار: ج31 ص517 ح16.
[3] بحار الأنوار: ج31 ص308.

الفصل الثّامِنُ: بيعة يزيد

آٹھویں فصل یزید کی بیعت

8/1

مُواصِفاتُ يَزيدَ

یزید کی صفات

251.دعائم الاسلام: عَنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أنَّهُ كَتَبَ إلى مُعاوِيَةَ كِتابا يُقَرِّعُهُ[1] فيهِ ويُبَكِّتُهُ[2] بِأُمورٍ صَنَعَها، كانَ فيهِ: ثُمَّ وَلَّيتَ ابنَكَ وهُوَ غُلامٌ يَشرَبُ الشَّرابَ ويَلهو بِالكِلابِ، فَخُنتَ أمانَتَكَ، وأخرَبتَ[3] رَعِيَّتَكَ، ولَم تُؤَدِّ نَصيحَةَ رَبِّكَ، فَكَيفَ تُوَلّي عَلى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله مَن يَشرَبُ المُسكِرَ؟ وشارِبُ المُسكِرِ مِنَ الفاسِقينَ! وشارِبُ المُسكِرِ مِنَ الأَشرارِ! ولَيسَ شارِبُ المُسكِرِ بِأَمينٍ عَلى دِرهَمٍ، فَكَيفَ عَلَى الاُمَّةِ؟! فَعَن قَليلٍ تَرِدُ عَلى عَمَلِكَ، حينَ تُطوى صَحائِفُ الاِستِغفارِ.[4]

۲۵۱) دعائم الاسلام میں ہے، امام حسین علیہ السلام نے ایک شدید خط لکھا معاویہ کی طرف اور اسے ان کاموں کی سرزش کی جو اس نے انجام دیئے تھے، اس خط میں یوں تھا، پھر تو نے حکومت اپنے بیٹے کو دی درحالانکہ وہ ایسا جوان ہے جو شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے، تو نے اپنی امانت میں خیانت کی اور لوگوں کو ترک کیا اور اپنے خدا کے نصیحت پر عمل نہ کیا، تم کیسے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے کو مسلط کرتے ہو جو شراب پیتا ہے، درحالانکہ شراب پینے والا فاسقوں

---

[1] التقريع: التعنيف والتثريب، وقرّعَهُ تقريعا وَبَّخَهُ وعَذَلَهُ (تاج العروس: ج11 ص366 «قرع»).

[2] التبكيت: التقريع والتوبيخ (النهاية: ج1 ص148 «بكت»).

[3] في بعض نسخ المصدر: «أخزيت» بدل «أخربت».

[4] دعائم الإسلام: ج2 ص133 ح468، وفي بحار الأنوار: ج66 ص495 ح41 عن الإمام الحسن عليه السلام ولكن مضمون الكتاب بعيد عن زمانه عليه السلام.

میں سے ہے اور جومست کرنے والی چیز پیتا ہے وہ شریر لوگوں میں سے ہے، شراب پینے والا ایک درہم کا بھی امانتدار نہیں ہوسکتا تو وہ کیسے اس امت کا امانتدار بن سکتا ہے؟ ت
م جلدی میں اپنے کام کا نتیجہ دیکھو گے، جب توبہ واستغفار کے دفتر بند ہو چکے ہوں گے۔

8/2

اِمتِناعُ الإِمامِ مِن بَيعَةِ يَزيدَ

یزید کی بیعت سے امام علیہ السلام کا انکار

252.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام ـ لَمّا أمَرَهُ مَروانُ بِبَيعَةِ يَزيدَ ـ: وَيحَكَ! أتَأمُرُني بِبَيعَةِ يَزيدَ وهُوَ رَجُلٌ فاسِقٌ؟ لَقَد قُلتَ شَطَطاً[1] مِنَ القَولِ يا عَظيمَ الزَّلَلِ! لا ألومُكَ عَلى قَولِكَ لِأَنَّكَ اللَّعينُ الَّذي لَعَنَكَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وأنتَ في صُلبِ أبيكَ الحَكَمِ بنِ أبِي العاصِ، فَإِنَّ مَن لَعَنَهُ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله لا يُمكِنُ لَهُ ولا مِنهُ إلّا أن يَدعُوَ إلى بَيعَةِ يَزيدَ. ثُمَّ قالَ: إلَيكَ عَنّي يا عَدُوَّ اللهِ، فَإِنّا أهلُ بَيتِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، وَالحَقُّ فينا وبِالحَقِّ تَنطِقُ ألسِنَتُنا، وقَد سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: «الخِلافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلى آلِ أبي سُفيانَ، وعَلَى الطُّلَقاءِ[2] أبناءِ الطُّلَقاءِ، فَإِذا رَأَيتُم مُعاوِيَةَ عَلى مِنبَري فَابقُروا[3] بَطنَهُ». فَوَاللهِ لَقَد رَآهُ أهلُ المَدينَةِ عَلى مِنبَرِ جَدّي فَلَم يَفعَلوا ما اُمِروا بِهِ، فَابتَلاهُمُ[4] اللهُ بِابنِهِ يَزيدَ! زادَهُ اللهُ فِي النّارِ عَذاباً.[5]

۲۵۲۔ الفتوح میں ہے، جب مروان نے امام حسین علیہ السلام کو یزید کی بیعت کا حکم دیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: لعنت ہو تم پر، کیا یزید کی بیعت کا حکم دے رہے ہو درحالانکہ وہ فاسق شخص ہے؟
ایسا ہے جس کی غلطی بہت بڑی ہے، بہت غلط بات کہہ رہے ہو، میں تجھے تیری باتوں پر سرزنش نہیں کرتا، کیونکہ

---

[1] الشَّطَطُ: الإفراط في البُعد (مفردات ألفاظ القرآن: ص453 «شطط»).
[2] الطُلَقاءُ: هم الذين خلّى عنهم (النبيّ صلى الله عليه وآله) يوم فتح مكّة، وأطلقهم ولم يسترقّهم (النهاية: ج3 ص136 «طلق»).
[3] في المصدر: «فافقروا»، وما في المتن أثبتناه من المصادر الأُخرى.
[4] في المصدر: «قاتلهم»، وما في المتن أثبتناه من المصادر الأُخرى.
[5] الفتوح: ج5 ص17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص185؛ تسلية المجالس: ج2 ص153.

تجھ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے لعنت ہوئی ہے، درحالانکہ تو اپنے باپ کی پشت میں حکم بن ابن ابی عاص تھا، اور جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت ہوئی ہے وہ سوائے اس کے کیا کرسکتا ہے کہ یزید کی بیعت کی طرف بلائے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے دشمن خدا! مجھ سے دور ہو جا کیوں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہیں اور حق ہمارے درمیان ہے اور ہم حق کی بات ہی کرتے ہیں،

میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، ابوسفیان اور آزاد ہونے والے غلاموں کی اولاد پر خلافت حرام ہے، اور جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اس کے شکم کو پارہ کردو،

خدا کی قسم! مدینے والوں نے اس کو میرے نانا کے منبر پر رکھا اور جوان کو حکم دیا گیا تھا انہوں نے انجام نہیں دیا اور خدا نے بھی ان پر اس کا بیٹا یزید مسلط کیا، خدا اس کے عذاب کو جہنم میں زیادہ کرے۔

253. مثير الأحزان عن الإمام الحسين عليه السلام ـ لِمَروانَ لَمّا أشارَ عَلَى الوَليدِ والِي المَدينةِ: وَيلي عَلَيكَ يَا ابنَ الزَّرقاءِ[1]، أنتَ تَأمُرُ بِضَربِ عُنُقي؟! كَذَبتَ ولَؤُمتَ، نَحنُ أهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ ومَعدِنُ الرِّسالَةِ، ويَزيدُ فاسِقٌ شارِبُ الخَمرِ وقاتِلُ النَّفسِ، ومِثلي لا يُبايِعُ لِمِثلِهِ، ولكِن نُصبِحُ وتُصبِحونَ[2] أيُّنا أحَقُّ بِالخِلافَةِ وَالبَيعَةِ.[3]

۲۵۳) مثیر الاحزان میں ہے، مروان بن ولید، مدینے کے حاکم نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا جو یزید کی بیعت پر راضی نہیں ہوئے تھے، امام حسین علیہ السلام نے مروان سے کہا؛ لعنت ہو تجھ پر اے نیلی آنکھ والی عورت کے بیٹے، تو میرے قتل کرنے کا حکم دیتا ہے؟ غلط بات کہی ہے، ہم نبوت کا گھرانہ اور رسالت کی معدن ہیں، اور یزید، فاسق، شرابی، لوگوں کا قاتل ہے، مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کرے گا، لیکن ہمیں اور آپ کو انتظار کرنا ہوگا تاکہ دیکھیں کہ ہم میں سے کون خلافت اور بیعت کا سزاوار ہے۔

---

[1] يطلق على مروان وذريّته بنو الزرقاء. والزرقاء اسم يطلق للمذمّة في الأدب العربي. وهي اسم جدّة مروان، وكانت بغية من ذوات الأعلام (الكامل: ج4 ص160).

[2] في الملهوف هنا زيادة: «ونَنظُرُ وتَنظُرونَ».

[3] مثير الأحزان: ص24، الملهوف: ص98 نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص325.

الفصل التّاسِعُ: أسباب الخروج على يزيد

نویں فصل: یزید کے خلاف قیام کرنے کے اسباب

9/1

إحياءُ السُّنَّةِ ومَعالِمِ الدّينِ

سنت اور دین کی نشانیوں کو زندہ کرنا

254. أنساب الأشراف: قَد كانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام كَتَبَ إلى وُجوهِ أهلِ البَصرَةِ يَدعوهُم إلى كِتابِ اللهِ، ويَقولُ لَهُم: إنَّ السُّنَّةَ قَد اُميتَت، وإنَّ البِدعَةَ قَد اُحيِيَت ونُعِشَت[۱]. [۲]

۲۵۴) انساب الاشراف میں ہے، امام حسین علیہ السلام نے بصرہ کے نیک لوگوں کی طرف خط لکھا اور انہیں خدا کی کتاب کی طرف بلایا اور فرمایا؛ سنت مر چکی ہے اور بدعت زندہ ہو کر ظاہر ہو چکی ہے۔

255. الطبقات الكبرى ـ في ذِكرِ أحداثِ يَومِ عاشوراءَ ـ: ثُمَّ قالَ حُسَينٌ عليه السلام لِعُمَرَ وأصحابِهِ: لا تَعجَلوا حَتّى اُخبِرَكُم خَبَري: وَاللهِ ما أتَيتُكُم حَتّى أتَتني كُتُبُ أماثِلِكُم بِأَنَّ السُّنَّةَ قَد اُميتَت، وَالنِّفاقَ قَد نَجَمَ[۳]، وَالحُدودَ قَد عُطِّلَت، فَاقدَم لَعَلَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى يُصلِحُ بِكَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، فَأَتَيتُكُم! فَإِذا كَرِهتُم ذلِكَ، فَأَنَا راجِعٌ عَنكُم، وَارجِعوا إلى أنفُسِكُم فَانظُروا هَل يَصلُحُ لَكُم قَتلي، أو يَحِلُّ لَكُم دَمي؟ أَلَستُ ابنَ بِنتِ نَبِيِّكُم وَابنَ ابنِ عَمِّهِ وَابنَ أوَّلِ المُؤمِنينَ إيمانا؟! أوَلَيسَ حَمزَةُ وَالعَبّاسُ وجَعفَرٌ عُمومَتي؟! أوَ لَم يَبلُغكُم قَولُ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيَّ وفي أخي: «هذانِ سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ»؟![۴]

---

[۱] نَعَشَهُ: رَفَعَهُ (النهاية: ج5 ص81 «نعش»).

[۲] أنساب الأشراف: ج2 ص335، تاريخ الطبري: ج5 ص357.

[۳] نَجَمَ الشيء: ظَهَرَ وطَلَعَ (الصحاح: ج5 ص2039 «نجم»).

[۴] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص468، سير أعلام النبلاء: ج3 ص301 الرقم 48.

۲۵۵) طبقات کبری میں دس محرم کے واقعات کے ذکر میں آیا ہے، امام حسین علیہ السلام نے عمر (بن سعد) اور اس کے ساتھیوں سے فرمایا؛ جلدی نہ کروتا کہ میں تمہیں ایک خبر بتاؤں، خدا کی قسم میں تمہارے ہاں اس وقت تک نہیں آیا جب تک تمہارے بزرگوں کے خط نہیں پہنچے، کہ سنت مرچکی ہے اور نفاق ظاہر ہو چکا ہے اور خدائی حدود پامال ہوگئی ہیں، ہمارے پاس آجائیں، شاید خدا تمہاری وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح کرے،

اسی لئے تمہارے پاس آیا ہوں اور اگر تم میرے آنے کو پسند نہیں کرتے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے اندر جھانکو اور دیکھو کہ کیا میرا قتل تمہارے فائدے میں ہے یا میرا خون تم پر حلال ہے؟

کیا میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا اور اس کے چچا زاد بھائی کا بیٹا اور سب سے پہلے مومن کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا حمزہ، عباس اور جعفر میرے چچا نہیں ہیں؟

کیا میرے بارے اور میرے بھائی کے بارے میں تم تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں پہنچا کہ وہ یہ دو (حسن وحسین علیہما السلام) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

256.الأخبار الطوال: كَتَبَ [الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام] كِتاباً إلى شيعَتِهِ مِن أهلِ البَصرَةِ مَعَ مَولىً لَهُ يُسَمّى سَلمانَ، نُسخَتُهُ: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلى مالِكِ بنِ مِسمَعٍ، وَالأَحنَفِ بنِ قَيسٍ، وَالمُنذِرِ بنِ الجارودِ، ومَسعودِ بنِ عَمرٍو، وقَيسِ بنِ الهَيثَمِ، سَلامٌ عَلَيكُم، أمّا بَعدُ، فَإِنّي أدعوكُم إلى إحياءِ مَعالِمِ الحَقِّ، وإماتَةِ البِدَعِ، فَإِن تُجيبوا تَهتَدوا سُبُلَ الرَّشادِ، وَالسَّلامُ.[1]

۲۵۶) اخبار طوال میں ہے، امام حسین علیہ السلام نے بصرہ میں رہنے والے اپنے پیروکاروں کی طرف خط لکھا اور وہ خط ایک ساتھی بنام سلمان کے ہاتھوں بھیجا، اس خط کا متن اس طرح تھا، مہربان بخشنے والے خدا کے نام سے حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کی طرف سے مالک بن سمع، احمد بن قیس، منذر بن جارود، سعود بن عمرو، قیس بن ہیثم کی طرف، السلام علیکم،

امابعد، میں آپ لوگوں کو حق کی نشانیوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کو ختم کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اگر قبول کروگے تو ہدایت کے راستہ کی جانب رہنمائی حاصل کروگے۔ والسلام

[1] الأخبار الطوال: ص231.

9/2

الأَمرُ بِالمَعروفِ وَالنَّهيُ عَنِ المُنكَرِ

امر بہ معرف اور نہی عن المنکر

257.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام ـ في وَداعِ قَبرِ جَدِّهِ صلى الله عليه وآله ـ: اللّٰهُمَّ إنَّ هذا قَبرُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، وأنَا ابنُ بِنتِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، وقَد حَضَرَني مِنَ الأَمرِ ما قَد عَلِمتَ، اللّٰهُمَّ وإنّي اُحِبُّ المَعروفَ وأكرَهُ المُنكَرَ.... [1]

۲۰۷) الفتوح میں ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا کی قبر سے جدا ہوتے وقت کہا؛ اے خدا! یہ قبر تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا ہوں اوتو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا پیش آیا ہے، اے خدا! میں نیکی کو پسند کرتا ہوں اور برائی سے نفرت کرتا ہوں۔

258.تسلية المجالس: دَعَا الحُسَينُ عليه السلام بِدَواةٍ وبَياضٍ، و كَتَبَ هٰذِهِ الوَصِيَّةَ لِأَخيهِ مُحَمَّدٍ: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ هذا ما أوصى بِهِ الحُسَينُ بنُ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ إلى أخيهِ مُحَمَّدٍ المَعروفِ بِابنِ الحَنَفِيَّةِ: إنَّ الحُسَينَ يَشهَدُ أن لا إلٰهَ إلاَّ اللهُ وَحدَهُ لا شَريكَ لَهُ، وأنَّ مُحَمَّداً عَبدُهُ ورَسولُهُ، جاءَ بِالحَقِّ مِن عِندِ الحَقِّ، وأنَّ الجَنَّةَ وَالنّارَ حَقٌّ، وأنَّ السّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيبَ فيها، وأنَّ اللهَ يَبعَثُ مَن فِي القُبورِ، وأنّي لَم أخرُج أشِراً [2] ولا بَطِراً [3] ولا مُفسِداً ولا ظالِماً، وإنَّما خَرَجتُ لِطَلَبِ الإِصلاحِ في اُمَّةِ جَدّي صلى الله عليه وآله اُريدُ أن آمُرَ بِالمَعروفِ وأنهى عَنِ المُنكَرِ، وأسيرَ بِسيرَةِ جَدّي مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وأبي عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام، فَمَن قَبِلَني بِقَبولِ الحَقِّ فَاللهُ أولى بِالحَقِّ، ومَن رَدَّ عَلَيَّ هذا أصبِرُ حَتّى يَقضِيَ اللهُ بَيني وبَينَ القَومِ بِالحَقِّ ويَحكُمَ بَيني وبَينَهُم وهُوَ خَيرُ الحاكِمينَ، وهٰذِهِ وَصِيَّتي يا أخي إلَيكَ، وما تَوفيقي

---

[1] الفتوح: ج5ص19؛ بحار الأنوار: ج44ص328.
[2] الأَشَرُ: البَطَرُ، وقيل: أشدّ البطر (النهاية: ج1ص51 «أشر»).
[3] البَطَرُ: الطغيان عند النعمة وطول الغنى (النهاية: ج1ص135 «بطر»).

إلاّ بِاللهِ عَلَيهِ تَوَكَّلتُ وإلَيهِ أُنيبُ.[1]

۲۵۸) تسلیۃ المجالس میں ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے سیاہی اور کاغذ مانگا اور اپنے بھائی محمد کے لئے یہ وصیت لکھی کہ، مہربان اور بخشنے والے خدا کے نام سے، یہ وصیت حسین بن علی ابی طالب کی اپنے بھائی محمد حنفیہ کو ہے، حسین علیہ السلام گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بندہ ہے اور حق کو حق کی طرف سے لایا ہے اور جنت و جہنم حق ہے اور بغیر شک کے قیامت آئیگی۔ خدا ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبر میں ہیں، میں نے فساد پھیلانے طغیان اور ظلم کے لئے قیام نہیں کیا ہے، بلکہ فقط اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے قیام کے لئے نکلا ہوں اور نیکی کی ہدایت اور برائی سے روکنا چاہتا ہوں، جو بھی آدمی مجھے حق کے ساتھ قبول کرے تو خدا حق کا زیادہ سزاوار ہے اور جو بھی مجھ سے یہ قبول نہ کرے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور میرے اور ان کے درمیان حکم کرے کیوں کہ وہ بہترین حکم کرنے والا ہے، اے میرے بھائی یہ میری وصیت تجھے ہے اور سوا خدا کے میری توفیق کسی سے نہیں ہے اور اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹ جاؤں گا۔

259. تاريخ الطبري عن عقبة بن أبي العيزار: إنَّ الحُسَينَ عليه السلام خَطَبَ أصحابَهُ وأصحابَ الحُرِّ... ثُمَّ قالَ: أيُّهَا النّاسُ، إنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ: مَن رَأى سُلطانا جائِرا مُستَحِلاًّ لِحُرَمِ اللهِ، ناكِثا[2] لِعَهدِ اللهِ، مُخالِفا لِسُنَّةِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، يَعمَلُ في عِبادِ اللهِ بِالإِثمِ وَالعُدوانِ، فَلَم يُغَيِّر عَلَيهِ بِفِعلٍ ولا قَولٍ، كانَ حَقّا عَلَى اللهِ أن يُدخِلَهُ مُدخَلَهُ.[3]

۲۵۹) تاریخ طبری میں عقبہ بن ابی عیزار سے نقل ہے کہ؛ امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں اور حر کے ساتھیوں کے لئے ایک بات کہی، پھر فرمایا؛ اے لوگو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی آدمی ظالم حاکم کو دیکھے جو خدائی حدود کو پامال کر رہا ہو اور خدا کے وعدے کو توڑ رہا ہو، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے مخالفت کر رہا ہو، لوگوں کے درمیان گناہ اور ظلم سے پیش آئے اور وہ آدمی اس کے خلاف قیام نہ کرے تو خدا کا حق ہے کہ اسے اسی جگہ داخل کرے جہاں وہ حاکم

---

[1] تسلية المجالس: ج2ص160، بحار الأنوار: ج44ص329؛ الفتوح: ج5ص21، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص188 كلاهما نحوه وراجع: المناقب لابن شهر آشوب: ج4ص89.

[2] النَّكثُ: نَقضُ العَهدِ (النهاية: ج5ص114 «نكث»).

[3] تاريخ الطبري: ج5ص403.

داخل ہوگا۔

9/3

القِيامُ لِنُصرَةِ الدّينِ

دین کی مدد کے لئے قیام کرنا

260.تذكرة الخواصّ عن الإمام الحسين عليه السلام لِلفَرَزدَقِ الشّاعِرِ: يا فَرَزدَقُ، إنَّ هؤُلاءِ قَومٌ لَزِموا طاعَةَ الشَّيطانِ وتَرَكوا طاعَةَ الرَّحمنِ، وأظهَرُوا الفَسادَ فِي الأَرضِ، وأبطَلُوا الحُدودَ، وشَرِبُوا الخُمورَ، وَاستَأثَروا في أموالِ الفُقَراءِ وَالمَساكينِ، وأنَا أولى مَن قامَ بِنُصرَةِ دينِ اللهِ وإعزازِ شَرعِهِ وَالجِهادِ في سَبيلِهِ، لِتَكونَ «كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا».[1][2]

۲۶۰) تذکرۃ الخواص میں ہے، امام حسین علیہ السلام نے فرزدق شاعر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے فرزدق! یہ قوم شیطان کی اطاعت کی پابند ہو چکی ہے اور رحمن خدا کی اطاعت کو ترک کر چکے ہیں اور فساد کو زمین میں آشکار کیا ہے، اور خدائی حدود کو ختم کر چکے ہیں اور شراب پی رہے ہیں اور فقیر اور مسکین لوگوں کے مال پر قبضہ کر بیٹھے ہیں، میں اس کا حقدار ہوں کہ خدا کے دین کی مدد کے کے لئے قیام کروں اور اس کے دین کو عزت دینے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اٹھوں تا کہ خدا کا حکم بلند ہو جائے۔

261.تاريخ الطبري عن أبي عثمان النهدي: كَتَبَ حُسَينٌ عليه السلام مَعَ مَولىً لَهُم يُقالُ لَهُ سُلَيمانُ، وكَتَبَ بِنُسخَةٍ إلى رُؤوسِ الأَخماسِ[3] بِالبَصرَةِ وإلَى الأَشرافِ، فَكَتَبَ إلى مالِكِ بنِ مِسمَعٍ البَكرِيِّ، وإلَى الأَحنَفِ بنِ قَيسٍ، وإلَى المُنذِرِ بنِ الجارودِ، وإلى مَسعودِ بنِ عَمرٍو، وإلى قَيسِ بنِ الهَيثَمِ، وإلى عَمرِو بنِ عُبَيدِ اللهِ بنِ مَعمَرٍ، فَجاءَت مِنهُ نُسخَةٌ واحِدَةٌ إلى جَميعِ أشرافِها: أمّا بَعدُ، فَإِنَّ اللهَ اصطَفى

---

[1] التوبة: 40.
[2] تذكرة الخواصّ: ص241.
[3] الخَميسُ: الجيش، سُمّي به لأنّه مقسوم بخمسة أقسام: المقدّمة، والساقة، والميمنة، والميسرة، والقلب (النهاية: ج 2 ص 79 «خمس»).

مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلى خَلقِهِ، وأكرَمَهُ بِنُبُوَّتِهِ، وَاختارَهُ لِرِسالَتِهِ، ثُمَّ قَبَضَهُ اللهُ إلَيهِ وقَد نَصَحَ لِعِبادِهِ وبَلَّغَ ما اُرسِلَ بِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وكُنّا أهلَهُ وأولِياءَهُ وأوصِياءَهُ ووَرَثَتَهُ، وأحَقَّ النّاسِ بِمَقامِهِ فِي النّاسِ، فَاستَأثَرَ عَلَينا قَومُنا بِذلِكَ، فَرَضينا وكَرِهنَا الفُرقَةَ وأحبَبنَا العافِيَةَ، ونَحنُ نَعلَمُ أنّا أحَقُّ بِذلِكَ الحَقِّ المُستَحَقِّ عَلَينا مِمَّن تَوَلّاهُ... وقَد بَعَثتُ رَسولي إلَيكُم بِهذَا الكِتابِ، وأنَا أدعوكُم إلى كِتابِ اللهِ وسُنَّةِ نَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَإِنَّ السُّنَّةَ قَد اُميتَت، وإنَّ البِدعَةَ قَد اُحيِيَت، وإن تَسمَعوا قَولي وتُطيعوا أمري أهدِكُم سَبيلَ الرَّشادِ، وَالسَّلامُ عَلَيكُم ورَحمَةُ اللهِ.[1]

۲۶۱) تاریخ طبری میں ابوعثمان نھدی سے نقل ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک خط لکھا اور اپنے ایک نزدیکی شخص بنام سلیمان کے ہاتھوں بصرہ کی فوج کے رئیسوں اور وہاں کے بزرگوں، جیسا کہ مالک بن سمیع بکری، حنق بن قیس، منذر بن جارود، سعود بن عمرو، قیس بن ھیثم، عمرو بن عبید اللہ بن معمر، کی جانب بھیجا۔ (امام علیہ السلام نے) جو خط (بصرہ) کے بزرگوں کی طرف بھیجا واحدی کے خط کا متن یہ ہے، اما بعد! مخلوق میں سے خدا نے محمد کو چنا اور نبوت دے کر اسے عزت دی اور اپنی رسالت کے لئے اس کا انتخاب کیا، پھر خدا نے اسے اپنی طرف بلایا، درحالانکہ خدا کے بندوں کے لئے خیر خواہ تھا اور جو اس کی طرف بھیجا گیا تھا وہ اس نے پہنچا دیا ہمارا خاندان اس کے اولیاء، اوصیاء اور وارث ہیں جو لوگوں میں سے اس کے مقام کے زیادہ حقدار ہیں، لیکن ہماری قوم نے ہمارے مقام (منصب چھین کر) کو اپنا یا اور ہم بھی راضی ہوگئے تاکہ تفرقہ نہ بڑھے اور ہم (امت) کی سلامتی چاہتے ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ اس حق کے ہم زیادہ حقدار ہیں اس شخص سے جس نے اس کو سنبھالا ہے، میں نے بھیجنے والے کو یہ خط دے کر تمہاری طرف بھیجا ہے، میں آپ لوگوں کو خدا کی کتاب (قرآن) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ بیشک سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت زندہ ہوگئی ہے اگر تم لوگ میری بات کو سن کر میرے حکم کی اطاعت کرو گے تو میں تمہیں ہدایت کی طرف لے جاؤں گا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔[2]

---

[1] تاریخ الطبری: ج5ص357، البدایۃ والنہایۃ: ج8ص157وص170، وراجع: الکامل فی التاریخ: ج2ص535.
[2]

9/4

مَعذِرَةً إِلَى اللهِ

خدا کی بارگاہ میں عذر پیش کرنا

262. تاریخ الطبری عن الحسین علیہ السلام، مِن كَلامِهِ مَعَ أصحابِ الحُرِّ بنِ يَزيدَ: أيُّهَا النّاسُ! إنَّها مَعذِرَةٌ إلَى اللهِ عز و جل وإلَيكُم، إنّي لَم آتِكُم حَتّى أتَتني كُتُبُكُم وقَدِمَت عَلَيَّ رُسُلُكُم، أنِ اقدَم عَلَينا فَإِنَّهُ لَيسَ لَنا إمامٌ لَعَلَّ اللهَ يَجمَعُنا بِكَ عَلَى الهُدى، فَإِن كُنتُم عَلى ذلِكَ فَقَد جِئتُكُم، فَإِن تُعطوني ما أطمَئِنُّ إلَيهِ مِن عُهودِكُم ومَواثيقِكُم أقدَم مِصرَكُم، وإن لَم تَفعَلوا وكُنتُم لِمَقدَمي كارِهينَ انصَرَفتُ عَنكُم إلَى المَكانِ الَّذي أقبَلتُ مِنهُ إلَيكُم.[1]

۲۶۲) تاریخ طبری میں امام حسین علیہ السلام کی حر بن یزید کے ساتھ کی گئی گفتگو میں آیا ہے (کہ امام علیہ السلام نے فرمایا)

اے لوگو! خدا کی بارگاہ میں یہ عذر ہے میں آپ لوگوں تک اس وقت تک نہیں آیا جب تک تمہارے خط نہیں آئے اور تمہارے پیغام لانے والے آئے اور کہا؛ ہمارے پاس آجاؤ کیونکہ ہمارے پاس کوئی امام نہیں ہے۔ شاید آپ کی وجہ سے ہمیں خدا ہدایت پر جمع کرے۔

اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم رہو تو میں تمہارے پاس آیا ہوں اور اگر اعتماد و بھروسے والا مجھے وعدہ دو گے تو تمہارے پاس آجاؤں گا اور اگر ایسے نہیں کرو گے اور میرے آنے کو پسند نہیں کرتے ہو تو اسی جگہ واپس چلا جاؤں گا جہاں پہلے سے آیا تھا۔

---

[1] تاریخ الطبری: ج5ص401، الکامل فی التاریخ: ج2ص552، مقتل الحسین للخوارزمی: ج1ص231؛ الإرشاد: ج2ص79، إعلام الوری: ج1ص448، المناقب لابن شهر آشوب: ج4ص96 کلاهما نحوه وراجع: الأخبار الطوال: ص249.

9/5

مُكافَحَةُ الظُّلمِ وَالجَورِ

ظلم وستم کے ساتھ مبارزہ

263. تاريخ الطبرى عن الحسين عليه السلام. أيضا: أمّا بَعدُ أيُّهَا النّاسُ! فَإِنَّكُم إن تَتَّقوا وتَعرِفُوا الحَقَّ لِأَهلِهِ يَكُن أرضى للهِ، ونَحنُ أهلَ البيتِ أولى بِوِلايَةِ هذَا الأَمرِ عَلَيكُم مِن هؤُلاءِ المُدَّعينَ ما لَيسَ لَهُم، وَالسّائِرينَ فيكُم بِالجَورِ وَالعُدوانِ، وإن أنتُم كَرِهتُمونا وجَهِلتُم حَقَّنا وكانَ رَأيُكُم غَيرَ ما أتَتني كُتُبُكُم وقَدِمَت بِهِ عَلَيَّ رُسُلُكُم، انصَرَفتُ عَنكُم.[1]

۲۶۳) تاریخ طبری میں حر کے ساتھیوں کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی گفتگو میں آیا ہے کہ اے لوگو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور حق والوں کے لئے قانون سمجھو تو یہ چیز خدا کو بہتر راضی کرتی ہے۔ ہم تم پر اس (حکومت) کرنے کے زیادہ حقدار ہیں ان لوگوں سے جو تمہارے درمیان ظلم وستم سے پیش آرہے ہیں۔ اگر ہمیں پسند نہیں کرتے ہو اور ہمارے حق کو نہیں پہچانتے ہو اور تمہارا نظریہ وہی نہیں ہے جو تم لوگوں نے خطوں میں لکھا تھا اور پیغام لانے والے لے کر آئے تھے، تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔

264. تاريخ الطبرى عن عقبة بن أبي العَيزار: إنَّ الحُسَينَ عليه السلام خَطَبَ أصحابَهُ وأصحابَ الحُرِّ بِالبيضَةِ[2]، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: أيُّهَا النّاسُ! إنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ: «مَن رَأى سُلطانًا جائِرًا مُستَحِلًّا لِحُرَمِ اللهِ، ناكِثًا لِعَهدِ اللهِ، مُخالِفًا لِسُنَّةِ رَسولِ اللهِ، يَعمَلُ في عِبادِ اللهِ بِالإِثمِ وَالعُدوانِ، فَلَم يُغَيِّر عَلَيهِ بِفِعلٍ ولا قَولٍ، كانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أن يُدخِلَهُ مُدخَلَهُ». ألا وإنَّ هؤُلاءِ قَد لَزِموا طاعَةَ الشَّيطانِ، وتَرَكوا طاعَةَ الرَّحمنِ، وأظهَرُوا الفَسادَ، وعَطَّلُوا الحُدودَ، وَاستَأثَروا بِالفَيءِ،

---

[1] تاريخ الطبرى: ج5ص402، مقتل الحسين للخوارزمى: ج1ص232، أنساب الأشراف: ج3ص380 وليس فيه من «ونحن إلى» والعدوان»؛ الإرشاد: ج2ص79، إعلام الورى: ج1ص448 وراجع: روضة الواعظين: ص198.

[2] البيضة: اسم ماء بين واقصة وعذيب ويتّصل ببئر بني يربوع (معجم البلدان: ج1ص532).

وأَحلّوا حَرامَ اللهِ، وحَرَّموا حَلالَهُ، وأنَا أحَقُّ مَن غَيَّرَ [1]، قَد أتَتني كُتُبُكُم، وقَدِمَت عَلَيَّ رُسُلُكُم بِبَيعَتِكُم؛ أنَّكُم لا تُسلِمُونّي ولا تَخذُلُونّي. فَإِن تَمَمتُم عَلى بَيعَتِكُم تُصيبوا رُشدَكُم. فَأَنَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ، وَابنُ فاطِمَةَ بِنتِ رَسولِ اللهِ ﷺ، نَفسي مَعَ أنفُسِكُم، وأهلي مَعَ أهليكُم، فَلَكُم فِيَّ اُسوَةٌ. وإن لَم تَفعَلوا ونَقَضتُم عَهدَكُم، وخَلَعتُم بَيعَتي مِن أعناقِكُم، فَلَعَمري ما هِيَ لَكُم بِنُكرٍ، لَقَد فَعَلتُموها بِأَبي وأخي وَابنِ عَمّي مُسلِمٍ، وَالمَغرورُ مَنِ اغتَرَّ بِكُم، فَحَظَّكُم أخطَأتُم، ونَصيبَكُم ضَيَّعتُم، ومَن نَكَثَ [2] فَإِنَّما يَنكُثُ عَلى نَفسِهِ، وسَيُغنِي اللهُ عَنكُم، وَالسَّلامُ عَلَيكُم ورَحمَةُ اللهِ وبَرَكاتُهُ. [3]

۲۶۴) تاریخ طبری میں عتبہ بن ابی عیزار سے نقل ہے امام حسین علیہ السلام نے اپنے اور حر کے ساتھیوں کو مقام بیضہ پر ایک خطبہ دیا اور خدا کی تعریف کے بعد فرمایا؛ اے لوگو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی آدمی ظالم حاکم کو دیکھے جو خدا کی حلال چیزوں کو حرام کر رہا ہو اور خدا کے پیمان کی خلاف ورزی کر رہا ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کر رہا ہو اور لوگوں کے ساتھ گناہ اور ظلم سے پیش آ رہا ہو، لیکن وہ آدمی اپنے عمل و گفتار سے اس کے خلاف قیام نہ کرے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے وہاں لے جائے جس جگہ اس حاکم کو لے جائیگا۔ اور میں سب سے زیادہ خروج اور قیام کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ تمہارے خط مجھ تک پہنچے اور تمہارے بھیجے گئے لوگوں نے تمہاری بیعت میرے سامنے پیش کی کہ تم لوگ مجھے (دشمن) کے حوالے نہیں کروگے اور میرا ساتھ نہیں چھوڑوگے۔ بس اگر تم لوگ اپنی بیعت کو آخر تک پہنچاتے ہو (یعنی میری بیعت و مدد کرتے ہو عملی حوالے سے) تو تم ہدایت کے راستے تک پہنچ گئے۔ میں حسین علیہ السلام ہوں، علی علیہ السلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا ہوں۔ میں تمہارے سامنے ہوں اور میرا خاندان تمہارے خاندان کے ساتھ ہے اور میں تمہارے لئے نمونہ عمل ہوں۔ اگر ایسے نہیں کروگے اور اپنے وعدہ کی وفا نہیں کروگے اور بیعت کرنے سے پیچھے ہٹو گے تو مجھے اپنی قسم تم لوگوں سے یہ بعید نہیں ہے کہ جو تم لوگوں نے میرے باپ، ماں، چچازاد بھائی مسلم کے ساتھ کیا وہ میرے ساتھ بھی کرو اور دھوکا وہی کھائے گا ہے جو تمہاری (حمایت) کا دھوکا کھائے۔

---

[1] في الفتوح: «وأنا أحقّ من غيري بهذا الأمر؛ لقرابتي من رسول الله ﷺ» بدل «وأنا أحقّ من غَيَّر».

[2] النَّكْثُ: قريب من النقض، واستعير لنقض العهد (مفردات ألفاظ القرآن: ص 822 «نكث»).

[3] تاريخ الطبري: ج5 ص 403، الكامل في التاريخ: ج2 ص 552، الفتوح: ج5 ص 81، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص 234 كلّها نحوه؛ بحار الأنوار: ج44 ص 382 وراجع: أنساب الأشراف: ج3 ص 381.

بس تم لوگ اپنے نصیب تک نہیں پہنچے ہو اور اسے تباہ کر چکے ہو اور جو بھی آدمی پیمان اور وعدے کی خلاف ورزی کرے تو اس نے اپنا نقصان کیا ہے۔ عنقریب خدا مجھے تم لوگوں سے بے نیاز کرے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الفصل العاشِرُ: رفض اقتراح السّکوت

دسویں فصل: خاموشی کے مشورہ کو ٹھکرانا

265. تاریخ الطبری، فی خُروجِ الإمامِ مِنَ المَدینَةِ: وأمّا الحُسَینُ فَإِنَّهُ خَرَجَ بِبَنیهِ وإخوَتِهِ وبَنی أخیهِ وجُلِّ أهلِ بَیتِهِ إلّا مُحَمَّدَ بنَ الحَنَفِیَّةِ، فَإِنَّهُ قالَ لَهُ: یا أخی، أنتَ أحَبُّ النّاسِ إلَیَّ وأعَزُّهُم عَلَیَّ، ولَستُ أدَّخِرُ النَّصیحَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الخَلقِ أحَقَّ بِها مِنكَ، تَنَحَّ بِتَبِعَتِكَ عَن یَزیدَ بنِ مُعاوِیَةَ وعَنِ الأَمصارِ مَا استَطَعتَ، ثُمَّ ابعَث رُسُلَكَ إلَی النّاسِ فادعُهُم إلی نَفسِكَ، فَإِن بایَعوا لَكَ حَمِدتَ اللهَ عَلی ذٰلِكَ، وإن أجمَعَ النّاسُ عَلی غَیرِكَ لَم یَنقُصِ اللهُ بِذٰلِكَ دینَكَ ولا عَقلَكَ ولا یُذهِبُ بِهِ مُروءَتَكَ ولا فَضلَكَ، إنّی أخافُ أن تَدخُلَ مِصرا مِن هٰذِهِ الأَمصارِ وتَأتِیَ جَماعَةً مِنَ النّاسِ فَیَختَلِفونَ بَینَهُم، فَمِنهُم طائِفَةٌ مَعَكَ واُخری عَلَیكَ، فَیَقتَتِلونَ فَتَكونُ لِأَوَّلِ الأَسِنَّةِ، فَإِذا خَیرُ هٰذِهِ الاُمَّةِ كُلِّها نَفسا وأبا واُمّا أضیَعُها دَما وأذَلُّها أهلاً. قالَ لَهُ الحُسَینُ علیه السلام: فَإِنّی ذاهِبٌ یا أخی. قالَ: فَانزِل مَكَّةَ، فَإِنِ اطمَأَنَّت بِكَ الدّارُ فَسَبیلُ ذٰلِكَ، وإن نَبَت[1] بِكَ لَحِقتَ بِالرِّمالِ وشَعَفِ[2] الجِبالِ، وخَرَجتَ مِن بَلَدٍ إلی بَلَدٍ حَتّی تَنظُرَ إلی ما یَصیرُ أمرُ النّاسِ، وتَعرِفَ عِندَ ذٰلِكَ الرَّأیَ، فَإِنَّكَ أصوَبُ ما یَكونُ رَأیا وأحزَمُهُ عَمَلاً حینَ تَستَقبِلُ الاُمورَ استِقبالاً، ولا تَكونُ الاُمورُ عَلَیكَ أبَدا أشكَلَ مِنها حینَ تَستَدبِرُها استِدبارا. قالَ: یا أخی، قَد نَصَحتَ فَأَشفَقتَ، فَأَرجو أن یَكونَ رَأیُكَ سَدیدا مُوَفَّقا.[3]

۲۶۵) تاریخ طبری میں مدینے سے امام (حسین علیہ السلام) کے نکلنے کے بارے میں آیا ہے؛ امام حسین علیہ السلام اپنے

---

[1] نَبا بِهِ منزلُه: إذا لم یُوافِقهُ (النهایة: ج5 ص11 «نبا»).

[2] شَعَفَةُ كلّ شيءٍ: أعلاه، یرید به رأس الجبل (النهایة: ج2 ص481 «شعف»).

[3] تاریخ الطبری: ج5 ص341، الفتوح: ج5 ص20، مقتل الحسین للخوارزمی: ج1 ص187؛ الإرشاد: ج2 ص34 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص326.

بیٹوں بھائیوں، بھتیجوں، اور خاندان کے اکثر لوگوں کو ساتھ لے کر مدینے سے خارج ہوئے سوائے محمد بن حنفیہ کے جس نے امام سے کہا: اے میرے بھائی تو میرے نزدیک لوگوں میں سب سے محبوب اور عزیز ہے اور میں نے فقط تجھے ہی نصیحت ماننے والا سمجھتا ہے۔ جتنا ہو سکے اپنے پیروکاروں کے ساتھ یزید بن معاویہ کے خوف سے شہروں سے دور رہو۔ پھر تم لوگوں کی جانب پیغام بھیجو اور انہیں اپنی طرف دعوت دو۔ اگر آپ کی بیعت کریں تو خدا کی حمد وثناء کرو اور اگر لوگ تیرے پاس نہ آئیں تو خدا اس سے تیرے دین اور عقل سے کچھ کم نہیں کرے گا اور بہادری اور فضیلت ختم نہیں ہوگی کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم ان شہروں میں سے کسی شہر میں چلے جاؤ اور لوگوں کے ایک گروہ کے پاس جاؤ گے تو ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے گا اور ان میں سے کچھ تیرے حق میں ہوں گے اور کچھ تیرے خلاف اور ایک دوسرے سے لڑیں گے تو ایسے ماحول میں تو نیزوں کا نشانہ بنے گا اور اس وقت کا بہترین انسان ذاتی اور نسبی شرافت کے حوالے سے تو ہے جس کا خون ضائع ہوجائے گا اور خود کو سب سے زیادہ خوار کر بیٹھے گا۔

امام حسین علیہ السلام نے محمد حنفیہ سے فرمایا؛ میرے بھائی! میں ضرور جاؤں گا

محمد بن حنفیہ نے کہا؛ مکہ جاؤ اگر وہاں مطمئن اور رہنے کے قابل جگہ ہوتو (مناسب) جگہ یہ ہی ہے، اور اگر تجھے پسند نہ آئے تو پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف اور ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جاؤ جب تک پتہ چل جائے کہ لوگوں کا کام کہاں تک پہنچتا ہے اور اس وقت پتہ چل جائے گا کہ کیا کرنا چاہیے۔ سب سے صحیح اور دور اندیشی والا کام اس وقت حاصل ہوگا جب بہادری سے واقعات کا استقبال کرو اور تیرے لئے کوئی بھی واقعہ اس سے زیادہ مشکل نہیں ہے کہ اس کا منہ موڑ کر پیچھا کرو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ اے میرے بھائی! اے میرے رفیق! تو نے نیکی کی اور شفقت کی مجھے اامید ہے کہ تیری نظر محکم اور توفیق کے ساتھ ہو۔

266. تاریخ دمشق. بَعدَ ذِكرِهِ كِتابَ عَمرِو بنِ سَعيدِ بنِ العا: فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: إن كُنتَ أرَدتَ بِكِتابِكَ إلَيَّ بِرّي وصِلَتي فَجُزيتَ خَيرا فِي الدُّنيا وَالآخِرَةِ، وإنَّهُ لَم يُشاقِقِ مَن دَعا إلَى اللهِ وعَمِلَ صالِحا وقالَ إنَّني مِنَ المُسلِمينَ، وخَيرُ الأَمانِ أمانُ اللهِ، ولَم يُؤمِن بِاللهِ مَن لَم يَخَفهُ فِي الدُّنيا، فَنَسأَلُ اللهَ مَخافَةً فِي الدُّنيا توجِبُ لَنا أمانَ الآخِرَةِ عِندَهُ.[1]

٢٦٦) تاریخ دمشق میں: ہے عمرو بن سعید بن عاص کے خط کے جواب میں امام حسین علیہ السلام نے لکھا کہ اگر تو نے

[1] تاریخ دمشق: ج14ص210، تهذيب الكمال: ج6ص419، تاريخ الطبري: ج5ص388 كلاهما نحوه.

اپنے خط سے نیکی اور احسان کا ارادہ رکھتا ہے تو خدا تجھے دنیا اور آخرت میں نیک جزا دے اور جو شخص خدا کی طرف دعوت دے اور نیک کام انجام دے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں، اس نے دشمنی نہیں کی ہے اور بہترین امان خدا کی امان ہے، اس شخص نے خدا پر ایمان نہیں لایا جو دنیا میں خدا سے نہیں ڈرا، بس ہم دنیا میں خدا کا خوف چاہتے ہیں کہ دنیا میں خوف آخرت کے خوف سے ہمیں بچائے گا۔

267.تاريخ الطبری: ثُمَّ أقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام سَيراً إلَى الكوفَةِ، فَانتَهى إلى ماءٍ مِن مِياهِ العَرَبِ، فَإِذا عَلَيهِ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ العَدَوِيُّ وهُوَ نازِلٌ هاهُنا، فَلَمّا رَأَى الحُسَينَ عليه السلام قامَ إلَيهِ، فَقالَ: بِأَبي أنتَ واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما أقدَمَكَ؟! [وَاحتَمَلَهُ فَأَنزَلَهُ]. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: كانَ مِن مَوتِ مُعاوِيَةَ ما قَد بَلَغَكَ، فَكَتَبَ إلَيَّ أهلُ العِراقِ يَدعونَني إلى أنفُسِهِم. فَقالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ: اُذَكِّرُكَ اللهَ يَابنَ رَسولِ اللهِ وحُرمَةَ الإِسلامِ أن تُنتَهَكَ، أنشُدُكَ اللهَ في حُرمَةِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، أنشُدُكَ اللهَ في حُرمَةِ العَرَبِ، فَوَاللهِ لَئِن طَلَبتَ ما في أيدي بَني اُمَيَّةَ لَيَقتُلُنَّكَ، ولَئِن قَتَلوكَ لا يَهابونَ بَعدَكَ أحَداً أبَداً، وَاللهِ إنَّها لَحُرمَةُ الإِسلامِ تُنتَهَكُ، وحُرمَةُ قُرَيشٍ وحُرمَةُ العَرَبِ، فَلا تَفعَل، ولا تَأتِ الكوفَةَ ولا تَعَرَّض لِبَني اُمَيَّةَ. قالَ: فَأَبى إلّا أن يَمضِيَ.[1]

۲۶۷) تاریخ طبری میں ہے؛ امام حسین علیہ السلام کوفہ کی جانب حرکت کی اور عربوں کے ایک پانی تک پہنچے تو عبد اللہ بن مطعی عدوی وہاں آیا ہوا تھا۔ جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تو امام حسین علیہ السلام کی طرف آ کر کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس کام سے آئے ہو؟ اور اس نے پیدل ہونے کے لئے مدد کی۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا؛ تجھے معاویہ کے مرنے کا تو پتہ ہے۔ عراق والوں نے مجھے خط لکھ کر اپنی طرف بلایا ہے۔

عبد اللہ بن مطیع نے اسے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! اسلام کے احترام کا خیال رکھو خبر دار کہ (تیرے احترام کو ختم ہونے سے) اسلام کا احترام ختم ہو جائے۔

تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عرب کے احترام کو ختم کرنے سے پیچھے ہٹے۔

---

[1] تاريخ الطبری: ج 5 ص 395، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 548، الفصول المهمّة: ص 186 بزيادة، قريب من الحاجز، نحوه؛ الإرشاد: ج 2 ص 71، بحار الأنوار: ج 44 ص 370.

خدا کی قسم اگر آپ جو چیز بنو امیہ کے اختیار (ہاتھ) میں ہے مانگیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور اگر تجھے قتل کریں گے تو تیرے بعد کسی سے بھی نہیں ڈریں گے۔

اور خدا کی قسم اسلام اور عرب کا احترام ختم ہوجائے گا۔ بس نہ کرو اور کوفہ نہ جاؤ اور بنو امیہ کو چھوڑ دو۔

امام علیہ السلام نے اس کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آگے بڑھنے لگے۔

الفصل الحادی عَشَرَ: کلمات الإمام فی کربلاء

گیارہویں فصل: امام کی باتیں کربلا میں

11/1

كَلِماتُ الإمامِ مَعَ أصحابِهِ لَيلَةَ عاشوراءَ

دس محرم کی رات امام علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ باتیں کرنا

268. تاريخ الطبری عن عبد الله بن شريك العامری عن علیّ: جَمَعَ الحُسَينُ عليه السلام أصحابَهُ بَعدَما رَجَعَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ، وذلِكَ عِندَ قُربِ المَساءِ، قالَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام: فَدَنَوتُ مِنهُ لِأَسمَعَ وأنَا مَريضٌ، فَسَمِعتُ أبي وهُوَ يَقولُ لِأَصحابِهِ: اُثني عَلَى اللهِ تَبارَكَ وتَعالى أحسَنَ الثَّناءِ، وأحمَدُهُ عَلَى السَّرّاءِ وَالضَّرّاءِ، اللّٰهُمَّ إنّي أحمَدُكَ عَلى أن أكرَمتَنا بِالنُّبُوَّةِ، وعَلَّمتَنَا القُرآنَ، وفَقَّهتَنا فِي الدّينِ، وجَعَلتَ لَنا أسماعا وأبصارا وأفئِدَةً، ولَم تَجعَلنا مِنَ المُشرِكينَ. أمّا بَعدُ، فَإِنّي لا أعلَمُ أصحابا أولى ولا خَيرا مِن أصحابي، ولا أهلَ بَيتٍ أبَرَّ ولا أوصَلَ مِن أهلِ بَيتي، فَجَزاكُمُ اللهُ عَنّي جَميعا خَيرا. ألا وإنّي أظُنُّ يَومَنا مِن هؤُلاءِ الأَعداءِ غَدا. ألا وإنّي قَد رَأَيتُ[1] لَكُم فَانطَلِقوا جَميعا في حِلٍّ، لَيسَ عَلَيكُم مِنّي ذِمامٌ[2]، هذا لَيلٌ قَد غَشِيَكُم فَاتَّخِذوهُ جَمَلاً.[3]

---

[1] في النقول الأخرى: «أذنتُ» بدل «رأيتُ»، وهو المناسب للسياق.

[2] الذِّمَّةُ والذِّمامُ: بمعنى العهد والأمان والضمان والحرمة والحقّ (النهاية: ج2 ص168 «ذمم»).

[3] تاريخ الطبری: ج5 ص418.

۲۶۸) تاریخ طبری میں عبد اللہ بن شریک عامری نے امام سجاد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ عمر بن سعد کے واپس ہونے کے بعد امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو (دس محرم کی رات) غروب کے وقت جمع کیا میں بیمار تھا میں اس کے نزدیک گیا تا کہ سن سکوں میں نے سنا کہ بابا اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے۔ خدا کی بہترین نمونے سے تعریف کرتا ہوں اور غمی وخوشی میں اسکی تعریف کرتا ہوں اے خدا! تیری تعریف کرتا ہوں کہ ہمیں نبوت سے نواز اور قرآن کا علم ہمیں دیا اور تو نے ہمیں دین میں سمجھدار کیا اور ہمیں کان، آنکھ اور دل (کی نعمت) دی اور ہمیں تو نے مشرکوں سے قرار نہ دیا۔

اما بعد، میں آپ لوگوں سے زیادہ بہترین ساتھی کسی کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی اپنے خاندان سے کوئی بہترین خاندان دیکھتا ہوں، خدا میری طرف سے تم سب کو نیک جزا دے ہاں، میرے خیال میں دشمنوں کی طرف سے ہمارے پاس فقط کل کا دن ہے، میں تم سب کو جانے کی اجازت دیتا ہوں سب جا سکتے ہو کیوں کہ میرا کوئی تم پر وزن یا پابندی نہیں ہے۔ یہ رات ہے اور رات کے اندھیرے کو اپنے لئے سواری بنا کر چلے جاؤ۔

269.الطبقات الكبرى: جَمَعَ حُسَينٌ عليه السلام أصحابَهُ فى لَيلَةِ عاشوراءَ لَيلَةِ الجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، وذَكَرَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وما أكرَمَهُ اللهُ بِهِ مِنَ النُّبُوَّةِ، وما أنعَمَ بِهِ عَلى اُمَّتِهِ، وقالَ: إنّى لا أحسَبُ القَومَ إلاّ مُقاتِليكُم[1] غَداً، وقَد أذِنتُ لَكُم جَميعاً فَأَنتُم فى حِلٍّ مِنّى، وهذَا اللَّيلُ قَد غَشِيَكُم، فَمَن كانَت لَهُ مِنكُم قُوَّةٌ فَليَضُمَّ رَجُلاً مِن أهلِ بَيتى إلَيهِ، وتَفَرَّقوا فى سَوادِكُم «حَتّى يَأتِيَ اللهُ بِالفَتحِ أو أمرٍ مِن عِندِهِ فَيُصبِحوا عَلى ما أسَرّوا فى أنفُسِهِم نادِمينَ»[2]، فَإِنَّ القَومَ إنَّما يَطلُبونَنى، فَإِذا رَأَونى لَهَوا عَن طَلَبِكُم. فَقالَ أهلُ بَيتِهِ: لا أبقانَا اللهُ بَعدَكَ، لا وَاللهِ لا نُفارِقُكَ حَتّى يُصيبَنا ما أصابَكَ. وقالَ ذلِكَ أصحابُهُ جَميعاً. فَقالَ: أثابَكُمُ اللهُ عَلى ما تَنوونَ الجَنَّةَ.[3]

۲۶۹) طبقات کبری میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے عاشورہ کی رات، جو کہ جمعہ کی رات تھی۔ اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور خدا کی تعریف اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی نبوت کو یاد کرنے کے بعد کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے

---

[1] فى المصدر: «مقاتلوكم»، والتصويب من سير أعلام النبلاء.
[2] تضمينٌ للآية 52 من سورة المائدة.
[3] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص466، سير أعلام النبلاء: ج3 ص301 الرقم 48 نحوه وراجع: الكامل فى التاريخ: ج2 ص559 والفتوح: ج5 ص94.

نوازا اور ساری امت پر فضیلت دی۔ فرمایا؛ میرے خیال میں یہ گروہ (یزید کی فوج) کل تم لوگوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتی میں تم سب کو جانے کی اجازت دے رہا ہوں کہ اس وقت رات کے اندھیرے میں چلے جاؤ۔ تم میں سے ہر ایک میرے خاندان کے ایک فرد کو ساتھ لے کر جا سکتا ہے شہر تک پھر اس کے بعد جدا ہو جائیں یہاں تک کہ خدا اپنی طرف سے فتح یا کامیابی لائے تا کہ یہ (دشمن) جو کچھ دل میں رکھتے ہیں اس سے پشیمان ہو جائیں۔ یہ گھر وہ میرے پیچھے ہیں اور جب مجھ تک پہنچ گئے تو تمہیں کچھ بھی نہیں کریں گے۔

امام علیہ السلام کے خاندان نے کہا؛ تیرے بعد خدا ہمیں زندگی نہ دے: خدا کی قسم! آپ سے جدا نہیں ہونگے تا کہ جو کچھ (مشکلات) تجھے ملے وہ ہمیں بھی ملے۔

امام علیہ السلام کے سب ساتھیوں نے بھی مل کر ایسے ہی کہا۔

امامؑ نے فرمایا؛ خدا تمہاری نیت کی جزاء جنت قرار دے۔

270. الخرائج والجرائح عن أبي حمزة الثمالي: قالَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام: كُنتُ مَعَ أبِي اللَّيلَةَ الَّتي قُتِلَ صَبيحَتَها، فَقالَ لِأَصحابِهِ: هذَا اللَّيلُ فَاتَّخِذوهُ جَمَلاً، فَإِنَّ القَومَ إنَّما يُريدونَني، ولَو قَتَلوني لَم يَلتَفِتوا إلَيكُم، وأنتُم في حِلٍّ وسَعَةٍ. فَقالوا: لا وَاللهِ، لا يَكونُ هذا أبَدا. قالَ: إنَّكُم تُقتَلونَ غَدا كُلُّكُم[1]، لا يُفلِتُ مِنكُم رَجُلٌ. قالوا: الحَمدُ للهِ الَّذي شَرَّفَنا بِالقَتلِ مَعَكَ. ثُمَّ دَعا، وقالَ لَهُم: اِرفَعوا رُؤوسَكُم وَانظُروا. فَجَعَلوا يَنظُرونَ إلى مَواضِعِهِم ومَنازِلِهِم مِنَ الجَنَّةِ، وهُوَ يَقولُ لَهُم: هذا مَنزِلُكَ يا فُلانُ، وهذا قَصرُكَ يا فُلانُ، وهذِهِ دَرَجَتُكَ يا فُلانُ. فَكانَ الرَّجُلُ يَستَقبِلُ الرِّماحَ وَالسُّيوفَ بِصَدرِهِ ووَجهِهِ لِيَصِلَ إلى مَنزِلِهِ مِنَ الجَنَّةِ.[2]

۲۷۰) خرائج و جرائح میں ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے؛ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا؛ میں اس رات میں جس کی صبح میرے بابا حسین علیہ السلام قتل ہوئے، ان کے ساتھ تھا، میرے بابا نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا؛ یہ رات ہے اس کے اندھیرے کو سواری بنا کر چلے جاؤ کیوں کہ یہ لوگ میرے قتل کے درپے ہیں اگر مجھے قتل کر دیں تو آپ لوگوں کو کچھ بھی نہیں کریں گے۔ آپ لوگ میری طرف سے بیعت کرنے کے حوالے سے آزاد ہیں۔

امام علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا؛ نہیں خدا کی قسم ایسے نہیں ہوسکتا۔

---

[1] في المصدر: «كذلك» بدل «كلّكم»، والتصويب من بحار الأنوار.
[2] الخرائج والجرائح: ج2 ص847 ح62 و ص254 ح8 نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص298 ح3.

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ کل تم سب مارے جاؤ گے تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔

ساتھیوں نے کہا؛ اس خدا کی تعریف ہے جو ہمیں آپ کے ساتھ قتل ہونے کی فضیلت دیتا ہے

پھر امام علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا؛ سر اوپر کر کے دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو ہر ایک نے اپنی جگہ جنت میں دیکھی۔

امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا؛ فلاں یہ تیرا مقام ہے، فلاں یہ تیرا مقام ہے یہ تیرا تخت ہے، فلاں یہ تیرا مرتبہ ہے، یہ سب اسی لئے پوری جان کے ساتھ نیزوں اور تلواروں کے سامنے جارہے تھے تاکہ جنت میں اپنی جگہ اور مقام تک پہنچے۔

271. أنساب الأشراف: عَرَضَ الحُسَينُ عليه السلام عَلى أهلِهِ ومَن مَعَهُ أن يَتَفَرَّقوا ويَجعَلُوا اللَّيلَ جَمَلاً، وقالَ: إنَّما يَطلُبونَني وقَد وَجَدوني، وما كانَت كُتُبُ مَن كَتَبَ إلَيَّ، فيما أظُنُّ، إلاّ مَكيدَةً لي وتَقَرُّباً إلَى ابنِ مُعاوِيَةَ بي. فَقالوا: قَبَّحَ اللهُ العَيشَ بَعدَكَ.[1]

(۲۷۱) انساب الاشرف میں ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے اپنے خاندان والوں اور ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ اس سے دور ہو جائیں اور رات کے اندھیرے کو سواری بنائیں اور امام علیہ السلام نے فرمایا؛ یہ لوگ فقط میرے درپے ہیں اور ابھی مجھ تک پہنچ گئے ہیں، میرے خیال میں انہوں نے جو مجھے خط لکھے (اور مجھے آنے کی دعوت دی) فقط مجھ سے دھوکا کرنا اور معاویہ کے بیٹے (یزید) کے قریب ہونا تھا۔ امام علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا؛ تیرے بعد خدا ہمیں زندگی نصیب نہ کرے۔

272. الأمالي عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَني أبي عَن أبيهِ قالَ:... فَقامَ الحُسَينُ عليه السلام في أصحابِهِ خَطيباً فَقالَ: اللّهُمَّ إنّي لا أعرِفُ أهلَ بَيتٍ أبَرَّ ولا أزكى ولا أطهَرَ مِن أهلِ بَيتي، ولا أصحاباً هُم خَيرٌ مِن أصحابي، وقَد نَزَلَ بي ما قَد تَرَونَ، وأنتُم في حِلٍّ مِن بَيعَتي، لَيسَت لي في أعناقِكُم بَيعَةٌ، ولا لي عَلَيكُم ذِمَّةٌ، وهذَا اللَّيلُ قَد غَشِيَكُم فَاتَّخِذوهُ جَمَلاً، وتَفَرَّقوا في سَوادِهِ؛ فَإِنَّ القَومَ إنَّما يَطلُبونَني، ولَو ظَفِروا بي لَذَهَلوا[2] عَن طَلَبِ غَيري.[3]

(۲۷۲) امالیٔ شیخ صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ میرے بابا (امام باقرؑ)

---

[1] أنساب الأشراف: ج3 ص393.

[2] ذَهَلتُ عن الشيء: نسيتُه وغفلت عنه (الصحاح: ج4 ص1702 «ذهل»).

[3] الأمالي للصدوق: ص220 ح239، بحار الأنوار: ج44 ص316 ح1.

نے اپنے بابا (امام زین العابدینؑ) سے نقل کر کے مجھے بتایا کہ امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے درمیان کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا؛

اے میرے خدا! نہ میرے خاندان سے زیادہ کوئی نیک، پاک و پاکیزہ، خاندان ہے اور نہ ہی میرے ساتھیوں سے زیادہ کسی کے بہترین ساتھی ہیں، تو دیکھ رہا ہے کہ کیا ہوا ہے۔

آپ لوگ میری بیعت سے آزاد ہیں اور تمہارے اوپر کچھ بھی نہیں ہے اور مجھ سے وعدہ کے پابند نہیں ہو۔

یہ رات کا اندھیرا ہے جس کو اپنی سواری بنا کر چلے جاؤ، شہروں میں بکھر جاؤ کیونکہ یہ لوگ میرے درپے ہیں اگر مجھ تک پہنچ جائیں تو دوسروں کو کچھ بھی نہیں کریں گے۔

11/2

كَلامُهُ مَعَ اُختِهِ لَيلَةَ عاشوراءَ

عاشورہ کی رات امام علیہ السلام کی اپنی بہن سے گفتگو

273. تاریخ الطبری عن الحارث بن كعب وأبي الضحّاك عن علي: إنّي جالِسٌ في تِلكَ العَشِيَّةِ الَّتي قُتِلَ أبي صَبيحَتَها وعَمَّتي زَينَبُ عِندي تُمَرِّضُني، إذِ اعتَزَلَ أبي بِأَصحابِهِ في خِباءٍ لَهُ وعِندَهُ حُوَيٌّ مَولى أبي ذَرٍّ الغِفارِيِّ وهُوَ يُعالِجُ سَيفَهُ ويُصلِحُهُ، وأبي يَقولُ:

يا دَهرُ اُفٍّ لَكَ مِن خَليلِ كَم لَكَ بِالإِشراقِ وَالأَصيلِ
مِن صاحِبٍ أو طالِبٍ قَتيلِ وَالدَّهرُ لا يَقنَعُ بِالبَديلِ
و إنَّمَا الأَمرُ إلَى الجَليلِ وكُلُّ حَيٍّ سالِكُ السَّبيلِ

قالَ: فَأَعادَها مَرَّتَينِ أو ثَلاثًا حَتّى فَهِمتُها، فَعَرَفتُ ما أرادَ، فَخَنَقَتني عَبرَتي فَرَدَدتُ دَمعي ولَزِمتُ السُّكونَ، فَعَلِمتُ أنَّ البَلاءَ قَد نَزَلَ. فَأَمّا عَمَّتي فَإِنَّها سَمِعَت ما سَمِعتُ وهِيَ امرَأَةٌ وفِي النِّساءِ الرِّقَّةُ وَالجَزَعُ، فَلَم تَملِك نَفسَها أن وَثَبَت تَجُرُّ ثَوبَها، وإنَّها لَحاسِرَةٌ حَتّى انتَهَت إلَيهِ، فَقالَت: واثُكلاه، لَيتَ المَوتَ أعدَمَنِي الحَياةَ. اليَومَ ماتَت فاطِمَةُ اُمّي وعَلِيٌّ أبي وحَسَنٌ أخي، يا

خليفَةَ الماضى وثِمالَ[1] الباقى. قالَ: فَنَظَرَ إلَيهَا الحُسَينُ عليه السلام فقالَ: يا أُخَيَّةُ لا يُذهِبَنَّ حِلمَكِ الشَّيطانُ. قالَت: بِأَبي أنتَ وأُمّي يا أبا عَبدِ اللهِ، استَقتَلتَ! نَفسي فِداكَ. فَرَدَّ غُصَّتَهُ وتَرَقرَقَت عَيناهُ، وقالَ: لَو تُرِكَ القَطا لَيلاً لَنامَ[2]. قالَت: يا وَيلَتي! أفَتُغصَبُ نَفسُكَ اغتِصاباً؟ فَذلِكَ أقرَحُ لِقَلبي وأشَدُّ عَلى نَفسي. ولَطَمَت وَجهَها وأهوَت إلى جَيبِها وشَقَّتهُ، وخَرَّت مَغشِيّاً عَلَيها. فَقامَ إلَيهَا الحُسَينُ عليه السلام فَصَبَّ عَلى وَجهِهَا الماءَ، وقالَ لَها: يا أُخَيَّةُ اتَّقِي اللهَ، وتَعَزَّي بِعَزاءِ اللهِ، وَاعلَمي أنَّ أهلَ الأَرضِ يَموتونَ، وأنَّ أهلَ السَّماءِ لا يَبقونَ، وأنَّ كُلَّ شَيءٍ هالِكٌ إلاّ وَجهَ اللهِ، الَّذي خَلَقَ الأَرضَ بِقُدرَتِهِ ويَبعَثُ الخَلقَ فَيَعودونَ، وهُوَ فَردٌ وَحدَهُ، أبي خَيرٌ مِنّي، وأُمّي خَيرٌ مِنّي، وأخي خَيرٌ مِنّي، ولي ولَهُم ولِكُلِّ مُسلِمٍ بِرَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله أُسوَةٌ. قالَ: فَعَزّاها بِهذا ونَحوِهِ، وقالَ لَها: يا أُخَيَّةُ، إنّي أُقسِمُ عَلَيكِ فَأَبِرّي قَسَمي؛ لا تَشُقّي عَلَيَّ جَيباً، ولا تَخمُشي عَلَيَّ وَجهاً، ولا تَدعي عَلَيَّ بِالوَيلِ وَالثُّبورِ إذا أنَا هَلَكتُ. قالَ: ثُمَّ جاءَ بِها حَتّى أجلَسَها عِندي.[3]

۲۷۳) تاریخ طبری میں حارث بن کعب اور ابوضحاک نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ (امام نے فرمایا) اس رات میں جس کی عصر کو میرے بابا شہید ہوئے، میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپی زینبؑ میری دیکھ بھال کر رہی تھیں کہ میرے بابا اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر اپنے خیمہ کے طرف لوٹ گئے فقط امام علیہ السلام کے پاس ابوذر کا غلام حوی تھا جو امام علیہ السلام کی تلوار کو تیز کر رہا تھا۔ تو میرے بابا یہی پڑھ رہے تھے۔

اے زمانہ تیری دوستی پر حیف ہو! کتنے دن اور شام گذارے ہیں، جس میں ایسے ساتھی
قتل ہوگئے کہ زمانہ ان کو لانے سے عاجز ہے، اور کام (خدا سے) ہے جو بزرگ ہے اور ہر زندہ
شخص اس راہ کی طرف جائے گا

امام علیہ السلام نے دو یا تین مرتبہ یہ شعر پڑھا،

میں سمجھ گیا کہ کیا چاہتے ہیں اور گریہ سے میری آواز بند ہوگئی، لیکن غصے کو میں نے کھایا اور کچھ بھی نہیں کیا اور

---

[1] الثِّمالُ: المَلجأُ والغياث، وقيل: المطعم في الشدّة (النهاية: ج1 ص222 «ثمل»).

[2] هذا مثل، والمراد منه هنا أنّهم لا يَدَعوني في راحة ويلحقوني أينما كنت.

[3] تاريخ الطبري: ج5 ص420 عن الحارث بن كعب وأبي الضحاك، الكامل في التاريخ: ج2 ص559 من دون إسنادٍ إلى عليّ بن الحسين عليه السلام؛ الإرشاد: ج2 ص93، تاريخ اليعقوبي: ج2 ص243، إعلام الورى: ج1 ص456 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص1 وراجع: تذكرة الخواصّ: ص249.

سمجھا کہ مصیبت آئے گی۔

میری پھوپی بھی جو کچھ میں نے سنا وہ سنا اور چونکہ دوسری عورتوں کی طرح اسکا دل بھی نازک تھا اور پریشانی کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے اپنے لباس کو جھاڑ کر باہر آئیں درحالانکہ پریشان تھیں۔ اور میرے بابا حسین علیہ السلام تک آ کر کہا؛ کیا مصیبت ہے، کاش میں مرگئی ہوتی، آج (جبکہ تو جارہا ہے حقیقت میں ایسے لگ رہا ہے) کہ میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا، بابا علی علیہ السلام اور بھائی حسن علیہ السلام جدا ہو رہے ہیں۔ اے چلے جانے والوں کے جانشین اور باقی رہنے والوں کی پناہ!

امام حسین علیہ السلام نے بی بی زینبؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا؛ اے ہماری بہن شیطان تیرے تحمل اور بردبار ہونے کو ختم نہ کرے۔

بی بی زینبؑ نے فرمایا ؛اے ابا عبد اللہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان، اپنے غم کو ختم کر کےاور آنکھوں میں آنسوں آ گئے

فرمایا؛ اگر یہ لوگ مجھ کو آزاد چھوڑ دیں۔ آرام سے بیٹھ جاؤں گا۔

بی بی زینبؑ نے کہا؛ مجھ پر وای! کیا اتنے سخت پریشانی میں ہو؟ یہی میرے دل کو پریشان کر رہا ہے اور میرے لئے سخت ہے پھر بی بی زینبؑ اپنے سر پر مارا اور گریباں چاک کیا اور بے ہوش ہوگئی۔

امام حسین علیہ السلام نے آ کر اس کی منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اسے فرمایا، میری بہن! خدا سے ڈرو اور خود کو اس کے حوالے کرو۔

جان لو کہ زمین والے مرجائیں گے اور آسمان والے بھی باقی نہیں رہیں گے اور ہر چیز ہلاک ہوجائے گی سوائے خدا کی ذات کے جس نے اپنی قدرت سے زمین کو پیدا کیا اور لوگوں کو محشور کرے گا تا کہ سب واپس آجائیں اور وہ اکیلا رہ جائے۔ میرے بابا مجھ سے بہتر تھے، میری ماں، بھائی، مجھ سے بہتر اور میرے لئے اور ان سب کے لئے اور ہر مسلمان کے لئے نمونہ عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں،

امام علیہ السلام نے انہیں تسلی دی اور اسے فرمایا؛ میری پیاری بہن، تمہیں قسم دیتا ہوں اور اس پر عمل کرو۔ میرے سامنے گریبان، چاک نہ کرو، نہ چہرہ پیٹنا اور جب میں چلا جاؤں گریہ و نالہ مت کرنا، پھر زینبؑ کو لے کر آئے اور میرے نزدیک آ کر بٹھایا۔

11/3

كَلامُهُ يَومَ عاشوراءَ

عاشورہ کے دن امام علیہ السلام کی کچھ باتیں

274. تاريخ دمشق عن بشر بن طانحة عن رجل من همدان: خَطَبَنَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام غَداةَ اليَومِ الَّذِي استُشهِدَ فيهِ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: عِبادَ اللهِ، اتَّقُوا اللهَ وكونوا مِنَ الدُّنيا عَلى حَذَرٍ، فَإِنَّ الدُّنيا لَو بَقِيَت لِأَحَدٍ وبَقِيَ عَلَيها أحَدٌ، كانَتِ الأَنبِياءُ أحَقَّ بِالبَقاءِ، وأولى بِالرِّضا، وأرضى بِالقَضاءِ، غَيرَ أنَّ اللهَ تَعالى خَلَقَ الدُّنيا لِلبَلاءِ، وخَلَقَ أهلَها لِلفَناءِ، فَجَديدُها بالٍ، ونَعيمُها مُضمَحِلٌّ، وسُرورُها مُكفَهِرٌّ، وَالمَنزِلُ بُلغَةٌ، وَالدّارُ قُلعَةٌ[1]، «وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى»[2] وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُم تُفلِحونَ.[3]

۲۷۴) تاریخ دمشق میں بشر بن طانحہ نے ہمدان قبیلے کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے شہادت والے دن کی صبح کو ہمارے لئے ایک تقریر کی اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: خدا کے بندو! تقویٰ اختیار کرو اور دنیا سے ڈرو کیوں کہ اگر دنیا ہمیشہ رہنے کے قابل ہوتی اور کوئی اس میں باقی رہتا تو انبیاء باقی رہنے کے حقدار تھے اور وہ خدا کی رضا اور قضا پر سب سے زیادہ راضی تھے لیکن خدا نے دنیا کو امتحان کے لئے پیدا کیا ہے اور دنیا والوں کو نابود ہونے کے لئے پیدا کیا ہے، دنیا کی ہر تازی چیز پرانی ہوگی اور اس کی نعمت ختم ہونے والی ہے اور خوشی ختم ہونے والی ہے، اور دنیا ایسا گھر ہے جو جانے کے لئے ہے نہ ہمیشہ رہنے والا گھر زاد وراہ لے لو کیوں کہ بہترین زاد تقویٰ ہے اور تقویٰ اختیار کرو شاید کہ کامیاب ہوجاؤ۔

275. مقتل الحسين: تَقَدَّمَ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى وَقَفَ قُبالَةَ القَومِ، وجَعَلَ يَنظُرُ إلى صُفوفِهِم

---

[1] مَنْزِلَ قُلْعَة: أي ليس بِمُسْتَوطَن (الصحاح: ج3 ص1271 «قلع»).

[2] البقرة: 197.

[3] تاريخ دمشق: ج14 ص218، كفاية الطالب: ص429 وفيه «بشر بن طاهمة» بدل «بشر بن طانحة».

كَأَنَّهَا السَّيلُ، ونَظَرَ إلَى ابنِ سَعدٍ واقِفا فى صَناديدِ[1] الكوفَةِ، فَقالَ: الحَمدُ للهِ الَّذى خَلَقَ الدُّنيا فَجَعَلَها دارَ فَناءٍ وزَوالٍ، مُتَصَرِّفَةً بِأَهلِها حالاً بَعدَ حالٍ، فَالمَغرورُ مَن غَرَّتهُ، وَالشَّقِيُّ مَن فَتَنَتهُ، فَلا تَغُرَّنَّكُم هذِهِ الدُّنيا؛ فَإِنَّها تَقطَعُ رَجاءَ مَن رَكَنَ إلَيها، وتُخَيِّبُ طَمَعَ مَن طَمِعَ فيها.[2]

۲۷۵) مقتل حسین علیہ السلام خوارزمی میں ہے، امام حسین علیہ السلام (دشمن کے لشکر) کے سامنے آکر کھڑے ہوئے، اور ان کے کثیر لشکر اور لشکر کے سردار ابن سعد جو کہ کوفہ کے بزرگوں کے درمیان کھڑا تھا، دیکھا اور فرمایا؛ حمد اس خدا کی جس نے دنیا پیدا کی اور دنیا کو نابودی اور فنا ہونے کا جہاں قرار دیا اور دنیا میں رہنے والوں کے لئے تبدیل ہونے والا (جہان) اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے والا قرار دیا۔ دھوکا اس کو ملا جس کو دنیا نے دھوکا دیا اور بد بخت وہ ہے جو دنیا کے فتنے میں پھنس جائے، یہ دنیا آپ کو دھوکا نہ دے کیونکہ جس نے بھی دنیا میں امید کی اس کو دنیا نے ناامید کیا اور جس نے دنیا میں طمع و لالچ کی وہ ناکام ہوا۔

276.الأمالى عن حسين بن زيد بن علىّ عن آبائه عليهم الس: أنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام خَطَبَ يَومَ اُصيبَ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ وقالَ: الحَمدُ للهِ الَّذى جَعَلَ الآخِرَةَ لِلمُتَّقينَ، وَالنّارَ وَالعِقابَ عَلَى الكافِرينَ، وإنّا وَاللهِ ما طَلَبنا فى وَجهِنا هذَا الدُّنيا فَنَكونَ السّاكينَ[3] فى رِضوانِ رَبِّنا، فَاصبِروا فَإِنَّ اللهَ مَعَ الَّذينَ اتَّقَوا ودارُ الآخِرَةِ خَيرٌ لَكُم.[4]

۲۷۶) اسالی شجری میں حسین بن زید بن علی نے اپنے باپ دادا سے نقل کیا ہے کہ عاشور کے دن والے حادثے میں امام حسین علیہ السلام نے خطاب کیا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا؛ تعریف اس خدا کی جس نے آخرت کو متقین کے لئے قرار دیا اور جہنم کو کافروں کے لئے قرار دیا، خدا کی قسم ہم اس راہ میں دنیا کے پیچھے نہیں آئے ہیں تاکہ ہم اپنے خدا کی (جنت) کے بارے میں شک کریں۔ صبر کرو کیونکہ خدا تقویٰ والوں کے ساتھ ہے اور آخرت کا جہاں تم سب کے لئے بہتر ہے۔

277.معانى الأخبار عن علىّ بن الحسين عليه السلام: لَمّا اشتَدَّ الأَمرُ بِالحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي

---

[1] صَنَادِيدُ القوم: أشرافهم وعظماؤهم ورؤساؤهم (اُنظر: النهاية: ج3 ص55 «صند»).
[2] مقتل الحسين للخوارزمى: ج1 ص252؛ تسلية المجالس: ج2 ص273، المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص100 نحوه وليس فيه ذيله من «فإنّها»، بحار الأنوار: ج45 ص5.
[3] كذا فى المصدر، والصواب: «الشاكّين».
[4] الأمالى للشجرى: ج1 ص160.

طالِبٍ علیہ السلام نَظَرَ اِلَيهِ مَن كانَ مَعَهُ فَإِذا هُوَ بِخِلافِهِم؛ لِأَنَّهُم كُلَّما اشتَدَّ الأَمرُ تَغَيَّرَت أَلوانُهُم، وَارتَعَدَت فَرائِصُهُم ووَجَبَت[1] قُلوبُهُم، وكانَ الحُسَينُ علیہ السلام وبَعضُ مَن مَعَهُ مِن خَصائِصِهِ تُشرِقُ أَلوانُهُم، وتَهدَأُ جَوارِحُهُم، وتَسكُنُ نُفوسُهُم. فَقالَ بَعضُهُم لِبَعضٍ: اُنظُروا لا يُبالي بِالمَوتِ! فَقالَ لَهُمُ الحُسَينُ علیہ السلام: صَبراً بَنِي الكِرامِ، فَمَا المَوتُ إِلّا قَنطَرَةٌ تَعبُرُ بِكُم عَنِ البُؤسِ وَالضَّرّاءِ إِلَى الجِنانِ الواسِعَةِ وَالنَّعيمِ الدّائِمَةِ، فَأَيُّكُم يَكرَهُ أَن يَنتَقِلَ مِن سِجنٍ إِلى قَصرٍ! وما هُوَ لِأَعدائِكُم إِلّا كَمَن يَنتَقِلُ مِن قَصرٍ إِلى سِجنٍ وعَذابٍ. إِنَّ أَبي حَدَّثَني عَن رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ: أَنَّ الدُّنيا سِجنُ المُؤمِنِ وجَنَّةُ الكافِرِ، وَالمَوتُ جِسرُ هٰؤُلاءِ إِلى جَنّاتِهِم وجِسرُ هٰؤُلاءِ إِلى جَحيمِهِم، ما كَذَبتُ ولا كُذِبتُ.[2]

۲۷۷) معانی الاخبار میں امام زین العابدینؑ سے ہے؛ جب امام حسین علیہ السلام کا کام سخت ہوا تو کچھ ساتھیوں نے ان کی طرف دیکھا، امام علیہ السلام اور خاص اصحاب ان کے برخلاف تھے کہ جب کام سخت ہوجاتا تھا تو ان کا رنگ تبدیل، لرزہ طاری اور دل دھڑکنے اور اعضاء میں لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ ان میں سے بعض بعض سے کہتے ہیں، دیکھو اس کو موت کا کوئی خوف نہیں ہے،

امام علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اے بزرگوں کے بیٹو! صبر کرو، موت فقط ایسا پل ہے جو تم کو سختی و پریشانی سے وسیع جنت اور ہمیشہ والی نعمت کی طرف عبور کروائے گا۔ تم میں سے کون پسند نہیں کرتا زندان سے قصر کی طرف منتقل ہونا؟ اور موت تمہارے دشمنوں کے لئے ایسے ہے جیسے قصر سے زندان اور عذاب کی طرف جانا، میرے بابا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لئے نقل کیا کہ؛ دنیا مومن کے لئے عذاب اور کافر کے لئے جنت اور باغ ہے۔ اور موت مومنوں کے لئے جنت کے لئے پل ہے اور کافروں کے لئے جہنم جانے کے لئے پل ہے۔ میں نے یہ نہ جھوٹ بولا ہے نہ ہی مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

278. الأمالي عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَني أَبي عَن أَبيهِ قالَ:... قالَ [الحُسَينُ علیہ السلام] لِأَصحابِهِ: قوموا فَاشرَبوا مِنَ الماءِ يَكُن آخِرَ زادِكُم، وتَوَضَّؤوا وَاغتَسِلوا،

---

[1] وَجَبَ القَلْبُ: اضطرب (الصحاح: ج1 ص232 «وجب»).

[2] معاني الأخبار: ص288 ح3، الاعتقادات: ص52 من دون إسنادٍ إلى عليّ بن الحسين علیہ السلام وفيه «وجلت قلوبهم ووجبت جنوبهم» بدل «وجبت قلوبهم»، بحار الأنوار: ج44 ص297 ح2.

وَاغسِلوا ثِيابَكُم لِتَكونَ أكفانَكُم. ثُمَّ صَلّى بِهِمُ الفَجرَ، وعَبَّأَهُم تَعبِئَةَ الحَربِ.[1]

۲۷۸) امالی صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: میرے بابا نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اٹھو اور پانی پیئو کیونکہ تمہارا آخری توشہ ہے اور وضو کرو، غسل کرو اور اپنے لباسوں کو دھولو کیونکہ تمہارے لباس تمہارا کفن بنیں گے پھر امام علیہ السلام نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور ان کو جنگ کے لئے تیار کیا۔

11/4

إتمامُ الحُجَّةِ عَلى أعدائِهِ

دشمنوں پر حجت تمام کرنا

279. الملهوف: ورَكِبَ أصحابُ عُمَرَ بنِ سَعدٍ، فَبَعَثَ الحُسَينُ عليه السلام بُرَيرَ بنَ حُضَينٍ (خُضَيرٍ) فَوَعَظَهُم فَلَم يَسمَعوا، وذَكَّرَهُم فَلَم يَنتَفِعوا، فَرَكِبَ الحُسَينُ عليه السلام ناقَتَهُ. وقيلَ فَرَسَهُ. فَاستَنصَتَهُم فَأَنصَتوا، فَحَمِدَ اللهَ وأَثنى عَلَيهِ وذَكَرَهُ بِما هُوَ أهلُهُ، وصَلّى عَلى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وعَلَى المَلائِكَةِ وَالأَنبِياءِ وَالرُّسُلِ وأَبلَغَ فِي المَقالِ، ثُمَّ قالَ: تَبّاً لَكُم أيَّتُهَا الجَماعَةُ وتَرَحاً[2]، حينَ استَصرَختُمونا والِهينَ فَأَصرَخناكُم موجِفينَ[3] سَلَلتُم عَلَينا سَيفاً لَنا في أيمانِكُم، وحَشَشتُم[4] عَلَينا ناراً اقتَدَحناها عَلى عَدُوِّنا وعَدُوِّكُم، فَأَصبَحتُم أولِياءَ لِأَعدائِكُم عَلى أولِيائِكُم، بِغَيرِ عَدلٍ أفشَوهُ فيكُم، ولا أمَلٍ أصبَحَ لَكُم فيهِم، فَهَلّا لَكُمُ الوَيلاتُ. تَرَكتُمونا وَالسَّيفُ مَشيمٌ[5]،

---

[1] الأمالي للصدوق: ص221 ح239، بحار الأنوار: ج44 ص316.

[2] التَّرَح: ضدّ الفرح. يقال: ترّحَهُ تَتريحاً: أي حَزَنَهُ (الصحاح: ج1 ص357 «ترح»).

[3] الإيجافُ: سرعة السير، وقد أوجف دابّته: إذا حثّها (النهاية: ج5 ص157 «وجف»).

[4] حَشَشْتُ النار: أوقدتُها (الصحاح: ج3 ص1001 «حشش»).

[5] شِمْتُ السيف: أغمدته وشمته: سَلَلْتُه وهو من الأضداد (الصحاح: ج5 ص1963 «شيم»).

وَالجَأشُ[۱] ضامِرٌ، وَالرَّأيُ لَمّا يَستَحصِف[۲]، ولكِن أسرَعتُم إلَيها كَطَيرِ الدَّبا[۳]، وتَداعَيتُم إلَيها كَتَهافُتِ[۴] الفَراشِ! فَسُحقا لَكُم يا عَبيدَ الاُمَّةِ، وشِرارَ الأَحزابِ، ونَبَذَةَ الكِتابِ، ومُحَرِّفِي الكَلِمِ، وعُصبَةَ الآثامِ، ونَفَثَةَ الشَّيطانِ، ومُطفِئِي السُّنَنِ، أهؤُلاءِ تَعضُدونَ[۵] وعَنّا تَتَخاذَلونَ؟! أجَل وَاللّهِ، غَدرٌ فيكُم قَديمٌ، وَشَجَت[۶] عَلَيهِ اُصولُكُم، وتَأَزَّرَت عَلَيهِ فُروعُكُم، فَكُنتُم أخبَثَ شَجا لِلنّاظِرِ، واُكلَةً[۷] لِلغاصِبِ.[۸]

۲۷۹) ملهوف میں ہے؛ عمر بن سعد کے ساتھی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے، تو امام حسین علیہ السلام نے بریر بن حصین کو بھیجا تا کہ انہیں ڈرائے لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا ان کو نصیحت کی لیکن فائدہ نہیں ہوا، امام حسین علیہ السلام اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان سے کہا کہ چپ ہوجائیں وہ چپ ہوگئے تو امام علیہ السلام نے خدا کی حمد وثناء کے بعد اور ذکر کے بعد جس ذکر کے لائق تھا، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرشتوں، انبیاء ورسولوں پر علیہم السلام صلوٰت بھیجنے کے بعد فرمایا، تم لوگوں کو موت اور پریشانی ہواے جماعت! تم پریشان، حیران، ہمیں تم لوگوں نے فریاد کرکے بلایا اور ہم تمہاری فریاد سن کر آئے (لیکن) تم لوگوں نے وہی تلوار ہمارے خلاف نکالی جو ہم نے تمہارے ہاتھوں میں دی تھی اور جو آگ ہم نے اپنے مشترک دشمن پر بھڑکائی تھی تم نے وہ آگ ہم پر بھڑکائی اور تم دشمنوں کے ساتھ مل کر اپنے دوستوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، بغیر اس کے کہ تمہارے درمیان عدالت سے پیش آئے اور ان سے کوئی (نیک) امید ہو، وائے ہو تم پر! ہمیں چھوڑ دیا درحالانکہ تلواریں ابھی نیام میں اور شروعات میں ہیں اور (جنگ کا) رویہ ابھی تک قائم نہیں ہوا، لیکن تم ان

---

[۱] الجأش: رواع القلب عند الفزع، وقد لا يُهمَز. وجاشَ البحرُ والقِدرُ وغيرهما: غَلى (القاموس المحيط: ج 2 ص 264 «جأش» و ص 266 «جاش»).

[۲] إحصافُ الأمر: إحكامه. واستَحصَفَ الشيءُ: أي استحكم (الصحاح: ج4 ص 1344 «حصف»).

[۳] الدَّبا: الجراد قبل أن يطير، وقيل: هو نوع يشبه الجراد، واحدته دَبَاة (النهاية: ج 2 ص 100 «دبا»).

[۴] هفَتَ الشيء: خَفَّ وتطايَرَ، وتهافَتَ الفَراشُ في النار من ذلك؛ إذا تطايَرَ إليها (المصباح المنير: ص 638 «هفت»).

[۵] عَضَدتُه اعضُدُهُ: أعنته (الصحاح: ج2 ص 509 «عضد»).

[۶] في المصدر: «وشحَّت»، والتصويب من بعض المصادر الاُخرى. ووَشجت العروقُ والأغصان، إذا اشتبكت، ووشَّجَ بينهما أي: خلط وألَّف (النهاية: ج5 ص 187 «وَشَجَ»).

[۷] الاُكلةُ بالضمّ: اللُّقمة (النهاية: ج1 ص 57 «أكَلَ»).

[۸] الملهوف: ص 155، الاحتجاج: ج 2 ص 97، تحف العقول: ص 240، مثير الأحزان: ص 54 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج 45 ص 8؛ تاريخ دمشق: ج 14 ص 218، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص 6 كلاهما نحوه.

کی طرف ٹڈی کی طرح گئے اور جس طرح مچھر آگ اور روشنی کی طرف اڑ جاتا ہے تم لوگ چلے گئے ایک دوسرے کو تم نے اس طرف بلایا، تمہاری بربادی ہوا ے امت کے غلامو اور بدترین گروہ قرآن سے دور، تحریف والی باتیں کرنے والو! گنہگاروں کا ساتھ دینے والو، شیطان کے وسوسے کو قبول کرنے والو، (دائمی) سنتوں کو ختم کرنے والو! کیا ان کی مدد کرر ہے ہو اور ہمیں چھوڑ کر جارہے ہو؟

ہاں، خدا کی قسم تمہارے اندر خیانت کرنا، مضبوط اور پرانی عادت ہے، خیانت تمہارے اندر مضبوط ہے اور اس کی ٹہنی ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ تم لوگ دیکھنے والے کے لئے گلے میں پھنسنے والی ہڈی اور غضبی لقمہ ہو۔

280.الأمالی عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَني أبي عَن أبيهِ قالَ:...

ثُمَّ وَثَبَ الحُسَينُ عليه السلام مُتَوَكِّئا عَلى سَيفِهِ، فَنادى بِأَعلى صَوتِهِ فَقالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعرِفُونّي؟ قالوا: نَعَم، أنتَ ابنُ رَسولِ اللهِ وسِبطُهُ. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ جَدّي رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ اُمّي فاطِمَةُ بِنتُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ جَدَّتي خَديجَةُ بِنتُ خُوَيلِدٍ أوَّلُ نِساءِ هٰذِهِ الأُمَّةِ إسلاما؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: أنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ سَيِّدَ الشُّهَداءِ حَمزَةُ عَمُّ أبي؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: فَأَنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ جعفَرا الطَّيّارَ فِي الجَنَّةِ عَمّي؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: فَأَنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ هذا سَيفُ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وأنَا مُتَقَلِّدُهُ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: فَأَنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ هٰذِهِ عِمامَةُ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله أنَا لابِسُها؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: فَأَنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمونَ أنَّ عَلِيّا كانَ أوَّلَهُم إسلاما، وأعلَمَهُم عِلما، وأعظَمَهُم حِلما، وأنَّهُ وَلِيُّ كُلِّ مُؤمِنٍ ومُؤمِنَةٍ؟ قالوا: اللّٰهُمَّ نَعَم. قالَ: فَبِمَ تَستَحِلّونَ دَمي، وأبِي الذّائِدُ عَنِ الحَوضِ غَدا، يَذودُ عَنهُ رِجالاً كَما يُذادُ البَعيرُ الصّادي[1] عَنِ الماءِ، ولِواءُ الحَمدِ في يَدَي جَدّي يَومَ القِيامَةِ؟! قالوا: قَد عَلِمنا ذٰلِكَ كُلَّهُ! ونَحنُ غَيرُ تارِكيكَ حَتّى تَذوقَ المَوتَ عَطَشا. فَأَخَذَ الحُسَينُ عليه السلام بِطَرَفِ لِحيَتِهِ وهُوَ يَومَئِذٍ ابنُ سَبعٍ وخَمسينَ سَنَةً، ثُمَّ قالَ: اِشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى اليَهودِ حينَ قالوا: عُزَيرٌ ابنُ اللهِ، وَاشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى النَّصارى حينَ قالوا: المَسيحُ ابنُ اللهِ، وَاشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى

[1] صَدِيَ: عَطِشَ فهو صادٍ (المصباح المنير: ص336 «صدی»).

الْمَجوسِ حینَ عَبَدُوا النّارَ مِن دونِ اللهِ، وَاشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلی قَومٍ قَتَلوا نَبِیَّهُم، وَاشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلی هذِهِ العِصابَةِ الَّذینَ یُریدونَ قَتلَ ابنِ نَبِیِّهِم. [1]

۲۸۰) امالی صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا میرے بابا نے اپنے بابا سے نقل کرتے ہوئے کہا:

امام حسین علیہ السلام، اٹھ کھڑے ہوئے تلوار کی ٹیک لگا کر بلند آواز سے ندا دی اور فرمایا: آپ لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا مجھے پہچانتے ہو؟

انہوں نے کہا، ہاں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند اور نواسا ہے

پھر فرمایا: تم کو قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ میری ماں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔؟

انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ میرا بابا علی بن ابی طالب ہے؟

انہوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا، تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ خویلد کی بیٹی خدیجہ میری نانی اس امت کی پہلی مسلمان خاتون ہیں؟

انہوں نے کہا: خدا کی قسم ہاں،

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کو قسم دیتا ہوں کہ حمزہ سید الشھداء میرے بابا کے چچا ہیں؟

انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ جنت میں پرواز کرنے والے جعفر میرے چچا ہیں؟

انہوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار میرے پاس ہے؟

انہوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم

امام علیہ السلام نے فرمایا! تم کو قسم دیتا ہوں کہ کیا جانتے ہو یہ عمامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو میں نے پہن رکھا ہے؟

---

[1] الأمالی للصدوق: ص222 ح239، روضة الواعظین: ص205، الملهوف: ص158.145 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص318.

انہوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم،

امام نے فرمایا؛ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ علی علیہ السلام نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اس کا علم و برد باری سب سے زیادہ ہے اور وہی ہر مسلمان مرد وعورت کا ولی ہے؟

انہوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم،

امام علیہ السلام نے فرمایا ؛ تو پھر کیوں میرے قتل کو جائز سمجھتے ہو درحالانکہ کل (قیامت) میرے بابا حوضِ کوثر سے ان لوگوں کو ہٹائیں گے جنہوں نے پیاسے اونٹ کی طرح حملہ کیا ہوگا اور قیامت کے دن پرچم حمد میرے جد کے ہاتھ میں ہوگا؟

انہوں نے کہا، ہمیں ان سب چیزوں کا پتہ ہے لیکن آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ پیاسے موت کا مزا چکھو،

امام حسین علیہ السلام درحالانکہ ۵۷ سال کے تھے انہوں نے اپنی داڑھی کو پکڑ کر فرمایا؛ خدا کا غضب یہودیوں پر اس وقت زیادہ ہوا جب انہوں نے کہا؛ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور مسیحوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب خدا کی جگہ آگ کی عبادت کرنے لگے اور ایک قوم پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا، جب انہوں نے اپنے نبیؐ کو قتل کیا، خدا کا غضب ایسے گروہ پر ہوا ہے جب انہوں نے اپنے نبی کے بیٹوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

281.تاريخ الطبري عن الضحّاك المشرقي: كانَ مَعَ الحُسَينِ عليه السلام فَرَسٌ لَهُ يُدعى: لاحِقا، حَمَلَ عَلَيهِ ابنَهُ عَلِيَّ بنَ الحُسَينِ، قالَ: فَلَمّا دَنا مِنهُ القَومُ عادَ بِراحِلَتِهِ فَرَكِبَها، ثُمَّ نادى بِأَعلى صَوتِهِ دُعاءً يُسمِعُ جُلَّ النّاسِ: أيُّهَا النّاسُ، اسمَعوا قَولي، ولا تُعجِلوني حَتّى أعِظَكُم بِما لِحَقٍّ[1] لَكُم عَلَيَّ، وحَتّى أعتَذِرَ إلَيكُم مِن مَقدَمي عَلَيكُم، فَإِن قَبِلتُم عُذري وصَدَّقتُم قَولي وأعطَيتُموني النَّصَفَ، كُنتُم بِذلِكَ أسعَدَ، ولَم يَكُن لَكُم عَلَيَّ سَبيلٌ، وإن لَم تَقبَلوا مِنِّي العُذرَ ولَم تُعطُوا النَّصَفَ مِن أنفُسِكُم «فَأَجۡمِعُوٓاْ أَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ أَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةٗ ثُمَّ ٱقۡضُوٓاْ إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ»[2]، «إِنَّ وَلِـِّۧيَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي نَزَّلَ ٱلۡكِتَٰبَۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى ٱلصَّٰلِحِينَ»[3] .... قالَ: فَوَاللهِ ما سَمِعتُ مُتَكَلِّما قَطُّ

---

[1] هكذا في المصدر، وفي الكامل في التاريخ: «بما يجب».
[2] يونس: 71.
[3] الأعراف: 196.

قَبلَهُ ولا بَعدَهُ أبلَغَ فى مَنطِقٍ مِنهُ. ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ، فَانسُبونى فَانظُروا مَن أنَا، ثُمَّ ارجِعوا إلى أنفُسِكُم وعاتِبوها، فَانظُروا هَل يَحِلُّ لَكُم قَتلى وَانتِهاكُ حُرمَتى؟ أَلَستُ ابنَ بِنتِ نَبِيِّكُم صلى الله عليه وآله وسلم وَابنَ وَصِيِّهِ وَابنِ عَمِّهِ، وأوَّلِ المُؤمِنينَ بِاللّهِ، وَالمُصَدِّقِ لِرَسولِهِ بِما جاءَ بِهِ مِن عِندِ رَبِّهِ؟ أوَلَيسَ حَمزَةُ سَيِّدُ الشُّهَداءِ عَمَّ أبي؟ أوَلَيسَ جَعفَرٌ الشَّهيدُ الطَّيّارُ ذُو الجَناحَينِ عَمّى؟ أوَلَم يَبلُغكُم قَولٌ مُستَفيضٌ فيكُم: أنَّ رَسولَ اللّهِ صلى الله عليه وآله وسلم قالَ لى ولِأَخى: «هذانِ سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ»! فَإِن صَدَّقتُمونى بِما أقولُ، وهُوَ الحَقُّ، فَوَاللّهِ ما تَعَمَّدتُ كَذِبًا مُذ عَلِمتُ أنَّ اللّهَ يَمقُتُ عَلَيهِ أهلَهُ، ويَضُرُّ بِهِ مَنِ اختَلَقَهُ، وإن كَذَّبتُمونى فَإِنَّ فيكُم مَن إن سَأَلتُموهُ عَن ذلِكَ أخبَرَكُم؛ سَلوا جابِرَ بنَ عَبدِ اللّهِ الأَنصارِيَّ، أو أبا سَعيدٍ الخُدرِيَّ، أو سَهلَ بنَ سَعدٍ السّاعِدِيَّ، أو زَيدَ بنَ أرقَمَ، أو أنَسَ بنَ مالِكٍ، يُخبِروكُم أنَّهُم سَمِعوا هذِهِ المَقالَةَ مِن رَسولِ اللّهِ صلى الله عليه وآله وسلم لى ولِأَخى. أفَما فى هذا حاجِزٌ لَكُم عَن سَفكِ دَمى؟ فَقالَ لَهُ شِمرُ بنُ ذِى الجَوشَنِ: هُوَ يَعبُدُ اللّهَ عَلى حَرفٍ[١] إن كانَ يَدرى ما يَقولُ! فَقالَ لَهُ حَبيبُ بنُ مُظاهِرٍ: وَاللّهِ إنّى لَأَراكَ تَعبُدُ اللّهَ عَلى سَبعينَ حَرفًا، وأنَا أشهَدُ أنَّكَ صادِقٌ، ما تَدرى ما يَقولُ، قَد طَبَعَ اللّهُ عَلى قَلبِكَ. ثُمَّ قالَ لَهُمُ الحُسَينُ عليه السلام: فَإِن كُنتُم فى شَكٍّ مِن هذَا القَولِ، أفَتَشُكّونَ أثَرًا ما أنّى[٢] ابنُ بِنتِ نَبِيِّكُم؟ فَوَاللّهِ ما بَينَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ ابنُ بِنتِ نَبِيٍّ غَيرى مِنكُم ولا مِن غَيرِكُم، أنَا ابنُ بِنتِ نَبِيِّكُم خاصَّةً. أخبِرونى! أتَطلُبونى بِقَتيلٍ مِنكُم قَتَلتُهُ، أو مالٍ لَكُمُ استَهلَكتُهُ، أو بِقِصاصٍ مِن جِراحَةٍ؟ قالَ: فَأَخَذوا لا يُكَلِّمونَهُ. قالَ: فَنادى: يا شَبَثَ بنَ رِبعِيٍّ، ويا حَجّارَ بنَ أبجَرَ، ويا قَيسَ بنَ الأَشعَثِ، ويا يَزيدَ بنَ الحارِثِ، أَلَم تَكتُبوا إلَيَّ أن قَد أينَعَتِ الثِّمارُ، وَاخضَرَّ الجَنابُ[٣]، وطَمَّتِ[٤] الجِمامُ[٥]، وإنَّما تَقدَمُ عَلى جُندٍ لَكَ مُجَنَّدٍ، فَأَقبِل؟! قالوا لَهُ: لَم نَفعَل. فَقالَ: سُبحانَ اللّهِ! بَلى وَاللّهِ، لَقَد فَعَلتُم. ثُمَّ قالَ: أيُّهَا النّاسُ! إذ كَرِهتُمونى فَدَعونى

---

[١] تلميح إلى الآية 11 من سورة الحجّ {Q} «وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ» {Q/}.

[٢] هكذا فى المصدر، وفى الكامل فى التاريخ: «أوَتشكّون فى أنّى....».

[٣] الجَناب: الفِناء والناحية (القاموس المحيط: ج1 ص49 «جنب»).

[٤] طَمَّ: كلُّ شىء كثر حتّى علا وغلبَ فقد طمّ (الصحاح: ج5 ص1976 «طمم»).

[٥] الجَمام والجِمام والجُمام: الكَيل إلى رأس المكيال. وقيل: جُمامُه: طفافُه (لسان العرب: ج12 ص106 «جمم»).

أنصَرِف عَنكُم إلىٰ مَأمَنی مِنَ الأَرضِ. قالَ: فَقالَ لَهُ قَیسُ بنُ الأَشعَثِ: أوَلا تَنزِلُ عَلىٰ حُكمِ بَنی عَمِّكَ، فَإِنَّهُم لَن یُروكَ إلاّ ما تُحِبُّ، ولَن یَصِلَ إلَیكَ مِنهُم مَكروهٌ؟ فَقالَ الحُسَینُ علیہ السلام: أنتَ أخو أخیكَ[1]، أتُریدُ أن یَطلُبَكَ بَنو هاشِمٍ بِأَكثَرَ مِن دَمِ مُسلِمِ بنِ عَقیلٍ؟ لا وَاللهِ، لا اُعطیهِم بِیَدی إعطاءَ الذَّلیلِ، ولا أقِرُّ إقرارَ العَبیدِ. عِبادَ اللهِ! إنّی عُذتُ بِرَبّی ورَبِّكُم أن تَرجُمونِ[2]، أعوذُ بِرَبّی ورَبِّكُم مِن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لا یُؤمِنُ بِیَومِ الحِسابِ[3]. قالَ: ثُمَّ إنَّهُ أناخَ راحِلَتَهُ، وأمَرَ عُقبَةَ بنَ سِمعانَ فَعَقَلَها، وأقبَلوا یَزحَفونَ نَحوَهُ.[4]

۲۸۱) تاریخ طبری میں ضحاک مشرقی سے نقل ہے؛ امام حسین علیہ السلام کے پاس لاحق نام کا ایک گھوڑا تھا جس پر اپنے بیٹے علی بن الحسین علیہ السلام کو سوار کرتے تھے، جب دشمن ان کے نزدیک ہوئے تو اپنی سواری کی طرف سوار ہونے کے لئے لوٹے تو اتنے بلند آواز سے آواز دی کہ اکثر لوگ سنیں،

اے لوگو! میری بات سنو اور جلدی نہ کرو تا کہ جو کچھ مجھ پر لازم ہے تم کو ڈراؤں اور آپ کی طرف آنے کا عذر بتاؤں۔ اگر میرے عذر کو قبول کرو اور میری بات کی تصدیق کرو اور انصاف سے پیش آؤ تو خوش نصیب ہو جاؤ گے اور جہنم تک نہیں پہنچو گے، اور اگر میرے عذر کو نہیں مانتے ہو اور انصاف سے پیش نہیں آتے ہو تو اپنے کام اور شریکوں (بتوں) کو جمع کرو اور جو کچھ کر رہے ہو تم پر پوشیدہ نہ ہو، اور میرے ساتھ دشمنی پر قدم بڑھاؤ اور مجھے مہلت نہ دو، میرا ولی خدا ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے اور وہی نیک لوگوں کا سرپرست ہے، خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے اور بعد میں ان سے زیادہ بلیغ تقریر کرنے والا نہیں سنا۔

پھر فرمایا؛ امابعد، میرے رشتہ کو دیکھ لو کہ میں کون ہوں پھر اپنی طرف دیکھو اور خود کو ملامت کرو اور دیکھو کہ، کیا میرا قتل کرنا اور احترام کرنا تمارے لئے جائز ہے؟

کیا میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا، وصی کا بیٹا اور اسکے چچازاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں جس نے سب سے

---

[1] یشیر علیہ السلام إلى محمّد بن الأشعث أخو قیس، الذی ساهم فی قتل مسلم بن عقیل. راجع: تاریخ الطبری: ج 5 ص 170.

[2] تلمیح إلى الآیة 20 من سورة الدخان.

[3] تلمیح إلى الآیة 27 من سورة غافر.

[4] تاریخ الطبری: ج 5 ص 424، الكامل فی التاریخ: ج 2 ص 561؛ الإرشاد: ج 2 ص 97، إعلام الورى: ج 1 ص 458 وفیهما «لا أفرّ فرار» بدل «اُقرّ إقرار» وكلّها نحوه، بحار الأنوار: ج 45 ص 6 وراجع: أنساب الأشراف: ج 3 ص 396 وتذكرة الخواصّ: ص 251.

پہلے خدا پر ایمان لایا اور اس چیز کی تصدیق کی جو رسول پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی؟

کیا حمزہ سید الشہداء میرے بابا کا چچا نہیں ہے؟

کیا جعفر شہید جو جنت میں پرواز کر رہا ہے میرا چچا نہیں ہے؟

کیا یہ بارہا کہی گئی روایت تم تک نہیں پہنچی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں فرمایا؛ یہ دو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟

اگر میری بات جو کہ حق ہے تصدیق کرو گے تو خدا کی قسم جس دن سے مجھے پتہ ہے خدا جھوٹے آدمی کو دشمن رکھتا ہے اور جھوٹے بولنے والے کو نقصان پہنچاتا ہے، میں نے جھوٹ کا رخ نہیں کیا ہے تم اگر میری تکذیب کرو گے تو تمہارے درمیان ایسے شخص بھی موجود ہیں جو تمہیں بتائیں گے،

تم جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوسعید خدری، سھل بن ساعدی، زید بن ارقم یا انس بن مالک سے پوچھو، کیا یہ بات تمہارے لئے میرے خون بہانے سے مانع نہیں ہے؟

شمر بن ذی الجوشن نے امام علیہ السلام سے کہا کہ (فقط) خدا کی عبادت زبان کرتی ہے نہ دل، یہ نہیں سمجھتی کہ کیا کہتی ہے،

حبیب بن مظاھر نے شمر سے کہا؛ خدا کی قسم میں ایسے دیکھ رہا ہوں کہ تو خدا کی عبادت فقط زبان سے (شک اور دلی ایمان کے بغیر) کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سچ کہہ رہا ہے اور تو نہیں سمجھتا کہ (خدا) کیا کہتا ہے۔ خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے۔

پس امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا؛ اگر اس بات میں شک کرتے ہو تو کیا اس میں بھی شک کرتے ہو کہ میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں؟

خدا کی قسم، مشرق و مغرب میں تمہارے اور تمہارے علاوہ میں سے کوئی بھی میرے علاوہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہے فقط میں ہی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا ہوں، مجھے بتاؤ کہ مجھے (جنگ کے لئے) بلا رہا ہے کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے یا کسی کا مال لوٹا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے جو مجھ سے قصاص لے رہے ہو۔ سب سے سنا مگر کچھ بھی نہیں کیا،

امام علیہ السلام نے آواز دی! اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث! کیا تم لوگوں نے مجھے نہیں لکھا کہ میوے تیار ہو گئے ہیں، ساری جگہ سبز ہو گئی ہے اور نہریں جاری ہو گئی ہیں، آجاؤ ایک

آمادہ اور تیار لشکر کے پاس آجاؤ گے؟

انہوں نے کہا؛ ہم نے ایسے کہا، امام علیہ السلام نے فرمایا؛ سبحان اللہ خدا کی قسم تم نے اسے کہا تھا اور لکھا تھا،

پھر امام نے فرمایا، اے لوگو! اگر مجھے پسند کرتے نہیں ہو تو مجھے چھوڑ دو تا کہ تم سے منہ موڑلوں اور امن والی سر زمین کی طرف چلا جاؤں،

قیس بن اشعت نے امام علیہ السلام سے کہا؛ کیا تم اپنے چچا کے بیٹے کے حکم کو نہیں مانتے ہو حالانکہ وہ وہی چاہتے جو تم چاہتے ہو اور کوئی بری چیز ان کی طرف سے تم تک نہیں پہنچے گی؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ تو اپنے بھائی کا بھائی ہے۔[1]

کیا چاہتے ہو کہ بنی ہاشم تم سے مسلم بن عقیل کا خون زیادہ طلب کریں؟

نہیں خدا کی قسم، میں اپنے ہاتھوں ذلیل ہو کر خود کو ان کے حوالے نہیں کروں گا اور بے بس غلاموں کی طرح نہیں بنوں گا۔

خدا کے بندو! اپنے اور تمہارے لئے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ کو نکالو اپنے اور تمہارے خدا سے ہر اس متکبر سے پناہ مانگتا ہوں جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا،

پھر امام علیہ السلام نے سواری کو بٹھایا اور عقبہ بن سمعان کو باندھنے کا حکم دیا اور دشمنوں نے امام علیہ السلام سے جنگ کرنے کا رخ کیا۔

282.مقتل الحسين: تَقَدَّمَ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى وَقَفَ قُبالَةَ القَومِ... فَقالَ:... أراكُم قَدِ اجتَمَعتُم عَلى أمرٍ قَد أسخَطتُمُ اللهَ فيهِ عَلَيكُم، فَأَعرَضَ بِوَجهِهِ الكَريمِ عَنكُم، وأحَلَّ بِكُم نَقِمَتَهُ، وجَنَّبَكُم رَحمَتَهُ، فَنِعمَ الرَّبُّ رَبُّنا، وبِئسَ العَبيدُ أنتُم! أقرَرتُم بِالطّاعَةِ، وآمَنتُم بِالرَّسولِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، ثُمَّ إنَّكُم زَحَفتُم إلى ذُرِّيَّتِهِ تُريدونَ قَتلَهُم! لَقَدِ استَحوَذَ عَلَيكُمُ الشَّيطانُ فَأَنساكُم ذِكرَ اللهِ العَظيمِ، فَتَبّاً[2] لَكُم ولِما[3] تُريدونَ، إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، هؤُلاءِ قَومٌ

[1] یہ بات اشارہ ہے محمد بن اشعت کی طرف جو قیس کا بھائی ہے جو کہ مسلم بن عقیل کی شہادت میں شریک تھا۔

[2] التَّبُّ: الهَلاك (النهاية: ج1 ص178 «تبب»).

[3] في المصدر: «وما»، والأصحّ ما أثبتناه كما في بحار الأنوار.

كَفَروا بَعدَ إيمانِهِم، فَبُعداً لِلقَومِ الظّالِمينَ.[1]

۲۸۲) مقتل الحسین خوارزمی میں ہے امام حسین علیہ السلام آگے بڑھ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے۔۔۔اور فرمایا؛ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے کام کے لئے حاضر ہوئے ہو جس سے خدا تم پر ناراض ہے اور تم سے اپنی کرامت کا منہ موڑ رکھا ہے اور تم پر عذاب کو جائز سمجھتا ہے اور اپنی رحمت کو تم سے دور کیا ہے، ہمارا خدا بہترین خدا ہے اور تم لوگ بد ترین بندے ہو، تم نے اطاعت کو قبول کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایما لائے اس کے بعد اس کی اولاد پر حملے کے لئے تیار ہو گئے اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، تم پر شیطان حاوی ہو گیا ہے اور تم کو خدا کا ذکر بھلا دیا ہے، تم پر اور جس کا ارادہ رکھتے ہو، ہلاکت ہو، ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ یہ وہ گروہ ہیں، جس نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا ظالم گروہ خدا کی رحمت سے دور ہو۔

11/5

كَلامُ الإمامِ مَعَ عُمَرَ بنِ سَعدٍ

امامؑ کا عمر سعد کے ساتھ کلام کرنا

283. مقتل الحسين عن عبد الله بن الحسن، في ذِكرِ وَقائِعِ عاشوراءَ: ثُمَّ قالَ عليه السلام: أينَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ؟ اُدعوا لي عُمَرَ. فَدُعِيَ لَهُ، وكانَ كارِهاً لا يُحِبُّ أن يَأتِيَهُ. فَقالَ: يا عُمَرُ، أنتَ تَقتُلُني وتَزعُمُ أن يُوَلِّيَكَ الدَّعِيُّ[2] ابنُ الدَّعِيِّ بِلادَ الرَّيِّ وجُرجانَ؟! وَاللهِ لا تَتَهَنَّأُ بِذلِكَ أبَداً، عَهدٌ مَعهودٌ، فَاصنَع ما أنتَ صانِعٌ، فَإِنَّكَ لا تَفرَحُ بَعدي بِدُنيا ولا آخِرَةٍ، وكَأَنّي بِرَأسِكَ عَلى قَصَبَةٍ قَد نُصِبَ بِالكوفَةِ، يَتَراماهُ الصِّبيانُ ويَتَّخِذونَهُ غَرَضاً[3] بَينَهُم. فَغَضِبَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ مِن كَلامِهِ، ثُمَّ صَرَفَ وَجهَهُ

---

[1] مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص252، تسلية المجالس: ج2 ص273، المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص100 نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص6.

[2] الدَّعِيُّ: المنسوب إلى غير أبيه (لسان العرب: ج 14 ص 261 «دعا»). والمراد منه هو عبيد الله بن زياد الذي نسبه أبو سفيان إليه، وبهذا النسب أصبح ابناً لأبي سفيان وأخاً لمعاوية.

[3] الغَرَض: هَدَفٌ يُرمى فيه (القاموس المحيط: ج2 ص338 «غرض»).

عَنهُ، ونادى بِأَصحابِهِ: ما تَنتَظِرونَ[1] بِهِ؟ اِحمِلوا بِأَجمَعِكُم، إنَّما هِيَ اُكلَةٌ واحِدَةٌ![2]

۲۸۳) مقتل الحسین خوارزمی میں عاشورا کے واقعات کے بیان میں عبداللہ بن حسن سے نقل کیا ہے کہ؛ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا؛ عمر بن سعد کہاں ہے؟ اس کو میرے پاس بلاؤ لیکن عمر سعد امام علیہ السلام کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا، امام علیہ السلام نے عمر سے فرمایا؛ تو مجھے قتل کر کے سوچتا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد جس کے باپ کا پتہ نہیں وہ تجھے رے اور گرگان کی سرزمین کا گورنر نہیں بنائے گا؟

خدا کی قسم کبھی بھی تم اپنے مقصد تک نہیں پہنچو گے یہ یقینی اور آخری فیصلہ ہے۔ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کر لے کیونکہ میرے بعد نہ تجھے دنیا کی خوشی نصیب ہوگی، نہ آخرت کی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے سر کو لٹکا دیا گیا ہے اور بچوں نے اس کو اپنا کھلونا بنا رکھا ہے۔

عمر بن سعد امام علیہ السلام کی بات سے غصہ ہوا اور ان سے منہ موڑ کر ساتھیوں کو آواز دی کہ؛ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ سب مل کر حملہ کرو کہ ایک لقمہ ہے۔

284. الملهوف . أيضا .: تَقَدَّمَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ ورَمى نَحوَ عَسكَرِ الحُسَينِ عليه السلام بِسَهمٍ، وقالَ: اِشهَدوا لي عِندَ الأَميرِ أنّي أوَّلُ مَن رَمى! وأقبَلَتِ السِّهامُ مِنَ القَومِ كَأَنَّهَا القَطرُ. فَقالَ [الحُسَينُ] عليه السلام لِأَصحابِهِ: قوموا رَحِمَكُمُ اللهُ إلَى المَوتِ[3] الَّذي لابُدَّ مِنهُ، فَإِنَّ هذِهِ السِّهامَ رُسُلُ القَومِ إلَيكُم. فَاقتَتَلوا ساعَةً.[4]

۲۸۴) ملہوف میں عاشور کے حادثات کے بیان میں آیا ہے، عمر بن سعد نے آگے بڑھ کر امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی جانب تیر امارا اور کہا، امیر کے ہاں گواہی دینا کہ میں نے سب سے پہلے تیر مارا تھا، پھر سارے لشکر کے تیر بارش کی طرح چلنے لگے، امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا؛ خدا تم پر رحمت نازل کرے، موت کے لئے اٹھو ایسی موت کہ جس سے بھاگا نہیں جا سکتا، یہ تیر اس لشکر کے پیغام ہیں تمہارے لئے، بس انہوں نے کچھ دیر تک جنگ کی۔

---

[1] في المصدر: «تنظرون»، وما في المتن أثبتناه من المصادر الأُخرى.

[2] مقتل الحسين للخوارزمي: ج 2 ص 8؛ تسلية المجالس: ج 2 ص 278، الحدائق الورديّة: ج 1 ص 119، بحار الأنوار: ج 45 ص 10 وراجع: إثبات الوصيّة: ص 177.

[3] في المصدر تكرّرت عبارة: «إلى الموت»، وقد حذفناها تبعاً لنسخة بحار الأنوار.

[4] الملهوف: ص 158، مثير الأحزان: ص 56، المناقب لابن شهر آشوب: ج 4 ص 100، بحار الأنوار: ج 45 ص 12؛ الفتوح: ج 5 ص 100 كلّها نحوه.

285.الفتوح .بَعدَ أن ذَكَرَ الحِوارَ الَّذى جَرى بَينَ الحُ: فَلَم يُجِب عُمَرُ إلى شَيءٍ مِن ذلِكَ، فَانصَرَفَ عَنهُ الحُسَينُ عليه السلام وهُوَ يَقولُ: ما لَكَ؟! ذَبَحَكَ اللهُ مِن عَلى فِراشِكَ سَريعا عاجِلاً، ولا غَفَرَ اللهُ لَكَ يَومَ حَشرِكَ ونَشرِكَ [1]، فَوَاللهِ إنّي لَأَرجو ألّا تَأكُلَ مِن بُرِّ [2] العِراقِ إلّا يَسيرا. [3]

۲۸۵) الفتوح میں ہے، امام حسین علیہ السلام اور عمر سعد کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بعد جب کسی بھی (راہ حل) کا مثبت جواب نہیں دیا تو امام حسین علیہ السلام نے اس سے منہ موڑا در حالانکہ فرمارہے تھے؛ تجھے کیا ہوگیا ہے؟ خدا جلدی تیری ضد کو تیرے تیرے بستر پر کاٹ کرختم کرے اور قیامت کے دن تجھے معاف نہ کرے خدا کی قسم امید ہے کہ تجھے عراق کی گندم سے فقط تھوڑا حصہ نصیب ہے۔

11/6

التَّنَبُّؤ بِمُستَقبَلِ أعدائِهِ

اپنے دشمنوں کے آئندہ کے بارے میں خبر دینا

286.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام .في كَلامٍ لَهُ يَومَ عاشوراءَ مَعَ أصحابِ عُمَرَ: أما وَاللهِ لا تَلبَثونَ بَعدَها إلّا كَرَيثِما يُركَبُ الفَرَسُ، حَتّى يَدورَ بِكُم دَورَ الرَّحى ويَقلَقَ بِكُم قَلَقَ المِحوَرِ [4]، عَهدٌ عَهِدَهُ إلَيَّ أبي عَن جَدّي «فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ» [5]، «إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ ءَاخِذُ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى

---

[1] نَشَرَ المَيِّتُ: إذا عاشَ بعد الموت، وأنشره الله: أي أحياه (النهاية: ج5 ص54 «نشر»).
[2] البُرّ: القمح (المصباح المنير: ص43 «بر»).
[3] الفتوح: ج5 ص93، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص245؛ تسلية المجالس: ج2 ص265، بحار الأنوار: ج44 ص389.
[4] يونس: 71.
[5] يونس: 71.

صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ».[1][2]

۲۸۶) ملہوف : امام حسین علیہ السلام نے عاشور کے دن اپنی تقریر میں یہ کہا؛ ہاں، خدا کی قسم کہ اس کے بعد تم کو سوائے ایک گھوڑے کی سواری کے کچھ نہیں ملے گا، یہاں تک کہ دنیا کے حالات تبدیل ہوجائیں۔ یہ ایسا عہد ہے جو میرے بابا نے اپنے جد سے میرے لیے نقل کیا ہے، تم اپنے کام کو اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر انجام دو اور اپنے ارادے کو مضبوط بناؤ بغیر اسکے کہ پردہ پوشی کرو، میرا کام ایک ساتھ انجام دو اور مجھے مہلت نہ دو، میں نے اپنے اور تمہارے خدا پر توکل کی ہے، کوئی بھی ایسا جاندار نہیں جس کی زمام اس کے ہاتھ میں نہ ہو، تحقیق کہ میرا خدا صراط مستقیم پر ہے۔

287.تاريخ الطبري عن حميد بن مسلم عن الإمام الحسين علي. في يَومِ عاشوراءَ وهُوَ يُقاتِلُ القَومَ ويَشُدُ: أعَلى قَتلي تَحاثّونَ[3]. أما وَاللهِ لا تَقتُلونَ بَعدي عَبدا مِن عِبادِ اللهِ، اللهُ أسخَطَ عَلَيكُم لِقَتلِهِ مِنّي! وَايمُ اللهِ، إنّي لَأَرجو أن يُكرِمَني اللهُ بِهَوانِكُم، ثُمَّ يَنتَقِمَ لي مِنكُم مِن حَيثُ لا تَشعُرونَ. أما وَاللهِ أن لَو قَد قَتَلتُموني لَقَد ألقَى اللهُ بَأسَكُم بَينَكُم، وسَفِكَ دِماءَكُم، ثُمَّ لا يَرضى لَكُم حَتّى يُضاعِفَ لَكُمُ العَذابَ الأَليمَ.[4]

۲۸۷) تاریخ طبری میں حمید بن مسلم نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے، کیا میرے قتل کرنے پر لوگوں کو وادار کررہے ہو؟

ہاں، خدا کی قسم، پھر میرے بعد خدا کے کسی بندے کو قتل نہیں کرپاؤ گے، خدا نے میرے قتل کی وجہ سے تم پر غضب کیا ہے،

خدا کی قسم، مجھے امید ہے کہ خدا تم کو ذلیل کرکے مجھے عزت دے اور پھر میرا انتقام تم سے ایسی جگہ سے لے جہاں سے تم کو پتہ بھی نہیں ہے۔

---

[1] يونس: 71.

[2] الملهوف: ص157، مثير الأحزان: ص 55، تحف العقول: ص 242، تسلية المجالس: ج 2 ص 277 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج45ص9؛ مقتل الحسين للخوارزمي: ج2ص7 نحوه.

[3] حَثَّهُ على الشيء: حَضَّهُ عليه. ويتحاثّون: أي يتحاضّون (أُنظر: الصحاح: ج1ص278 «حثث»).

[4] تاريخ الطبري: ج5ص452، الكامل في التاريخ: ج2ص572 وراجع: الفتوح: ج5ص118 ومقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص34 وتسلية المجالس: ج2ص319 وبحار الأنوار: ج45ص52.

ہاں خدا کی قسم اگر مجھے قتل کرو گے تو خدا تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا اور تمہارے خون بہائے گا پھر اس وقت راضی ہوگا جب تم پر عذاب نازل کرے۔

الفصل الثّانی عَشَرَ: کلمات الإمام فی الدّعوة إلی الصّبر

بارہویں فصل: صبر کے بارے میں امام کے اقوال

12/1

الحَثُّ عَلَی الصَّبرِ

صبر کی تلقین

288.نزهة الناظر عن الإمام الحسين عليه السلام: إصبِر عَلى ما تَكرَهُ فيما يَلزَمُكَ الحَقُّ، وَاصبِر عَمّا تُحِبُّ فيما يَدعوكَ إلَيهِ الهَوى.[1]

۲۸۸) نزھۃ الناظر میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ جہاں بھی تمہارے اوپر کوئی حق لازم ہوجائے (اگر تم اس حق کو نہ چاہتے ہو) تو ناپسند ہونے پر صبر کرو اور جس کو تیری نفسانی خواہشات چاہتی ہوں اور تجھے دعوت دے رہی ہوں تو صبر کرو۔[۲]

289.الكافي عن أبي جعفر الخثعمي عن الحسين عليه السلام، في كَلامٍ لَهُ مَعَ أبي ذَرٍّ لَمّا سَيَّرَهُ ع: عَلَيكَ بِالصَّبرِ؛ فَإِنَّ الخَيرَ فِي الصَّبرِ، وَالصَّبرَ مِنَ الكَرَمِ، ودَعِ الجَزَعَ؛ فَإِنَّ الجَزَعَ لا يُغنيكَ.[۳]

۲۸۹) الکافی میں ابوجعفر خثعمی سے نقل کیا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا؛ صبر اختیار کرو کیوں کہ صبر میں نیکی ہے اور نیکی کرم سے ہے بے صبری کو ترک کرو کیوں کہ بے صبری تمہارے کام نہیں آئے گی۔[۴]

---

[1] نزهة الناظر: ص85 ح18.

[۲]

[۳] الكافي: ج8 ص207 ح251، بحار الأنوار: ج22 ص436 ح51.

[۴]

12/2

دَعوَةُ أصحابِهِ إلَى الصَّبرِ

اپنے اصحاب کو صبر کی تلقین

290. كامل الزيارات عن الحلبي: سَمِعتُ أبا عَبدِ اللهِ عليه السلام يَقولُ: إنَّ الحُسَينَ عليه السلام صَلّى بِأَصحابِهِ الغَداةَ، ثُمَّ التَفَتَ إلَيهِم فَقالَ: إنَّ اللهَ قَد أذِنَ في قَتلِكُم، فَعَلَيكُم بِالصَّبرِ.[1]

۲۹۰) کامل الزیارات میں حلبی سے نقل ہے کہ؛ میں نے امام صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا؛ امام حسین علیہ السلام نے دو پہر کی نماز اپنے اصحاب کے ساتھ، پڑھی اور اصحاب کی جانب رخ کر کے فرمایا؛ خدا نے تمہاری شہادت کی اجازت دی، لہٰذا تم پر صبر واجب ہے۔

291. كامل الزيارات عن الحسين بن أبي العلاء عن أبي عبد: إنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام قالَ لِأَصحابِهِ يَومَ اُصيبوا: أشهَدُ أنَّهُ قَد اُذِنَ في قَتلِكُم، فَاتَّقُوا اللهَ وَاصبِروا.[2]

۲۹۱) کامل الزیارات میں حسین بن ابی العلاء نے امام صادق علیہ السلام سے فرمایا؛ گواہی دیتا ہوں کہ تمہاری شہادت متعین ہوچکی ہے، بس تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔

292. الأمالي عن حسين بن زيد بن عليّ عن آبائه: إنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام خَطَبَ يَومَ اُصيبَ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ وقالَ: ...فَاصبِروا؛ فَإِنَّ اللهَ مَعَ الَّذينَ اتَّقَوا، ودارُ الآخِرَةِ خَيرٌ لَكُم.[3]

۲۹۲) امالی شجری میں حسین بن زید بن علی نے اپنے آباء سے نقل کیا ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے عاشور کے دن تقریر کی اور خدا کی حمد کے بعد فرمایا؛ صبر کرو کیوں کہ خدا تقویٰ والوں کے ساتھ ہے اور آخرت کا جہاں تمہارے لیئے بہتر ہے۔

---

[1] كامل الزيارات: ص152 ح187، إثبات الوصيّة: ص176 نحوه من دون إسنادٍ إلى المعصوم، بحار الأنوار: ج45 ص86 ح 20.

[2] كامل الزيارات: ص152 ح185 و ص153 ح189، بحار الأنوار: ج45 ص86 ح19 و ص87 ح 22.

[3] الأمالي للشجري: ج1 ص160.

12/3

دَعوَةُ ابنِهِ عَلِيٍّ الأَكبَرِ إلَى الصَّبرِ

اپنے بیٹے علی اکبر کو صبر کی تلقین

293. الأمالي عن عبد الله بن منصور عن الإمام الصادق عن: لَمّا بَرَزَ عَلِيُّ الأَكبَرُ إلَيهِم، دَمَعَت عَينُ الحُسَينِ عليه السلام فَقالَ: اللّهُمَّ كُن أنتَ الشَّهيدَ عَلَيهِم، فَقَد بَرَزَ إلَيهِمُ ابنُ رَسولِكَ، وأشبَهُ النّاسِ وَجها وسَمتا [1] بِهِ. فَجَعَلَ يَرتَجِزُ وهُوَ يَقولُ:

أنَا عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ بنِ عَلِيّ
نَحنُ و بَيتُ اللهِ أولى بِالنَّبِيّ
أما تَرَونَ كَيفَ أحمي عَن أبي

فَقَتَلَ مِنهُم عَشَرَةً، ثُمَّ رَجَعَ إلى أبيهِ، فَقالَ: يا أبَه! العَطَشُ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: صَبرا يا بُنَيَّ، يَسقيكَ جَدُّكَ بِالكَأسِ الأَوفى. فَرَجَعَ فَقاتَلَ حَتّى قَتَلَ مِنهُم أربَعَةً وأربَعينَ رَجُلاً، ثُمَّ قُتِلَ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ. [2]

۲۹۳) امالی صدوق میں عبد اللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ؛ جب (علی اکبر) جنگ کے لئے عمر بن سعد کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے تو امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا؛ اے خدا! تو ان پر گواہ رہنا کہ ان کی طرف تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند جو لوگوں میں سے سیرت وصورت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ہے، جارہا ہے علی اکبرؑ نے رجز پڑھنا شروع کی اور کہا؛ میں علی بن حسین بن علی ہوں ہم اور خدا کی آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (مقام کے) حقدار ہیں، کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ میں کیسے اپنے بابا کی حفاظت کر رہا ہوں؟

اس وقت علی اکبرؑ نے دشمن کے دس لوگوں کو قتل کیا پھر اپنے بابا کے پاس لوٹ آئے اور کہا؛ اے بابا! پیاس لگی

---

[1] سَمْتُهُ: أي حسن هيئته ومنظره في الدّين، وليس من الحسن والجمال (النهاية: ج 2 ص 397 «سمت»).

[2] الأمالي للصدوق: ص 226 ح 239، روضة الواعظين: ص 207 عن ضحاك بن عبد الله من دون إسنادٍ إلى المعصوم، بحار الأنوار: ج 44 ص 321.

ہے، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ میرے پیارے بیٹے صبر کرو، تیرا جد لبریز ظرف کے ساتھ تجھے سیراب کرے گا علی اکبرؑ نے واپس جا کر جنگ کی یہاں تک ۴۴ دشمنوں کو قتل کیا، پھر خود شہید ہوگئے، خدا کی رحمت ہو اس پر۔

294.مقاتل الطالبيّين عن سعيد بن ثابت: لَمّا بَرَزَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ إلَيهِم أرخَى الحُسَين، صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ وسَلامُهُ، عَينَيهِ فَبَكى، ثُمَّ قالَ: اللّهُمَّ كُن أنتَ الشَّهيدَ عَلَيهِم، فَبَرَزَ إلَيهِم غُلامٌ أشبَهُ الخَلقِ بِرَسولِ اللهِ ﷺ. فَجَعَلَ يَشُدُّ عَلَيهِم ثُمَّ يَرجِعُ إلى أبيهِ فَيَقولُ: يا أبَه! العَطَشُ. فَيَقولُ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: اِصبِر حَبيبي، فَإِنَّكَ لا تُمسي حَتّى يَسقِيَكَ رَسولُ اللهِ ﷺ بِكَأسِهِ.[1]

۲۹۴) مقاتل الطالبین میں سعید بن ثابت سے نقل کیا ہے، جب علی اکبرؑ دشمنوں کے ساتھ جنگ کے لئے گئے تو امام حسین علیہ السلام نے آنکھیں بند کر کے رونا شروع کیا اور کہا؛ اے خدا! تو ان پر گواہ رہنا کہ ان کی جانب ایسے جوان کو بھیجا ہے جو لوگوں میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ شبیہ ہے، علی اکبرؑ نے شدت سے ان کے ساتھ جنگ کی پھر اپنے بابا کے پاس واپس آ کر کہا، اے بابا! پیاس لگی ہے،

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ میرے محبوب! صبر کرو رات ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تجھے سیراب کریں گے۔

12/4

دَعوَةُ اُختِهِ إلَى الصَّبرِ

اپنی بہن کو صبر کی تلقین

295.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام. فيما عَزّى بِهِ اُختَهُ اُمَّ كُلثومٍ لَمّا أخَ: يا اُختاه، تَعَزَّي بِعَزاءِ اللهِ، فَإِنَّ سُكّانَ السَّماواتِ يَموتونَ، وأهلَ الأَرضِ لا يَبقَونَ، وجَميعَ البَرِيَّةِ يَهلِكونَ. ثُمَّ قالَ: يا اُختاه يا اُمَّ كُلثومٍ، وأنتِ يا زَينَبُ، وأنتِ يا رُقَيَّةُ، وأنتِ يا فاطِمَةُ، وأنتِ يا رَبابُ، اُنظُرنَ إذا

[1] مقاتل الطالبيّين: ص116، بحار الأنوار: ج45 ص45.

أنَا قُتِلتُ فَلا تَشقُقنَ عَلَيَّ جَيبا، ولا تَخمُشنَ عَلَيَّ وَجها، ولا تَقُلنَ عَلَيَّ هُجرا [1] [2]

۲۹۵) ملھوف: جب امام حسین علیہ السلام نے سنا کہ ان کی بہن کلثوم نے اپنی آواز کو ان لفظوں سے بلند کیا ہے کہ؛ وامحمداہ، واعلیاہ۔۔اے حسین علیہ السلام وای ہوہم پر تیرے بعد تو امام نے اسے تسلی دی اور فرمایا؛ اے بہن! خدا کی تسلی سے آرام ہو جا، کیوں کہ آسمان اور زمین والے سب مرجائیں گے اور ساری مخلوق ختم ہوجائے گی، پھر فرمایا؛ اے بہن! اے ام کلثوم، اے زینبؑ، اے رقیہ، اے فاطمہ سلام اللہ علیہا، اے ربابؑ، دیکھو جب میں شہید ہوجاؤں تو میرے لئے گریبان چاک نہ کرنا اور صورت کو زخمی نہ کرنا اور غلط باتیں منہ سے نہ نکالنا۔

12/5

دَعوَةُ أهلِ بَيتِهِ إلَى الصَّبرِ

اپنے اہل بیت کو صبر کی تلقین

296.الملهوف ـ في ذِكرِ أحداثِ عاشوراءَ ـ: ثُمَّ جَعَلَ أهلُ بَيتِهِ يَخرُجُ مِنهُمُ الرَّجُلُ بَعدَ الرَّجُلِ، حَتّى قَتَلَ القَومُ مِنهُم جَماعَةً، فَصاحَ الحُسَينُ عليه السلام في تِلكَ الحالِ: صَبرا يا بَني عُمومَتي، صَبرا يا أهلَ بَيتي، صَبرا؛ فَوَاللهِ لا رَأَيتُم هَوانا [3] بَعدَ هذَا اليَومِ أبَدا. [4]

۲۹۶) ملہوف: عاشور کے واقعات میں آیا ہے: پھر امام حسین علیہ السلام کے خاندان والے ایک دوسرے کے پیچھے (خیموں سے) باہر آئے یہاں تک کہ عمر سعد کے لشکر نے ان میں سے کچھ کو قتل کر دیا تھا۔۔امام حسین علیہ السلام نے آواز دی، اے چچا کے بیٹو، اے خاندان والو صبر کرو، خدا کی قسم، آج کے بعد کوئی ذلت نہیں دیکھو گے۔

---

[1] أهجَرَ في منطقه: إذا أكثر الكلام فيما لا ينبغي (النهاية: ج5 ص245 «هجر»).

[2] الملهوف: ص141، تاريخ اليعقوبي: ج2 ص244، تسلية المجالس: ج2 ص253، بحار الأنوار: ج45 ص2؛ الفتوح: ج5 ص84، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص237 عن الإمام زين العابدين عليه السلام وكلّها نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص2.

[3] الهَوان: الذُّلّ (تاج العروس: ج18 ص591 «هون»).

[4] الملهوف: ص167، تسلية المجالس: ج2 ص305؛ الفتوح: ج5 ص112، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص28.

الفصل الثّالِثَ عَشَرَ: كلمات الإمام في وفاء أصحابه

تیرہویں فصل: امام کی باتیں ساتھیوں کی وفاداری کے بارے میں

13/1

وَفاءُ أصحابِهِ

امام کے ساتھیوں کی وفاداری

297.مقاتل الطالبيّين عن عتبة بن سمعان الكلبي: قامَ الحُسَينُ عليه السلام في أصحابِهِ خَطيبا فَقالَ: اللّٰهُمَّ إنَّكَ تَعلَمُ أنّي لا أعلَمُ أصحابا خَيرا مِن أصحابي، ولا أهلَ بَيتٍ خَيرا مِن أهلِ بَيتي، فَجَزاكُمُ اللهُ خَيرا، فَقَد آزَرتُم وعاوَنتُم، وَالقَومُ لا يُريدونَ غَيري، ولَو قَتَلوني لَم يَبتَغوا غَيري أحَدا، فَإِذا جَنَّكُمُ اللَّيلُ فَتَفَرَّقوا في سَوادِهِ وَانجوا بِأَنفُسِكُم. فَقامَ إلَيهِ العَبّاسُ بنُ عَلِيٍّ أخوهُ، وعَلِيٌّ ابنُهُ، وبَنو عَقيلٍ، فَقالوا لَهُ: مَعاذَ اللهِ وَالشَّهرَ الحَرامَ، فَماذا نَقولُ لِلنّاسِ إذا رَجَعنا إلَيهِم، إنّا تَرَكنا سَيِّدَنا وَابنَ سَيِّدِنا وعِمادَنا وتَرَكناهُ غَرَضا لِلنَّبلِ ودَريئَةً[1] لِلرِّماحِ وجَزَرا[2] لِلسِّباعِ، وفَرَرنا عَنهُ رَغبَةً فِي الحَياةِ؟! مَعاذَ اللهِ، بَل نَحيا بِحَياتِكَ ونَموتُ مَعَكَ. فَبَكى وبَكَوا عَلَيهِ، وجَزاهُم خَيرا، ثُمَّ نَزَلَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ.[3]

۲۹۷) مقاتل الطالبین: عتبہ بن سمعان کلبی نے نقل کیا ہے؛ امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے درمیان خطاب کے لئے کھڑے ہوئے اورفرمایا؛ اے خدا! تجھے پتہ ہے کہ میرے ساتھیوں سے کسی کے بہتر ساتھی نہیں ہیں اور میرے خاندان سے کسی کا خاندان بہتر نہیں ہے، خدا تم کو نیک جزا دے کہ ساتھ دیا اور مدد کی، یہ لوگ فقط میرے پیچھے ہیں اگر مجھے قتل کردیں تو کسی اور کو کچھ بھی نہیں کریں گے۔ جب رات ہوجائے تو تم لوگ رات کے اندھیرے میں چلے جاؤ اور خود

---

[1] دَرِيئَةٌ: حَلْقة يتعلّم عليها الطعن (النهاية: ج2ص110،درأ).

[2] الجَزَرُ: الشاة السمينة (الصحاح: ج2ص613،جزر).

[3] مقاتل الطالبيّين: ص112.

کو بچالو، امام علیہ السلام کا بھائی عباس بن علی علیہ السلام اور بیٹا علی اور عقیل کے فرزند اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے؛ خدا اور اس احترام والے مہینے سے پناہ مانگتے ہیں اگر ہم واپس جائیں تو لوگوں کو کیا کہیں گے؟ (کیا کہیں) ہم اپنے سردار، سردار کے فرزند اور اپنی پناہ کو چھوڑ کر آئیں ہیں اور اسے تیروں، نیزوں اور جانوروں کے لئے قربانی کا نشان بنا کر دنیا کے حوالے کر کے چھوڑ آئے ہیں؟ (ایسا نہیں ہوگا) بلکہ ہم تو آپ کے ساتھ جئیں گے اور آپ کے ساتھ مریں گے۔ امام علیہ السلام روئے اور وہ سب بھی روئے خدا ان کو نیک جزا دے، پھر امام علیہ السلام بیٹھے۔

298. مثير الأحزان: جَمَعَ الحُسَينُ عليه السلام أصحابَهُ وحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ فَإِنّي لا أعلَمُ لي أصحاباً أوفى ولا خَيراً مِن أصحابي، ولا أهلَ بَيتٍ أبَرَّ ولا أوصَلَ مِن أهلِ بَيتي فَجَزاكُمُ اللهُ عَنّي جَميعاً خَيراً. ألا وإنّي قَد أذِنتُ لَكُم فَانطَلِقوا أنتُم في حِلٍّ، لَيسَ عَلَيكُم مِنّي ذِمامٌ [1]، هذَا اللَّيلُ قَد غَشِيَكُم فَاتَّخِذوهُ جَمَلاً [2]. فَقالَ لَهُ إخوَتُهُ وأبناؤُهُ وأبناءُ عَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ: ولِمَ نَفعَلُ ذلِكَ؟ لِنَبقى بَعدَكَ؟! لا أرانَا اللهُ ذلِكَ. وبَدَأَهُمُ العَبّاسُ أخوهُ ثُمَّ تابَعوهُ. وقالَ لِبَني مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ: حَسبُكُم مِنَ القَتلِ بِصاحِبِكُم مُسلِمٍ، اذهَبوا فَقَد أذِنتُ لَكُم. فَقالوا: لا وَاللهِ، لا نُفارِقُكَ أبَداً حَتّى نَقِيَكَ بِأَسيافِنا، ونُقتَلَ بَينَ يَدَيكَ. [3]

۲۹۸) مثیر الاحزن: امام حسین علیہ السلام نے ساتھیوں کو جمع کیا اور خدا کی تعریف کے بعد فرمایا؛ اما بعد، میرے ساتھیوں (اصحاب) سے زیادہ وفادار کسی کے بھی وفادار ساتھی نہیں ہیں اور نہ ہی میرے خاندان سے زیادہ نزدیک اور نیک کوئی خاندان ہے، خدا تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر دے، دیکھو میں نے تم سب کو اجازت دی ہے کہ چلے جاؤ اور تمہارے اوپر کوئی میرا حق نہیں ہے، یہ رات کا اندھیرا ہے جس کو اپنی سواری بنا کر چلے جاؤ،

بھائیوں، بیٹوں، اور عبد اللہ بن جعفر کے بیٹوں نے امام سے کہا؛ ہم کیوں ایسے کریں؟ اس لئے کہ آپ کے بعد زندہ رہ جائیں؟ خدا ایسی زندگی (تیرے بغیر والی) ہمیں نہ دے، اس بات کو شروع میں کہنے والا امام کا بھائی عباس تھا اور پھر باقی سب نے پیروی کی۔

امام علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کے بیٹوں کو کہا؛ تمہارے لئے مسلم کی شہادت کافی ہے۔ چلے جاؤ میں نے تم کو

[1] الذِّمامُ: الحقّ والحُرمة (لسان العرب: ج12 ص221 «ذمم»).
[2] يقال للرجل إذا سَرى ليلته جمعاء: اتّخذ الليل جملاً؛ كأنّه ركبه ولم ينم فيه (النهاية: ج 1 ص298 «جمل»).
[3] مثير الأحزان: ص52.

اجازت دی ہے۔

لیکن انہوں نے جواب دیا، خدا کی قسم ہم کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوگے یہاں تک کہ اپنی تلواروں سے آپ کی حفاظت کریں اور آپ کے سامنے قتل ہو جائیں۔

13/2

وَفاءُ عَمرِو بنِ قَرَظَةَ الأَنصارِيِّ

عمرو بن قرظہ انصاری کی وفاداری

299. الملهوف: خَرَجَ عَمرُو بنُ قَرَظَةَ الأَنصارِيُّ فَاستَأذَنَ الحُسَينَ عليه السلام فَأَذِنَ لَهُ، فَقاتَلَ قِتالَ المُشتاقينَ إلَى الجَزاءِ، وبالَغَ في خِدمَةِ سُلطانِ السَّماءِ، حَتّى قَتَلَ جَمعاً كَثيراً مِن حِزبِ ابنِ زِيادٍ، وجَمَعَ بَينَ سَدادٍ[1] وجِهادٍ، وكانَ لا يَأتي إلَى الحُسَينِ عليه السلام سَهمٌ إلّا اتَّقاهُ بِيَدِهِ، ولا سَيفٌ إلّا تَلَقّاهُ بِمُهجَتِهِ، فَلَم يَكُن يَصِلُ إلَى الحُسَينِ عليه السلام سوءٌ، حَتّى اُثخِنَ بِالجِراحِ، فَالتَفَتَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام وقالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، أوَفَيتُ؟ قالَ: نَعَم، أنتَ أمامي فِي الجَنَّةِ، فَاقرَأ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله عَنِّي السَّلامَ، وأَعلِمهُ أنّي فِي الأَثَرِ. فَقاتَلَ حَتّى قُتِلَ رِضوانُ اللهِ عَلَيهِ.[2]

۲۹۹) ملھوف: عمرو بن قرظہ انصاری (خیمہ سے) باہر نکل کر امام حسین علیہ السلام سے اجازت مانگی۔ امام علیہ السلام نے اجازت دی، عمرو ایسے لوگوں کی طرح جنگ کرنے لگا جو (خدائی) جزا کے مشتاق ہوتے ہیں اور اس نے آسمان کے بادشاہ کی خدمت کرنے میں کوشش کی، یہاں تک کہ ابن زیاد کو گروہ میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور مضبوطی سے جہاد کی، اور جو بھی تیر امام حسین علیہ السلام کی جانب آتا تھا امام کے آگے آکر اس تیر سے امام کی حفاظت کرتا تھا، اور تلواروں کو اپنے خون (اور زخمی ہونے سے) دور کرتا تھا، اس وقت تک امام حسین علیہ السلام کو کوئی بھی زخم نہیں لگا جب تک زخمیوں نے عمرو کو بے بس نہ کر دیا،

(اس وقت) امام حسین علیہ السلام کی جانب رخ کر کے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند، کیا میں نے وفاداری

---

[1] السَّدادُ: وهو القصد في الأمر والعدل فيه (النهاية: ج2 ص352 «سدد»).

[2] الملهوف: ص162، مثير الأحزان: ص60 نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص22.

کردی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ ہاں، تو جلدی میں جنت چلا جائے گا، میری طرف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام دینا اور کہنا کہ میں بھی تیرے پیچھے آ رہا ہوں، پھر اتنی جنگ کی کہ خود شہید ہو گئے،: خدا کی رضا ہو اس پر۔

الفصل الرّابعَ عَشَرَ: رؤىً في مستقبل حيات أهل البيت وأعدائهم

چودہویں فصل

وہ خواب جو اہل بیتؑ اور انکے دشمنوں کے آئندہ کے بارے میں ہیں

14/1

رُؤيا رَسولِ الله

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب

300. الدرّ المنثور عن الحسين بن عليّ عليه السلام: أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله أصبَحَ وهُوَ مَهمومٌ، فَقيلَ: ما لَكَ يا رَسولَ اللهِ؟ فَقالَ: إنّي اُريتُ فِي المَنامِ كَأَنَّ بَني اُمَيَّةَ يَتَعاوَرونَ[1] مِنبَري هذا. فَقيلَ: يا رَسولَ اللهِ! لا تَهتَمَّ فَإِنَّها دُنيا تَنالُهُم. فَأَنزَلَ اللهُ: «وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ»[2][3]

۳۰۰) در المنثور: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح کو غمگین حالت میں اٹھے جب ان سے غمگین ہونے کا سبب پوچھا تو فرمایا؛ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنو امیہ ایک ایک ہوکر اس منبر پر بیٹھ کر جا رہے ہیں، کہا گیا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہونے کی بات نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دنیا نصیب ہوگی۔ بس خدا

---

[1] يَتَعاوَرون: أي يختلفون ويتناوبون، كلّما مضى واحد خَلَفَهُ آخر (النهاية: ج 3 ص 320 «عور»).
[2] الإسراء: 60.
[3] الدرّ المنثور: ج 5 ص 310 نقلاً عن ابن مردويه.

نے یہ آیت نازل کی:

وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِيٓ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ.

اورہم نے جوخواب تم کو دکھلایا تھا تو بس اسے لوگوں (کے ایمان) کی آزمائش (کا ذریعہ) ٹھہرایا تھا۔

14/2

رُؤيا أميرِ المُؤمِنينَ

حضرت علی علیہ السلام کا خواب

301.شرح الأخبار بإسناده عن الحسين عليه السلام: قالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: رَأَيتُ حَبيبي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله البارِحَةَ فِي المَنامِ، فَشَكَوتُ إلَيهِ ما لَقيتُهُ بَعدَهُ مِن أهلِ العِراقِ، فَوَعَدَني بِالرّاحَةِ مِنهُم عَن قَريبٍ.[1]

۳۰۱) شرح الاخبار میں ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ علی علیہ السلام نے فرمایا؛ کل رات میں نے اپنے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں نے ان کو وہ سب کچھ شکوہ کرکے بتایا جو میں نے عراق والوں سے دیکھا تھا، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جلدی میں ان سے جان چھڑانے کی خبر دی۔

---

[1] شرح الأخبار: ج2ص430ح780؛ كنز العمّال: ج13ص190ح36566نحوه نقلاً عن العدني.

14/3

رُؤی الإمامِ الحُسَین

امام حسین علیہ السلام کے خواب

أ. رُؤیاهُ فی هَلاكِ مُعاوِیَةَ

الف: امامؑ کا خواب معاویہ کی ہلاکت کے بارے میں ہے

302. مثیر الأحزان عن الإمام الحسین علیه السلام. فی مَوتِ مُعاوِیَةَ: أظُنُّ أنَّ طاغِیَتَهُم هَلَكَ! رَأَیتُ البارِحَةَ أنَّ مِنبَرَ مُعاوِیَةَ مَنكوسٌ، ودارَهُ تَشتَعِلُ بِالنّیرانِ.[1]

۳۰۲) مثیر الاحزان: (معاویہ کی ہلاکت کے وقت) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے خیال میں لوگوں کا طاغوت ہلاک ہو گیا ہے، میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ معاویہ کا منبر ٹوٹ گیا ہے اور اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے۔

ب. رُؤیاهُ عِندَ خُروجِهِ مِنَ المَدینَةِ

ب: مدینے سے نکلتے وقت امام کا خواب

303. الفتوح: خَرَجَ الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیه السلام مِن مَنزِلِهِ ذاتَ لَیلَةٍ وأتی إلی قَبرِ جَدِّهِ صلی الله علیه وآله فَقالَ: السَّلامُ عَلَیكَ یا رَسولَ اللهِ.... ثُمَّ جَعَلَ الحُسَینُ یَبکی، حَتّی إذا كانَ فی بَیاضِ الصُّبحِ وَضَعَ رَأسَهُ عَلَی القَبرِ فَأَغفی ساعَةً، فَرَأَی النَّبِیَّ صلی الله علیه وآله قَد أقبَلَ فی كَبكَبَةٍ[2] مِنَ المَلائِكَةِ عَن یَمینِهِ وعَن شِمالِهِ ومِن بَینِ یَدَیهِ ومِن خَلفِهِ، حَتّی ضَمَّ الحُسَینَ علیه السلام إلی صَدرِهِ، وقَبَّلَ بَینَ عَینَیهِ، وقالَ صلی الله علیه وآله: یا بُنَیَّ یا

---

[1] مثیر الأحزان: ص23.
[2] كَبكَبَة: الجماعة المتضامّة من الناس (النهایة: ج4 ص144 «كبكب»).

حُسَينُ! كَأَنَّكَ عَن قَريبٍ أراكَ مَقتولاً مَذبوحا بِأَرضِ كَربٍ وبَلاءٍ مِن عِصابَةٍ مِن اُمَّتي، وأنتَ في ذلِكَ عَطشانُ لا تُسقى، وضَمآنُ لا تُروى، وهُم مَعَ ذلِكَ يَرجونَ شَفاعَتي، ما لَهُم؟! لا أنالَهُمُ اللهُ شَفاعَتي يَومَ القِيامَةِ فَما لَهُم عِندَ اللهِ مِن خَلاقٍ [1]. حَبيبي يا حُسَينُ! إنَّ أباكَ واُمَّكَ وأخاكَ قَدِموا عَلَيَّ وهُم إلَيكَ مُشتاقونَ، وإنَّ لَكَ فِي الجَنَّةِ دَرَجاتٍ لَن تَنالَها إلاّ بِالشَّهادَةِ. فَجَعَلَ الحُسَينُ عليه السلام يَنظُرُ في مَنامِهِ إلى جَدِّهِ صلى الله عليه وآله ويَسمَعُ كَلامَهُ، وهُوَ يَقولُ: يا جَدّاه! لا حاجَةَ لي فِي الرُّجوعِ إلَى الدُّنيا أبَدا، فَخُذني إلَيكَ وَاجعَلني مَعَكَ إلى مَنزِلِكَ. قالَ: فَقالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: يا حُسَينُ! إنَّهُ لابُدَّ لَكَ مِنَ الرُّجوعِ إلَى الدُّنيا حَتّى تُرزَقَ الشَّهادَةَ وما كَتَبَ اللهُ لَكَ فيها مِنَ الثَّوابِ العَظيمِ، فَإِنَّكَ وأباكَ وأخاكَ وعَمَّكَ وعَمَّ أبيكَ تُحشَرونَ يَومَ القِيامَةِ في زُمرَةٍ واحِدَةٍ حَتّى تَدخُلُوا الجَنَّةَ. [2]

۳۰۳) الفتوح: ایک رات امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر آئے اور اپنے نانا کی قبر کے نزدیک آکر کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سلام ہو آپ پر، پھر امام حسین علیہ السلام نے رونا شروع کیا۔ صبح طلوع ہوتے وقت، اپنا سر قبر پر رکھا اور کچھ دیر کے لئے نیند میں چلے گئے، خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ فرشتوں کی بڑی جماعت (کی صف ہے) دائیں بائیں اور اس کے آگے پیچھے،

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینے سے لگا کر ان کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا؛ اے پیارے بیٹے! اے حسین علیہ السلام میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب کربلا (سختی) کی سرزمین میں میری امت کے ایک گروہ کے ہاتھوں قتل کئے جاؤ گے اور تیرا سر کاٹا جائے گا، درحالانکہ تو پیاسا ہوگا، پانی نہیں دیں گے، سیراب نہیں ہوں گے اور یہ سب اسکے ساتھ میری شفاعت کے امید وار ہیں، کتنی بے جا توقع ہے، قیامت کے دن خدا ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے، یہ لوگ خدا کے ہاں کوئی اجر نہیں رکھتے،

میرے پیارے، اے حسین علیہ السلام، تیرے بابا، ماں، اور بھائی میرے پاس آئے تھے اور تیرے دیدار کے مشتاق تھے اور تیرے لئے جنت میں ایسے درجے ہیں جو شہادت کے بغیر نہیں ملیں گے۔

امام حسین علیہ السلام خواب میں اپنے نانا کی طرف دیکھ رہے تھے اور بات کو سن رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے

---

[1] الخَلاقُ: النصيب (الصحاح: ج4 ص1471 «خلق»).

[2] الفتوح: ج5 ص18، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص186؛ تسلية المجالس: ج2 ص155، بحار الأنوار: ج44 ص328 وراجع: المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص88.

میرے نانا! مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے دنیا کی طرف لوٹنے کی، مجھے اپنے ساتھ لے جا اور اپنے پاس جگہ دے،

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام سے فرمایا؛ اے حسین علیہ السلام! ضرور دنیا کی طرف لوٹ کر آؤ گے تا کہ تجھے شہادت اور بڑی جزا ملے جو لکھی گئی ہے، آپ اور آپ کے ماں باپ، تیرے چچا، تیرے بابا کے چچا قیامت کے دن ایک ہی گروہ میں محشور کئے جاؤ گے تا کہ جنت میں جاؤ۔

304.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام. في جوابِ مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ لَمّا أشار: أتاني رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله بَعدَما فارَقتُكَ، فَقالَ: «يا حُسَينُ، اخرُج فَإِنَّ اللهَ قَد شاءَ أن يَراكَ قَتيلاً». فَقالَ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، فَما مَعنى حَملِكَ هؤُلاءِ النِّساءِ مَعَكَ وأنتَ تَخرُجُ عَلى مِثلِ هذِهِ الحالِ؟ قالَ: فَقالَ لَهُ: قَد قالَ لي: «إنَّ اللهَ قَد شاءَ أن يَراهُنَّ سَبايا». وسَلَّمَ عَلَيهِ ومَضى.[1]

(۳۰۴) ملھوف: امام حسین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ کے جواب میں فرمایا؛ تجھ سے جدا ہونے کے بعد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور انہوں نے کہا؛ اے حسین علیہ السلام! مدینہ چھوڑ دو کیونکہ خدا تجھے شہید ہونا دیکھنا چاہتا ہے۔

محمد بن حنفیہ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہا؛ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ جب آپ کو پتہ ہے کہ ایسے ہوگا تو عورتوں کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟

امام علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ سے فرمایا؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا؛ خدا ان کو اسیر ہونا دیکھنا چاہتا ہے، پھر سلام دیا اور چلے گئے۔

305.أُسد الغابة: سارَ [الحُسَينُ عليه السلام] مِنَ المَدينَةِ إلى مَكَّةَ، فَأَتاهُ كُتُبُ أهلِ الكوفَةِ وهُوَ بِمَكَّةَ، فَتَجَهَّزَ لِلمَسيرِ، فَنَهاهُ جَماعَةٌ، مِنهُم: أخوهُ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ، وَابنُ عُمَرَ، وَابنُ عَبّاسٍ وغَيرُهُم. فَقالَ: رَأَيتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله فِي المَنامِ وأمَرَني بِأَمرٍ، فَأَنَا فاعِلٌ ما أمَرَ.[2]

(۳۰۵) اسد الغابۃ: (امام حسین علیہ السلام) مدینے سے مکہ کی جانب چلے تو کوفہ والوں کے خط مکہ میں امام علیہ السلام تک پہنچے، جب تیار ہوئے تو کچھ لوگوں نے جن میں سے امام کا بھائی محمد بن حنفیہ، ابن عمر، ابن عباس اور دوسرے تھے، امام علیہ السلام کو روکنے لگے، امام علیہ السلام نے فرمایا؛ میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو۔

---

[1] الملهوف: ص128، بحار الأنوار: ج44 ص364.
[2] أُسد الغابة: ج2 ص28 الرقم 1173.

306.الفتوح ,بَعدَ ذِكرِ كِتابِ أهلِ الكوفَةِ إلَى الإمامِ: فَعِندَها قامَ الحُسَينُ عليه السلام فَتَطَهَّرَ وصَلّى رَكعَتَينِ بَينَ الرُّكنِ وَالمَقامِ، ثُمَّ انفَتَلَ مِن صَلاتِهِ، وسَأَلَ رَبَّهُ الخَيرَ فيما كَتَبَ إلَيهِ أهلُ الكوفَةِ، ثُمَّ جَمَعَ الرُّسُلَ فَقالَ لَهُم: إنّي رَأَيتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله في مَنامي، وقَد أمَرَني بِأَمرٍ وأنَا ماضٍ لِأَمرِهِ، فَعَزَمَ اللهُ لي بِالخَيرِ، إنَّهُ وَلِيُّ ذلِكَ، وَالقادِرُ عَلَيهِ إن شاءَ اللهُ تَعالى.[1]

٣٠٦) الفتوح: امام حسین علیہ السلام کی جانب کوفہ والوں کے خطوں کے بیان میں ہے کہ: بس امام حسین علیہ السلام نے اٹھ کر وضو کیا اور رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیمؑ) کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد، جو کچھ کوفہ والوں نے لکھا تھا اس کے بارے میں خدا سے خیر مانگی۔ پھر (کوفہ سے) آئے ہوئے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے جس نے مجھے حکم دیا اور میں اس حکم کو انجام دوں گا اور خدا نے بھی مجھے خیر کو انجام دینے پر مدد کی ہے، کیونکہ کہ وہی اس کا سرپرست اور اس، پر قدرت رکھتا ہے، انشاء اللہ۔

307.الفتوح عن الحسين بن عليّ عليه السلام ,في جَوابِ كِتابِ عَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ إلَيهِ: أمّا بَعدُ! فَإِنَّ كِتابَكَ وَرَدَ عَلَيَّ فَقَرَأتُهُ وفَهِمتُ ما ذَكَرتَ، وأُعلِمُكَ أنّي رَأَيتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله في مَنامي فَخَبَّرَني بِأَمرٍ وأنَا ماضٍ لَهُ، لي كانَ أو عَلَيَّ، وَاللهِ يَابنَ عَمّي لَو كُنتُ في جُحرِ هامَّةٍ[2] مِن هَوامِّ الأَرضِ لَاستَخرَجوني ويَقتُلوني، وَاللهِ يَابنَ عَمّي لَيَعتَدُنَّ عَلَيَّ كَما عَدَتِ اليَهودُ عَلَى السَّبتِ، وَالسَّلامُ.[3]

٣٠٧) الفتوح: امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ بن جعفر کے خط کے جواب میں فرمایا: اما بعد، تیرا خط مجھ تک پہنچا ہے میں نے اس کو پڑھا اور جو کچھ تو نے لکھا ہے میں نے سمجھا اور تجھے بتا رہا ہوں کہ میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور مجھے حکم دیا ہے جس کو انجام دوں گا، میرے فائدے میں ہو یا میرے نقصان میں، چچا کے بیٹے، خدا کی قسم، اگر میں حشرات میں کسی حشرہ کے سوراخ میں (ان میں چلا جاؤں تو بھی مجھے باہر نکل کر قتل کریں گے۔ چچا کے بیٹے، خدا کی قسم! مجھ پر ظلم کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن ظلم کیا۔ والسلام۔

308.الطبقات الكبرى: كَتَبَ عَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرِ بنِ أبي طالِبٍ إلَيهِ كِتاباً يُحَذِّرُهُ أهلَ الكوفَةِ، ويُناشِدُهُ اللهَ أن يَشخَصَ إلَيهِم، فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: إنّي رَأَيتُ رُؤيا ورَأَيتُ فيها

---

[1] الفتوح: ج5ص30، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص195، وراجع: أُسد الغابة: ج2ص28.

[2] الهَامَّةُ: ماله سمّ يقتل كالحيّة، وقد تطلق الهوامّ على ما لا يقتل كالحشرات (المصباح المنير: ص641 «الهم»).

[3] الفتوح: ج5ص67، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص218؛ المناقب لابن شهر آشوب: ج4ص94 نحوه.

رَسولَ اللهِ ﷺ، وأمَرَني بِأَمرٍ أنَا ماضٍ لَهُ، ولَستُ بِمُخبِرٍ بِها أحَداً حَتّى اُلاقِيَ عَمَلي.[1]

۳۰۸) طبقات کبری: عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے امام حسین علیہ السلام کی طرف لکھا اور امام علیہ السلام کو کوفہ والوں سے ڈرایا اور قسم دی کہ ان کی طرف نہ جائیں، امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا اور میں اس حکم کو انجام دوں گا۔ اس کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا دیکھو کیا ہوتا ہے۔

309. تاريخ الطبري عن الحارث بن كعب الوالبيّ عن عليّ بن. ليَحيَى بنِ سَعيدٍ وعَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ: إنّي رَأَيتُ رُؤيا فيها رَسولُ اللهِ ﷺ، واُمِرتُ فيها بِأَمرٍ أنَا ماضٍ لَهُ، عَلَيَّ كانَ أو لي. فَقالا لَهُ: فَما تِلكَ الرُّؤيا؟ قالَ: ما حَدَّثتُ أحَداً بِها، وما أنَا مُحَدِّثٌ بِها حَتّى ألقى رَبّي.[2]

۳۰۹) تاریخ طبری: حارث بن کعب والبی نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا ہے کہ؛ امام حسین علیہ السلام نے یحیٰی بن سعید اور عبد اللہ بن جعفر سے جب ان کو باہر نہ جانے کی تشویق کی تھی،

فرمایا، میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا مجھے حکم دیا کہ اس کو انجام دوں، چاہے میرے فائدے میں ہو یا نقصان میں،

امام علیہ السلام سے پوچھا گیا، کون سا خواب تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ وہ میں کسی کو نہ ہی بتایا ہے نہ ہی بتاؤں گا یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں۔

---

[1] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص447، تهذيب الكمال: ج6 ص418 الرقم 1323، تاريخ دمشق: ج14 ص209، تاريخ الإسلام للذهبي: ج5 ص9، سير أعلام النبلاء: ج3 ص297 الرقم 48؛ المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص94 كلاهما نحوه.

[2] تاريخ الطبري: ج5 ص388، الكامل في التاريخ: ج2 ص548، البداية والنهاية: ج8 ص167؛ الإرشاد: ج2 ص69، إعلام الورى: ج1 ص446، بحار الأنوار: ج44 ص366.

ج. رُؤیاهُ فی طَریقِ کَربَلاءَ

ج: کربلا میں امام علیہ السلام کا خواب

310.مقتل الحسين: سارَ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى نَزَلَ الثَّعلَبِيَّةَ، وذلِكَ في وَقتِ الظَّهيرَةِ، ونَزَلَ أصحابُهُ، فَوَضَعَ رَأسَهُ فَأَغفى ثُمَّ انتَبَهَ باكِيا مِن نَومِهِ، فَقالَ لَهُ ابنُهُ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ: ما يُبكيكَ يا أبَه، لا أبكَى اللهُ عَينَيكَ؟! فَقالَ لَهُ: يا بُنَيَّ، هذِهِ ساعَةٌ لا تُكذَبُ فيهَا الرُّؤيا، فَأُعلِمُكَ أنّي خَفَقتُ بِرَأسي خَفقَةً، فَرَأَيتُ فارِسا عَلى فَرَسٍ وَقَفَ عَلَيَّ وقالَ: يا حُسَينُ! إنَّكُم تُسرِعونَ وَالمَنايا تُسرِعُ بِكُم إلَى الجَنَّةِ! فَعَلِمتُ أنَّ أنفُسَنا نُعِيَت إلَينا. فَقالَ لَهُ ابنُهُ عَلِيٌّ: يا أبَه، أفَلَسنا عَلَى الحَقِّ؟ قالَ: بَلى يا بُنَيَّ، وَالَّذي إلَيهِ مَرجِعُ العِبادِ! فَقالَ ابنُهُ عَلِيٌّ: إذا لا نُبالي بِالمَوتِ. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: جَزاكَ اللهُ يا بُنَيَّ خَيرَ ما جَزى بِهِ وَلَدا عَن والِدِهِ.[1]

۳۱۰) مقتل الحسین علیہ السلام خوارزمی: امام حسین علیہ السلام نے حرکت کی اور ظہر کے وقت مقام ثعلبیہ تک پہنچے، امام علیہ السلام نے اپنا سر (زمین) پر رکھا اور نیند میں چلے گئے جب اٹھے تو گریہ کیا،

امام علیہ السلام کے بیٹے علی ابن الحسین علیہ السلام نے ان سے کہا؛ اے بابا! کیوں رو رہے ہیں؟ خدا آپ کی آنکھوں کو رونا نہ دکھائے

امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا؛ پیارے بیٹے! یہ وہ وقت ہے جس میں خواب جھوٹا نہیں ہوتا، تجھے بتا رہا ہوں کہ میں کچھ دیر کے لئے نیند میں چلا گیا اور میں نے دیکھا ایک گھوڑے سوار میرے سرہانے کھڑے ہوکر کہنے لگا؛ بس میں سمجھ گیا کہ میری موت کی خبر دی گئی ہے، بیٹے (علی ابن الحسین علیہ السلام) نے امام علیہ السلام سے کہا؛ اے بابا! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ کیوں نہیں، اے پیارے بیٹے !قسم اس ذات کی جس کی طرف سارے بندے لوٹ کر جائیں گے (ایسے ہی ہے ہم حق پر ہیں)،

پھر ان کے بیٹے علی نے ان سے کہا؛ تو پھر ہمیں موت سے کوئی خوف نہیں ہے،

---

[1] مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص226، الفتوح: ج5ص71؛ الملهوف: ص131 كلاهما نحوه.

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ میرے پیارے بیٹے ! خدا تجھے ایسی نیک جزاء دے جو کسی بھی باپ کی طرف سے کسی بیٹے کو نہ ملی ہو۔

311. الزيارات عن شهاب بن عبد ربّه عن أبي عبد اللّٰه لَمّا صَعِدَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام عَقَبَةَ البَطنِ، قالَ لِأَصحابِهِ: ما أراني إلاّ مَقتولاً. قالوا: وما ذاكَ يا أبا عَبدِ اللهِ؟! قالَ: رُؤيا رَأَيتُها فِي المَنامِ. قالوا: وما هِيَ؟ قالَ: رَأَيتُ كِلاباً تَنهَشُني، أشَدُّها عَلَيَّ كَلبٌ أبقَعُ.[1]

۳۱۱) کامل الزیارات: شہاب بن عبد اللہ نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے؛ جب امام حسین علیہ السلام بلند مقام پر کھڑے ہوئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا؛ میں ضرور بہ ضرور قتل ہو جاؤں گا،

انہوں نے کہا؛ اے ابا عبد اللہ وہ کس وجہ سے؟

فرمایا؛ اس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا ہے،

اصحاب نے پوچھا؛ وہ خواب کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ میں نے کتوں کو دیکھا ہے جو مجھے کاٹ رہے ہیں اور ان میں سے شدید حملہ آور وہ کتا ہے جو مختلف رنگوں والا ہے۔

د. رُؤياهُ قَبلَ يَومِ عاشوراءَ

د: عاشور کے دن سے پہلے امام علیہ السلام کا خواب

312. تاريخ الطبري: إنَّ عُمَرَ بنَ سَعدٍ نادى: يا خَيلَ اللهِ اركَبي وأبشِري. فَرَكِبَ فِي النّاسِ، ثُمَّ زَحَفَ نَحوَهُم بَعدَ صَلاةِ العَصرِ، وحُسَينٌ عليه السلام جالِسٌ أمامَ بَيتِهِ مُحتَبِياً[2] بِسَيفِهِ، إذ خَفَقَ بِرَأسِهِ عَلى رُكبَتَيهِ، وسَمِعَت اُختُهُ زَينَبُ الصَّيحَةَ، فَدَنَت مِن أخيها فَقالَت: يا أخي، أما تَسمَعُ الأَصواتَ قَدِ اقتَرَبَت؟! قالَ: فَرَفَعَ الحُسَينُ عليه السلام رَأسَهُ، فَقالَ: إنّي رَأَيتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله في المَنامِ، فَقالَ لي: إنَّكَ تَروحُ إلَينا. قالَ: فَلَطَمَت اُختُهُ وَجهَها، وقالَت: يا وَيلَتا. فَقالَ: لَيسَ لَكِ الوَيلُ يا

---

[1] كامل الزيارات: ص157 ح194، بحار الأنوار: ج45 ص87 ح24.

[2] الاحتباءُ: هو ضمّ الساقين إلى البطن بالثوب أو اليدين (مجمع البحرين: ج1 ص356 «حبا»).

أُخَيَّةُ، اسكُني رَحِمَكِ الرَّحمنُ.[1]

۳۱۲) تاریخ طبری: عمر بن سعد نے آواز دی: اے خدا کی فوج سوار ہو جاؤ تمہیں خوشخبری ہو! ان کے ساتھ خود بھی سوار ہو گیا اور نماز عصر کے بعد ان کی (امام حسین علیہ السلام کے لشکر) کی طرف حملہ آور ہوا، امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے کے دروازے پر تلوار کے ذریعے گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے کہ تھوڑی نیند آ گئی اور سر کو زانو پر رکھ دیا،

اسی وقت اپنی بہن زینبؑ کی آواز سنی جس نے نزدیک آ کر کہا، میرے بھائی کیا ان آوازوں کو نہیں سن رہے جو کہ نزدیک ہو چکے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے سر بلند کر کے فرمایا؛ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے جس نے مجھے کہا: تو ہمارے پاس آ جائیگا۔

اس وقت زینبؑ نے اپنے سر پر ہاتھ مار کر کہا؛ وائے ہو ہم پر!

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ میری پیاری بہن، آپ پر وائے نہیں ہے۔ آرام سے ہو جا، خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔

313.الفتوح: وإذَا المُنادي يُنادي مِن عَسكَرِ عُمَرَ: يا جُندَ اللهِ اركَبوا. قالَ: فَرَكِبَ النّاسُ و ساروا نَحوَ مُعَسكَرِ الحُسَينِ عليه السلام، وَالحُسَينُ عليه السلام في وَقتِهِ ذلِكَ جالِسٌ قَد خَفَقَ رَأسُهُ عَلى رُكبَتَيهِ، وسَمِعَت أُختُهُ زَينَبُ رَضِيَ اللهُ عَنهَا الصَّيحَةَ وَالضَّجَّةَ، فَدَنَت مِن أخيها وحَرَّكَتهُ، فَقالَت: يا أخي، ألا تَسمَعُ الأَصواتَ قَدِ اقتَرَبَت مِنّا؟! قالَ: فَرَفَعَ الحُسَينُ عليه السلام رَأسَهُ وقالَ: يا اُختاه، إنّي رَأَيتُ جَدّي فِي المَنامِ وأبي عَلِيّا وفاطِمَةَ اُمّي وأخِي الحَسَنَ عليهم السلام، فَقالوا: يا حُسَينُ، إنَّكَ رائِحٌ إلَينا عَن قَريبٍ، وقَد وَاللهِ يا اُختاه دَنَا الأَمرُ في ذلِكَ لا شَكَّ.[2]

۳۱۳) الفتوح: عمر بن سعد کے لشکر میں سے ندا دینے والے نے ایک آواز دی کہ؛ اے خدا کے لشکر! سوار ہو جاؤ بس لشکر والے سوار ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی جانب چلنے لگے، اسی وقت امام حسین علیہ السلام سر زانو، پر رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے

---

[1] تاريخ الطبري: ج5ص416، الكامل في التاريخ: ج2ص558، الفتوح: ج5ص97، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص249 كلّها نحوه؛ الإرشاد: ج2ص89، روضة الواعظين: ص202، إعلام الورى: ج1ص454، بحار الأنوار: ج44ص391.

[2] الفتوح: ج5ص97، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص249؛ الملهوف: ص55وفيه ذيله من «يا اُختاه»، وكلاهما نحوه.

جب بہن زینبؑ نے ان کی آواز سنی تو زینبؑ نے نزدیک آ کر امام علیہ السلام کو نیند سے بیدار کیا اور فرمایا؛ اے میرے بھائی! کیا ان آوازوں کو نہیں سن رہے ہو ہمارے نزدیک ہو چکے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے سر اٹھا کر فرمایا؛ اے بہن! میں نے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بابا علی علیہ السلام، ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا، بھائی حسن علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہے تھے، اے حسین علیہ السلام! تو جلدی ہمارے پاس آ جائیگا،

اے بہن! خدا کی قسم یہ بات نزدیک ہو چکی ہے۔

314. الفتوح: لَمّا كانَ وَقتُ السَّحَرِ، خَفَقَ الحُسَينُ عليه السلام بِرَأسِهِ [1] خفقةً [2]، ثُمَّ استَيقَظَ فَقالَ: أتَعلَمونَ ما رَأَيتُ في مَنامِي السّاعَةَ؟ قالوا: ومَا الَّذي رَأَيتَ يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وآلِهِ؟ فَقالَ: رَأَيتُ كَأَنَّ كِلابا قَد شَدَّت عَلَيَّ تُناشِبُني [3]، وفيها كَلبٌ أبقَعُ رَأَيتُهُ أشَدَّها عَلَيَّ، وأظُنُّ الَّذي يَتَوَلّى قَتلي رَجُلٌ أبقَعُ وأبرَصُ مِن هؤُلاءِ القَومِ، ثُمَّ إنّي رَأَيتُ بَعدَ ذلِكَ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، ومَعَهُ جَماعَةٌ مِن أصحابِهِ وهُوَ يَقولُ لي: يا بُنَيَّ! أنتَ شَهيدُ آلِ مُحَمَّدٍ، وقَدِ استَبشَرَت بِكَ أهلُ السَّماواتِ وأهلُ الصَّفحِ [4] الأَعلى، فَليَكُن إفطارُكَ عِندِي اللَّيلَةَ، عَجِّل ولا تُؤَخِّر، فَهذا أثَرُكَ [5] قَد نَزَلَ مِنَ السَّماءِ لِيَأخُذَ دَمَكَ في قارورَةٍ خَضراءَ. وهذا ما رَأَيتُ، وقَد أزِفَ الأَمرُ وَاقتَرَبَ الرَّحيلُ مِن هذِهِ الدُّنيا، لا شَكَّ في ذلِكَ. [6]

۳۱۴) الفتوح: جب سحر کا وقت تھا تو امام حسین علیہ السلام پر نیند کا غلبہ تھا اور ایک مرتبہ نیند میں چلے گئے اور بیدار ہو کر فرمایا؛ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ابھی خواب میں کیا دیکھا ہے؟ سب نے کہا؛ کیا دیکھا ہے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے فرزندؑ: فرمایا؛ میں نے خواب میں کتوں کو دیکھا ہے جو مجھ پر حملہ آور ہیں اور ان میں سے ایک ایسا کتا تھا جو مجھ پر زیادہ حملہ کر رہا تھا، میرے خیال میں مجھے قتل کرے گا، اس لشکر میں سے ایسا ہوگا جو برص (کی بیماری) میں مبتلا ہے پھر میں نے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ لوگوں کے ساتھ دیکھا جو مجھے فرما رہے تھے، میرے پیارے بیٹے! تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] في المصدر: «رأسُه»، والتصويب من المصادر الأُخرى.

[2] نَشَبَ في الشيء: إذا وقع فيما لا مخلص له منه (لسان العرب: ج1 ص757 «نشب»).

[3] خَفَقَ بِرَأسِهِ خَفقَةً: إذا أخذَته سِنَةٌ من النّعاس فمالَ رأسُهُ دونَ سائرِ جَسَدِه (المصباح المنير: ص176 «خفق»).

[4] في مقتل الحسين وبحار الأنوار: «الصفيح» بدل «الصفح». والصّفيحُ: من أسماء السماء (النهاية: ج3 ص35 «صفح»).

[5] الأَثَرُ: الأَجَلُ (النهاية: ج1 ص23 «أثر»).

[6] الفتوح: ج5 ص99، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص251.

کے خاندان کا شہید ہے اور آسمان اور ملکوت والوں نے تجھے خوشخبری دی ہے، آج رات کی افطار میرے ہاں کروگے، جلدی کرو دیر نہ کرو کیوں کہ یہ موت آسمان سے تیرے لئے آئی ہے تا کہ تیرے خون کو سبز ظرف میں لے، یہ ہے جو میں نے دیکھا اور بیشک وقت نزدیک ہوگیا ہے اور دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے۔

315.مثير الأحزان: جاءَ رَجُلٌ... فَقالَ: أينَ الحُسَينُ؟ فَقالَ: ها أنَاذا. قالَ: أبشِر بِالنّارِ. قالَ: اُبشِرُ بِرَبٍّ رَحيمٍ، وشَفيعٍ مُطاعٍ، مَن أنتَ؟ قالَ: أنَا شِمرُ بنُ ذِي الجَوشَنِ. قالَ الحُسَينُ عليه السلام: اللهُ أكبَرُ، قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: «رَأَيتُ كَأَنَّ كَلبا أبقَعَ يَلَغُ[1] في دِماءِ أهلِ بَيتي»..... وقالَ الحُسَينُ عليه السلام: رَأَيتُ كَأَنَّ كِلابا تَنهَشُني، وكَأَنَّ فيها كَلبا أبقَعَ[2] كانَ أشَدَّهُم عَلَيَّ، وهُوَ أنتَ، وكانَ أبرَصَ.[3]

۳۱۵) مثیر الاحزان: ایک شخص نے آ کر کہا؛ حسین علیہ السلام کہاں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ میں یہاں ہوں،

اس شخص نے کہا؛ جہنم کی خوشخبری لو،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ میں مہربان خدا کی شفاعت کی خوشخبری دیتا ہوں،

امام حسین علیہ السلام نے پوچھا؛ تو کون ہے؟

اس نے کہا میں شمر بن ذی الجوشن ہوں،

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ اللہ اکبر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ میں نے سیاہ وسفید کتا دیکھا ہے جو میرے اہل بیت کے خون کو زبان لگا رہا تھا۔

نیز فرمایا؛ میں نے ایسے کتوں کو دیکھا ہے جو مجھے کاٹ رہے تھے اور برص مرض جیسا کتا تھا جو مجھ پر دوسروں سے زیادہ حملہ کر رہا تھا اور وہ تو ہے شمر جو برص کے مرض میں مبتلا ہے۔

---

[1] وَلَغَ يَلَغُ: أي شرب منه بلسانه (النهاية: ج5 ص226 «ولغ»).
[2] الأبقَعُ: ما خالط بياضه لون آخر (لسان العرب: ج8 ص17 «بقع»).
[3] مثير الأحزان: ص64، بحار الأنوار: ج45 ص31؛ أنساب الأشراف: ج3 ص401 وفيه صدره إلى «أهل بيتي».

الفصل الخامِسَ عَشَرَ: إجابة دعوات الإمام و كراماته

پندرھویں فصل: امام کی کرامات اور دعا کا قبول ہونا

خَلاصُ يَدِ رَجُلٍ فِي الطَّوافِ

طواف میں ایک شخص کے ہاتھ کو بچانا

316. تهذيب الأحكام عن أيّوب بن أعين عن أبي عبد الله عليه السلام: إنَّ امرَأَةً كانَت تَطوفُ وخَلفَها رَجُلٌ، فَأَخرَجَت ذِراعَها،

فَقالَ[1] بِيَدِهِ حَتّى وَضَعَها عَلى ذِراعِها. فَأَثبَتَ اللهُ يَدَهُ في ذِراعِها حَتّى قَطَعَ الطَّوافَ.

وأُرسِلَ إلَى الأَميرِ، وَاجتَمَعَ النّاسُ،

وأُرسِلَ إلَى الفُقَهاءِ، فَجَعَلوا يَقولونَ: اِقطَع يَدَهُ فَهُوَ الَّذي جَنَى الجِنايَةَ.

فَقالَ: هاهُنا أحَدٌ مِن وُلدِ مُحَمَّدٍ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله؟ فَقالوا: نَعَم، الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام، قَدِمَ اللَّيلَةَ. فَأَرسَلَ إلَيهِ فَدَعاهُ،

فَقالَ: اُنظُر ما لَقِيا ذانِ! فَاستَقبَلَ القِبلَةَ ورَفَعَ يَدَيهِ فَمَكَثَ طَويلاً يَدعو، ثُمَّ جاءَ إلَيهِما حَتّى خَلَّصَ يَدَهُ مِن يَدِها.

فَقالَ الأَميرُ: ألا نُعاقِبُهُ بِما صَنَعَ؟

فَقالَ: لا[2].[3]

۳۱۹) تھذیب الاحکام: ایوب بن اعین نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ایک عورت طواف کی حالت میں تھی اور ایک مرد اس کے پیچھے طواف کر رہا تھا، عورت نے اپنی کہنی کو باہر نکالا اور مرد نے بھی اس پر ہاتھ رکھا، خدا نے

---

[1] في المناقب لابن شهرآشوب: «فمال» بدل «فقال»، والظاهر أنّه الصواب.

[2] لعلّ السبب في عدم موافقة الإمام عليه السلام على عقوبة الرجل، هو أنّه أُخزي أمام الآخرين، وهذه عقوبة إلهيّة له، وهي كافية لعقوبته الدنيوية أيضاً.

[3] تهذيب الأحكام: ج5 ص470 ح1647، المناقب لابن شهرآشوب: ج4 ص51، بحار الأنوار: ج44 ص183 ح10.

اس مرد کے ہاتھ کو عورت کی کہنی پر ایسے چپکا دیا کہ مجبور ہوکر اس کو طواف توڑنا پڑا، (مکہ) کے حاکم کی طرف پیغام بھیجا گیا اور لوگ جمع ہو گئے اور فقہاء کو خبر دی گئی، انہوں نے پوچھا: کیا ادہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے کوئی ہے؟

لوگوں نے کہا؛ ہاں، کل رات حسین بن علی علیہ السلام آئے ہیں،

امام علیہ السلام کی طرف کسی کو بھیج کر بلایا گیا اور حاکم نے کہا؛ دیکھو ان دو کو کیا ہوا ہے؟

امام علیہ السلام نے رو بقبلہ ہوکر ہاتھ بلند کر کے کچھ دیر تک دعا مانگی پھر عورت کے نزدیک آ کر اسکے ہاتھ سے مرد کے ہاتھ کو جدا کیا،

حاکم نے کہا؛ کیا ہم اس مرد کو اپنے کام کی وجہ سے سزا نہ دیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا؛ نہیں۔

15/2

اِخضِرارُ النَّخلَةِ اليابِسَةِ

خشک خرما کے درخت کا سبز ہوجانا

317. دلائل الإمامة عن محمّد الكناني عن أبي عبد الله عليه السلام خَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام في بَعضِ أسفارِهِ ومَعَهُ رَجُلٌ مِن وُلدِ الزُّبَيرِ بنِ العَوّامِ يَقولُ بِإمامَتِهِ، فَنَزَلوا في طَريقِهِم بِمَنزِلٍ تَحتَ نَخلَةٍ يابِسَةٍ قَد يَبِسَت مِنَ العَطَشِ، فَفُرِشَ لِلحُسَينِ عليه السلام [1] تَحتَها، وبِإزائِهِ نَخلَةٌ اُخرى [لَيسَ] [2] عَلَيها رُطَبٌ. قالَ: فَرَفَعَ يَدَهُ ودَعا بِكَلامٍ لَم أفهَمهُ، فَاخضَرَّتِ النَّخلَةُ وعادَت إلى حالِها، وأورَقَت وحَمَلَت رُطَبا. فَقالَ الجَمّالُ الَّذِي اكتَرى مِنهُ: هذا سِحرٌ وَاللهِ! فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وَيلَكَ، إنَّهُ لَيسَ بِسِحرٍ، ولكِن دَعوَةُ ابنِ نَبِيٍّ مُستَجابَةٌ. قالَ: ثُمَّ صَعِدُوا النَّخلَةَ فَجَنَوا مِنها ما كَفاهُم جَميعا. [3]

۳۱۷) دلائل الامامۃ: محمد کنانی نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے؛ امام حسین علیہ السلام نے ایک سفر کیا جس میں زبیر بن عوام کی اولاد میں سے ایک شخص ساتھ تھا اور وہ اس کی امامت کا عقیدہ رکھتا تھا، سفر کے دوران ایک جگہ پر ایک

---

[1] في الطبعة المعتمدة: «ففرش الحسينُ»، والتصويب من طبعة النجف.

[2] الزيادة من طبعة النجف.

[3] دلائل الإمامة: ص186 ح105، وفي الكافي: ج1 ص 462 ح4 والعدد القويّة: ص36 ح 31 «خرج الحسن بن علي عليه السلام ....».

خرما کے خشک درخت کے نیچے جو درخت پانی نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا، بیٹھے، اس درخت کے نیچے امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک فرش بچھایا گیا اور امام علیہ السلام کے سامنے درخت خشک اور بغیر پھل کے تھا۔

(وہ زبیر کا فرزند) کہتا ہے: امام علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی جو میں نہیں سمجھ سکا کھجور کا درخت سبز ہوا، اور اپنی پہلے والی حالت پر لوٹ آیا اور اس میں پتے اور کھجور آ گئے، جس شخص سے اونٹ کرائے پر لیا ہوا تھا اس نے کہا: خدا کی قسم یہ جادو ہے،

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تم پر یہ جادو نہیں ہے، بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کی قبولیت دعا ہے، پھر قافلے والوں نے درخت پر جا کر اتنے کھجور توڑے کہ سب کے لئے کافی ہو گئے۔

15/3

اِحياءُ المَيِّتِ

مردہ کو زندہ کرنا

318. الخرائج والجرائح عن يحيى بن أُمّ الطويل: كُنّا عِندَ الحُسَينِ عليه السلام إذ دَخَلَ عَلَيهِ شابٌّ يَبكى، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: ما يُبكيكَ؟ قالَ: إنَّ والِدَتى تُوُفِّيَت فى هٰذِهِ السّاعَةِ ولَم توصِ، ولَها مالٌ، وكانَت قَد أمَرَتنى ألاّ اُحدِثَ فى أمرِها شَيئاً حَتّى اُعلِمَكَ خَبَرَها. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: قوموا بِنا حَتّى نَصيرَ إلى هٰذِهِ الحُرَّةِ. فَقُمنا مَعَهُ حَتَّى انتَهَينا إلى بابِ البَيتِ الَّذى فيهِ المَرأَةُ وهِىَ مُسَجّاةٌ[1]، فَأَشرَفَ عَلَى البَيتِ ودَعَا اللهَ لِيُحيِيَها حَتّى توصِىَ بِما تُحِبُّ مِن وَصِيَّتِها، فَأَحياهَا اللهُ، وإذَا المَرأَةُ جَلَسَت وهِىَ تَتَشَهَّدُ، ثُمَّ نَظَرَت إلَى الحُسَينِ عليه السلام فَقالَت: اُدخُلِ البَيتَ يا مَولاىَ ومُرنى بِأَمرِكَ. فَدَخَلَ وجَلَسَ عَلى مِخَدَّةٍ ثُمَّ قالَ لَها: وَصّى يَرحَمُكِ اللهُ. فَقالَت: يَابنَ رَسولِ اللهِ، إنَّ لى مِنَ المالِ كَذا وكَذا فى مَكانِ كَذا وكَذا، وقَد جَعَلتُ ثُلُثَهُ إلَيكَ لِتَضَعَهُ حَيثُ شِئتَ مِن أولِيائِكَ، وَالثُّلُثانِ لِابنى هٰذا إن عَلِمتَ أنَّهُ مِن مَواليكَ وأولِيائِكَ، وإن كانَ مُخالِفاً فَخُذهُ إلَيكَ، فَلا حَقَّ لِلمُخالِفينَ فى

---

[1] سُجّى: أى غُطّى، والمُتَسجّى: المتغطّى (النهاية: ج2 ص344 «سجا»).

أموالِ المُؤمِنينَ. ثُمَّ سَأَلَتهُ أن يُصَلِّيَ عَلَيها وأن يَتَوَلّى أمرَها، ثُمَّ صارَتِ المَرأَةُ مَيِّتَةً كَما كانَت. [۱]

۳۱۸) خرائج و جرائح میں یحییٰ بن ام طویل سے نقل ہے؛ ہم امام حسین علیہ السلام کے پاس تھے کہ ایک جوان روتے ہوئے آیا،

امام حسین علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟

اس نے کہا؛ میری ماں ابھی ابھی مرگئی ہے اوراس نے وصیت نہیں کی اور اس کا مال تھا کہ مجھے حکم دے کر گئی ہے کہ اس کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک آپ کو نہ بتادوں،

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ ہمارے ساتھ آجا تا کہ اس آزاد عورت کی طرف چلیں، ہم ان کے ساتھ اٹھ کر چلے، یہاں تک کہ ایک گھر (کمرے) میں پہنچے جہاں وہ عورت تھی، امام علیہ السلام گھر کے دروازے پر کھڑے ہوکر خدا کے چاہا کہ اس عورت کو زندہ کرے تا کہ جس کے بارے میں چاہے وصیت کرے خدا نے بھی اس عورت کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کر بیٹھی در حالانکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دینے لگی، پھر امام حسین علیہ السلام کی جانب دیکھ کر کہا؛ اے میرے مولیٰ! گھر میں آجائیں اور مجھے حکم دیں،

امام حسین علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھے پھر عورت سے کہا؛ وصیت کرو، خدا تجھے معاف کرے،

عورت نے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند، میں نے فلاں فلاں کو دیا جس کو چاہے دے دو اور اس کے باقی دو حصے میرے اس بیٹے کے لئے ہیں، اگر آپ کہ پتہ ہو کہ آپ کے چاہنے والوں میں سے ہے لیکن اگر مخالف ہے تیرا تو وہ مال بھی آپ ہی اٹھائیں کیونکہ مومنوں کے مال میں اہل بیت کے مخالف کو کوئی حق نہیں ہے،

پھر امام علیہ السلام نے اس پر نماز پڑھنا چاہی اور اس کے کفن اور دفن کا انتظام کیا، پھر عورت اسی طرح انتقال کر گئی جس طرح پہلے کر گئی تھی۔

---

[۱] الخرائج والجرائح: ج1ص245 ح1، الثاقب في المناقب: ص344 ح290، بحار الأنوار: ج44ص180 ح3 وراجع: الصراط المستقيم: ج2ص178 ح10.

15/4

بَرَکَةُ ماءِ البِئرِ

کنویں کے پانی میں برکت کا آجانا

319. الطبقات الكبرى عن أبي عون: لَمّا خَرَجَ حُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام مِنَ المَدينَةِ يُريدُ مَكَّةَ، مَرَّ بِابنِ مُطيعٍ وهُوَ يَحفِرُ بِئرَهُ، فَقالَ لَهُ: أينَ فِداكَ أبي واُمّي؟ قالَ: أرَدتُ مَكَّةَ. وذَكَرَ لَهُ أنَّهُ كَتَبَ إلَيهِ شيعَتُهُ بِها. فَقالَ لَهُ ابنُ مُطيعٍ: أينَ[1] فِداكَ أبي واُمّي! مَتِّعنا بِنَفسِكَ ولا تَسِر إلَيهِم. فَأَبى حُسَينٌ عليه السلام، فَقالَ لَهُ ابنُ مُطيعٍ: إنَّ بِئري هٰذِهِ قَد رَشَّحتُها[2]، وهٰذَا اليَومُ أوانُ ما خَرَجَ إلَينا فِي الدَّلوِ شَيءٌ مِن ماءٍ، فَلَو دَعَوتَ اللهَ لَنا فيها بِالبَرَكَةِ. قالَ: هاتِ مِن مائِها. فَأُتِيَ مِن مائِها فِي الدَّلوِ، فَشَرِبَ مِنهُ، ثُمَّ مَضمَضَ ثُمَّ رَدَّهُ فِي البِئرِ، فَأَعذَبَ وأمهى.[3][4]

۳۱۹) طبقات کبریٰ: ابوعون سے نقل ہے: جب امام حسین علیہ السلام مدینے سے مکہ کے لئے باہر نکلے تو امام علیہ السلام کا گذر ابن مطیع شخص سے ہوا جو کنوا کھود رہا تھا، اس نے امام علیہ السلام سے کہا: میرے ماں باپ، آپ پر قربان، کہاں جا رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: مکہ کی طرف جا رہا ہوں، اور جن پیروکاروں نے خط لکھے تھے ان کے بارے میں بتایا،

ابن مطیع نے ان سے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہمیں فائدہ پہنچائیں ان کی طرف نہ جائیں لیکن امام علیہ السلام نے انکار کر دیا،

ابن مطیع نے ان سے کہا: اس کنویں کو میں نے تیار کیا ہے، آج ہمیں اس سے ایک ڈول پانی کا ملتا ہے، کاش آپ اس کی برکت کے لئے دعا کریں۔

---

[1] في المصدر: «إنّي»، والصواب ما أثبتناه كما في المصادر الأُخرى.

[2] التَّرشيح: التَّهيئة للشيء (لسان العرب: ج2 ص450 «رشح»).

[3] ماهَتِ الرَّكِيَّةُ [البئرُ]: كَثُرَ ماؤُها. وأماهَها اللهُ: أكثرَ ماءَها (المصباح المنير: ص587 «موه»).

[4] الطبقات الكبرى: ج5 ص144، تاريخ دمشق: ج14 ص182، تاريخ الإسلام للذهبي: ج5 ص8، بغية الطلب في تاريخ حلب: ج6 ص2592 عن ابن عون.

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ اس سے پانی لے کر آؤ، پانی کا ڈول لے کر آیا، امام علیہ السلام نے اسے پیا، کلی کی اور باقی پانی کنویں میں ڈال دیا، کنویں کا پانی میٹھا اور زیادہ ہوگیا۔

15/5

وِلادَةُ غُلامٍ

فرزند کی ولادت

320. فرج المهموم عن أبي عبد الله عليه السلام: خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام إلى مَكَّةَ في سَنَةٍ ماشِيا، فَوَرِمَت قَدَماهُ. فَقالَ لَهُ بَعضُ مَواليهِ: لَو رَكِبتَ لَيَسكُنُ الوَرَمُ هذا مِنكَ؟ فَقالَ: كَلّا، إذا أتَينا هذَا المَنزِلَ فَإِنَّهُ يَستَقبِلُكَ أسوَدُ ومَعَهُ دُهنٌ فَاشتَرِهِ. فَقالَ لَهُ مَولاهُ: بِأَبي أنتَ واُمّي، ما قُدّامَنا مَنزِلٌ يَبيعُ فيهِ أحَدٌ هذَا الدُّهنَ؟

فَقالَ: بَلى، أمامَكَ دونَ المَنزِلِ. فَسارَ ميلاً فَإِذا هُوَ بِالأَسوَدِ.

فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام لِمَولاهُ: دونَكَ الرَّجُلَ فَخُذ مِنهُ الدُّهنَ وأعطِهِ الثَّمَنَ. فَقالَ الأَسوَدُ لِلمَولى: لِمَن أرَدتَ هذَا الدُّهنَ؟

فَقالَ: لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام. فَقالَ: اِنطَلِق بِنا إلَيهِ. فَصارَ نَحوَهُ فَسَلَّمَ وقالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ أنَا مَولاكَ فَلا آخُذُ مِنكَ ثَمَنا، ولكِنِ ادعُ اللهَ أن يَرزُقَني وَلَدا ذَكَرا سَوِيّا يُحِبُّكُم أهلَ البَيتِ، فَإِنّي خَلَّفتُ امرَأَتي تَمخَضُ[1].

فَقالَ: اِنطَلِق إلى مَنزِلِكَ فَإِنَّ اللهَ قَد وَهَبَ لَكَ وَلَدا سَوِيّا. فَذَهَبَ فَوَجَدَهُ، ثُمَّ عادَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام فَدَعا لَهُ بِالخَيرِ لِوِلادَةِ الغُلامِ لَهُ.

ثُمَّ إنَّ الحُسَينَ عليه السلام مَسَحَ مِنَ الدُّهنِ، فَما قامَ مِن مَوضِعِهِ حَتّى ذَهَبَ الوَرَمُ عَنهُ.[2]

---

[1] تَمَخَّضَت: أي تحرّك الولد في بطنها للولادة فضربها المخاض (النهاية: ج 4 ص 306 «مخض»).

[2] فرج المهموم: ص 226، بحار الأنوار: ج 44 ص 185 ح 13، وفي الكافي: ج 1 ص 463 ح 6 ودلائل الإمامة: ص 172 ح 93 والعُدد القويّة: ص 30 ح 20، خرج الحسن بن علي عليه السلام.....

۳۲۰) فرج المهموم میں امام صادق علیہ السلام سے ہے؛ ایک سال امام حسین علیہ السلام پیدل مکہ گئے اور آپ کے پاؤں سوج گئے ایک نزدیکی شخص نے امام علیہ السلام سے کہا؛ کاش سوار ہوجاتے تا کہ آپ کے پیروں کی سوجن ختم ہوجاتی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ بالکل نہیں جب اس جگہ ہم پہنچے تو ایک سیاہ پوست شخص تیل لے کر ہمارے پاس آئے گا اور تم وہ اس سے خرید لینا۔

اس نزدیکی شخص نے کہا؛ میرے ماں باپ آپ پر قربان ! آگے کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر کوئی یہ تیل کو بیچے،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ کیوں نہیں، تیرے آگے اور منزل گاہ پہنچنے سے پہلے آئے گا،

بس جب ایک میل چلے تو ایک سیاہ پوست شخص کو دیکھا، امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ یہ وہی شخص ہے، اس سے تیل خرید لو اور اس کی قیمت دو،

سیاہ پوست شخص نے اس نزدیکی شخص سے پوچھا: یہ تیل کس کے لئے چاہتے ہو؟

اس نے کہا؛ حسین بن علی علیہ السلام کے لئے، اس نے کہا؛ ہمیں اس کے پاس لے چلو،

وہ شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور سلام دے کر کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند: میں آپ کا غلام ہوں اور آپ سے پیسے نہیں لوں گا، لیکن آپ دعا کریں کہ خدا مجھے صحیح سالم بیٹا عطا کرے جو آپ اہل بیت سے محبت کرے، کیوں کہ میری بیوی بچہ جننے کی حالت میں ہے،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ اپنے گھر واپس جاؤ کہ خدا نے تجھے سالم بیٹا عطا کیا ہے، وہ گیا اور ایسے ہی دیکھا پھر وہ امام حسین علیہ السلام کی طرف واپس آیا اور امام علیہ السلام نے اس کے بیٹے کی ولادت کی وجہ سے اس کے لئے دعائے خیر مانگی۔

اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنے پیروں کو روغن (تیل) لگایا اور اپنی جگہ سے نہیں اٹھے تھے کہ آپ کے پیروں کے ورم ختم ہوگئے۔

15/6

ضالَّةُ الأَعرابِيِّ

اعرابی کی کھوئی ہوئی چیز کے بارے میں رہنمائی

321.إثبات الهداة عن عبد الله بن عبّاس: كُنتُ جالِساً عِندَ الحُسَينِ عليه السلام فَجاءَهُ أعرابِيٌّ، وقالَ: ضَلَّ بَعيري ولَيسَ لي غَيرُهُ، وأنتَ ابنُ رَسولِ اللهِ أرشِدني إلَيهِ. فَقالَ: إذهَب إلى مَوضِعِ كَذا فَإِنَّهُ فيهِ وفي مُقابِلِهِ أسَدٌ. فَذَهَبَ إلى ذلِكَ المَوضِعِ فَوَجَدَهُ كَما قالَ عليه السلام.[1]

۳۲۱) اثبات الہداۃ: عبد اللہ بن عباس سے نقل ہے ؛میں امام حسین علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بادیہ نشین عرب آیا اور کہا؛ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے اور آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں مجھے اس کے بارے میں بتائیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ فلاں جگہ جاؤ وہاں ہے جس کے سامنے شیر بھی کھڑا ہے،

بادیہ نشین گیا، اس اونٹ کے پاس گیا جہاں جیسے امام علیہ السلام نے بتایا تھا ایسے اس نے پایا۔

15/7

جَنابَةُ الأَعرابِيِّ

اعرابی کے مجنب ہونے کی خبر دینا

322.الخرائج والجرائح عن جابر الجعفي عن زين العابدين عليه السلام: أقبَلَ أعرابِيٌّ إلَى المَدينَةِ لِيَختَبِرَ الحُسَينَ عليه السلام لِما ذُكِرَ لَهُ مِن دَلائِلِهِ، فَلَمّا صارَ بِقُربِ المَدينَةِ خَضخَضَ[2] ودَخَلَ المَدينَةَ، فَدَخَلَ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام وهُوَ جُنُبٌ. فَقالَ لَهُ أبو عَبدِ اللهِ الحُسَينُ عليه السلام: أما تَستَحي يا أعرابِيُّ أن تَدخُلَ

---

[1] إثبات الهداة: ج2ص 591 ح85 نقلاً عن كتاب التحفة في الكلام.

[2] الخَضخَضَة: الاستِمناء، وهو استنزال المَنيّ في غير الفَرج. وأصل الخضخضة التحريك (النهاية: ج2ص39 «خضخض»).

إلى إمامِكَ وأنتَ جُنُبٌ؟! وقالَ: أنتُم مَعاشِرَ العَرَبِ، إذا خَلَوتُم خَضخَضتُم.[1]

۳۲۲) خرائج و جرائح: جابر جعفی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے، ایک بادیہ نشین عرب سے مدینے گیا تاکہ حسین علیہ السلام کی (امامت کی) دلیلوں کے بارے میں جو سنی تھیں، امتحان لے جب مدینے کے نزدیک پہنچا تو استمنا کیا اور مدینے میں داخل ہوا اور جنابت کی حالت میں امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا،

امام حسین علیہ السلام نے اس سے کہا؛ اے اعرابی؛ تجھے شرم نہیں آتی کہ جنابت کی حالت میں اپنے امام علیہ السلام کے پاس آئے ہو؟

تم عرب لوگ جب اکیلے میں جاتے ہو تو استمنا کرتے ہو۔

[1] الخرائج والجرائح: ج1ص 246 ح 2، الصراط المستقیم: ج2ص178 ح 2 نحوه، بحار الأنوار: ج44ص181 ح 4.

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام:

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَآءِ

وَ اَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلامِ۔ [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

لوگوں میں سب سے کمزور وہ ہے جو دعا سے عاجز ہو

اور سب سے بڑا کنجوس وہ ہے جو سلام کرنے میں کنجوسی کرے۔

[1] بحار الانوار: ۹۳،۲۹۴؛ موسوعۃ کلمات الامام الحسین علیہ السلام: ص ۷۸۱، ح ۹۷۱

البابُ الرّابعُ

الحکم العبادیّة

عبادتی حکمتیں

سُئِلَ الْاِمَامُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام عَنِ الْاَدَبِ فَقَالَ:

هُوَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِكَ فَلَا تُلْقِيَ اَحَداً اِلَّا رَاَيْتَ لَهُ الْفَضْلَ عَلَيْكَ۔[1]

حضرت امام حسین علیہ السلام سے ادب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

ادب یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر سے باہر نکلو تو جس سے بھی ملاقات کرو اس کو اپنے سے بہتر جانو۔

(یعنی ہمیشہ دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھو اور ان کا احترام کرو)۔

---

[1] دیوان الامام الحسین علیہ السلام: ص۹۹؛ موسوعۃ کلمات الامام الحسین علیہ السلام: ص۹۱۰،۷۵۰

الفصل الأَوَّلُ: العبادة

پہلی فصل: عبادت

1/1

ثَمَرَةُ العِبادَةِ

عبادت کا ثمرہ

323. تنبیه الخواطر عن الإمام الحسين عليه السلام: مَن عَبَدَ اللهَ حَقَّ عِبادَتِهِ، آتاهُ اللهُ فَوقَ أمانِيِّهِ وكِفايَتِهِ.[1]

۳۲۳) تنبیہ الخوطر: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ جو بھی خدا کی عبادت اسی طرح انجام دے جس طرح حق ہے تو خدا اسے اور ضرورت سے زیادہ عطا کرے گا۔

1/2

أنواعُ العِبادَةِ

عبادت کی قسمیں

324. تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: إنَّ قَوماً عَبَدُوا اللهَ رَغبَةً فَتِلكَ عِبادَةُ التُّجّارِ،

---

[1] تنبيه الخواطر: ج2 ص108، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص327 ح179، بحار الأنوار: ج71 ص184 ح 44.

وإنَّ قَوما عَبَدُوا اللهَ رَهبَةً فَتِلكَ عِبادَةُ العَبيدِ، وإنَّ قَوما عَبَدُوا اللهَ شُكرا فَتِلكَ عِبادَةُ الأَحرارِ، وهِيَ أفضَلُ العِبادَةِ.[1]

۳۲۴) تحف العقول: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ کچھ لوگ خدا کی عبادت (جنت کی) لالچ میں کرتے ہیں ان کی یہ عبادت تاجروں والی ہے کچھ لوگ خدا کی عبادت خوف سے کرتے ہیں، ان کی یہ عبادت غلاموں والی ہے، اور کچھ لوگ خدا کی عبادت شکر کی وجہ سے کرتے ہیں اور ان کی یہ عبادت آزادوں والی ہے اور بہترین و افضل عبادت ہے۔

1/3

شَرطُ قَبولِ العِبادَةِ

عبادت کے قبول ہونے کی شرط

325. دعائم الإسلام: عَنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليهما السلام أنَّهُ قيلَ لَهُ: إنَّ عَبدَ اللهِ بنَ عامِرٍ[2] تَصَدَّقَ اليَومَ بِكَذا و كَذا، وأعتَقَ اليَومَ كَذا و كَذا. فَقالَ: إنَّما مَثَلُ عَبدِ اللهِ بنِ عامِرٍ كَمَثَلِ الَّذي يَسرِقُ الحاجَّ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِما سَرَقَ. وإنَّمَا الصَّدَقَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةُ الَّذي عَرِقَ فيها جَبينُهُ، وَاغبَرَّ فيها وَجهُهُ. قيلَ لِأَبي عَبدِ اللهِ عليه السلام: مَن عَنى بِذلِكَ؟ قالَ: عَنى بِهِ عَلِيّا عليه السلام.[3]

۳۲۵) دعائم الاسلام: امام حسین علیہ السلام سے کہا گیا؛ عبداللہ بن عامر نے آج فلاں مقدار میں صدقہ دیا اور فلاں تعداد میں غلام آزاد کئے ہیں، امامؑ نے فرمایا؛ عبداللہ عامر کی مثال اس چور جیسی ہے جو حاجیوں کی چوری کرتا ہے اور پھر اس (مال کو) صدقہ میں خرچ کرتا ہے، پاکیزہ صدقہ، اس شخص کا ہے جس کی پیشانی پر پسینہ آ گیا ہو۔

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا؛ ان کا مقصد کون سا شخص تھے؟

---

[1] تحف العقول: ص246، بحار الأنوار: ج78 ص117 ح5.

[2] عبد الله بن عامر بن كريز القرشي العبشمي، عامل عثمان على البصرة بعد أبي موسى، وولّاه أيضا بلاد فارس بعد عثمان بن أبي العاص، ولم يزل واليا على البصرة إلى أن قتل عثمان، فلمّا سمع ابن عامر بقتله حمل ما في بيت المال وسار إلى مكّة، وقد ولي البصرة مرّة أُخرى ثلاث سنين في عهد معاوية. ولد في عهد رسول الله صلى الله عليه وآله، وتوفّي سنة سبع، وقيل: سنة ثمان وخمسين (أُسد الغابة: ج3 ص289 الرقم 3033، الطبقات الكبرى: ج5 ص44).

[3] دعائم الإسلام: ج2 ص329 ح1244 و ج1 ص244 نحوه، بحار الأنوار: ج96 ص27 ح56.

آپ نے فرمایا! ان کا مقصد علی علیہ السلام تھے (جس نے اپنی کمائی سے صدقہ دیا نہ کہ بیت المال سے)۔

326.تاریخ أصبهان عن أبي إسحاق عن الحسين بن عليّ: قالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: مَثَلُ الَّذي يُصيبُ المالَ مِنَ الحَرامِ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهِ، لَم يُتَقَبَّل مِنهُ إلاّ كَما يُتَقَبَّلُ مِنَ الزّانِيَةِ الَّتي تَزني ثُمَّ تَتَصَدَّقُ بِهِ عَلَى المَرضى.[1]

۳۲۶) تاریخ اصبہان: ابواسحاق نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو شخص حرام طریقے سے مال کمائے پھر اس مال کا صدقہ دے تو اس کا صدقہ قبول نہیں ہے، سوائے (اس صدقہ کے) جو ایک زنا کار عورت کا ہے جو اپنے زنا کی کمائی مریضوں کے لئے صدقہ دیتی ہے۔

1/4

صِدقُ العُبودِيَّةِ

سچی بندگی

327.الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام، فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ: إلهي هذا ذُلّي ظاهِرٌ بَينَ يَدَيكَ، وهذا حالي لا يَخفى عَلَيكَ، مِنكَ أطلُبُ الوُصولَ إلَيكَ، وبِكَ أستَدِلُّ عَلَيكَ، فَاهدِني بِنورِكَ إلَيكَ، وأقِمني بِصِدقِ العُبودِيَّةِ بَينَ يَدَيكَ.[2]

۳۲۷) الاقبال: امام حسین علیہ السلام نے دعائے عرفہ میں فرمایا؛ میرے خدا! یہ میری ذلت تیرے سامنے واضح ہے اور ایسی حالت ہے جو تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، تجھ تک پہنچنے کو تجھ سے مانگتا ہوں اور تجھ تک آنے کا راستہ تجھ سے راستہ مانگتا ہوں، بس تو اپنے نور سے میری رہنمائی فرما اور سچی بندگی سے اپنے ہاں بلا لے۔

---

[1] تاريخ أصبهان: ج2ص216ح1499، كنز العمّال: ج4ص14ح9262.

[2] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلاميّة): ص349، بحار الأنوار: ج98ص226ح3.

1/5

شِدَّةُ عِبادَةِ النَّبِيِّ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی کثرت

328. الاحتجاج عن موسى بن جعفر عن آبائه عن الحسين بن علي: لَقَد قامَ [رَسولُ اللهِ ﷺ] عَشرَ سِنينَ عَلى أطرافِ أصابِعِهِ، حَتّى تَوَرَّمَت قَدَماهُ وَاصفَرَّ وَجهُهُ، يَقومُ اللَّيلَ أجمَعَ، حَتّى عوتِبَ في ذلِكَ، فَقالَ اللهُ عز وجل: «طه مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰ»[1] بَل لِتَسعَدَ بِهِ.[2]

(۳۲۸) الاحتجاج: امام کاظم علیہ السلام نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے؛ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دس سال اپنی انگلیوں پر کھڑے ہوکر عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاؤں پر ورم ہو گئے اور چہرہ زرد ہوگیا۔ ساری رات عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے اس بارے میں ان کو منع کیا اور فرمایا؛

طا ھا ہم نے اس لئے آپ پر قرآن نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

بلکہ اس لئے ہے تا کہ تو خوشبخت ہوجائے۔

1/6

دَوامُ عَزمِ الطّاعَةِ

دائمی اطاعت کا ارادہ

329. الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام، فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ: إلهي، إنَّكَ تَعلَمُ أنّي وإن لَم تَدُمِ الطّاعَةُ مِنّي فِعلاً جَزماً، فَقَد دامَت مَحَبَّةً وعَزماً.[3]

---

[1] طه: 1 و 2.

[2] الاحتجاج: ج1 ص520 ح127، بحار الأنوار: ج71 ص26.

[3] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلاميّة): ص348، بحار الأنوار: ج98 ص225 ح3.

۳۲۹) الاقبال : امام حسین علیہ السلام نے دعائے عرفہ میں فرمایا؛ اے میرے خدا! تو جانتا ہے کہ اگر چہ میری اطاعت وبندگی ہمیشگی والی نہیں لیکن تجھ سے محبت اور اس کی ہمیشگی کا ارادہ ہے۔

1/7

ذَمُّ الاِعتِمادِ عَلَی الطّاعَةِ

اطاعت پر بھروسہ کرنے کی مذمت

330.الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام ـ فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ ـ: إلهي، حُكمُكَ النّافِذُ ومَشِيَّتُكَ القاهِرَةُ لَم يَترُكا لِذي مَقالٍ مَقالاً، ولا لِذي حالٍ حالاً! إلهي كَم مِن طاعَةٍ بَنَيتُها، وحالَةٍ شَيَّدتُها، هَدَمَ اعتِمادي عَلَيها عَدلُكَ، بَل أقالَني مِنها فَضلُكَ.[1]

۳۳۰) الاقبال: امام حسین علیہ السلام نے دعائے عرفہ میں فرمایا؛ اے میرے خدا! تیرا حکم نافذ ہے اور تیری مشیت ثابت ہے، کسی تقریر کرنے والے کی بات اور قدر کے کام کی جگہ نہیں چھوڑی ہے، اے میرے خدا! کتنی ہی اطاعت تو نے قائم کی اور کتنی ہی حالت کو تو نے مضبوط کیا، تیری عدالت نے میرے اعتماد کو ختم کر دیا ہے۔ اور تیرے فضل کی واپسی میری طرف ہوئی ہے۔

[1] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلاميّة): ص348، بحار الأنوار: ج98 ص225 ح3.

الفصل الثّانی: الأذان

دوسری فصل: اذان

2/1

بَدءُ تَشريعِ الأَذانِ [1]

اذان کہنے کی شروعات کا حکم

331. دعائم الإسلام بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام [2]: أنَّهُ سُئِلَ عَن قَولِ النّاسِ فِي الأَذانِ أنَّ السَّبَبَ كانَ فيهِ رُؤيا رَآها عَبدُ اللهِ بنُ زَيدٍ، فَأَخبَرَ بِهَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله، فَأَمَرَ بِالأَذانِ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: الوَحيُ يَتَنَزَّلُ عَلى نَبِيِّكُم وتَزعُمونَ أنَّهُ أخَذَ الأَذانَ عَن عَبدِ اللهِ بنِ زَيدٍ، وَالأَذانُ وَجهُ دينِكُم! وغَضِبَ عليه السلام ثُمَّ قالَ: بَل سَمِعتُ أبي عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ رِضوانُ اللهِ عَلَيهِ وصَلَواتُهُ يَقولُ: أهبَطَ اللهُ عز و جل مَلَكاً، حَتّى عَرَجَ بِرَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. وذَكَرَ حَديثَ الإِسراءِ بِطولِهِ، اختَصَرناهُ نَحنُ هاهُنا، قالَ فيهِ: .وبَعَثَ اللهُ مَلَكاً لَم يُرَ فِي السَّماءِ قَبلَ ذلِكَ الوَقتِ ولا بَعدَهُ، فَأَذَّنَ مَثنى وأقامَ مَثنى، وذَكَرَ كَيفِيَّةَ الأَذانِ. وقالَ جَبرائيلُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وآله: يا مُحَمَّدُ، هكَذا أَذِّن لِلصَّلاةِ. [3]

(۳۳۱) دعائم الاسلام: امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کی گئی لوگوں کی گفتگو میں آیا ہے کہ کہہ رہے تھے کہ اذان کہنے کے حکم کا راز عبد اللہ بن زید کا خواب تھا جو اس نے دیکھا پھر آ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا اور انہوں نے اذان کہنے کا حکم دیا، (اسی بارے میں) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ وحی تو تمہارے نبی پر نازل ہوتی ہے درحالانکہ کہ خیال کر رہے ہو کہ اس نے اذان عبد اللہ بن زید سے سیکھی حالانکہ اذان تمہارے دین کا چہرہ ہے (یہاں پر امام علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمایا؛ بلکہ

---

[1] ولمزيد من التوضيح راجع: موسوعة ميزان الحكمة: ج2 عنوان «الأذان».
[2] في المصدر هنا زيادة: «عن عليّ صلوات الله عليه»، وهي من سهو النسّاخ والصواب ما أثبتناه من بحار الأنوار.
[3] دعائم الإسلام: ج1 ص142 عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، الجعفريّات: ص42 عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج84 ص156 ح54.

میں نے سنا ہے کہ بابا علی علیہ السلام بن ابی طالب فرماتے تھے، خدا نے ایک فرشتہ بھیجا تاکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے لئے لے جائے، امام حسین علیہ السلام نے حدیث معراج کو (امام علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے) تفصیل سے بیان کیا ہم اس حدیث کا خلاصہ ادھر پیش کرتے ہیں، اسی میں یہ بھی ہے کہ فرمایا؛ خدا نے ایسے فرشتہ کو بھیجا کہ جو آسمان میں اس سے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھا گیا، اس فرشتہ نے اذان اور اقامت کے ہر جملے کو دو دو بار کہا اور اذان کا طریقہ بتایا، جبرئیل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا؛ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسی طرح نماز کے لئے اذان کہو۔

332.مسند البزّار عن زياد بن المنذر عن محمّد بن عليّ ب: لَمّا أرادَ اللهُ أن يُعَلِّمَ رَسولَهُ الأَذانَ أتاهُ جِبريلُ صَلَّى اللهُ عَلَيهِما بِدابَّةٍ يُقالُ لَهَا البُراقُ، فَذَهَبَ يَركَبُها، فَاستَصعَبَت، فَقالَ لَها جِبريلُ: اُسكُني، فَوَاللهِ ما رَكِبَكِ عَبدٌ أكرَمَ عَلَى اللهِ مِن مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله. قالَ: فَرَكِبَها، حَتّى انتَهى إلَى الحِجابِ الَّذي يَلِي الرَّحمنَ تَبارَكَ وتَعالى. قالَ: فَبَينَما هُوَ كَذلِكَ، إذ خَرَجَ مَلَكٌ مِنَ الحِجابِ، فَقالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: يا جِبريلُ مَن هذا؟ قالَ: وَالَّذي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، إنّي لَأَقرَبُ الخَلقِ مَكانا وإنَّ هذَا المَلَكَ ما رَأَيتُهُ مُنذُ خُلِقتُ قَبلَ ساعَتي هذِهِ! فَقالَ المَلَكُ: اللهُ أكبَرُ، اللهُ أكبَرُ. قالَ: فَقيلَ لَهُ مِن وَراءِ الحِجابِ: صَدَقَ عَبدي، أنَا أكبَرُ أنَا أكبَرُ. ثُمَّ قالَ المَلَكُ: أشهَدُ أن لا إلهَ إلَّا اللهُ. قالَ: فَقيلَ لَهُ مِن وَراءِ الحِجابِ: صَدَقَ عَبدي، أنَا لا إلهَ إلّا أنَا. قالَ: فَقالَ المَلَكُ: أشهَدُ أنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ. قالَ: فَقيلَ مِن وَراءِ الحِجابِ: صَدَقَ عَبدي، أنَا أرسَلتُ مُحَمَّدا. قالَ المَلَكُ: حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الفَلاحِ، قَد قامَتِ الصَّلاةُ. ثُمَّ قالَ المَلَكُ: اللهُ أكبَرُ اللهُ أكبَرُ. قالَ: فَقيلَ مِن وَراءِ الحِجابِ: صَدَقَ عَبدي، أنَا أكبَرُ أنَا أكبَرُ. ثُمَّ قالَ: لا إلهَ إلَّا اللهُ. قالَ: فَقيلَ مِن وَراءِ الحِجابِ: صَدَقَ عَبدي، لا إلهَ إلّا أنَا. قالَ: ثُمَّ أخَذَ المَلَكُ بِيَدِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله فَقَدَّمَهُ فَهُم [1] أهلُ السَّماءِ فيهِم آدَمُ ونوحٌ. قالَ أبو جَعفَرٍ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: يَومَئِذٍ أكمَلَ اللهُ لِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله الشَّرَفَ عَلى أهلِ السَّماواتِ وَالأَرضِ. [2]

۳۳۲) مسند البزار: زیاد بن منذر نے نقل کیا ہے کہ؛ امام باقرؑ نے امام سجاد علیہ السلام سے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ؛ جب خدا نے چاہا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان کی تعلیم

---

[1] كذا في المصدر، والظاهر أنّ الصواب: «فأمّ».

[2] مسند البزّار: ج2ص146 ح508؛ صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص227 ح115، عوالي اللآلي: ج1ص26 ح8 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 84ص151 ح47.

دے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل ایک سواری بنام براق لے کر آئے جب سوار ہونا چاہا تو براق نے سرکشی کی جبرئیل نے اسے کہا؛ آرام سے خدا کی قسم کوئی بھی تجھ پر سوار نہیں ہوا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خدا کے نزدیک ہو،

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے وہاں گئے کہ خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حجاب ختم ہوگیا۔ اس وقت پردے سے ایک فرشتہ باہر نکلا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟

جبرئیل نے کہا؛ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا، مخلوق میں سب سے خدا کے نزدیک میں ہوں، لیکن میں نے اس فرشتے کو اپنی خلقت کے شروع سے ابھی تک نہیں دیکھا۔

فرشتے نے کہا؛ اللہ اکبر (خدا سب سے بڑا ہے)

پردے کے پیچھے سے اسے کہا گیا؛ میرے بندے نے سچ کہا ہے، میں سب سے بزرگ اور سب سے بڑا ہوں،

فرشتے نے کہا؛ اشھد ان لا الہٰ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

پردہ کے پیچھے سے کہا گیا؛ میرے بندے نے سچ کہا ہے، میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے،

فرشتے نے کہا؛ اشھد ان لا الہٰ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں)،

پردے کے پیچھے سے کہا گیا، میرے بندے نے سچ کہا ہے، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے،

فرشتے نے کہا، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰۃ، (نماز کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، نماز قائم ہوگئی)

پھر فرشتے نے کہا؛ اللہ اکبر اللہ اکبر، (خدا سب سے بڑا ہے، خدا سب سے بڑا ہے)

پھر پردے کے پیچھے سے کہا گیا، میرے بندے نے سچ کہا ہے، میں سب سے بڑا ہوں، میں سب سے بڑا ہوں،

پھر (فرشتہ) نے کہا، لا الہ الا اللہ (اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں)،

پھر پردے کے پیچھے سے آواز آئی، میرے بندے نے سچ کہا ہے، میرے علاوہ کوئی خدا نہیں،

اس کے بعد فرشتے نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور آگے لے کر آسمان والوں کی سیر کے لئے لے گیا جن کے درمیان آدم اور نوح علیہم السلام بھی تھے،

امام باقر علیہ السلام نے آگے فرمایا؛ اسی دن خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کو آسمان والوں اور زمین والوں پر مکمل

کیا۔

2/2

تَفسيرُ الأَذانِ

اذان کی تفسیر اور معنی

333.معانی الأخبار بإسناده عن الحسين بن علىّ بن أبي طا كُنّا جُلوسا فِي المَسجِدِ إذ صَعِدَ المُؤَذِّنُ المَنارَةَ فَقالَ: «اللهُ أكبَرُ اللهُ أكبَرُ». فَبَكى أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام وبَكَينا لِبُكائِهِ، فَلَمّا فَرَغَ المُؤَذِّنُ قالَ: أتَدرونَ ما يَقولُ المُؤَذِّنُ؟ قُلنا: اللهُ ورَسولُهُ ووَصِيُّهُ أعلَمُ! قالَ: لَو تَعلَمونَ ما يَقولُ لَضَحِكتُم قَليلاً ولَبَكَيتُم كَثيرا! فَلِقَولِهِ: «اللهُ أكبَرُ» مَعانٍ كَثيرَةٌ: مِنها: أنَّ قَولَ المُؤَذِّنِ: «اللهُ أكبَرُ» يَقَعُ عَلى قِدَمِهِ وأزَلِيَّتِهِ وأبَدِيَّتِهِ وعِلمِهِ وقُوَّتِهِ وقُدرَتِهِ وحِلمِهِ و كَرَمِهِ وجودِهِ وعَطائِهِ و كِبرِيائِهِ، فَإِذا قالَ المُؤَذِّنُ: «اللهُ أكبَرُ» فَإِنَّهُ يَقولُ: اللهُ الَّذي لَهُ الخَلقُ وَالأَمرُ وبِمَشِيَّتِهِ كانَ الخَلقُ، ومِنهُ كُلُّ شَيءٍ لِلخَلقِ، وإلَيهِ يَرجِعُ الخَلقُ، وهُوَ الأَوَّلُ قَبلَ كُلِّ شَيءٍ لَم يَزَل، وَالآخِرُ بَعدَ كُلِّ شَيءٍ لا يَزالُ، وَالظّاهِرُ فَوقَ كُلِّ شَيءٍ لا يُدرَكُ، وَالباطِنُ دونَ كُلِّ شَيءٍ لا يُحَدُّ، وهُوَ الباقي وكُلُّ شَيءٍ دونَهُ فانٍ. وَالمَعنَى الثّاني: «اللهُ أكبَرُ» أيِ العَليمُ الخَبيرُ عَلَيهِم [1] بِما كانَ ويَكونُ قَبلَ أن يَكونَ. وَالثّالِثُ: «اللهُ أكبَرُ» أيِ القادِرُ عَلى كُلِّ شَيءٍ، يَقدِرُ عَلى ما يَشاءُ، القَوِيُّ لِقُدرَتِهِ، المُقتَدِرُ عَلى خَلقِهِ، القَوِيُّ لِذاتِهِ، قُدرَتُهُ قائِمَةٌ عَلَى الأَشياءِ كُلِّها، إذا قَضى أمرا فَإِنَّما يَقولُ لَهُ: كُن، فَيَكونُ. وَالرّابِعُ: «اللهُ أكبَرُ» عَلى مَعنى حِلمِهِ و كَرَمِهِ، يَحلُمُ كَأَنَّهُ لا يَعلَمُ، ويَصفَحُ كَأَنَّهُ لا يَرى، ويَستُرُ كَأَنَّهُ لا يُعصى، لا يُعَجِّلُ بِالعُقوبَةِ كَرَما وصَفحا وحِلما. وَالوَجهُ الآخَرُ في مَعنى «اللهُ أكبَرُ»، أيِ الجَوادُ جَزيلُ العَطاءِ كَريمُ الفَعالِ. [2] وَالوَجهُ الآخَرُ: «اللهُ أكبَرُ» فيهِ نَفيُ صِفَتِهِ و كَيفِيَّتِهِ، كَأَنَّهُ يَقولُ: اللهُ أجَلُّ مِن أن يُدرِكَ الواصِفونَ قَدرَ صِفَتِهِ الَّذي هُوَ مَوصوفٌ بِهِ، وإنَّما يَصِفُهُ الواصِفونَ

---

[1] كذا في المصدر، وفي المصادر الأخرى: «علم ما كان» بدل «عليهم بما كان».

[2] في بعض نسخ المصدر: «النوال».

عَلى قَدرِهِم لا عَلى قَدرِ عَظَمَتِهِ وجَلالِهِ، تَعالَى اللهُ عَن أن يُدرِكَ الواصِفونَ صِفَتَهُ عُلُوّا كَبيرا.
وَالوَجهُ الآخَرُ: «اللهُ أكبَرُ» كَأَنَّهُ يَقولُ: اللهُ أعلى وأجَلُّ، وهُوَ الغَنِيُّ عَن عِبادِهِ، لا حاجَةَ بِهِ إلى أعمالِ خَلقِهِ. وأمّا قَولُهُ: «أشهَدُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ» فَإِعلامٌ بِأَنَّ الشَّهادَةَ لا تَجوزُ إلاّ بِمَعرِفَتِهِ مِنَ القَلبِ، كَأَنَّهُ يَقولُ: أعلَمُ أنَّهُ لا مَعبودَ إلاَّ اللهُ، وأنَّ كُلَّ مَعبودٍ باطِلٌ سِوَى اللهِ، واُقِرُّ بِلِساني بِما في قَلبي مِنَ العِلمِ بِأَنَّهُ لا إلهَ إلاَّ اللهُ، وأشهَدُ أنَّهُ لا مَلجَأَ مِنَ اللهِ إلاّ إلَيهِ، ولا مَنجى مِن شَرِّ كُلِّ ذي شَرٍّ وفِتنَةِ كُلِّ ذي فِتنَةٍ إلاّ بِاللهِ. وفِي المَرَّةِ الثّانِيَةِ: «أشهَدُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ» مَعناهُ: أشهَدُ أن لا هادِيَ إلاَّ اللهُ، ولا دَليلَ لي إلَى الدّينِ إلاَّ اللهُ، واُشهِدُ اللهَ بِأَنّي أشهَدُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ، واُشهِدُ سُكّانَ السَّماواتِ وسُكّانَ الأَرَضينَ وما فيهِنَّ مِنَ المَلائِكَةِ وَالنّاسِ أجمَعينَ، وما فيهِنَّ مِنَ الجِبالِ وَالأَشجارِ وَالدَّوابِّ وَالوُحوشِ وكُلِّ رَطبٍ ويابِسٍ، بِأَنّي أشهَدُ أن لا خالِقَ إلاَّ اللهُ، ولا رازِقَ ولا مَعبودَ ولا ضارَّ ولا نافِعَ ولا قابِضَ ولا باسِطَ ولا مُعطِيَ ولا مانِعَ ولا ناصِحَ ولا كافِيَ ولا شافِيَ ولا مُقَدِّمَ ولا مُؤَخِّرَ إلاَّ اللهُ، لَهُ الخَلقُ وَالأَمرُ، وبِيَدِهِ الخَيرُ كُلُّهُ، تَبارَكَ اللهُ رَبُّ العالَمينَ. وأمّا قَولُهُ: «أشهَدُ أنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ» يَقولُ: اُشهِدُ اللهَ أنَّهُ لا إلهَ إلاّ هُوَ، وأنَّ مُحَمَّدا عَبدُهُ ورَسولُهُ ونَبِيُّهُ وصَفِيُّهُ ونَجِيُّهُ، أرسَلَهُ إلى كافَّةِ النّاسِ أجمَعينَ بِالهُدى ودينِ الحَقِّ لِيُظهِرَهُ عَلَى الدّينِ كُلِّهِ ولَو كَرِهَ المُشرِكونَ، واُشهِدُ مَن فِي السَّماواتِ وَالأَرضِ مِنَ النَّبِيّينَ وَالمُرسَلينَ وَالمَلائِكَةِ وَالنّاسِ أجمَعينَ أنَّ مُحَمَّدا سَيِّدُ الأَوَّلينَ وَالآخِرينَ. وفِي المَرَّةِ الثّانِيَةِ: «أشهَدُ أنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ» يَقولُ: أشهَدُ أن لا حاجَةَ لِأَحَدٍ إلى أحَدٍ إلاّ إلَى اللهِ الواحِدِ القَهّارِ الغَنِيِّ عَن عِبادِهِ وَالخَلائِقِ وَالنّاسِ أجمَعينَ، وأنَّهُ أرسَلَ مُحَمَّدا إلَى النّاسِ بَشيرا ونَذيرا وداعِيا إلَى اللهِ بِإِذنِهِ وسِراجا مُنيرا، فَمَن أنكَرَهُ وجَحَدَهُ ولَم يُؤمِن بِهِ أدخَلَهُ اللهُ نارَ جَهَنَّمَ خالِدا مُخَلَّدا لا يَنفَكُّ عَنها أبَدا. وأمّا قَولُهُ: «حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ» أي هَلُمّوا إلى خَيرِ أعمالِكُم ودَعوَةِ رَبِّكُم، وسارِعوا إلى مَغفِرَةٍ مِن رَبِّكُم، وإطفاءِ نارِكُمُ الَّتي أوقَدتُموها، وفِكاكِ رِقابِكُمُ الَّتي رَهَنتُموها، لِيُكَفِّرَ اللهُ عَنكُم سَيِّئاتِكُم، ويَغفِرَ لَكُم ذُنوبَكُم، ويُبَدِّلَ سَيِّئاتِكُم حَسَناتٍ، فَإِنَّهُ مَلِكٌ كَريمٌ ذُو الفَضلِ العَظيمِ، وقَد أذِنَ لَنا مَعاشِرَ المُسلِمينَ بِالدُّخولِ في خِدمَتِهِ، وَالتَّقَدُّمِ إلى بَينِ يَدَيهِ. وفِي المَرَّةِ الثّانِيَةِ: «حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ» أي قوموا إلى مُناجاةِ اللهِ رَبِّكُم، وعَرضِ حاجاتِكُم عَلى رَبِّكُم، وتَوَسَّلوا إلَيهِ بِكَلامِهِ وتَشَفَّعوا بِهِ، وأكثِروا الذِّكرَ وَالقُنوتَ

وَالرُّكوعَ وَالسُّجودَ وَالخُضوعَ وَالخُشوعَ، وَارفَعوا اِلَيهِ حوائِجَكُم، فَقَد أذِنَ لَنا فى ذٰلِكَ. وأمّا قَولُهُ: «حَيَّ عَلَى الفَلاحِ» فَاِنَّهُ يَقولُ: أقبِلوا اِلى بَقاءٍ لا فَناءَ مَعَهُ، ونَجاةٍ لا هَلاكَ مَعَها، وتَعالَوا اِلى حَياةٍ لا مَوتَ مَعَها، وإلى نَعيمٍ لا نَفادَ لَهُ، وإلى مُلكٍ لا زَوالَ عَنهُ، وإلى سُرورٍ لا حُزنَ مَعَهُ، وإلى اُنسٍ لا وَحشَةَ مَعَهُ، وإلى نورٍ لا ظُلمَةَ مَعَهُ، وإلى سَعَةٍ لا ضيقَ مَعَها، وإلى بَهجَةٍ لاَ انقِطاعَ لَها، وإلى غِنىً لا فاقَةَ مَعَهُ، وإلى صِحَّةٍ لا سُقمَ مَعَها، وإلى عِزٍّ لا ذُلَّ مَعَهُ، وإلى قُوَّةٍ لا ضَعفَ مَعَها، وإلى كَرامَةٍ يالَها مِن كَرامَةٍ، وَاعجَلوا اِلى سُرورِ الدُّنيا وَالعُقبى، ونَجاةِ الآخِرَةِ وَالاُولى. وفِى المَرَّةِ الثّانِيَةِ: «حَيَّ عَلَى الفَلاحِ» فَاِنَّهُ يَقولُ: سابِقوا اِلى ما دَعَوتُكُم اِلَيهِ، وإلى جَزيلِ الكَرامَةِ وعَظيمِ المِنَّةِ وسَنِيِّ[1] النِّعمَةِ وَالفَوزِ العَظيمِ، ونَعيمِ الأَبَدِ فى جِوارِ مُحَمَّدٍ ﷺ فى مَقعَدِ صِدقٍ عِندَ مَليكٍ مُقتَدِرٍ. وأمّا قَولُهُ: «اللهُ أكبَرُ» فَاِنَّهُ يَقولُ: اللهُ أعلى وأجَلُّ مِن أن يَعلَمَ أحَدٌ مِن خَلقِهِ ما عِندَهُ مِنَ الكَرامَةِ لِعَبدٍ أجابَهُ وأطاعَهُ، وأطاعَ أمرَهُ وعَبَدَهُ، وعَرَفَ وَعيدَهُ وَاشتَغَلَ بِهِ وبِذِكرِهِ، وأحَبَّهُ وآمَنَ بِهِ، وَاطمَأَنَّ اِلَيهِ ووَثِقَ بِهِ، وخافَهُ ورَجاهُ، وَاشتاقَ اِلَيهِ ووافَقَهُ فى حُكمِهِ وقَضائِهِ ورَضِيَ بِهِ. وفِى المَرَّةِ الثّانِيَةِ: «اللهُ أكبَرُ» فَاِنَّهُ يَقولُ: اللهُ أكبَرُ وأعلى وأجَلُّ مِن أن يَعلَمَ أحَدٌ مَبلَغَ كَرامَتِهِ لِأَولِيائِهِ، وعُقوبَتِهِ لِأَعدائِهِ، ومَبلَغَ عَفوِهِ وغُفرانِهِ ونِعمَتِهِ لِمَن أجابَهُ وأجابَ رَسولَهُ، ومَبلَغَ عَذابِهِ ونَكالِهِ[2] وهَوانِهِ لِمَن أنكَرَهُ وجَحَدَهُ. وأمّا قَولُهُ: «لا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ» مَعناهُ: للهِ الحُجَّةُ البالِغَةُ عَلَيهِم بِالرَّسولِ وَالرِّسالَةِ وَالبَيانِ وَالدَّعوَةِ، وهُوَ أجَلُّ مِن أن يَكونَ لِأَحَدٍ مِنهُم عَلَيهِ حُجَّةٌ، فَمَن أجابَهُ فَلَهُ النّورُ وَالكَرامَةُ، ومَن أنكَرَهُ فَاِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ العالَمينَ، وهُوَ أسرَعُ الحاسِبينَ. ومَعنى «قَد قامَتِ الصَّلاةُ» فِى الاِقامَةِ: أي حانَ وَقتُ الزِّيارَةِ وَالمُناجاةِ وقَضاءِ الحَوائِجِ ودَركِ المُنى وَالوُصولِ اِلَى اللهِ وإلى

---

[1] السنيّ: الرفيع (الصحاح: ج6 ص2384 «سنا»).

[2] نَكَّلَ به تنكيلاً: صنع به صنيعا يُحذِّر غيره. والنَّكال: ما نكَّلتَ به غيرك كائنا ما كان (القاموس المحيط: ج4 ص60 «نكل»).

کَرامَتِهِ وعَفوِهِ ورِضوانِهِ وغُفرانِهِ [۱][۲]

۳۳۳) معانی الاخبار میں امام حسین علیہ السلام سے ہے، ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے منار پر چڑھ کر کہا؛ اللہ اکبر، اللہ اکبر، علی علیہ السلام نے گریہ کیا اور ہم نے بھی اس کے رونے سے گریہ کیا، جب اذان ختم ہوئی فرمایا؛ کیا جانتے ہو کہ مؤذن کیا کہہ رہا ہے؟

ہم نے کہا؛ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا وصی بہتر جانتا ہے،

فرمایا: اگر تم کو پتہ ہوتا اللہ اکبر کے معنی کیا ہیں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے کیونکہ اللہ اکبر کی بہت سی معانی ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں کو موذن، خدا کے قدیم، ازلی اور ابدی ہونے، اور علم، قدرت، بردباری، کرم، سخاوت عطا اور کبریائی کی گواہی دے رہا ہے،

جب موذن اللہ اکبر کہتا ہے تو حقیقت میں کہتا ہے، خلقت اور حکم خدا کی جانب سے ہے اور خلقت اس کی مرضی سے ہے اور ہر مخلوق اس کی جانب سے ہے اور ساری مخلوق اسی کی جانب لوٹ کر جائے گی، اور وہ ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کا انجام ہے۔ ہر چیز سے زیادہ آشکار، سمجھ سے باہر، ہر چیز سے پوشیدہ، تعریف کرنے سے بلند ہے، اور وہ ہی ابدی ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز فنا ہوجائے گی۔

اللہ اکبر کے دوسرے معنی یہ ہے کہ خدا دانا اور باخبر ہے ہر اس چیز پر جو تھی اور آئندہ ہوگی، اس سے قبل کہ وہ چیز وجود میں آئے،

اللہ اکبر کے تیسرے معنی یہ ہے کہ خدا ہر کام پر قدرت رکھتا ہے، جو چیز چاہے وہ کرسکتا ہے، ایسی قدرت کا مالک اور اپنی مخلوق پر مقتدر ہے، اس کی قدرت اپنی ذاتی ہے اور ساری چیزوں پر برابر قدرت رکھتا ہے جب کسی چیز کو بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو فقط کہتا ہے؛ ہوجا، تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔

اللہ اکبر کے چوتھے معنی بردباری اور کرم ہے، ایسے بردباری کرتا ہے کہ جیسا جانتا ہی نہیں اور ایسے درگذر کرتا ہے جیسے اس نے دیکھا ہی نہیں اور اس طرح چشم پوشی کرتا ہے جیسا کہ اس کی نافرمانی نہیں ہوگی۔ کرم، عفو، اور

---

[۱] قال الصدوق رحمه الله: إنّما ترك الراوي لهذا الحديث ذكر «حيّ على خير العمل» للتقيّة (معاني الأخبار: ص41).

[۲] معاني الأخبار: ص 38 ح 1، التوحيد: ص 238 ح 1 كلاهما عن يزيد بن الحسن عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، فلاح السائل: ص 262 ح 156 عن زيد بن الحسن عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 84 ص 131 ح 24.

بردباری کی وجہ سے جلدی سزا نہیں دیتا۔

اللہ اکبر کی ایک اور معنی یہ ہے کہ خدا معاف کرنے والا اور بڑا عطا کرنے والا ہے، اللہ اکبر کی ایک اور معنی یہ ہے کہ خدا مخلوق کی صفت اور کیفیت سے پاک ہے، جیسا کہ کہہ رہا ہے: خدا اس سے بلند و بالا ہے کہ تعریف کرنے والے اسکی صفت سے تعریف کرسکیں جو اس میں ہے، تعریف کرنے والے اپنے انداز سے اس کی صفت تک پہنچتے ہیں نہ اس کی عظمت اور جلالت کے حساب سے، خدا اس سے بلند و بالا ہے کہ تعریف کرنے والے اس کی صفت تک پہنچ سکیں،

اللہ اکبر کی ایک اور معنی یہ ہے کہ جیسا کہتا ہے: مجھے پتہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور اپنی مخلوق کے اعمال سے بے نیاز ہے۔

مؤذن کا یہ کہنا؛ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی معرفت کے بغیر گواہی دینا صحیح نہیں ہے، جیسا کہ کہہ رہا ہو، مجھے یقین ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور خدا کے علاوہ ہر معبود باطل ہے، جو کچھ میرے دل میں ہے وہ میں زبان پر لا رہا ہوں، مجھے یقین ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے مقابلے کوئی ایسی پناہ نہیں سوائے اس کے، اور سوائے خدا کے کسی شریر کی شرارت اور کسی فتنے سے بچا نہیں جا سکتا،

اور دوسری مرتبہ جب کہتا ہے؛ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اس معنی میں ہے کہ؛ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی رہنما نہیں اور، دین کی طرف میرا رہبر سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور زمین و آسمان والے میرے اوپر گواہ ہیں اور فرشتوں اور انسانوں میں سے جو ان کے درمیان ان کو گواہ بناتا ہے اور وہ کہ میں پہاڑوں، درختوں اور ہر قسم کے حیوانات اور ہر خشک اور تر چیز کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ خدا کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے نہ ہی کوئی اور روزی پہنچاتا ہے اور نہ ہی اور کوئی معبود ہے۔ نہ اس کے علاوہ کوئی نقصان دینے والا ہے نہ ہی فائدہ دینے والا، اس کے علاوہ نہ کوئی قبض کرنے والا ہے نہ ہی وسعت دینے والا ہے، نہ عطا کرنے ولا ہے نہ ہی روکنے والا، نہ خیر خواہ اور کافی نہ ہی شفاء دینے والا، نہ آگے جانے والا نہ ہی پیچھے روکنے والا، (اگر ہے تو خدا کے ہاتھ میں ہے) خلق کرنا اور امر کرنا خدا کی طرف سے ہی ہے اور سارا خیر اس کے ہاتھ میں ہے بہترین ہے وہ خدا جو سارے جہاں کا رب ہے،

مؤذن کا یہ کہنا؛ اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اس کا معنی یہ ہے کہ خدا میرا گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی بھی خدا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے، چنا ہوا اور راز دار ہے۔ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے لوگوں کے لئے بھیجا ہدایت اور حق کا دین دے کر تا کہ سارے ادیان پر اس دین کو فضیلت دے اگر چہ مشرکین کو پسند نہ آئے، اور

یہ بھی کہ میں آسمانوں اور زمین میں ہر چیز، انبیاء علیہم السلام سے لے کر لوگوں تک کو گواہ بناتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین اور آخرین کا سردار ہیں ا

جب مؤذن دوسری مرتبہ کہتا ہے؛ اشھد ان محمد رسول اللہ، تو کہتا ہے؛ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی بھی کسی کا محتاج نہیں ہے سوائے اکیلے خدا کے جو قادر اور سارے بندوں، مخلوقات اور لوگوں سے بے نیاز ہے، اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر لوگوں کی طرف بھیجا تا کہ خدا کی اذن سے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور ہدایت کا چراغ ہے، بس جس نے بھی اس پر یقین نہیں کیا، اور اس کا انکار کیا اور ایمان نہیں لایا تو خدا اسے جہنم کی آگ کی طرف لے جائے گا اور ہمیشہ کے لئے وہاں ڈالے گا اور کبھی بھی جہنم سے باہر نہیں آئے گا۔

مؤذن کا یہ کہنا، حیّ علی الصلوٰۃ: اس کا معنی یہ ہے کہ بہترین کام اور اپنے خدا کی دعوت کی طرف آگے بڑھو اور یہ کہ تم اپنے خدا کی بخشش (گناہوں) کی آگ جو تم نے جلائی ہے کو بجھانے کے لئے، قدم بڑھاؤ اور اپنی گردنوں کو آزاد کرنے کے لئے جو تم نے گروی رکھی ہیں، جلدی کرو تا کہ خدا تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے اور گناہوں کو معاف کرے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرے، کیونکہ وہ بڑا بادشاہ اور زیادہ فضل کرنے والا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اجازت دی ہے کہ تا کہ اس کی خدمت میں آئیں اور اس کی درسگاہ کی طرف جلدی کریں

جب دوسری مرتبہ حیّ علی الصلوٰۃ کہتا ہے تو اسکا معنی یہ ہے کہ خدا سے مناجات کرنے اور اپنی ضرورتیں پیش کرنے کے لئے اپنے خدا کے پاس آجاؤ اور اس کے کلام سے اس سے توسل کرو اور شفاعت مانگو اور ذکر، دعا، رکوع، سجود اور خشوع وخضوع کو زیادہ انجام دو اور اپنی ضرورتیں اس کے پاس لے جاؤ کہ اس کی ہمیں اجازت دی ہے،

مؤذن کا یہ کہنا کہ حیّ علی الفلاح اسکا معنی یہ ہے کہ ایسی بقاء کی طرف جاؤ جس میں فنا نہیں اور ایسی نجات کا رخ کرو جس میں ہلاکت نہیں ہے۔ ایسی زندگی کہ جس میں موت نہیں، ایسا نور کہ جو تاریک نہیں ہے، ایسی وسعت کہ جس میں تنگی نہیں، ایسا مزہ کہ جو ختم نہیں ہوگا اور ایسی تونگری کہ جس میں حاجتمندی نہیں، ایسی سلامتی جس میں بیماری نہیں، ایسی عزت جس میں ذلت نہیں، ایسی طاقت جس میں کمزوری نہیں، ایسی کرامت جس کے مثل نہیں اور نزدیک و دور والی خوشی اور اول اور آخرت کی نجات کی طرف قدم بڑھاؤ،

جب دوسری مرتبہ میں حیّ علی الفلاح کہتا ہے تو اسکا معنی یہ ہے کہ جس کی طرف تم کو میں نے بلایا ہے اس کی طرف قدم بڑھاؤ اور بہترین کرامت کی طرف، عظیم احسان، بڑی نعمت، بڑی کامیابی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی نعمت بہترین جگہ پر، طاقتور بادشاہ کے نزدیک (قدم بڑھاؤ)

مؤذن کا یہ کہنا کہ اللہ اکبر، اس کا معنی یہ ہے کہ خدا اس سے بلند و بالا ہے کہ کوئی بندہ جان سکے کہ کسی بندے کا مرتبہ اور کرامت کتنی ہے۔خدا کے پاس، اس بندے کے لئے جس نے خدا کی اطاعت کی ہے اور اس کی عبادت کی ہے اور اس وعید (وعدۂ عذاب) کو جان گیا ہے اور خدا پر ایمان لا کر اس سے محبت کی ہے اور خدا پر بھروسہ اور اطمنان کیا ہے اور خوف اور امید رکھتا ہے، خدا کا مشتاق ہے، خدا کے حکم اور قضا کے بارے میں راضی ہے۔

جب دوسری مرتبہ کہتا ہے للہ اکبر تو معنی یہ ہے کہ خدا اس سے بلند و بالا ہے اس سے کہ کوئی جان سکے کہ خدا اپنے اولیاء کو عزت اور اپنے دشمنوں کو سزا دینے کا مسئلہ کہاں تک پہنچے گا۔ اور وہ عفو و مغفرت اور نعمت بھی جو مانگنے والوں کو اور اپنے بھیجے ہوئے کو عطا کیا اور عذاب اور حقارت جو اس کے انکار کرنے والوں اور یقین نہ رکھنے والوں کے بارے میں مقرر کیا ہے۔

مؤذن کا یہ کہنا؛ لا الٰہ الا اللہ تو اس کا معنی یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی، پیغام، بیان اور اپنی دعوت کے ذریعے ان لوگوں پر حجت قائم کی ہے اور اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے لئے خدا کی طرف سے حجت ہے،

پس جو بھی اسے جواب دے تو نور اور کرامت اس کی طرف سے ہے اور جو بھی انکار کرے تو خدا سارے جہان والوں سے بے نیاز اور جلدی حساب لینے والا ہے۔

اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کا معنی ہی یہ ہے کہ خدا کے دیدار، مناجات، حاجتیں پوری کرنے، امیدوں تک پہنچنے، خدا تک پہنچنے اور خدا کی کرامت، بخشش اور رضایت کا وقت آ گیا ہے۔

2/3

الأَذانُ فی اُذُنِ المَولودِ

بچے کے کان میں اذان کہنا

334.مسند أبي يعلى عن طلحة بن عبيد الله عن حسين عليه قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن وُلِدَ

لَهُ فَأَذَّنَ فی أُذُنِهِ الیُمنی وأقامَ فی أُذُنِهِ الیُسری، لَم یَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبیانِ[1][2]

۳۳۴) مسند ابی یعلی: طلحہ بن عبید اللہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے کان میں اذان اور اقامت کہے تو گونگے ہونے کی بیماری سے بچہ محفوظ رہے گا۔

الأَذانُ فی أُذُنِ مَن ساءَ خُلُقُهُ

بداخلاق کے کان میں اذان کہنا

335. الفردوس عن الحسين بن علي عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن ساءَ خُلُقُهُ مِن إنسانٍ أو دابَّةٍ فَأَذِّنوا فی أُذُنَیهِ.[3]

۳۳۵) الفردوس: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی انسان یا حیوان بداخلاق (نافرمان) ہو اس کے کان میں اذان دو۔

2/5

الأَذانُ لِانكِسارِ البَردِ

سردی کے اثر کو ختم کرنے کے لئے اذان کہنا

336. تاريخ بغداد عن بشر بن غالب الأسدی: قَدِمَ عَلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أُناسٌ مِن أنطاكِيَةَ[4]، فَسَأَلَهُم عَن حالِ بِلادِهِم وعَن سیرَةِ أميرِهِم فيهِم، فَذَكَروا خَيرًا إلّا أنَّهُم شَكَوا

---

[1] هو صرع يعرض الصبيان.

[2] مسند أبي يعلى: ج6 ص181 ح6747، عمل اليوم والليلة لابن السني: ص220 ح623، تاريخ دمشق: ج57 ص281 ح12001، الفردوس: ج3 ص632 ح5982، كنز العمّال: ج16 ص457 ح45414.

[3] راجع: موسوعة ميزان الحكمة: ج2 ص87 (مَدخل الأذان).

[4] 1. الفردوس: ج3 ص558 ح5752، كنز العمّال: ج15 ص421 ح41665؛ المحاسن: ج2 ص257 ح1809 عن أبي حفص الأبان عن الإمام الصادق عن آبائه عن الإمام عليّ عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج84 ص151 ح46.

البَردَ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: حَدَّثَني أبي عَن جَدّي رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أنَّهُ قالَ: أيُّما بَلَدَةٍ كَثُرَ أذانُها بِالصَّلاةِ انكَسَرَ بَردُها. أو قالَ: قَلَّ بَردُها [٢]

۳۳۶) تاریخ بغداد میں بشر بن غالب اسدی سے نقل کیا ہے؛ انطاکیہ (شہر) سے کچھ لوگ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے، امام علیہ السلام نے ان سے شہر کے حالات او روہاں کے حاکموں کی رفتار کے بارے میں ان سے پوچھا، انہوں نے وہاں کے شہر کو اچھائی (نیکی) سے یاد کیا لیکن سردی کی شکایت کی

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ میرے بابا علیہ السلام نے میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ فرمایا؛ جس شہر میں ہر نماز کے لئے اذان دی جائے وہاں سردی ختم ہوجائے گی (یعنی سردی کم ہوجائے گی)۔

الفصل الثّالِثُ: الوضوء والصّلاة

تیسری فصل: وضواور نماز

3/1

عَدَمُ جَوازِ المَسحِ عَلَى الخُفِّ في مَذهَبِ أهلِ البَيتِ

اہل بیت کی نگاہ میں، نعلین پر مسح کا جائز نہ ہونا

337. مسند زيد عن زيد بن عليّ عن أبيه عن جدّه الحسين بن إنّا وُلدُ فاطمَةَ عليها السلام

---

[١] أنطاكية: بلد في غربيّ تركيا هي من الثغور الشاميّة الروميّة (معجم البلدان: ج1 ص266).

[٢] الملفت للنظر، هو اهتمام الإمام عليه السلام بالمسائل الإجتماعية والسياسية للبلاد الإسلامية، حتّى البعيد منها مثل أنطاكية التي كانت بعيدة عن بلاد المسلمين، ومع ذلك فإنّ الإمام يسأل عن وضعها وأُمرائها. أمّا ما أبداه الإمام من حلّه لما شكوه من البرد فيمكن أن يقال: إنّ ظاهر الرواية، هو البرد الشديد المضرّ ومقتضى الكتاب والسنّة، هو أنّ طاعة الله، كما تجلب النعمة والرحمة الإلهية، كذلك تدفع النقم والعذاب الإلهي ويمكن أن يكون الأذان من هذه الطاعة {Q} «وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ ءَامَنُواْ وَاتَّقَوْاْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ» {Q/} (الأعراف: 96). تاريخ بغداد: ج13 ص36 الرقم 6993.

لا نَمسَحُ عَلَى الخُفَّينِ ولا عِمامَةٍ ولا كُمَّةٍ[1] ولا خِمارٍ ولا جِهازٍ.[2]

۳۳۷) مسند زید میں زید بن علی نے اپنے بابا امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا؛ ہم فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد، جوتوں، عمامہ، ٹوپی، روسری اور لباس پر مسح نہیں کرتے۔

338.الأمالي بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ:... إنّا أهلُ بَيتٍ لا نَمسَحُ عَلى أخفافِنا.[3]

۳۳۸) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے اور امام علی علیہ السلام سے ہے کہ؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ ہم اہل بیت اپنے نعلین (جوتوں) پر مسح نہیں کرتے۔

3/2

وَقتُ الصَّلاةِ

نماز کا وقت

339.مسند زيد عن زيد بن عليّ عن أبيه عن جدّه: نَزَلَ جِبريلُ عليه السلام عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حينَ زالَتِ الشَّمسُ فَأَمَرَهُ أن يُصَلِّيَ الظُّهرَ، ثُمَّ نَزَلَ عَلَيهِ حينَ كانَ الفَيءُ قامَةً فَأَمَرَهُ أن يُصَلِّيَ العَصرَ، ثُمَّ نَزَلَ عَلَيهِ حينَ وَقَعَ قُرصُ الشَّمسِ فَأَمَرَهُ أن يُصَلِّيَ المَغرِبَ، ثُمَّ نَزَلَ عَلَيهِ حينَ وَقَعَ الشَّفَقُ فَأَمَرَهُ أن يُصَلِّيَ العِشاءَ، ثُمَّ نَزَلَ عَلَيهِ حينَ طَلَعَ الفَجرُ فَأَمَرَهُ أن يُصَلِّيَ الفَجرَ.[4]

۳۳۹) مسند زید میں زید بن علی نے اپنے بابا امام زن العابدین سے نقل کیا ہے، سورج زوال کے نزدیک تھا کہ جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور حکم دیا کہ نماز ظہر پڑھیں اور جب سایہ خودشئی کے برابر ہوگیا تھا تو جبرئیل نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ نماز عصر پڑھے، پھر جب سورج کی تپش ختم ہوئی تو آکر حکم دیا کہ ابھی نماز مغرب

---

[1] الكُمَّةُ: القَلَنسُوَةُ (النهاية: ج4 ص200 «كمم»).

[2] مسند زيد بن عليّ: ص82.

[3] الأمالي للطوسي: ص647 ح1340 عن محمّد بن صدقة عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج74 ص400 ح40.

[4] مسند زيد بن عليّ: ص98، وللحديث تتمّة يبيّن فيها الإمام عليه السلام فضيلة الصلوات اليوميّة فراجع.

پڑھئے، پھر جب شفق ختم ہوا، تو نازل ہوکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز عشاء کا حکم دیا، اور جب صبح طلوع ہوئی تو نماز صبح پڑھنے کا حکم دیا۔

3/3

الحَثُّ عَلَى المُحافَظَةِ عَلَى الصَّلَواتِ

نمازوں کی پابندی پر رغبت دلانا

340.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا يَزالُ الشَّيطانُ ذَعِرا [1] مِنَ المُؤمِنِ ما حافَظَ عَلَى الصَّلَواتِ الخَمسِ، فَإِذا ضَيَّعَهُنَّ تَجَرَّأَ عَلَيهِ وأوقَعَهُ فِي العَظائِمِ. [2]

۳۴۰) عیون الاخبار الرضا: امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: رسول خداؐ نے فرمایا: شیطان کا خوف مؤمن کے بارے میں اس وقت رہتا ہے جب وہ پنجگانہ نماز کی پابندی کرتا ہے، اور اگر مؤمن نمازوں کو ضائع کرے تو شیطان اس پر کنٹرول کرتا ہے اور اس کو گناہ کبیرہ میں ڈالتا ہے۔

341.عوالى اللآلى بإسناده عن الحسين الشهيد عن أبيه على إذا كانَ وَقتُ كُلِّ فَريضَةٍ، نادى مَلَكٌ مِن تَحتِ بُطنانِ العَرشِ: أيُّهَا النّاسُ، قوموا إلى نيرانِكُمُ الَّتي أوقَدتُموها عَلى ظُهورِكُم فَأَطفِئوها بِصَلاتِكُم. [3]

۳۴۱) عوالی الالی: امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ جب ہر فرض نماز کا وقت ہوتا ہے تو آسمان

---

[1] أي ذا ذُعرٍ وخَوف، أو هو فاعل بمعنى مفعول؛ أي مذعور (النهاية: ج 2 ص 161 «ذعر»).

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 28 ح 21، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص 84 ح 9 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائى عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، الأمالى للصدوق: ص 572 ح 778، ثواب الأعمال: ص 274 ح 3 كلاهما عن إسماعيل بن أبي زياد عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج 83 ص 14 ح 22 وراجع: الكافى: ج 3 ص 269 ح 8 وتهذيب الأحكام: ج 2 ص 236 ح 933.

[3] عوالى اللآلى: ج 1 ص 22 ح 1 عن عليّ بن جعفر عن أخيه الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام وراجع: تهذيب الأحكام: ج 2 ص 238 ح 944 و كتاب من لا يحضره الفقيه: ج 1 ص 208 ح 624.

سے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے: اے لوگو: اٹھو اس آگ کو بجھانے کے لے جو تم نے اپنی پشت پر (گناہوں کی وجہ سے) بھڑکا رکھی ہے اس کو نماز کے ذریعے بجھا دو۔

3/4

قُنوتُ النَّبِيِّ فی صَلاتِهِ كُلِّها

ہر نماز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قنوت

342.مستدرك الوسائل عن الإمام الحسين عليه السلام: رَأَيتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقنُتُ فی صَلاتِهِ كُلِّها، وأنَا يَومَئِذٍ ابنُ سِتِّ سِنينَ.[1]

۳۴۲) مستدرک الوسائل میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا؛ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری نمازوں میں قنوت پڑھتے تھے اور میں اس وقت چھ سال کا تھا۔

3/5

الصَّلاةُ بَينَ المَغرِبِ وَالعِشاءِ

مغرب وعشاء کے درمیان نماز

343.الدرّ المنثور: عَن حُسَينِ بنِ عَلِيٍّ أنَّهُ رُؤِيَ يُصَلّي فيما بَينَ المَغرِبِ وَالعِشاءِ، فَقيلَ لَهُ فی ذٰلِكَ فَقالَ: إنَّها مِنَ النّاشِئَةِ.[2][3]

۳۴۳) در المنثور: امام حسین علیہ السلام کے لئے روایت میں آیا ہے کہ مغرب وعشاء کی نمازوں کے درمیان نماز پڑھتے تھے، جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا؛ یہ ''ناشئۃ'' میں سے شمار ہوگی۔

---

[1] مستدرك الوسائل: ج4ص 396ح 5004 نقلاً عن عوالی اللآلی: ج2ص 219ح 17 عن الإمام الحسن عليه السلام.
[2] إشارة إلی الآية 6 من سورة المزّمّل: {Q} إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيلِ هِيَ أَشَدُّ وَطئاً وَأَقوَمُ قِيلاً. {Q/}.
[3] الدرّ المنثور: ج8ص 317 نقلاً عن ابن المنذر.

3/6

حُضورُ قَلبِ الإمامِ فِي الصَّلاةِ

نماز میں امام علیہ السلام کا حضور قلب

344. بحار الأنوار عن منيف مولى جعفر بن محمّد عن جعفر ب: كانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام يُصَلّي، فَمَرَّ بَينَ يَدَيهِ رَجُلٌ فَنَهاهُ بَعضُ جُلَسائِهِ، فَلَمّا انصَرَفَ مِن صَلاتِهِ قالَ لَهُ: لِمَ نَهَيتَ الرَّجُلَ؟ قالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، خَطَرَ فيما بَينَكَ وبَينَ المِحرابِ! فَقالَ: وَيحَكَ! إنَّ اللهَ عز و جل أقرَبُ إلَيَّ مِن أن يَخطِرَ فيما بَيني وبَينَهُ أحَدٌ.[1]

۳۴۴) بحار الانوار میں منیف نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، امام حسین علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ آگے سے ایک شخص گذرا، تو امام علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک نے اس شخص کو (جانے) سے روکا،

جب امام علیہ السلام سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا؛ کیوں اس شخص کو روک رہے تھے؟

اس نے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! کیونکہ اس نے آپ کے اور محراب کے درمیان فاصلہ ڈالا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ خدا میرے اتنا نزدیک ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی بھی فاصلہ نہیں بن سکتا۔

3/7

حُبُّ الإمامِ لِلصَّلاةِ وتِلاوَةِ القُرآنِ

نماز اور تلاوت قرآن سے محبت

345. الملهوف: لَمّا رَأَى الحُسَينُ عليه السلام حِرصَ القَومِ عَلى تَعجيلِ القِتالِ، وقِلَّةَ انتِفاعِهِم بِالوَعظِ وَالمَقالِ،

---

[1] بحار الأنوار: ج83 ص298 ح5، التوحيد: ص184 ح22 وفيه «كان الحسن» بدل «كان الحسين».

قالَ لِأَخيهِ العَبّاسِ: اِنِ استَطَعتَ أن تَصرِفَهُم عَنّا فى هذَا اليَومِ فَافعَل، لَعَلَّنا نُصَلّى لِرَبِّنا فى هذِهِ اللَّيلَةِ، فَإِنَّهُ يَعلَمُ أنّى اُحِبُّ الصَّلاةَ لَهُ وتِلاوَةَ كِتابِهِ.

قالَ الرّاوى: فَسَأَلَهُمُ العَبّاسُ ذلِكَ، فَتَوَقَّفَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ،

فَقالَ لَهُ عَمرُو بنُ الحَجّاجِ الزُّبَيدِيُّ: وَاللهِ لَو أنَّهُم مِنَ التُّركِ وَالدَّيلَمِ وسَأَلوا ذلِكَ لَأَجَبناهُم، فَكَيفَ وهُم مِن آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ! فَأَجابوهُم إلى ذلِكَ. قالَ الرّاوى: وجَلَسَ الحُسَينُ عليه السلام، فَرَقَدَ، ثُمَّ استَيقَظَ

وقالَ: يا اُختاه إنّى رَأَيتُ السّاعَةَ جَدّى مُحَمَّدًا ﷺ، وأبى عَلِيًّا، واُمّى فاطِمَةَ، وأخِي الحَسَنَ، وهُم يَقولونَ: «يا حُسَينُ، إنَّكَ رائِحٌ إلَينا عَن قَريبٍ»، وفى بَعضِ الرِّواياتِ: «غَدًا».

قالَ الرّاوى: فَلَطَمَت زَينَبُ وَجهَها وصاحَت، فَقالَ لَهَا الحُسَينُ عليه السلام: مَهلاً، لا تُشمِتِي القَومَ بِنا.[1]

۴۴۵) ملہوف: جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ عمر سعد کا لشکر جنگ شروع کرنے پر حریص ہیں اور امام علیہ السلام کی نصیحت سے نہیں ڈر رہے، تو اپنے بھائی عباسؑ سے فرمایا: اگر ہو سکے تو آج ان لوگوں کو جنگ کرنے سے روکو تا کہ ہم آج رات خدا کی نماز پڑھیں کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت سے محبت ہے، عباسؑ نے ان سے مہلت مانگی۔

عمر بن سعد نے غور وفکر کیا تو عمر بن حجاج زبیدی نے عمرو سے کہا: خدا کی قسم اگر یہ ترک اور دیلم ہوتے اور مہلت مانگتے تو بھی ان کی بات قبول کرتے، کیسے ہوسکتا ہے کہ ان سے جو آل محمد علیہم السلام ہیں، ہم بات قبول نہ کریں؟ پھر انہوں نے قبول کیا،

امام حسین علیہ السلام بیٹھے اور کچھ دیر کے لئے نیند میں چلے گئے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا: اے بہن: میں نے ابھی خواب میں نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بابا علی علیہ السلام، ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور بھائی حسن علیہ السلام کو دیکھا ہے جو کہہ رہے تھے، اے حسین علیہ السلام! تو عنقریب (کل) ہماری طرف آجائے گا۔ زینبؑ نے اپنے چہرے پیٹا اور فریاد کی۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: آرام سے ہوجا، آپ کی وجہ سے دشمن ہم پر طنز نہ کرے۔

---

[1] الملهوف: ص150.

3/8

آخِرُ صَلاةٍ صَلاّهَا الإِمامُ

امام علیہ السلام کی آخری نماز

346.تاريخ الطبرى عن حميد بن مسلم: قالَ أبو ثُمامَةَ عَمرو بنُ عَبدِ اللهِ الصّائدِيُّ لِلحُسَينِ عليه السلام [يَومَ عاشوراءَ]: يا أبا عَبدِ اللهِ! نَفسى لَكَ الفِداءُ، إنّي أرى هؤُلاءِ قَدِ اقتَرَبوا مِنكَ، ولا وَاللهِ لا تُقتَلُ حَتّى أُقتَلَ دونَكَ إن شاءَ اللهُ، وأُحِبُّ أن ألقى رَبّي وقَد صَلَّيتُ هذِهِ الصَّلاةَ الَّتى دَنا وَقتُها. فَرَفَعَ الحُسَينُ عليه السلام رَأسَهُ

ثُمَّ قالَ: ذَكَرتَ الصَّلاةَ، جَعَلَكَ اللهُ مِنَ المُصَلّينَ الذّاكِرينَ!

نَعَم، هذا أوَّلُ وَقتِها.

ثُمَّ قالَ: سَلوهُم أن يَكُفّوا عَنّا حَتّى نُصَلِّيَ.[1]

۳۴۶) تاریخ طبری میں حمید بن مسلم سے نقل کی ہے: (عاشور کے دن) ابوثمامہ عمرو بن عبد اللہ صائدہ نے امام علیہ السلام سے کہا: اے ابا عبد اللہ! میں آپ پر قربان! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آپ کے نزدیک ہو چکے ہیں

خدا کی قسم! آپ کو اس وقت شہید ہونے نہیں دوں گا جب تک میں قتل نہ ہو جاؤں انشاء اللہ!

میں چاہتا ہوں کہ اپنے خدا کے پاس اس حالت میں جاؤں کہ نماز ظہر کو اس وقت میں پڑھ کر جاؤں۔

امام حسین علیہ السلام نے سر اٹھا کر فرمایا؛ تو نے نماز یاد دلائی ہے خدا تجھے نماز پڑھنے والوں اور خدا کا ذکر کرنے والوں میں سے شمار کرے گا۔

ہاں ابھی نماز کا اول وقت ہے،

پھر فرمایا؛ ان سے کہو کہ ہم کو مہلت دیں تا کہ نماز پڑھ لیں۔

---

[1] تاريخ الطبرى: ج5ص439، الكامل فى التاريخ: ج2ص567، مقتل الحسين للخوارزمى: ج2ص17؛ بحار الأنوار: ج45ص 21.

3/9

ثَوابُ تَعقيبِ صَلاةِ الصُّبحِ

نماز صبح کی تعقیب کا ثواب

347.ثواب الأعمال عن ابن عمر عن الحسين بن عليّ عليه السلام قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: أيُّما امرِءٍ مُسلِمٍ جَلَسَ في مُصَلّاهُ الَّذي صَلّى فيهِ الفَجرَ، يَذكُرُ اللهَ تَعالى حَتّى تَطلُعَ الشَّمسُ، كانَ لَهُ مِنَ الأَجرِ كَحاجِّ بَيتِ اللهِ تَعالى، وغَفَرَ اللهُ لَهُ. فَإِن جَلَسَ فيهِ حَتّى تَكونَ ساعَةٌ تَحُلُّ فيهَا الصَّلاةُ، فَصَلّى رَكعَتَينِ أو أربَعا، غُفِرَ لَهُ ما سَلَفَ مِن ذَنبِهِ، وكانَ لَهُ مِنَ الأَجرِ كَحاجِّ بَيتِ اللهِ.[1]

۳۴۷) ثواب الاعمال میں ابن عمر نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان مرد نماز صبح کے بعد اپنی نماز والی جگہ پر بیٹھ جائے اور سورج طلوع ہونے تک خدا کے ذکر میں مشغول رہے، تو اس کا ثواب حج انجام دینے جتنا ہے اور خدا اسے معاف کردے گا۔ اور اگر اتنا بیٹھے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور دو یا چار رکعت نماز پڑھے تو خدا اس کے گذشتہ گناہوں کو معاف کردے گا اور حج انجام دینے جتنا ثواب ملے گا۔

3/10

صَلاةُ المَريضِ

مریض شخص کی نماز

348.سنن الدارقطني بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ ب يُصَلّي المَريضُ قائِما إن استَطاعَ، فَإِن لَم يَستَطِع صَلّى قاعِدا، فَإِن لَم يَستَطِع أن يَسجُدَ أومَأَ وجَعَلَ سُجودَهُ أخفَضَ مِن

[1] ثواب الأعمال: ص 68 ح 1، وفي تهذيب الأحكام: ج 2 ص 138 ح 535 والأمالي للصدوق: ص 681 ح 930 ومكارم الأخلاق: ج 2 ص 67 ح 2167 عن الإمام الحسن عن أبيه عليهما السلام عنه صلى الله عليه وآله.

رُكوعِهِ، فَإن لَم يَستَطِع أن يُصَلِّيَ قاعِدا صَلّى عَلى جَنبِهِ الأَيمَنِ مُستَقبِلَ القِبلَةِ، فَإن لَم يَستَطِع أن يُصَلِّيَ عَلى جَنبِهِ الأَيمَنِ صَلّى مُستَلقِيا ورِجلاهُ مِمّا يَلِي القِبلَةَ.[1]

۳۴۸) سنن الدارقطنی میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے: مریض شخص اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے تو نماز کھڑے ہوکر پڑھے اور اگر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ میں جائے اور (اپنے سر کو) سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکائے اور اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو دائیں پہلو پر (لیٹے) اور روقبلہ ہوکر نماز پڑھے اور اگر دائیں پر بھی نہیں ہوسکتا تو بائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے (بائیں طرف) اور سیدھا لیٹ کر اپنے پاؤں روبقبلہ کر کے نماز پڑھے۔

349.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين عن عليّ عليهما قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إذا لَم يَستَطِعِ الرَّجُلُ أن يُصَلِّيَ قائِما فَليُصَلِّ جالِسا. فَإن لَم يَستَطِع أن يُصَلِّيَ جالِسا فَليُصَلِّ مُستَلقِيا ناصِبا رِجلَيهِ حِيالَ القِبلَةِ يومِئُ إيماءً.[2]

۳۴۹) عیون نے اخبارالرضا میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر شخص کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو سیدھے لیٹ کر پڑھے اور اپنے پاؤں کو روبقبلہ کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے۔

350.مسائل عليّ بن جعفر: سَأَلتُهُ [موسَى بنَ جَعفَرٍ عليه السلام] عَنِ الرَّجُلِ يَكونُ في صَلاتِهِ، أيَضَعُ إحدى يَدَيهِ عَلَى الاُخرى بِكَفِّهِ أو ذِراعِهِ؟ قالَ: لا يَصلُحُ ذلِكَ، فَإن فَعَلَ فَلا يَعودُ لَهُ. قالَ عَلِيٌّ: قالَ موسى عليه السلام: سَأَلتُ أبي جَعفَرا عليه السلام عَن ذلِكَ، فَقالَ: أخبَرَني أبي مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ عَن أبيهِ عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ عَن أبيهِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عَن أبيهِ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليهم السلام قالَ: ذلِكَ عَمَلٌ، ولَيسَ فِي الصَّلاةِ عَمَلٌ.[3]

---

[1] سنن الدارقطني: ج2ص42 ح1، السنن الكبرى: ج2ص436 ح3678 كلاهما عن حسين بن زيد عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، كنز العمّال: ج7ص548 ح20197 نقلاً عن صحيح البخاري ومسلم وراجع: الجعفريّات: ص47.

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص68 ح316 عن أبي الصّلت عبد السلام بن صالح عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام وص36 ح91، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص114 ح71 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج84ص334 ح3 وراجع: دعائم الإسلام: ج1ص198.

[3] مسائل عليّ بن جعفر: ص170 ح288، بحار الأنوار: ج10ص277 ح1.

۳۵۰) مسائل علی بن جعفر: امام کاظمؑ سے میں نے نماز، پڑھنے والوں کے بارے میں پوچھا کہ، کیا شخص (نماز میں) اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ سکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ صحیح نہیں ہے، اور اگر ایسے کرے تو اس کی طرف واپس نہ لوٹے

(اسی طرح) فرمایا: میں نے اپنے بابا جعفر صادق علیہ السلام سے اس میں پوچھا تو فرمایا: میرے بابا محمد بن علی علیہ السلام نے اپنے بابا علی بن حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے حسین بن علی علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے بابا علی بن ابی طالبؑ سے نقل کیا ہے کہ یہ ایسا کام ہے جو نماز میں انجام نہیں دینا چاہیے۔

3/11

صَلاةُ الحاجَةِ

نماز حاجت

351.مكارم الأخلاق عن الحسين بن عليّ عليه السلام: تُصَلّي أربَعَ رَكَعاتٍ تُحسِنُ قُنوتَهُنَّ وأركانَهُنَّ: تَقرَأُ فِي الاُولى: الحَمدَ مَرَّةً، و «حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ»[1] سَبعَ مَرّاتٍ. وفِي الثّانِيَةِ: الحَمدَ مَرَّةً، وقَولَهُ تَعالى: «مَا شَآءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا»[2] سَبعَ مَرّاتٍ. وفِي الثّالِثَةِ: الحَمدَ مَرَّةً، وقَولَهُ: «لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ»[3] سَبعَ مَرّاتٍ. وفِي الرّابِعَةِ: الحَمدَ مَرَّةً، و «أُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللهِ إِنَّ اللهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ»[4] سَبعَ مَرّاتٍ. ثُمَّ تَسأَلُ حاجَتَكَ.[5]

۳۵۱) مکارم الاخلاق: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: (نماز حاجت کے لئے) چار رکعت نماز قنوت اور سارے ارکان کے ساتھ پڑھو،

---

[1] آل عمران:173.
[2] الكهف:39.
[3] الأنبياء:87.
[4] غافر:44.
[5] مكارم الأخلاق: ج2ص122ح2330. بحار الأنوار: ج91ص358ح19.

اور پہلی رکعت میں ایک مرتبہ حمد اور سات مرتبہ کہو:

"حسبنا الله ونعم الوكيل"

ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔

اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ حمد اور سات مرتبہ خدا کی یہ بات پڑھو گے

"ما شاء الله لا قوة الا بالله ان ترن انا اقل منك مالا وولداً"

جو کچھ خدا چاہے خدا کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں ہے، اگر دیکھو تو میرا مال اور اولاد تم سے بہت کم ہے۔

اور تیسری رکعت میں ایک مرتبہ حمد اور سات مرتبہ خدا کا یہ ارشاد پڑھو گے،

"لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين"

تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، میں ظالموں میں سے تھا،

اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ حمد اور سات مرتبہ خدا کا یہ ارشاد پڑھو گے؛

"افوض امری الی الله ان الله بصير بالعباد"

میں اپنا کام خدا کے لئے کرتا ہوں، بیشک خدا اپنے بندوں سے باخبر ہے، پھر تم اپنی حاجت مانگو گے۔

3/12

الصَّلاةُ عَلَى المُنافِقِ

منافق کی نمازِ جنازہ پڑھنا

352.الكافي عن عامر بن السمط عن أبي عبد الله عليه السلام إنَّ رَجُلاً مِنَ المُنافِقينَ ماتَ، فَخَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِما يَمشي مَعَهُ فَلَقِيَهُ مَولىً لَهُ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: أينَ تَذهَبُ يا فُلانُ؟ قالَ: فَقالَ لَهُ مَولاهُ: أفِرُّ مِن جِنازَةِ هذَا المُنافِقِ أن اُصَلِّيَ عَلَيها. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: اُنظُر أن تَقومَ عَلى يَميني فَما تَسمَعُني أقولُ فَقُل مِثلَهُ. فَلَمّا أن كَبَّرَ عَلَيهِ وَلِيُّهُ، قالَ الحُسَينُ عليه السلام: اللهُ أكبَرُ، اللّٰهُمَّ العَن فُلانا عَبدَكَ ألفَ لَعنَةٍ مُؤتَلِفَةٍ غَيرَ مُختَلِفَةٍ، اللّٰهُمَّ أخزِ عَبدَكَ في عِبادِكَ وبِلادِكَ، وَاصلِهِ حَرَّ نارِكَ، وأذِقهُ أشَدَّ عَذابِكَ، فَإِنَّهُ كانَ يَتَوَلّى أعداءَكَ ويُعادي أولِياءَكَ، ويُبغِضُ أهلَ

بَيتِ نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.[1]

۳۰۲) الکافی میں عامر بن سمط نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ایک منافق شخص مرگیا، امام حسین علیہ السلام باہر آئے اور اس کے (جنازے) کے ساتھ چلنے لگے تو اپنے ایک رشتہ دار کو دیکھا اور اس سے فرمایا؛ کہاں جارہے ہو؟

اس نے کہا؛ اس منافق کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے سے بھاگ رہا ہوں،

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ دیکھو میری دائیں جانب کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ مجھ سے سنو تم بھی وہ کہتے جاؤ جو۔ جب میت کے ولی نے اس پر تکبیر لگائی۔

امام حسین علیہ السلام نے کہا؛ اللہ اکبر، اے خدا تو اپنے فلاں بندے پر لعنت بھیج وہ بھی ایک ساتھ لعنت نہ بکھری ہوئی،

اے خدا! تو اس بندے کو بندوں کے درمیان اور شہروں میں رسوا کر اور اسے آگ کا عذاب دے اور اسے سخت سزا دے کیونکہ یہ تیرے دشمنوں سے محبت اور تیرے دوستوں سے دشمنی کرتا تھا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا دشمن تھا۔

---

[1] الكافي: ج 3 ص189 ح 2، تهذيب الأحكام: ج 3 ص197 ح 453 عن عامر بن السمط، كتاب من لا يحضره الفقيه: ج1 ص168 ح 490، قرب الإسناد: ص59 ح190 كلاهما عن صفوان بن مهران نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص202 ح20.

الفصل الرّابعُ: الصّوم

چوتھی فصل: روزہ

4/1

حِكمَةُ الصَّومِ

روزے کا راز

353.المناقب: سُئِلَ الحُسَينُ عليه السلام: لِمَ افتَرَضَ اللهُ عز و جلعَلَى عَبيدِهِ الصَّومَ؟ قالَ: لِيَجِدَ الغَنِيُّ مَسَّ الجوعِ، فَيَعودَ بِالفَضلِ عَلَى المَساكينِ.[1]

۳۰۳) مناقب ابن شہر آشوب: امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا خدا نے کیوں اپنے بندوں پر روزہ کو واجب کیا ہے۔؟

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ تاکہ غنی شخص بھوک کے مزے کو چکھے اور اضافی مال مسکینوں کو دے۔

4/2

تُحفَةُ الصّائِمِ

روزہ دار کا تحفہ

354.الخصال: كانَ أبو عَبدِ اللهِ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إذا صامَ يَتَطَيَّبُ بِالطّيبِ، ويَقولُ:

---

[1] المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص68، بحار الأنوار: ج96 ص375 ح62.

الطّيبُ تُحفَةُ الصّائِمِ.[1]

۳۵۴) خصال: امام حسین علیہ السلام جب روزہ رکھتے تھے تو خود کو عطر سے خوشبو لگاتے تھے اور فرماتے تھے، خوشبو روزہ دار کا تحفہ ہے (دوسروں کے لئے)

355.نزهة الناظر: دَعاهُ [الحُسَينَ علیہ السلام] بَعضُ أصحابِهِ فی جَماعَةٍ مِنهُم، فَأَكَلوا ولَم يَأكُلِ الحُسَينُ علیہ السلام. فَقيلَ لَهُ: ألا تَأكُلُ؟ قالَ: إنّي لَصائِمٌ، ولكِن تُحفَةَ الصّائِمِ! قيلَ: وما هِيَ؟ قالَ: الدُّهنُ وَالمِجمَرُ.[2][3]

۳۵۵) نزھۃ الناظر: امام حسین علیہ السلام کے ایک ساتھی نے امام علیہ السلام کو ساتھیوں کے ساتھ دعوت دی، ساتھیوں نے تو کھانا کھایا لیکن امام علیہ السلام نے نہیں کھایا، امام علیہ السلام سے کہا گیا، کیوں نہیں کھا رہے ہیں؟

فرمایا؛ میں روزہ سے ہوں، لیکن روزہ رکھنے والے کے تحفہ (ہدیہ) کو قبول کرتا ہوں،

کہا گیا، روزہ دار کا تحفہ کیا ہے؟

فرمایا؛ (بالوں اور کھال کے لئے) تیل اور (کھانے اور خوشبو کے لئے)۔ مجمر (ایک چیز کا نام ہے جو آگ میں ڈالی جاتی ہے تا کہ دھنواں ہو سکے)۔

4/3

فَضلُ السَّحورِ

سحری کھانے کی فضیلت

356.الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ بن أبي قالَ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ: إنَّ اللهَ

---

[1] الخصال: ص62 ح86، بحار الأنوار: ج96 ص289 ح2 وراجع: الكافي: ج4 ص113 ح3 وتهذيب الأحكام: ج4 ص266 ح799.

[2] المِجْمَرُ: هو الذي يوضع فيه النار للبخور (النهاية: ج1 ص293 «جمر»).

[3] نزهة الناظر: ص85 ح22، كشف الغمّة: ج2 ص243 وفيه «عبد الله بن الزبير وأصحابه» بدل «بعض أصحابه في جماعة منهم»، بحار الأنوار: ج44 ص195 ح9.

ومَلائِكَتَهُ يُصَلّونَ عَلَى المُستَغفِرينَ وَالمُتَسَحِّرينَ بِالأَسحارِ، فَتَسَحَّروا ولَو بِجُرَعِ الماءِ.[1]

۳۵۶) امالی طوسی میں امام حسین اور امام علی علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا اور اس کے فرشتے سحر کے وقت استغفار کرنے والوں اور (روزہ دار) میں سے سحری کھانے والوں پر صلوٰت بھیجتے ہیں اگر چہ وہ پانی کے ایک گھونٹ سے سحری کرے۔

4/4

الإفطارُ بِالتَّمرِ

کھجور سے افطار

357.مكارم الأخلاق عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليهما السلام: إنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله كانَ يَبتَدِئُ طَعامَهُ إذا كانَ صائِمًا بِالتَّمرِ.[2]

۳۵۷) مکارم الاخلاق میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ رکھتے تھے تو افطار کھجور سے کرتے تھے۔

4/5

فَضلُ صَومِ رَجَبٍ وشَعبانَ

رجب اور شعبان کے روزے کی فضیلت

358.تاريخ واسط عن الإمام الحسين عليه السلام: صَومُ رَجَبٍ وشَعبانَ تَوبَةٌ مِنَ اللهِ عزو جل.[3]

---

[1] الأمالي للطوسي: ص 497 ح 1090 عن عمرو بن جميع عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، مسند زيد: ص 204، بحار الأنوار: ج 96 ص 313 ح 11 وراجع: كتاب من لا يحضره الفقيه: ج 2 ص 136 ح 1961 والإقبال: ج 1 ص 185.

[2] مكارم الأخلاق: ج 1 ص 367 ح 1210، بحار الأنوار: ج 66 ص 141 ح 58.

[3] تاريخ واسط: ص 196.

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: رجب اور شعبان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طارگاہ میں توبہ ہیں۔

359.فضائل الأشهر الثلاثة بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام سَمِعتُ أميرَ المُؤمِنينَ عليه السلام يَقولُ: مَن صامَ شَعبانَ مَحَبَّةَ نَبِيِّ اللهِ صلى الله عليه وآله وتَقَرُّبا إلَى اللهِ عز و جل، أحَبَّهُ اللهُ عز و جل، وقَرَّبَهُ مِن كَرامَتِهِ يَومَ القِيامَةِ، وأوجَبَ لَهُ الجَنَّةَ.[1]

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جس شخص نے محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تقرب خدا میں ماہ شعبان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور روزِ قیامت اسے اپنی کرامت کے قریب تر کردے گا اور اس پر جنت لازمی قرار دے گا۔

4/6

فَضلُ صَومِ الجُمُعَةِ

روزِ جمعہ کا روزہ

360.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن صامَ يَومَ الجُمُعَةِ صَبرا وَاحتِسابا، اُعطِيَ ثَوابَ صِيامِ عَشَرَةِ أيّامٍ غُرٍّ زُهرٍ لا تُشاكِلُ أيّامَ الدُّنيا.[2]

۳۶۰) عیون اخبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام او ر امام علی علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی آدمی جمعہ کے دن کا روزہ رکھے صبر کی خاطر اور خدا کے لئے روزہ رکھے تو (خدا) اس کو دس ایسے دنوں کے روزے کا ثواب دے گا جو نورانی اور دنیا کے دنوں کی طرح نہیں ہوں گے۔

---

[1] فضائل الأشهر الثلاثة: ص61 ح43 عن أبان عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج97 ص82 ح53.

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص36 ح92، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص114 ح72 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج96 ص266 ح12.

الفصل الخامِسُ: الحجّ والعمرة والطّواف

پانچویں فصل: حج، عمرہ اور طواف

5/1

التَّحذيرُ مِن تَركِ الحَجّ

حج کو ترک کرنے کی مذمت

361. الذرّيّة الطاهرة بإسناده عن الحسين عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: ما مِن عَبدٍ ولا أمَةٍ يَدَعُ الحَجَّ وهُوَ يَجِدُ السَّبيلَ إلَيهِ، لِحاجَةٍ مِن حَوائِجِ الدُّنيا، إلاّ نَظَرَ إلَى المُحَلِّقينَ قَبلَ أن يَقضِيَ اللهُ تِلكَ الحاجَةَ. يَعني: حَجَّةَ الإسلامِ.[1]

٣٦١) الذریۃ الطاھرۃ میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کوئی ایسا مرد یا ایسی عورت نہیں ہے جو حج کو دنیا کی حاجت کے لئے انجام دے، درحالانکہ اس کی طرف اس کے لئے راستہ ہو، مگر یہ کہ اس سے پہلے کہ وہ اس کی حاجت خدا پوری کرے وہ ان حاجیوں کی طرف دیکھے گا جو سر منڈوا کر (حج سے واپس) آئے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ واجب حج ہے۔

5/2

جِهادٌ لا شَوكَةَ فيهِ

بغیر قتل والا جہاد

362. المعجم الأوسط عن عباية بن رفاعة عن الحسين بن عليّ: جاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله،

[1] الذريّة الطاهرة: ص110 ح150 عن أبي حمزة الثمالي عن الإمام الصادق عن أبيه عليهما السلام. الدرّ المنثور: ج1 ص509 نقلاً عن الأصبهاني عن الإمام الباقر عن أبيه عنه عليهم السلام نحوه.

فَقالَ: إنّي جَبانٌ، وإنّي ضَعيفٌ. فَقالَ [صلی الله علیه و آله]: هَلُمَّ إلى جِهادٍ لا شَوكَةَ [1] فيهِ: الحَجُّ. [2]

۳۶۲) المعجم الاوسط میں عبایہ بن رفاعہ نے امام حسین علیہ السلام نے نقل کیا کہ فرمایا: ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا، میں ڈرپوک اور کمزور رہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو ایسے جہاد کے لئے جاؤ جس میں قتل نہیں ہے (اور وہ ہے) حج۔

5/3

ما يَحرُمُ عَلَى المُحرِمِ

وہ چیز جو احرام والے شخص پر حرام ہے

363. دعائم الإسلام عن الإمام الحسين عليه السلام: أنَّ المُحرِمَ مَمنوعٌ مِنَ الصَّيدِ وَالجِماعِ وَالطّيبِ ولُبسِ الثِّيابِ المَخيطَةِ وأخذِ الشَّعرِ وتَقليمِ الأَظفارِ، وأنَّهُ إن جامَعَ مُتَعَمِّدًا بَعدَ أن أحرَمَ وقَبلَ أن يَقِفَ بِعَرَفَةَ فَقَد أفسَدَ حَجَّهُ وعَلَيهِ الهَدىٰ [3] وَالحَجُّ من قابِلٍ. وإن كانَتِ المَرأَةُ مُحرِمَةً فَطاوَعَتهُ فَعَلَيها مِثلُ ذلِكَ، وإنِ استَكرَهَها أو أتاها نائِمَةً أو لَم تَكُن مُحرِمَةً فَلا شَيءَ عَلَيها. [4]

۳۶۳) دعائم السلام میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: محرم (احرام والا شخص) پر شکار کرنا، جماع کرنا، خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہننا اور بال و ناخن کا ٹنا منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص احرام کے بعد اور عرفہ میں وقوف کرنے سے پہلے جان بوجھ کر جماع کرے، تو اس کا حج باطل ہے، (کفارہ میں) اس کو قربانی ذبح کرنا چاہئے اور آئندہ سال میں دوبارہ ذبح کرنا چاہیے، اگر عورت بھی ہو احرام میں اور اپنے شوہر کی مدد کرے تو اس کے لئے بھی یہ حکم ہے،، لیکن اگر مرد، عورت کو جماع پر مجبور کرے یا نیند کی حالت میں اس سے جماع کرے یا عورت احرام کی حالت میں نہیں تھی تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

---

[1] شَوكَةٌ شديدة: قتال شديد، وشوكة القتال: شدّته وحدّته (النهاية: ج2 ص510 «شوك»).
[2] المعجم الأوسط: ج4 ص309 ح4287، المعجم الكبير: ج3 ص135 ح2910، كنز العمّال: ج5 ص5 ح11795.
[3] الهَدْيُ: وهو ما يُهدى إلى البيت الحرام من النَّعَمِ لتُنحر (النهاية: ج5 ص254 «هدا»).
[4] دعائم الإسلام: ج1 ص303، بحار الأنوار: ج99 ص174 ح22.

5/4

الاِعتِمارُ فی أشهُرِ الحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ

364.الكافی عن إبراهیم بن عمر الیمانی عن أبی عبد الله أنَّهُ سُئِلَ عَن رَجُلٍ خَرَجَ فی أشهُرِ الحَجِّ مُعتَمِرا ثُمَّ رَجَعَ إلى بِلادِهِ. قالَ: لا بَأسَ، وإن حَجَّ فی عامِهِ ذلِكَ وأفرَدَ الحَجَّ فَلَیسَ عَلَیهِ دَمٌ، فَإِنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیه السلام خَرَجَ قَبلَ التَّروِیَةِ[1] بِیَومٍ إلَى العِراقِ وقَد كانَ دَخَلَ مُعتَمِرا.[2]

۳۶۴) الکافی میں ابراہیم بن عمر یمانی سے نقل ہے کہ: امام صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا: ایک شخص حج کے مہینوں (شوال، ذی قعد، ذی الحج) میں عمرہ کے لئے آیا پھر اپنے شہر لوٹ گیا، امام نے فرمایا؛ کوئی حرج نہیں، اگر اسی سال میں حج انجام دے تو اس کا حج افراد (بغیر عمرہ والا حج) ہوجائے گا اور قربانی کرنا ضروری نہیں، کیوں کہ امام حسین علیہ السلام ترویہ سے ایک دن پہلے مکہ سے عراق کی جانب نکلے، درحالانکہ مکہ میں عمرہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔

365.الكافی عن معاویة بن عمّار: قُلتُ لِأَبی عَبدِ اللهِ علیه السلام: مِن أینَ افتَرَقَ المُتَمَتِّعُ وَالمُعتَمِرُ؟ فَقالَ: إنَّ المُتَمَتِّعَ مُرتَبِطٌ بِالحَجِّ، وَالمُعتَمِرَ إذا فَرَغَ مِنها ذَهَبَ حَیثُ شاءَ، وقَدِ اعتَمَرَ الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیه السلام فی ذِی الحِجَّةِ ثُمَّ راحَ یَومَ التَّروِیَةِ إلَى العِراقِ وَالنّاسُ یَروحونَ إلى مِنىً، ولا بَأسَ بِالعُمرَةِ فی ذِی الحِجَّةِ لِمَن لا یُریدُ الحَجَّ.[3]

۳۶۵) الکافی میں معاویہ بن عمار سے ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے کہا؛ میں کیسے (عمرہ) تمتع اور مفردہ کے درمیان فرق کروں؟ فرمایا؛ تمتع کا عمرہ حج سے مربوط ہے (عمرہ انجام دینے والے کو حج انجام دینے تک مکہ میں رہنا چاہئے) لیکن، عمرہ مفردہ جیسے ہی ختم ہو عمرہ والا شخص ہر جگہ جا سکتا ہے اور حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام نے ذی الحج میں عمرہ انجام

---

[1] یوم التَّروِیَةِ: هو الیوم الثامن من ذی الحِجّة، سمّی به لأنّهم كانوا یرتوون فیه من الماء لما بعده (النهایة: ج2 ص280 «روی»).

[2] الكافی: ج4 ص535 ح3، تهذیب الأحكام: ج5 ص436 ح(1516) 162، بحار الأنوار: ج57 ص85 ح14.

[3] الكافی: ج4 ص535 ح4.

دیا پھر ترویہ کے دن عراق کی طرف گئے، درحالانکہ لوگ منیٰ کی طرف جارہے تھے اور عمرہ (مفرد) ذی الحج میں ایسے شخص کے لئے جو حج کا ارادہ رکھتا ہے،کوئی حرج نہیں ہے۔

5/5

طَوافُ البَيتِ فِي المَطَرِ

بارش میں طواف

366.تاريخ دمشق عن صمصامة بن الطرمّاح: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام يَقولُ: كُنّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله في الطَّوافِ فَأَصابَتنَا السَّماءُ، فَالتَفَتَ إلَينا فَقالَ: إيتَنِفُوا [1] العَمَلَ فَقَد غُفِرَ لَكُم ما مَضى. [2]

(٣٦٦) تاریخ دمشق میں صمصامہ بن طرماح سے نقل ہے: میں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام فرمارہے تھے، ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طواف کررہے تھے کہ بارش ہوگئی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا رخ کیا اور فرمایا؛عمل شروع سے انجام دو،بس تمہارے گذشتہ لوگ بخشے جائیں گے۔

---

[1] في المصدر: «انتقوا»، وما في المتن أثبتناه من كنز العمّال وهو الأنسب. يقال: الأمر أُنُفٌ: أي مُستأنف، واستأنفت الشيء: إذا ابتدأته (النهاية: ج1 ص75 «أنف»).

[2] تاريخ دمشق: ج24 ص434 ح5309، كنز العمّال: ج5 ص171 ح12498.

الفصل السّادِس: الجهاد

چھٹی فصل: جہاد

6/1

أصنافُ الجِهادِ

جہاد کی قسمیں

367. تحف العقول: سُئِلَ [الحُسَينُ عليه السلام] عَنِ الجِهادِ: سُنَّةٌ أو فَريضَةٌ؟ فَقالَ عليه السلام: الجِهادُ عَلى أربَعَةِ أوجُهٍ: فَجِهادانِ فَرضٌ، وجِهادٌ سُنَّةٌ لا يُقامُ إلاّ مَعَ فَرضٍ، وجِهادٌ سُنَّةٌ. فَأَمّا أحَدُ الفَرضَينِ، فَجِهادُ الرَّجُلِ نَفسَهُ عَن مَعاصِي اللهِ، وهُوَ مِن أعظَمِ الجِهادِ. ومُجاهَدَةُ الَّذينَ يَلونَكُم مِنَ الكُفّارِ فَرضٌ. وأمَّا الجِهادُ الَّذي هُوَ سُنَّةٌ لا يُقامُ إلاّ مَعَ فَرضٍ، فَإِنَّ مُجاهَدَةَ العَدُوِّ فَرضٌ عَلى جَميعِ الاُمَّةِ، لَو تَرَكُوا الجِهادَ لَأَتاهُمُ العَذابُ، وهذا هُوَ مِن عَذابِ الاُمَّةِ. وهُوَ سُنَّةٌ عَلَى الإِمامِ وَحدَهُ أن يَأتِيَ العَدُوَّ مَعَ الاُمَّةِ فَيُجاهِدَهُم. وأمَّا الجِهادُ الَّذي هُوَ سُنَّةٌ، فَكُلُّ سُنَّةٍ أقامَهَا الرَّجُلُ وجاهَدَ في إقامَتِها وبُلوغِها وإحيائِها فَالعَمَلُ وَالسَّعيُ فيها مِن أفضَلِ الأَعمالِ، لِأَنَّها إحياءُ سُنَّةٍ، وقَد قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: «مَن سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أجرُها وأجرُ مَن عَمِلَ بِها إلى يَومِ القِيامَةِ مِن غَيرِ أن يَنقُصَ مِن اُجورِهِم شَيئاً».[1]

۳۶۷) تحف العقول: (امام حسین علیہ السلام سے) جہاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ: جہاد سنت ہے یا فرض؟ آپ نے فرمایا؛ جہاد کی چار قسمیں ہیں: اس کی دو قسم فرض ہیں، اور (تیسری) سنت جہاد ہے جو سوائے فرض کے ساتھ انجام نہیں پائے گی اور (چوتھی قسم) جو وہ جہاد ہے جو (بالکل) سنت ہے فرض جہاد کی پہلی قسم، اپنے نفس سے انسان کا جہاد کرنا گناہوں سے دور ہونے کے لئے اور یہ سب سے بزرگ جہاد ہے، (دوسری قسم) ان کافروں کے ساتھ جنگ

---

[1] تحف العقول: ص243 وراجع: الكافي: ج5 ص9 ح1 وتهذيب الأحكام: ج6 ص124 ح217 والخصال: ص240 ح89.

ہے جو تمہارے نزدیک ہیں، لیکن جو جہاد سنت ہے اور سوائے فرض جہاد کے ساتھ انجام نہیں پائے گی وہ باغی دشمن کے ساتھ جہاد ہے جو ساری امت پر واجب ہے اور اگر اس قسم کے لوگ انجام نہ دیں گے تو عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور یہ امت کے عذاب میں سے ہے، لیکن فقط امام پر سنت ہے کہ امت کے ساتھ دشمن کی طرف جائے، جنگ کرنے کے لئے، لیکن وہ جہاد جو (بالکل) سنت ہے وہ یہ ہے انسان اس کو انجام دے اور اکیلا کمال اور زندہ رہنے کے لئے جہاد کی کوشش کرے اور اس میں کوشش اعمال میں سے ہے کیوں کہ یہ سنت کو زندہ کرنا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی آدمی کسی سنت کا بنیاد رکھے تو اس کا اجر اور ان کا اجر جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے، اسی شخص کے لئے ہے، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کا ثواب کم ہو۔

6/2

الدَّعوَةُ إلَى الجِهادِ

جہاد کی طرف دعوت

368.وقعة صفّين .بَعدَ ذِكرِ كَلامِ أميرِ المُؤمِنينَ وَالحَسَنِ: ثُمَّ قامَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام خَطيبا ،فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ بِما هُوَ أهلُهُ، ثُمَّ قالَ: يا أهلَ الكوفَةِ، أنتُمُ الأَحِبَّةُ الكُرَماءُ، وَالشِّعارُ دونَ الدِّثارِ [1] ، جِدّوا في إحياءِ ما دَثَرَ بَينَكُم، وإسهالِ ما تَوَعَّرَ عَلَيكُم، وأُلفَةِ ما ذاعَ مِنكُم. ألا إنَّ الحَربَ شَرُّها ذَريعٌ، وطَعمُها فَظيعٌ، وهِيَ جُرَعٌ مُتَحَسّاةٌ [2] ، فَمَن أخَذَ لَها اُهبَتَها، وَاستَعَدَّ لَها عُدَّتَها، ولَم يَألَم كُلومَها [3] عِندَ حُلولِها؛ فَذاكَ صاحِبُها، ومَن عاجَلَها قَبلَ أوانِ فُرصَتِها وَاستِبصارِ سَعيِهِ فيها؛ فَذاكَ قَمَنٌ [4] ألّا يَنفَعَ قَومَهُ، وأن يُهلِكَ نَفسَهُ. نَسأَلُ اللهَ بِعَونِهِ أن يَدعَمَكُم بِأُلفَتِهِ. ثُمَّ

---

[1] الشِّعارُ: ما ولي الجَسَدَ من الثياب، والدِّثار: كلّ ما كان من الثياب فوق الشِّعار (الصحاح: ج2 ص699 «شعر» و ص655 «دثر»).

[2] الحُسوَةُ: الجُرعَةُ من الشراب ملء الفم ممّا يُحسى (يشرب) مرّة واحدة (مجمع البحرين: ج1 ص408 «حسا»).

[3] الكَلْمُ: الجِراحَةُ، والجمع كلوم (الصحاح: ج5 ص2023 «كلم»).

[4] قَمَنٌ و قَمِنٌ و قَمِينٌ: أي خليق وجدير (النهاية: ج4 ص111 «قمن»).

نَزَلَ. فَأَجابَ عَلِيّاً إِلَى السَّيرِ وَالجِهادِ جُلُّ النّاسِ.[1]

۳۶۸) وقعۃ صفین، میں علی علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کی گفتگو کے بعد آیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف وثنا کے جیسے حق تھا اسی طرح تعریف وثناء کی اس کے بعد فرمایا: اے کوفہ والو! آپ لوگ (ہمارے) دوست اور چاہنے والے ہو اور ہماری عزت ہو نہ کہ ذلت، اس کو زندہ کرنے کے لئے کوشش کرو جو تمہارے درمیان پرانہ ہو چکا ہے، اور جو تمہارے لئے مشکل ہے اس کو آسان بناؤ اور جو بکھر گیا ہے اس کو جمع کرو، ہاں جنگ مشکل کام ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور ایسا گھونٹ ہے جو مشکل سے اندر جاتا ہے جو بھی خود کو جنگ کے لئے تیار کرے اور اس کے لئے سامان تیار کرے اور اس کو زخم درد نہ دیں تو وہ جنگ کا مرد ہے اور جو بھی شخص جنگ کے لئے آگے بڑھے اس سے پہلے کہ اس کا وقت (موت) آجائے اور اس کے بغیر کہ جانتا ہو کہ اس کے لئے کون سا کام انجام دینا چاہئے، تو ایسا شخص قوم کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گا اور خود کو نقصان دے بیٹھے گا۔ خدا کی مدد سے اس سے چاہتے ہیں کہ اپنی محبت (ڈال کر) تم کو مضبوط اور سیدھا بنائے، پھر نازل ہوئے اور اکثر لوگوں نے علی علیہ السلام کی دعوت کو جہاد پر چلنے کے لئے قبول کیا۔

6/3

مَن ثَبَتَ مَعَ النَّبِيِّ يَومَ حُنَينٍ

جنگ حنین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے

369. تاريخ دمشق عن محمّد بن عثمان بن أبي حرملة مولى بن كان مِمَّن ثَبَتَ مَعَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله يَومَ حُنَينٍ: العَبّاسُ، وعَلِيٌّ عليه السلام، وأبو سُفيانَ بنُ الحارِثِ، وعَقيلُ بنُ أبي طالِبٍ، وعَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ، وَالزُّبَيرُ بنُ العَوّامِ، وأُسامَةُ بنُ زَيدٍ.[2]

۳۶۹) تاریخ دمشق میں محمد بن عثمان بن ابی حرملہ سے نقل ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے عباس (بن عبد المطلب) علی، ابوسفیان بن حارث، عقیل بن ابی طالب، عبد اللہ بن

[1] وقعة صفّين: ص114، بحار الأنوار: ج32 ص404؛ شرح نهج البلاغة: ج3 ص184.
[2] تاريخ دمشق: ج41 ص15، كنز العمّال: ج10 ص542 ح30214 و30215 وراجع: الإصابة: ج4 ص77 الرقم 4699.

زبیر عبد المطلب، زبیر بن عوام اور اسامہ بن زید تھے۔

6/4

كَراهَةُ الاِبتِداءِ بِالقِتالِ

جنگ کی شروعات سے نفرت کرنا

370.تاريخ الطبريّ عن الضحّاك المشرقيّ عن الحسين عليه. في جوابِ مُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ لَمّا قالَ لَهُ: لا تَرمِهِ، فَإِنّي أَكرَهُ أن أبدَأَهُم.[1]

۳۷۰) تاریخ طبری میں ضحاک مشرقی سے نقل ہے: مسلم بن عوسجہ نے اس (امام حسین علیہ السلام) سے کہا؛ کیا شمر کو جو میرے تیر کے نشان پر کھڑا ہے اور تیر بھی سیدھا جا کر اسی کو لگے گا، تیر نہ ماروں کیونکہ یہ شخص فاسق ہے اور تکبر والا ہے؟

امامؑ نے فرمایا؛ اسے تیر نہ مارو کیونکہ مجھے پسند نہیں ہے کہ ان سے جنگ کرنے کی شروعات کرنے والا میں بنوں۔

371.تاريخ الطبري عن عقبة بن سمعان. بَعدَ أن ذَكَرَ تَضييقَ الحُرِّ وأصحابِهِ عَلَى: فَقالَ لَهُ زُهَيرُ بنُ القَينِ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، إنَّ قِتالَ هؤُلاءِ أهوَنُ مِن قِتالِ مَن يَأتينا مِن بَعدِهِم، فَلَعَمري لَيَأتينا مِن بَعدُ مَن تَرى ما لا قِبَلَ لَنا بِهِ. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ: ما كُنتُ لِأَبدَأَهُم بِالقِتالِ.[2]

۳۷۱) تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے نقل ہے: اس بیان کے بعد کہ حر اور اسکے ساتھیوں نے راستہ تنگ کیا، تو زھیر بن قین نے اس سے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند، ان کے ساتھ جنگ کرنا ان کے بعد آنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے سے آسان ہے، مجھے اپنی جان کی قسم اس کے بعد آپ دیکھیں گے وہ لوگ آئیں گے جن سے ہم مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

---

[1] تاريخ الطبري: ج 5 ص 424، أنساب الأشراف: ج 3 ص 396؛ الإرشاد: ج 2 ص 96، إعلام الورى: ج1 ص 458، بحار الأنوار: ج45 ص5.

[2] تاريخ الطبري: ج5 ص409؛ الإرشاد: ج2 ص84.

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ میں ان کے ساتھ جنگ کو شروعات نہیں کروں گا۔

6/5

الخُدعَةُ فِي الحَربِ

جنگ میں فریب دینا

372.مسند البزّار عن المسيّب بن نجبة عن الحسين بن عليّ الحَربُ خُدعَةٌ.[1]

۳۷۲) مسند البزار میں مسیب بن نجبہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: جنگ یعنی دھوکا (فریب)۔

6/6

قِتالُ النّاكِثينَ

بیعت توڑنے والوں (ناکثین) کے ساتھ جنگ

373.الأمالی بإسناده عن الإمام الحسين عليه السلام: لَمّا تَوَجَّهَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام مِنَ المَدينَةِ إلَى النّاكِثينَ بِالبَصرَةِ نَزَلَ الرَّبَذَةَ: فَلَمّا ارتَحَلَ مِنها لَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ خَليفَةَ الطّائِيُّ. وقَد نَزَلَ بِمَنزِلٍ يُقالُ لَهُ: قُدَيدٌ. فَقَرَّبَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام. فَقالَ لَهُ عَبدُ اللهِ: الحَمدُ للهِ الَّذي رَدَّ الحَقَّ إلى أهلِهِ ووَضَعَهُ في مَوضِعِهِ، كَرِهَ ذلِكَ قَومٌ أو سُرّوا بِهِ. فَقَد وَاللهِ كَرِهوا مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله ونابَذوهُ وقاتَلوهُ. فَرَدَّ اللهُ كَيدَهُم في نُحورِهِم، وجَعَلَ دائِرَةَ السَّوءِ عَلَيهِم. ووَاللهِ لَنُجاهِدَنَّ مَعَكَ في كُلِّ مَوطِنٍ حِفظاً لِرَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. فَرَحَّبَ بِهِ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام وأجلَسَهُ إلى جَنبِهِ. وكانَ لَهُ حَبيباً ووَلِيّاً. وأخَذَ يُسائِلُهُ عَنِ النّاسِ، إلى أن سَأَلَهُ عَن أبي موسَى الأَشعَرِيِّ، فَقالَ: وَاللهِ ما أنَا أثِقُ بِهِ، ولا آمَنُ عَلَيكَ خِلافَهُ إن

---

[1] البزّار: ج4 ص187 ح1344 عن المسيّب بن نجبة، مجمع الزوائد: ج5 ص577 ح9630.

وَجَدَ مُساعِدا عَلی ذلِكَ! فَقالَ لَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: وَاللّهِ ما كانَ عِندی مُؤتَمَنا ولا ناصِحا، ولَقَد كانَ الَّذينَ تَقَدَّمونِي استَولَوا عَلی مَوَدَّتِهِ ووَلَّوهُ وسَلَّطوهُ بِالإِمرَةِ عَلَى النّاسِ، ولَقَد أرَدتُ عَزلَهُ فَسَأَلَنِيَ الأَشتَرُ فيهِ أن اُقِرَّهُ فَأَقرَرتُهُ عَلی كُرهٍ مِنّي لَهُ، وتَحَمَّلتُ[1] عَلی صَرفِهِ مِن بَعدُ. قالَ: فَهُوَ مَعَ عَبدِ اللّهِ في هذا ونَحوِهِ، إذ أقبَلَ سَوادٌ كَثيرٌ مِن قِبَلِ جِبالِ طَيٍّ، فَقالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: اُنظُروا ما هذَا السَّوادُ؟ فَذَهَبَتِ الخَيلُ تَركُضُ، فَلَم تَلبَث أن رَجَعَت، فَقيلَ: هذِهِ طَيِّءٌ قَد جاءَتكَ تَسوقُ الغَنَمَ وَالإِبِلَ وَالخَيلَ، فَمِنهُم مَن جاءَكَ بِهَداياهُ وكَرامَتِهِ، ومِنهُم مَن يُريدُ النُّفورَ مَعَكَ إلی عَدُوِّكَ. فَقالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: جَزَی اللّهُ طَيّا خَيرا «وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَهِدِينَ عَلَى الْقَعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا»[2]. فَلَمّا انتَهَوا إلَيهِ سَلَّموا عَلَيهِ. قالَ عَبدُ اللّهِ بنُ خَليفَةَ: فَسَرَّني وَاللّهِ ما رَأَيتُ مِن جَماعَتِهِم وحُسنِ هَيئَتِهِم، وتَكَلَّموا فَأَقَرّوا، وَاللّهِ ما رَأَيتُ بِعَيني خَطيبا أبلَغَ مِن خَطيبِهِم. وقامَ عَدِيُّ بنُ حاتِمٍ الطّائِيُّ فَحَمِدَ اللّهَ وأثنی عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ فَإِنّي كُنتُ أسلَمتُ عَلی عَهدِ رَسولِ اللّهِ صلى الله عليه وآله، وأدَّيتُ الزَّكاةَ عَلی عَهدِهِ، وقاتَلتُ أهلَ الرِّدَّةِ مِن بَعدِهِ، أرَدتُ بِذلِكَ ما عِندَ اللّهِ، وعَلَى اللّهِ ثَوابُ مَن أحسَنَ وَاتَّقی، وقَد بَلَغَنا أنَّ رِجالاً مِن أهلِ مَكَّةَ نَكَثوا بَيعَتَكَ، وخالَفوا عَلَيكَ ظالِمينَ، فَأَتَيناكَ لِنَنصُرَكَ بِالحَقِّ، فَنَحنُ بَينَ يَدَيكَ، فَمُرنا بِما أحبَبتَ، ثُمَّ أنشَأَ يَقولُ:

ونَحنُ نَصَرنَا اللّهَ مِن قَبلِ ذاكُم وأنتَ بِحَقٍّ جِئتَنا فَستُنصَرُ
سَنَكفيكَ دونَ النّاسِ طُرّا بِأَسرِنا وأنتَ بِهِ مِن سائِرِ النّاسِ أجدَرُ

فَقالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: جَزاكُمُ اللّهُ مِن حَيٍّ عَنِ الإِسلامِ وأهلِهِ خَيرا، فَقَد أسلَمتُم طائِعينَ، وقاتَلتُمُ المُرتَدّينَ، ونَوَيتُم نَصرَ المُسلِمينَ. وقامَ سَعيدُ بنُ عُبَيدٍ البُحتُرِيُّ مِن بَني بُحتُرٍ، فَقالَ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، إنَّ مِنَ النّاسِ مَن يَقدِرُ أن يُعَبِّرَ بِلِسانِهِ عَمّا في قَلبِهِ، ومِنهُم مَن لا يَقدِرُ أن يُبَيِّنَ ما يَجِدُهُ في نَفسِهِ بِلِسانِهِ، فَإِن تَكَلَّفَ ذلِكَ شَقَّ عَلَيهِ، وإن سَكَتَ عَمّا في قَلبِهِ بَرِحَ[3]

---

[1] في بحار الأنوار والأمالي للطوسي: «وعملت» بدل «وتحمّلت».
[2] النساء: 95.
[3] برِحَ به: شَقّ عليه، والتبريح: المشقّة والشِدّة (النهاية: ج1 ص113 «برح»).

بِهِ الهَمُّ وَالبَرَمُ [١]، وإنّي وَاللهِ ما كُلُّ ما في نَفسي أقدِرُ أن أُؤَدِّيَهُ إلَيكَ بِلِساني، ولكِن وَاللهِ لَأُجهَدَنَّ عَلى أن أُبَيِّنَ لَكَ وَاللهُ وَلِيُّ التَّوفيقِ. أمّا أنَا فَإِنّي ناصِحٌ لَكَ فِي السِّرِّ وَالعَلانِيَةِ، ومُقاتِلٌ مَعَكَ الأَعداءَ في كُلِّ مَوطِنٍ، وأرى لَكَ مِنَ الحَقِّ ما لَم أكُن أراهُ لِمَن كانَ قَبلَكَ، ولا لِأَحَدٍ اليَومَ مِن أهلِ زَمانِكَ، لِفَضيلَتِكَ فِي الإِسلامِ وقَرابَتِكَ مِنَ الرَّسولِ، ولَن اُفارِقَكَ أبَداً حَتّى تَظفَرَ أو أموتَ بَينَ يَدَيكَ.
فَقالَ لَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: يَرحَمُكَ اللهُ، فَقَد أدّى لِسانُكَ ما يُجِنُّ ضَميرُكَ لَنا. ونَسأَلُ اللهَ أن يَرزُقَكَ العافِيَةَ ويُثيبَكَ الجَنَّةَ. وتَكَلَّمَ نَفَرٌ مِنهُم... ثُمَّ ارتَحَلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام فَاتَّبَعَهُ مِنهُم سِتُّمِئَةِ رَجُلٍ حَتّى نَزَلَ ذاقارٍ [٢]، فَنَزَلَها في ألفٍ وثَلاثِمِئَةِ رَجُلٍ. [٣]

۳۷۳) امالی مفید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: جب علی علیہ السلام مدینے سے بصرہ میں موجود بیعت توڑنے والوں کی طرف گئے تو ربذہ میں رکے اور جب وہاں سے چلے تو عبد اللہ نے بن خلیفہ طائی جو قدیہ میں آیا ہوا تھا، اس کو دیکھا اور اپنے پاس بلالیا،

عبد اللہ نے علی علیہ السلام سے کہا؛ تعریف اس خدا کی جس نے حق اپنے اہل کو واپس کیا اور اپنی لائق جگہ پر رکھا چاہے کوئی راضی ہو یا نہ راضی ہو۔

خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی راضی نہیں تھے، اور اس سے دشمنی کی اور ان سے جنگ کی اور خدا نے بھی ان کے فریب کو ان کی ہی گردن میں ڈال دیا اور زمانے کی سختی ان پر ڈال دی، خدا کی قسم، آپ کے ساتھ ہو کر ہر جگہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (سنت) کو بچانے کے لئے، جنگ کریں گے۔

علی علیہ السلام نے اسے جو کہ امام کا چاہنے والا اور ساتھی تھا، خوش آمدید کہا، اور اسے اپنے نزدیک بٹھایا اور لوگوں کے (حالات) کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ پوچھتے پوچھتے ابوموسیٰ اشعری تک پہنچے،

عبد اللہ نے کہا؛ خدا کی قسم، مجھے اس پر اعتماد نہیں اور مجھے اطمینان نہیں ہے کیونکہ اگر اس کو ساتھی مل گئے تو آپ کے ساتھ مخالفت کرنے سے دوری اختیار نہیں کرے گا۔

---

[١] بَرِمَ به: إذا سَئِمَهُ ومَلّهُ (النهاية: ج1 ص121 «برم»).

[٢] ذوقار: ماء لبكر بن وائل قريب من الكوفة بينها وبين واسط (معجم البلدان: ج4 ص293).

[٣] الأمالي للمفيد: ص295 ح6، الأمالي للطوسي: ص70 ح103 نحوه وكلاهما عن جابر بن يزيد الجعفي عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام، بحار الأنوار: ج32 ص101 ح72.

علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ خدا کی قسم میرے نزدیک بھی امین اور خیر خواہ نہیں ہے، جو مجھ سے پہلے تھے وہ اس کو زیادہ چاہتے تھے اور اسے لوگوں پر حاکم بنایا، میں نے اس کو ہٹانا چاہا لیکن (مالک) اشعر نے مجھ سے کہا کہ اسے چھوڑ دو، اس کے باوجود یہ کہ میں اس کو پسند کرتا تھا پھر بھی اس کو باقی رکھا اور اس کو آئندہ ہٹانے کے بارے میں برداشت کیا۔

امام علیہ السلام، عبداللہ کے ساتھ اسی گفتگو میں تھے کہ طی کے صحرا سے ایک بڑا گروہ آیا، علی علیہ السلام نے فرمایا؛ دیکھوا س گروہ والے کون ہیں؟ سوار افراد جلدی گئے اور دیر نہیں ہوئی کہ واپس ہوئے اور کہا گیا؛ یہ طے قبیلے (سے) ہیں جو آپ کے لئے گوسفند، اونٹ اور گھوڑا لے کر آرہے ہیں اور ان میں سے بعض نے آپ کے لئے تحفے اور قیمتی چیزیں لائی ہیں اور بعض آپ کے ساتھ، دشمن کی جانب چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں،

علی علیہ السلام نے فرمایا؛ خدا طے (قبیلے) کو جزاء (خیر) دے، خدا نے جہاد کرنے والوں کو، بیٹھنے والوں پر فضیلت دی ہے اور بڑا ثواب معین کیا ہے

جب یہ امام علیہ السلام تک پہنچے تو سلام کیا، عبداللہ بن خلیفہ نے کہا؛

خدا کی قسم، اس گروہ کو اور ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر میں خوش ہوا ہوں۔ انہوں نے باتیں کی اور بہتر سمجھایا۔

خدا کی قسم! اپنی نگاہوں میں ان سے زیادہ کوئی بلیغ تقریر کرنے والا میں نے نہیں دیکھا،

عدی بن حاتم طائی اٹھا اور خدا کی حمد وثنا کے بعد کہا: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا اور اسی زمانے میں میں نے زکوٰۃ بھی دی تھی اور اس کے بعد مرتد لوگوں سے جنگ بھی کی اور ان کاموں سے میرا مقصد ثواب حاصل کرنا تھا، اور نیک و پرہیز گار لوگوں کا اجر خدا کے ذمہ ہے۔

ہمیں پتہ چلا ہے کہ مکہ کے کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت کی خلاف ورزی کی ہے اور برے انداز میں آپ کی مخالفت کی ہے، ہم آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ حق کے ساتھ آپ کی مدد کریں اور ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، جو بھی چاہیں آپ ہمیں حکم دیں، پھر یہ شعر پڑھا: ہم نے اس سے پہلے بھی خدا کی مدد کی تھی اور آپ ہمارے پاس آئے ہیں بس جلدی میں آپ کی مدد کی جائے گی۔ ہم اکیلے ہی سارے لوگوں کی جگہ بھر دیں گے اور آپ تو سب سے زیادہ حقدار ہیں،

اس وقت علی علیہ السلام نے فرمایا؛ خدا، آپ (کے قبیلے) کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے نیک جزاء دے کہ اطاعت کرتے ہوئے مسلمان ہوئے اور مرتد لوگوں کے ساتھ تم نے جنگ کی اور مسلمانوں کی مدد کا ارادہ کیا۔

سعید بن عبید بختری، بنی بختر قبیلے سے اٹھا اور کہا؛ اے امیر المومنینؑ کچھ لوگ اپنے اندر کی بات زبان پر لانا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ اپنے اندکی بات کا اظہار نہیں کر سکتے ہیں اگر مشکل سے یہ کام کرے تو اس کے لئے مشکل ہے اور اگر اندر کا اظہار کرے تو اس کا غم و پریشانی بڑھ جائے گا۔ خدا کی قسم، میں ساری ان باتوں کو جو میرے دل میں ہیں اپنی زبان پر نہیں لاسکتا ہوں، لیکن خدا کی قسم، کوشش کرتا ہوں تا کہ آپ کے لئے واضح کروں اور کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے، لیکن میں اندر اور باہر سے آپ کا خیر خواہ ہوں و جہاں بھی ہوگا وہاں آپ کے دشمنوں سے جنگ کرونگا اور آپ کے لئے ایسے حق کا قائل ہوں۔ آپ سے زیادہ کسی کا قائل نہیں ہوں اور اس زمانے میں بھی کسی کے لئے قائل نہیں ہوں اس فضیلت کی خاطر جو آپ کے لئے اسلام میں ہے اور جو رشتہ داری ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ سے بالکل اس وقت جدا نہیں ہوں گا جب تک کامیاب نہ جاؤں یا آپ کے سامنے آ کر مر نہ جاؤں،

علی علیہ السلام نے فرمایا؛ تیرا خدا تجھے معاف کرے، تیری زبان سے تیرے اندر جو ہماری محبت تھی اس کا اظہار کیا اور ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے عافیت دے اور جنت کی جزا دے، ان میں سے کچھ نے بات کی،

پھر علی علیہ السلام چلنے لگے اور طی قبیلے کے ۶۰۰ افراد بھی علی علیہ السلام کے پیچھے چلنے لگے، یہاں تک کہ ذی قار میں پہنچے۔

6/7

وَضعُ الجِهادِ عَنِ النِّساءِ

عورتوں سے جہاد کا ختم ہوجانا

374.الأمالی بإسناده عن الحسين عليه السلام. فيما قالَهُ لِأُمِّ وَهبٍ لَمّا قُتِلَ ابنُها و: يا أُمَّ وَهبٍ! اِجلِسي، فَقَد وَضَعَ اللهُ الجِهادَ عَنِ النِّساءِ، إنَّكِ وَابنَكِ مَعَ جَدّي مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله في الجَنَّةِ.[1]

۳۷۴) امالی صدوق میں ہے :ام وھب نے عاشور کے دن بیٹے کی شہادت کے بعد بیٹے کی تلوار اٹھائی او رجنگ کے لئے چلی، امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے ام وہب، بیٹھو کیوں کہ خدا نے عورتوں پر جہاد واجب نہیں کیا ہے، تو اور تیرا بیٹا جنت میں، میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو۔

---

[1] الأمالی للصدوق: ص 225 ح 239 عن عبد الله بن منصور عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، روضة الواعظين: ص207، بحار الأنوار: ج44 ص320.

6/8

الشَّهادَةُ الحُكمِيَّةُ

جو چیز شہادت کے حکم میں ہے

375.مسند ابن حنبل عن زيد بن عليّ بن الحسين عن أبيه عن قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن قُتِلَ دونَ مالِهِ فَهُوَ شَهيدٌ.[1]

۳۷۵) مسند ابن حنبل زید بن علی نے اپنے بابا امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جوبھی آدمی اپنے مال (کی حفاظت میں) مارا جائے وہ شہید ہے۔

376.مسند أبي يعلى عن زيد بن عليّ بن حسين عن أبيه عن ج قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن قُتِلَ دونَ حَقِّهِ فَهُوَ شَهيدٌ.[2]

۳۷۶) مسند ابی یعلی میں زید بن علی نے اپنے بابا امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جوبھی آدمی اپنا حق (لینے) کی وجہ سے قتل ہوجائے، وہ شہید ہے۔

الفصل السّابِعُ: الخمس والزّكاة

ساتویں فصل: خمس اور زکوٰۃ

377.معاني الأخبار عن زيد بن عليّ عن أبيه عليّ بن الحس: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: العَجماءُ[3]

---

[1] مسند ابن حنبل: ج1 ص171 ح 590، تاريخ بغداد: ج14 ص273 ح 7564.

[2] مسند أبي يعلى: ج6 ص179 ح 6742.

[3] العَجماء: البَهيمة، سمّيت به لأنّها لا تتكلّم (النهاية: ج3 ص187 «عجم»).

جُبارٌ[۱]، وَالبِئرُ جُبارٌ، وَالمَعدِنُ جُبارٌ، وفِي الرِّكازِ[۲] الخُمُسُ.[۳]

۳۷۷) معانی الاخبار میں زید بن علی نے اپنے بابا زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیوان پر خیانت کرنا (کہ جس کا اختیار انسان کے ہاتھ میں نہ ہو اس حیوان کو ضائع کرنے کے برابر ہے) ضایع ہے (اور جس کی خسارت کا کوئی بھی ذمہ وار نہیں ہے اور کنویں میں گرنا اور معدن (بغیر اس کے کہ اس کے مالک کی دخالت ہو) ضائع کرنے کے برابر ہے اور معادن (خزانوں) پر خمس ہے۔

378. صحیح البخاری عن الزهری: أخبَرَنی عَلِیُّ بنُ الحُسَینِ أنَّ حُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیهما السلام أخبَرَهُ أنَّ عَلِیّا علیه السلام قالَ: کانَت لی شارِفٌ[۴] مِن نَصیبی مِنَ المَغنَمِ یَومَ بَدرٍ، وکانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم أعطانی شارِفا مِنَ الخُمُسِ.[۵]

۳۷۸) صحیح بخاری میں زہری سے نقل ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس ایک بوڑھا مادہ اونٹ تھا، جو مجھے جنگ بدر سے حصہ میں ملا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے خمس کے طور پر دیا۔

379. دعائم الإسلام عن الإمام الحسین علیه السلام: زَکاةُ الفِطرِ عَلی کُلِّ حاضِرٍ وبادٍ[۶].[۷]

۳۸۹) دعائم الاسلام میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: زکوٰۃ فطرہ ہر شہر والے اور گاؤں والے شخص پر واجب ہے۔

---

[۱] جُبار: الهَدَرُ، یعنی لا غَرَمَ فیه (مجمع البحرین: ج1 ص268 «جبر»).

[۲] الرِّکزَةُ: القِطعة من جواهر الأرض المرکوزة فیها، والجمع: رِکاز (النهایة: ج2 ص258 «رکز»).

[۳] معانی الأخبار: ص303 ح1، بحار الأنوار: ج96 ص190 ح5. یقسّم الخمس ستّة أسهم. ثلاثة منها لرسول الله صلی الله علیه وسلم.

[۴] الشّارِفُ: الناقَةُ المُسِنَّة (النهایة: ج2 ص462 «شرف»).

[۵] صحیح البخاری: ج3 ص1125 ح2925 و ج4 ص1470 ح3781، صحیح مسلم: ج3 ص1569 الرقم 2، سنن أبی داوود: ج3 ص148 ح2986، السنن الکبری: ج6 ص555 ح12956، السیرة النبویّة لابن کثیر: ج2 ص541، البدایة والنهایة: ج3 ص345، کنز العمّال: ج5 ص502 ح13742.

[۶] الحاضر: المقیم فی المُدن والقُری، والبادی: المقیم بالبادیة (النهایة: ج1 ص398 «حضر»).

[۷] دعائم الإسلام: ج1 ص267، بحار الأنوار: ج96 ص110 ح16.

الفصل الثّامِنُ: الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر

آٹھویں فصل: امر بالمعروف ونہی عن المنکر

8/1

وُجوبُ النَّهيِ عَنِ المُنكَرِ

''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کا فرض ہونا

380.نوادر الأُصول عن الحسين بن عليّ عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: لا يَنبَغي لِعَينٍ مُؤمِنَةٍ تَرى أن يُعصَى اللهُ تَعالى فلا تُنكِرُ عَلَيهِ.[1]

۳۸۰) نوادر الاصول میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی آنکھ کے لیے یہ اچھی بات نہیں ہے کہ دیکھے کہ خدا کی نافرمانی ہورہی ہے اور وہ اس کو نہ روکے۔

381.الأمالي عن الحسين بن عليّ بن الحسين عن أبيه عن جد كانَ يُقالُ لا يَحِلُّ لِعَينٍ مُؤمِنَةٍ تَرَى اللهَ يُعصى فَتَطرِفُ حَتّى تُغَيِّرَهُ.[2]

۳۸۱) امالی طوسی میں حسین بن علی بن الحسین نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے: کہا گیا ہے کہ مومن کی آنکھ کے لئے یہ حق نہیں ہے کہ جب دیکھے خدا کی نافرمانی ہورہی ہو اور وہ ختم ہونے سے پہلے اس کو تبدیل ہونے کا نہ کہے۔

382.تاريخ الطبري عن عقبة بن أبي العيزار: قامَ حُسَينٌ عليه السلام بِذي حُسُمٍ[3]، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: إنَّهُ قَد نَزَلَ مِنَ الأَمرِ ما قَد تَرَونَ، وإنَّ الدُّنيا قَد تَغَيَّرَت وتَنَكَّرَت وأدبَرَ مَعروفُها

---

[1] نوادر الأُصول: ج1ص66، كنز العمّال: ج3ص85 ح5614.

[2] الأمالي للطوسي: ص55 ح75، تنبيه الخواطر: ج2ص179، بحار الأنوار: ج100ص77 ح28.

[3] ذو حُسُم: موضعٌ بالبادية (تاج العروس: ج16ص151 «حسم»). موضع في الطريق إلى الكوفة نزله الحسين عليه السلام ولقيه فيه الحرّ بن يزيد على عسكر ابن زياد.

وَاستَمَرَّت جِدّا، فَلَم يَبقَ مِنها إلاّ صُبابَةٌ[۱] كَصُبابَةِ الإناءِ، وخَسيسُ[۲] عَيشٍ كَالمَرعَى الوَبيلِ[۳]، ألا تَرَونَ أنَّ الحَقَّ لا يُعمَلُ بِهِ، وأنَّ الباطِلَ لا يُتَناهى عَنهُ، لِيَرغَبِ المُؤمِنُ في لِقاءِ اللهِ مُحِقّا، فَإِنّي لا أرَى المَوتَ إلاّ سعادَةً[۴]، ولاَ الحَياةَ مَعَ الظّالِمينَ إلاّ بَرَما[۵].[۶]

۳۸۲) تاریخ طبری میں عقبہ بن ابی عیزار سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام مقام ذی حسم[۷] میں کھڑے ہو گئے اور خدا کی حمد و تعریف کے بعد فرمایا: یہ جو کچھ دیکھ رہے ہو، ایسا مسئلہ ہے جو نازل ہوا ہے اور دنیا کو تبدیل ہو کر بری ہو گئی ہے اور اس کی نیکی نے رخ تبدیل کر دیا ہے اور یہ حالت ایسے آگے آگے چل رہی ہے کہ جیسے پانی کا قطرہ جو ظرف کے اندر بچ جائے اور پست زندگی کے مانند جس سے تھوڑا کچھ باقی نہ رہا ہو۔ کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں کیا جا رہا اور باطل سے منہ نہیں موڑا جا رہا؟ (ایسے حالات میں) مومن کو حق کی راہ میں خدا کے ساتھ ملاقات (موت) کا شوق کرنا چاہیئے میں موت کو فقط سعادت اور نیکی سمجھتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندگی کو فقط ذلت سمجھتا ہوں۔

8/2

الرّاضي بِفِعلِ قَومٍ كَالدّاخِلِ مَعَهُم

ایک گروہ کے کام پر راضی رہنا، اسکے ساتھ شریک ہونے کے برابر ہے

383. مسند أبي يعلى عن يوسف الصبّاغ عن الحسين عليه السلام. ولا أعلَمُهُ إلاّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: مَن

---

[۱] الصُّبابَةُ: البَقِيَّةُ اليَسيرةُ من الشراب في أسفل الإناء (النهاية: ج 3 ص 5 «صبب»).

[۲] الخسيس: الدنيء (النهاية: ج 2 ص 31 «خسس»).

[۳] الوَبيلُ من المرعى: الوَخِيمُ، وأرض وَبيلةٌ: وَخِيمَةُ المَرتَعِ وَبيئَةٌ (تاج العروس: ج 15 ص 769 «وبل»).

[۴] في المصدر: «شهادة» بدل «سعادة»، والتصويب من سائر المصادر.

[۵] بَرَما: مصدر بَرِمَ به إذا سَئِمَهُ ومَلَّهُ (النهاية: ج 1 ص 121 «برم»).

[۶] تاريخ الطبري: ج 5 ص 403، المعجم الكبير: ج 3 ص 114 ح 2842 عن محمّد بن الحسن، تاريخ دمشق: ج 14 ص 217؛ الملهوف: ص 138، تحف العقول: ص 245، الأمالي للشجري: ج 1 ص 161 عن محمّد بن حسن نحوه، بحار الأنوار: ج 44 ص 192 ح 4.

[۷]

شَهِدَ أمراً فَكَرِهَهُ كانَ كَمَن غابَ عَنهُ، ومَن غابَ عَن أمرٍ فَرَضِيَ بِهِ كانَ كَمَن شَهِدَهُ.[۱]

۳۸۳) مسند ابی یعلی میں یوسف صباح نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی شخص کسی کام کو دیکھ رہا ہو اس کو پسند نہ کرتا ہو، وہ ایسے شخص کی طرح ہے جو حاضر نہیں ہے اور جو شخص کسی کے کام کو نہ دیکھے لیکن اس سے راضی ہو وہ ایسے ہے جیسا کہ خود حاضر ہوا ہو۔

8/3

خُطبَةُ الإمامِ فِي الأَمرِ بِالمَعروفِ وَالنَّهيِ عَنِ المُنكَرِ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں امام علیہ السلام کا خطبہ

384. تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام في الأَمرِ بِالمَعروفِ وَالنَّهيِ عَنِ المُنكَرِ: إعتَبِروا أيُّهَا النّاسُ بِما وَعَظَ اللهُ بِهِ أولِياءَهُ مِن سوءِ ثَنائِهِ عَلَى الأَحبارِ[۲]، إذ يَقولُ: «لَوْلاَ يَنْهَاهُمُ الرَّبَّنِيُّونَ[۳] وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ»[۴]، وقالَ: «لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن بَنِى إِسْرَ ءِيلَ» إلى قَولِهِ: «لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ»[۵]، وإنَّما عابَ اللهُ ذٰلِكَ عَلَيهِم لِأَنَّهُم كانوا يَرَونَ مِنَ الظَّلَمَةِ الَّذينَ بَينَ أظهُرِهِمُ المُنكَرَ وَالفَسادَ فَلا يَنهَونَهُم عَن ذٰلِكَ، رَغبَةً فيما كانوا يَنالونَ مِنهُم، ورَهبَةً مِمّا يَحذَرونَ، وَاللهُ يَقولُ: «فَلاَ تَخْشَوُاْ النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ»[۶]، و قالَ: «وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ»[۷]. فَبَدَأَ اللهُ بِالأَمرِ بِالمَعروفِ وَالنَّهيِ عَنِ

---

[۱] مسند أبي يعلى: ج6 ص182 ح6752، كنز العمّال: ج3 ص83 ح5602.

[۲] الحِبر والحَبر: العالِم، ذمّيّا كانَ أو مسلما، بعد أن يكون من أهل الكتاب. وقال الجوهري: هو واحِد أحبارِ اليهود، وبالكسر أفصح (اُنظر: لسان العرب: ج4 ص157 «حبر»).

[۳] الرَّبّاني: المتألِّهُ العارف بالله تعالى (الصحاح: ج1 ص130 «ربب»).

[۴] المائدة: 63.

[۵] المائدة: 78 و 79.

[۶] التوبة: 71.

[۷] التوبة: 71.

المُنكَرِ فَريضَةً مِنهُ، لِعِلمِهِ بِأَنَّها إذا اُدِّيَت واُقيمَتِ استَقامَتِ الفَرائِضُ كُلُّها، هَيِّنُها وصَعبُها، وذلِكَ أنَّ الأَمرَ بِالمَعروفِ وَالنَّهيَ عَنِ المُنكَرِ دُعاءٌ إلَى الإِسلامِ مَعَ رَدِّ المَظالِمِ ومُخالَفَةِ الظّالِمِ، وقِسمَةِ الفَيءِ وَالغَنائِمِ، وأخذِ الصَّدَقاتِ مِن مَواضِعِها، ووَضعِها في حَقِّها. ثُمَّ أنتُم أيَّتُهَا العِصابَةُ، عِصابَةٌ بِالعِلمِ مَشهورَةٌ، وبِالخَيرِ مَذكورَةٌ، وبِالنَّصيحَةِ مَعروفَةٌ، وبِاللهِ في أنفُسِ النّاسِ مَهابَةٌ، يَهابُكُمُ الشَّريفُ، ويُكرِمُكُمُ الضَّعيفُ، ويُؤثِرُكُم مَن لا فَضلَ لَكُم عَلَيهِ ولا يَدَ لَكُم عِندَهُ، تَشفَعونَ فِي الحَوائِجِ إذَا امتُنِعَت مِن طُلّابِها، وتَمشونَ فِي الطَّريقِ بِهَيبَةِ المُلوكِ وكَرامَةِ الأَكابِرِ، أَلَيسَ كُلُّ ذلِكَ إنَّما نِلتُموهُ بِما يُرجى عِندَكُم مِنَ القِيامِ بِحَقِّ اللهِ، وإن كُنتُم عَن أكثَرِ حَقِّهِ تُقَصِّرونَ! فَاستَخفَفتُم بِحَقِّ الأَئِمَّةِ، فَأَمّا حَقَّ الضُّعَفاءِ فَضَيَّعتُم، وأمّا حَقَّكُم بِزَعمِكُم فَطَلَبتُم، فَلا مالاً بَذَلتُموهُ، ولا نَفساً خاطَرتُم بِها لِلَّذي خَلَقَها، ولا عَشيرَةً عادَيتُموها في ذاتِ اللهِ، أنتُم تَتَمَنَّونَ عَلَى اللهِ جَنَّتَهُ ومُجاوَرَةَ رُسُلِهِ وأماناً مِن عَذابِهِ! لَقَد خَشيتُ عَلَيكُم أيُّهَا المُتَمَنّونَ عَلَى اللهِ أن تَحُلَّ بِكُم نَقِمَةٌ مِن نَقِماتِهِ، لِأَنَّكُم بَلَغتُم مِن كَرامَةِ اللهِ مَنزِلَةً فُضِّلتُم بِها، ومَن يُعرَفُ بِاللهِ لا تُكرِمونَ، وأنتُم بِاللهِ في عِبادِهِ تُكرَمونَ، وقَد تَرَونَ عُهودَ اللهِ مَنقوضَةً فَلا تَفزَعونَ، وأنتُم لِبَعضِ ذِمَمِ آبائِكُم تَفزَعونَ، وذِمَّةُ رَسولِ اللهِ ﷺ مَحقورَةٌ، وَالعُميُ وَالبُكمُ وَالزَّمنى[1] فِي المَدائِنِ مُهمَلَةٌ لا تَرحَمونَ، ولا في مَنزِلَتِكُم تَعمَلونَ، ولا مَن عَمِلَ فيها تُعينونَ، وبِالإِدِّهانِ وَالمُصانَعَةِ عِندَ الظَّلَمَةِ تَأمَنونَ، كُلُّ ذلِكَ مِمّا أمَرَكُمُ اللهُ بِهِ مِنَ النَّهيِ وَالتَّناهي وأنتُم عَنهُ غافِلونَ، وأنتُم أعظَمُ النّاسِ مُصيبَةً لِما غُلِبتُم عَلَيهِ مِن مَنازِلِ العُلَماءِ لَو كُنتُم تَشعُرونَ. ذلِكَ بِأَنَّ مَجارِيَ الاُمورِ وَالأَحكامِ عَلى أيدِي العُلَماءِ بِاللهِ، الاُمَناءِ عَلى حَلالِهِ وحَرامِهِ، فَأَنتُمُ المَسلوبونَ تِلكَ المَنزِلَةَ، وما سُلِبتُم ذلِكَ إلّا بِتَفَرُّقِكُم عَنِ الحَقِّ، وَاختِلافِكُم فِي السُّنَّةِ بَعدَ البَيِّنَةِ الواضِحَةِ، ولَو صَبَرتُم عَلَى الأَذى وتَحَمَّلتُمُ المَؤونَةَ في ذاتِ اللهِ كانَت اُمورُ اللهِ عَلَيكُم تَرِدُ، وعَنكُم تَصدُرُ، وإلَيكُم تَرجِعُ، ولكِنَّكُم مَكَّنتُمُ الظَّلَمَةَ مِن مَنزِلَتِكُم، وأسلَمتُم[2] اُمورَ اللهِ في أيديهِم، يَعمَلونَ بِالشُّبُهاتِ، ويَسيرونَ فِي الشَّهَواتِ، سَلَّطَهُم عَلى ذلِكَ فِرارُكُم مِنَ المَوتِ، وإعجابُكُم بِالحَياةِ الَّتي

---

[1] الزَّمانَة: العاهة. يقال: هو زَمِنٌ، والجمع: زَمنى (اُنظر: القاموس المحيط: ج4 ص232 «زمن»).

[2] في المصدر: «واستسلمتم»، والتصويب من بحار الأنوار.

هِیَ مُفارِقَتُکُم، فَأَسلَمتُمُ الضُّعَفاءَ فی أیدیهِم، فَمِن بَینِ مُستَعبَدٍ مَقهورٍ، وبَینَ مُستَضعَفٍ عَلى مَعیشَتِهِ مَغلوبٍ. یَتَقَلَّبونَ فِی المُلكِ بِآرائِهِم، ویَستَشعِرونَ الخِزیَ بِأَهوائِهِم، اقتِداءً بِالأَشرارِ، وجُرأَةً عَلَى الجَبّارِ، فی كُلِّ بَلَدٍ مِنهُم عَلى مِنبَرِهِ خَطیبٌ یَصقَعُ[1]، فَالأَرضُ لَهُم شاغِرَةٌ[2]، وأیدیهِم فیها مَبسوطَةٌ، وَالنّاسُ لَهُم خَوَلٌ[3]، لا یَدفَعونَ یَدَ لامِسٍ، فَمِن بَینِ جَبّارٍ عَنیدٍ، وذی سَطوَةٍ عَلَى الضَّعَفَةِ شَدیدٍ، مُطاعٍ لا یَعرِفُ المُبدِئَ المُعیدَ. فَیا عَجَبا وما لی لا أعجَبُ! وَالأَرضُ مِن غاشٍّ غَشومٍ[4]، ومُتَصَدِّقٍ ظَلومٍ، وعامِلٍ عَلَى المُؤمِنینَ بِهِم غَیرِ رَحیمٍ، فَاللّهُ الحاكِمُ فیما فیهِ تَنازَعنا، وَالقاضی بِحُكمِهِ فیما شَجَرَ بَینَنا. اللّهُمَّ إنَّكَ تَعلَمُ أنَّهُ لَم یَكُن ما كانَ مِنّا تَنافُسا فی سُلطانٍ، ولَا التِماسا مِن فُضولِ الحُطامِ، ولكِن لِنُرِیَ المَعالِمَ مِن دینِكَ، ونُظهِرَ الإِصلاحَ فی بِلادِكَ، ویَأمَنَ المَظلومونَ مِن عِبادِكَ، ویُعمَلَ بِفَرائِضِكَ وسُنَنِكَ وأحكامِكَ، فَإِن لَم تَنصُرونا وتُنصِفونا قَوِیَ الظَّلَمَةُ عَلَیكُم، وعَمِلوا فی إطفاءِ نورِ نَبِیِّكُم، وحَسبُنَا اللّهُ وعَلَیهِ تَوَكَّلنا وإلَیهِ أنَبنا[5] وإلَیهِ المَصیرُ.[6]

۳۸۴) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام سے امر بالمعروف (نیکی کی دعوت) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) کے بارے میں آیا ہے کہ فرمایا: اے لوگو! خدا نے جس چیز کی نصیحت اپنے اولیاء (پیارے بندوں) کو کی ہے تم اس سے نصیحت حاصل کرو، جس طرح اس کے بارے میں غلط باتیں کی یہودیوں کے علماء نے کی کیونکہ خدا نے فرمایا:

وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ.

جھوٹ بولنے سے کیوں نہیں روکتے۔

اور فرمایا

---

[1] الخَطیبُ المِصقَعُ: أیالبلیغ الماهر فی خطبته الداعی إلى الفتن الذی یحرّض الناس علیها، والصّقع: رفع الصوت ومتابعته (النهایة: ج3ص42 «صقع»).

[2] شاغرة: أی واسعة (لسان العرب: ج4ص418 «شغر»).

[3] الخَوَل: مثال الخَدَم والحَشَم وزناً ومعنى (المصباح المنیر: ص184 «خول»).

[4] الغَشْمُ: الظُّلْمُ (الصحاح: ج5ص1996 «غشم»).

[5] الإنابة: الرجوع إلى الله بالتوبة (النهایة: ج5ص123 «نوب»).

[6] تحف العقول: ص237، بحار الأنوار: ج100ص79ح37.

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے ان پر داؤدؑ اور مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کی زبانی لعنت کی گئی یہ (لعنت ان پر پڑی تو صرف) اس وجہ سے کہ (ایک تو) ان لوگوں نے نافرمانی کی اور (پھر ہر معاملہ میں) حد سے بڑھ جاتے تھے۔ اور کسی بُرے کام سے جس کو ان لوگوں نے کیا باز نہ آتے تھے (بلکہ اس پر باوجود نصیحت اڑے رہتے) جو کام یہ لوگ کرتے تھے کیا ہی بُرا تھا۔

خدا نے ان کی مذمت کی ہے کیوں کہ ان کے درمیان ایسے ظالم لوگ موجود تھے جن میں برائی اور فساد آشکار تھا، لیکن ان چیز کی لالچ میں جو ظالم لوگ ان کو دیتے تھے اور اس کا خوف کا ہوسکتا ہے کہ وہ حصہ نہ مل سکے۔ ان ظالموں و نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) نہیں کرتے تھے۔

درحالانکہ خدا فرماتا ہے:

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

تم لوگ ان سے ڈرو نہیں اور صرف مجھ سے ڈرو

اور یہ بھی فرماتا ہے:

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ .

ان میں سے بعض کے بعض رفیق ہیں۔ لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں۔

خدا نے سب سے پہلا فرض کام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اس لئے قرار دیا کیوں کہ خدا جانتا تھا کہ اگر یہ فرض کام انجام پا گیا اور ادا ہو گیا تو باقی دوسرے مشکل اور آسان فرض انجام دینا آسان ہوجائے گا اور یہ اس لئے کیوں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کی طرف دعوت ہے، اس کے ساتھ کہ لوگوں کو حقوق واپس کئے جائیں اور ظالموں کی مخالفت کر کے عمومی آمدنی اور جنگ کی غنیمت کو تقسیم کیا جائے اور حقداروں سے زکوٰۃ لے کر اس کو دینی جگہوں میں خرچ کرنا، پھر اسے آپ متصل گروہ کے حوالے کریں، ایسا گروہ جو علم، نیکی اور امر بالمعروف کے بارے میں خیرخواہ ہو۔ خدا کے کرم سے لوگوں کے دل میں تم کو عزت ملی ہے بڑے اور بزرگ تم سے ڈرتے ہیں اور کمزور تمہارا احترام کرتے ہیں اور جس پر تم کو فضیلت نہیں ہے اور اس سے تم نے کوئی احسان نہیں کیا، وہ تم کو خود پر مقدم رکھتا ہے۔ جب بھی حاجتمند اپنی حاجت تک نہ پہنچ سکیں تو تم کو وسیلہ بناتے ہیں اور تم لوگ عزت کے بارے میں شہر کے سرداروں جیسی عزت اور

بزرگوں کی بزرگی کی طرح راستے میں قدم اٹھاتے ہو۔ کیا یہ سب کچھ اس وجہ سے نہیں ہے جو مقام تم کو ملا ہے اور لوگ تم سے خدا کے حق برپا کرنے کی امید رکھتے ہیں، اگرچہ تم میں سے اکثر لوگوں نے خدا کی حقوق کو قائم کرنے میں کوشش کی ہے، اپنے اماموں کے حق کو خوار سمجھا اور تم نے کمزور لوگوں کے حق کو برباد کیا۔ لیکن جس کو تم نے اپنا حق سمجھا اس کے پیچھے گئے نہ تم نے کوئی مال خرچ کیا ہے نہ ہی خدا کی راہ میں جان کو خطرہ میں ڈالا ہے اور نہ ہی خدا کے لئے کسی گروہ سے جنگ کی ہے۔ (اس کے باجود) تم لوگ خدا سے جنت کی امید، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے اور عذاب سے بچنے کی امید رکھتے ہو، اے وہ لوگ! جو ایسی امید خدا سے رکھتے ہو میں تمہارے بارے میں ڈر رہا ہوں اس سے کہ خدا کا کوئی انتقام نہ تم پر آ جائے، کیونکہ تم کو خدا کے کرم سے یہ منزلت ملی ہے، لیکن خدا کے بندوں کو بزرگ نہیں سمجھتے ہو،

اگر تم کو اپنے باپ دادا کے پیمان توڑنے کا پتہ چل جائے تو ڈر جاؤ گے لیکن اس کے باجود کہ دیکھ رہے ہو کہ خدا کے پیمان ٹوٹ گئے ہیں تم کو خوف نہیں ہو رہا۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد (ولایت) خوار سمجھا گیا ہے اور سارے (اسلامی معاشرے) اندھے، بہرے اور کمزور باقی رہ گئے ہیں جن پر رحم نہیں کیا جا رہا ہے۔ جتنی تم کو منزلت ملی ہے اتنا تم کام نہیں کر رہے ہو اور نہ ہی (اس بارے میں) اس شخص کی مدد کرتے ہو جو کام کر رہا ہے، چاپلوس اور ظالموں کے ساتھ صلح کے ذریعے خود کو خوش رکھ رہے ہو،

یہ سب چیزیں وہ ہیں جن کے بارے میں (فردی صورت میں) راستہ روکنا یا دوسروں کی مدد کرنے کے ساتھ اس کا راستہ روکنے کا حکم دیا ہے لیکن تم غافل ہو تمہاری کی مصیبت سب سے بڑی ہے، اگر نیک سمجھو تو یہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے علماء کی منزلت کو لے لینے میں سستی کی ہے، کیونکہ کہ کاموں اور احکام کو سنبھالنا خدائی علماء کے ہاتھ میں ہے جو خدا کے حلال اور حرام کے امین ہیں اور یہ مقام تم سے لیا گیا ہے اور یہ اس لئے لیا گیا ہے تم سے کہ تم حق سے بکھر گئے اور تم نے واضح دلیل کے بعد بھی نبی کی سنت میں اختلاف کیا، اگر تم مشکل پر صبر کرتے اور خدا کی راہ میں برداشت کرتے تو خدا کے کام تمہارے حوالے ہوتے اور تمہارے ہاتھوں انجام پاتے اور تمہاری طرف لوٹ آتے، لیکن تم نے اپنی جگہ پر ظالموں کو بٹھا دیا اور خدا کے کاموں کی باگ ڈور ان کے حوالے کی تا کہ وہ شک سے عمل کریں اور نفسانی خواہشات کے پیچھے جائیں، تمہارا موت سے بھاگنا اور اس زندگی کو پسند کرنا جو ہر حال میں جدا ہوگی ان کو اس مقام پر مسلط بنایا تم نے کمزوروں کو ان کے حوالے کیا کہ بعض کو انہوں نے غلام بنایا اور کچھ کو معیشت سے دور او رمغلوب کیا، مملکت کو اپنے قبضہ میں، اوپر نیچے کیا اور ظالموں کی پیروی اور خدا کی نافرمانی کی او رنفسانی خواہشات کو اپنے اوپر مسلط کیا، ہر شہر میں انہوں نے ایک زبان دراز تقریر کرنے والا رکھا ہوا ہے او رساری اسلامی سرزمین کو بغیر دفاع کے اپنے پیروں کے نیچے

رکھا اور ہر جگہ ان کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے ہاتھوں غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے تجاوز سے خود کو بچا نہیں سکتے، کچھ تو ایسے ظالم اور لجوج ہیں کہ کمزور پر زیادہ حملہ کرتے ہیں اور کچھ ایسے حاکم ہیں کہ آنے اور واپس جانے (خدا اور قیامت) کو نہیں جانتے، تعجب ہے، کیسے میں تعجب نہ کروں کہ اس دھوکے باز، ظالم پر جو مومنوں پر رحم نہیں کرتے، خدا ہمارے اور آپ کے اختلاف کے درمیان حاکم ہے جو اپنے حکم کا فیصلہ کرے گا۔

اے خدا! تجھے پتہ ہے کہ جو ہم سے سرزد ہوا ہے وہ حکومت اور حقیر دنیا کا مال حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے؟ بلکہ اس لئے ہے کہ تیرے دین کے پرچم کو لہراتا ہوا دیکھیں اور تیری سرزمینوں میں اصلاح کو آشکار کریں اور تیرے مظلوم بندے امان میں رہیں اور تیرے واجبات، سنت اور احکام پر عمل ہو، بس اگر تم ہماری مدد نہیں کرتے اور ہم سے انصاف سے پیش نہیں آتے ہو تو ظالم اسی طرح تم پر قوت حاصل کریں گے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو بجھانے میں کوشش کریں گے۔

خدا ہمارے لئے کافی ہے جس پر توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف رخ کریں گے اور سی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

الفصل التّاسِعُ: قراءة القرآن

نویں فصل: قرآن پڑھنا

9/1

فضل قِراءَةِ القُرآنِ

تلاوت قرآن کی فضیلت

385. الكافي عن بشر بن غالب الأسدي عن الحسين بن عليّ عل مَن قَرَأَ آيَةً مِن كِتابِ اللهِ عز وجل في صَلاتِهِ قائِمًا يُكتَبُ لَهُ بِكُلِّ حرفٍ مِئَةُ حَسَنَةٍ، فَإِذا قَرَأَها في غَيرِ صَلاةٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ حرفٍ عَشرَ حَسَناتٍ، وإِنِ استَمَعَ القُرآنَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ حرفٍ حَسَنَةً، وإِن خَتَمَ القُرآنَ لَيلاً صَلَّت عَلَيهِ المَلائِكَةُ حَتّى يُصبِحَ، وإِن خَتَمَهُ نَهارًا صَلَّت عَلَيهِ الحَفَظَةُ حَتّى يُمسِيَ، وكانَت لَهُ دَعوَةٌ مُجابَةٌ، وكانَ خَيرًا لَهُ مِمّا بَينَ السَّماءِ إِلَى الأَرضِ. قُلتُ: هذا لِمَن قَرَأَ القُرآنَ، فَمَن لَم يَقرَأ؟ قالَ: يا أخا بَني أسَدٍ، إِنَّ اللهَ جَوادٌ ماجِدٌ كَريمٌ، إِذا قَرَأَ ما مَعَهُ أعطاهُ اللهُ ذلِكَ.[1]

۳۸۵) الکافی میں بشر بن فالب اسدی سے نقل ہے، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی شخص نماز کی قرأت میں قرآن کی ایک آیت پڑھے تو اس کے ہر لفظ کے بدلے میں ۱۰۰ نیکی اس شخص کے لئے لکھی جائے گی اور اگر نماز کے علاوہ ایک آیت پڑھے تو ہر لفظ کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر قرآن کو غور سے سنے تو خدا اس کے ہر لفظ کے بدلے میں اس کے لئے نیکی لکھے گا اور اگر ایک رات میں مکمل قرآن پڑھے تو فرشتے اس پر صلوٰت بھیجتے ہیں اور اس کے لئے ایک مقبول دعا ہے اور یہ اس شخص کے لئے آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے،

میں نے کہا: یہ اس شخص کے لئے ہے جو قرآن کو (یاد رہے) قرأت کرے، لیکن جس کو (یاد نہیں) اور قرآن نہیں پڑھتا تو کیا حکم ہے؟

---

[1] الكافي: ج2 ص611 ح3، عدّة الداعي: ص269، بحار الأنوار: ج92 ص201 ح17.

فرمایا: اے اسدی بھائی! خدا بخشنے والا بزرگ اور کریم ہے، اگر وہ شخص وہی چیز پڑھے جو اس کو (یاد) ہے، تو خدا اس کو اس کا ثواب عطا کرے گا۔

386.الأمالی عن سعد بن طريف عن أبي جعفر الباقر عن أبيه: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن قَرَأَ عَشرَ آياتٍ في لَيلَةٍ لَم يُكتَب مِنَ الغافِلينَ، ومَن قَرَأَ خَمسينَ آيَةً كُتِبَ مِنَ الذّاكِرينَ، ومَن قَرَأَ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ القانِتينَ[1]، ومَن قَرَأَ مِئَتَي آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الخاشِعينَ، ومَن قَرَأَ ثَلاثَمِئَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الفائِزينَ، ومَن قَرَأَ خَمسَمِئَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ المُجتَهِدينَ، ومَن قَرَأَ أَلفَ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قِنطارٌ، وَالقِنطارُ خَمسونَ أَلفَ مِثقالِ ذَهَبٍ، وَالمِثقالُ أَربَعَةٌ وعِشرونَ قيراطا، أصغَرُها مِثلُ جَبَلِ اُحُدٍ، وأَكبَرُها ما بَينَ السَّماءِ وَالأَرضِ.[2]

۳۸۶) اَمالی صدوق میں سعد بن طریف نے امام باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہر رات (قرآن کی) دس آیتیں پڑھے (اس کا نام) غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا

جو شخص پچاس، آیتیں پڑھے وہ ذکر کرنے والوں میں شمار ہوگا

جو شخص ۱۰۰ آیتیں پڑھے اسکا نام اطاعت کرنے والوں میں لکھا جائے گا

جو ۲۰۰ آیتیں پڑھے تو اس کا نام خشوع وخضوع والوں میں لکھا جائے گا

جو ۳۰۰ آیتیں پڑھے تو وہ کامیاب لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔

جو ۵۰۰ آیتیں پڑھے تو اس کے لئے ایک قنطار لکھا جائے گا

جو کہ ایک قنطار پچاس ہزار سونے کا مثقال ہے اور ہر مثقال ۲۴ قیراط ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا قیراط احد کے پہاڑ جتنا بڑا اور بڑے سے بڑا زمین سے لے کر آسمان جتنا ہے۔

---

[1] القُنُوتُ: يرد بمعانٍ متعدّدة، كالطاعة والخشوع والصلاة، والدعاء والعبادة، فيُصرف في كلّ واحد من هذه المعاني إلى ما يحتمله لفظ الحديث الوارد فيه (النهاية: ج4 ص111 «قنت»).

[2] الأمالي للصدوق: ص115 ح97، بحار الأنوار: ج92 ص196 ح2 وراجع: الكافي: ج2 ص612 ح4 ومعاني الأخبار: ص147 ح1.

9/2

فَضلُ قِراءَةِ البَسمَلَةِ

بسم اللہ، پڑھنے کی فضیلت

387.الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أخيه الحسن ب قالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: إنَّ «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» آيَةٌ مِن فاتِحَةِ الكِتابِ، وهِيَ سَبعُ آياتٍ تَمامُها: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ». سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: إنَّ اللهَ عز و جل قالَ لي: يا مُحَمَّدُ «وَلَقَدْ ءاتَيْنَكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْءَانَ الْعَظِيمَ»[1] فَأَفرَدَ الاِمتِنانَ عَلَيَّ بِفاتِحَةِ الكِتابِ وجَعَلَها بِإِزاءِ القُرآنِ العَظيمِ، وإنَّ فاتِحَةَ الكِتابِ أشرَفُ ما في كُنوزِ العَرشِ، وإنَّ اللهَ عز و جل خَصَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله وشَرَّفَهُ بِها ولَم يُشرِك مَعَهُ فيها أحَدًا مِن أنبِيائِهِ ما خَلا سُلَيمانَ عليه السلام، فَإِنَّهُ أعطاهُ مِنها «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ»، ألا تَراهُ يَحكي عَن بِلقيسَ حينَ قالَت: «إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَبٌ كَرِيمٌ * إِنَّهُ مِن سُلَيْمَنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ»[2]. ألا فَمَن قَرَأَها مُعتَقِدًا لِمُوالاةِ مُحَمَّدٍ وآلِهِ الطَّيِّبينَ، مُنقادًا لِأَمرِهِما، مُؤمِنًا بِظاهِرِهِما وباطِنِهِما[3]، أعطاهُ اللهُ عز و جل بِكُلِّ حَرفٍ مِنها حَسَنَةً، كُلُّ واحِدَةٍ مِنها أفضَلُ لَهُ مِنَ الدُّنيا بِما فيها مِن أصنافِ أموالِها وخَيراتِها، ومَنِ استَمَعَ إلى قارِئٍ يَقرَؤُها كانَ لَهُ قَدرُ ثُلُثِ ما لِلقارِي[4]، فَليَستَكثِر أحَدُكُم مِن هذَا الخَيرِ المُعرَضِ لَكُم، فَإِنَّهُ غَنيمَةٌ لا يَذهَبَنَّ أوانُهُ فَتَبقى في قُلوبِكُمُ الحَسرَةُ.[5]

---

[1] الحجر: 87.

[2] النمل: 29 و 30.

[3] في نسخةٍ: «منقادا لأمرهم، مؤمنا بظاهرها وباطنها» (هامش المصدر).

[4] في عيون أخبار الرضا عليه السلام: «كان له بقدر ما للقارىء».

[5] الأمالي للصدوق: ص 241 ح 255، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص 302 ح 60 كلاهما عن محمّد بن زياد و محمّد بن سيّار عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 92 ص 227 ح 5 وراجع: التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 29 ح 10.

۳۸۷) اُمالی صدوق میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام حسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے: علی علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، قرآن (حمد) کے شروعات کی پہلی آیت ہے اور وہ سات آیتوں پر مشتمل ہے جس کو مکمل کرنے والی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے، میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ خدا نے مجھ سے فرمایا؛ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تجھے سبع المثانی (سورۂ حمد) اور بزرگ قرآن عطا کیا ہے، مجھ پر خدا نے احسان کیا ہے سارے قرآن کے مقابلے میں سورت حمد لے کر، سورہ حمد عرش کے خزانوں میں سے بہت بڑی چیز ہے اور خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خصوصی فضیلت دی ہے اور سلیمان علیہ السلام کے علاوہ کسی بھی نبی کو اس فضیلت میں کسی کو شریک نہیں کیا ہے، سلیمان علیہ السلام کو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں سے (نہ سب) عطا کی، کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ بلقیس سے اس طرح حکایت کرتا ہے، عظیم خدا میرے ہاں آیا ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام سے آیا ہے جس کا (مفہوم) اس طرح ہے، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، ہاں جو بھی اس کو پڑھے درحالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی آل پر ایمان رکھتا ہو اور ان دو (قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آل) کے فرمان کی اطاعت کرے اور ان کے ظاہر اور باطن کا ایمان رکھتا ہو، تو خدا ہر لفظ کے بدلے میں اسے ایک نیکی دے گا جو ظاہر ایک دنیا اور دنیا کے مختلف مال و ملکیت سے بہتر ہے اور جو بھی شخص اس کے پڑھنے والے کی طرف غور سے کان دے تو وہ قاری (پڑھنے والا) کے تیسرے حصے کے برابر ثواب حاصل کرے گا، بس تم میں سے ہر ایک کو اس نیک کام سے زیادہ حاصل کرو کیوں کہ وہ غنیمت ہے، خبردار فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور اپنے بارے میں حسرت کرنے سے ڈرنا۔

9/3

فَضلُ قِراءَةِ آيَةِ الكُرسِيِّ

آیت الکرسی کے پڑھنے کی فضیلت

388. جامع الأحاديث عن الحسين بن علي عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إنَّ آيَةَ الكُرسِيِّ في لَوحٍ مِن زُمُرُّدٍ أخضَرَ، مَكتوبٌ بِمِدادٍ[1] مَخصوصٍ بِاللهِ، لَيسَ مِن يَومِ جُمُعَةٍ إلاّ صُكَّ[2] ذلِكَ اللَّوحُ جَبهَةَ إسرافيلَ، فَإِذا صُكَّ جَبهَتَهُ سَبَّحَ فَقالَ: «سُبحانَ مَن لا يَنبَغِي التَّسبيحُ إلاّ لَهُ، ولاَ العِبادَةُ

---

[1] المِدادُ: ما يكتب به (مجمع البحرين: ج3 ص1680 «مدد»).

[2] صَكَّهُ: ضربه شديدا (تاج العروس: ج13 ص600 «صكك»).

وَالخُضوعُ إلاّ لِوَجهِهِ. ذلِكَ اللهُ القَديرُ الواحِدُ العَزيزُ». فَإذا سَبَّحَ، سَبَّحَ جَميعُ مَن فِي السَّماواتِ مِن مَلَكٍ وهَلَّلوا، فَإذا سَمِعَ أهلُ السَّماءِ الدُّنيا تَسبيحَهُم قَدَّسوا، فَلا يَبقى مَلَكٌ مُقَرَّبٌ ولا نَبِيٌّ مُرسَلٌ إلاّ دَعا لِقارِئِ آيَةِ الكُرسِيِّ عَلَى التَّنزيلِ.[1]

۳۸۸) جامع الاحادیث میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آیت الکرسی سبز زمرد اور خاص سیاہی سے لکھی گئی ہے، کوئی بھی ایسا جمعہ کا دن نہیں ہے جس میں یہ نقش اسرافیل کی پیشانی پر لگایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس طرح تسبیح کرتا ہے اور کہتا ہے؛ پاک ہے وہ خدا جس کے علاوہ تسبیح کے کوئی لائق نہیں ہے، اور بندگی او رخضوع فقط اس کی ذات کے لئے ہے، وہی واحد طاقتور اور عزیز خدا، جب تسبیح کہتا ہے تو آسمان کے سب فرشتے تسبیح اور تھلیل (لا الہ الا اللہ) کہتے ہیں اور جب نچلے آسمان والے (دنیا) ان کی تسبیح سنتے ہیں تو تقدیس کرتے ہیں اور کوئی بھی ایسا مقرب فرشتہ یا ایسا نبی نہیں بچے گا جو آیت الکرسی کے پڑھنے والے کے لئے اسی طرح دعا کرے جس طرح نازل ہوئی ہے۔

---

[1] جامع الأحاديث للقمّي: ص158، بحار الأنوار: ج89 ص355.

الفصل العاشِرُ: الذّكر والدّعاء

دسویں فصل: ذکر اور دعا

10/1

یاد خدا کی تشویق

الحَثُّ عَلى ذِكرِ اللهِ

389. الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ عن علیّ بن أبی قالَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله: بادِروا إلى رِياضِ الجَنَّةِ. قالوا: وما رِياضُ الجَنَّةِ؟ قالَ: حَلَقُ الذِّكرِ.[1]

۳۸۹) اَمالی صدوق میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جلدی قدم بڑھاؤ جنت کے باغوں کی طرف،

لوگوں نے پوچھا؛ جنت کے باغ کیا ہیں؟

فرمایا: ذکر کے جملے۔

390. الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ عن أمیر المؤمنی قالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله: مَن قالَ في كُلِّ يَومٍ مِئَةَ مَرَّةٍ: «لا إلهَ إلاَّ اللهُ المَلِكُ الحَقُّ المُبينُ» استَجلَبَ بِهِ الغِنى وَاستَدفَعَ بِهِ الفَقرَ، وسَدَّ عَنهُ بابَ النّارِ وَاستَفتَحَ بِهِ بابَ الجَنَّةِ.[2]

۳۹۰) اَمالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی شخص

---

[1] الأمالی للصدوق: ص 444 ح 592 عن محمّد بن الحسین بن علیّ بن الحسین بن علیّ بن أبی طالب عن أبیه عن جدّہ علیهم السلام، بحار الأنوار: ج93 ص156 ح 20، وفی معانی الأخبار: ص 321 ح1 عن الإمام الحسن علیه السلام عنه صلی الله علیه وآله وراجع: کتاب من لا یحضرہ الفقیه: ج4 ص 409 ح 5888 ومکارم الأخلاق: ج2 ص 85 ح 2229.

[2] الأمالی للطوسی: ص 279 ح 534 عن أبی أحمد بن عامر الطائی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 87 ص 8 ح13.

روزانہ، ۱۰۰ مرتبہ ''لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین'' پڑھے تو اسکو بے نیازی مل جائے گی اور غربت دور ہوجائے گی اور اس پر جہنم کے دروازے بند کئے جائیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

10/2

سَبقُ ذِکرِ اللهِ لِلذّاکِرِ

ذکر کرنے والے سے پہلے اس کو خدا یاد کرتا ہے

391.الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام. فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ: يا مَن أذاقَ أحِبّاءَهُ حَلاوَةَ المُؤانَسَةِ فَقاموا بَينَ يَدَيهِ مُتَمَلِّقينَ[1]، ويا مَن ألبَسَ أولِياءَهُ مَلابِسَ هَيبَتِهِ فَقاموا بَينَ يَدَيهِ مُستَغفِرينَ، أنتَ الذّاكِرُ قَبلَ الذّاكِرينَ، وأنتَ البادي بِالإِحسانِ قَبلَ تَوَجُّهِ العابِدينَ، وأنتَ الجَوادُ بِالعَطاءِ قَبلَ طَلَبِ الطّالِبينَ، وأنتَ الوَهّابُ ثُمَّ لِما وَهَبتَ لَنا مِنَ المُستَقرِضينَ.[2]

(۳۹۱) الاقبال میں امام حسین علیہ السلام سے منقول دعا عرفہ میں ہے: اے وہ خدا جو خود سے محبت کرنے والوں کو انس کا مزہ چکھاتا ہے تاکہ وہ محبت کے اظہار کے لئے بارگاہ میں کھڑے ہوجائیں، اے وہ ذات جس نے اپنے اولیاء کو ہیبت کا لباس پہنایا تاکہ وہ تیری بارگاہ میں استغفار کریں ذکر کرنے والوں سے پہلے تو ان کو یاد کرتا ہے اور عبادت انجام دینے والوں سے پہلے تو ان پر احسان کرتا ہے اور مانگنے والوں سے پہلے تو ان کو عطا کرتا ہے تو ہی ہے جو ہمیں معاف کرتا ہے پھر وہی ہم سے قرض کے طور پر تو چاہتا ہے۔

[1] المَلَق: الزيادة في التودّد والدعاء والتضرّع فوق ما ينبغي (النهاية: ج4 ص358 «ملق»).

[2] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلاميّة): ص349، بحار الأنوار: ج98 ص226 ح3.

10/3

أَدَبُ الدُّعاءِ

دعا کرنے کا ادب

392.تاريخ بغداد عن محمّد وزيد ابنى علىّ عن أبيهما عن كانَ رَسولُ اللهِ ﷺ يرفَعُ يَدَيهِ إذَا ابتَهَلَ ودَعا، كَما يَستَطعِمُ المِسكينُ.[1]

۳۹۲) تاریخ بغداد میں محمد بن علی اور زید بن علی نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا سے مانگتے وقت ایسے ہاتھ اٹھاتے تھے جیسے مسکین غذا مانگنے کے لئے اٹھاتے ہیں۔

10/4

أَدَبُ التَّحميدِ

حمد وتعریف کرنے کا ادب

393.الأمالى بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: حَدَّثَني أبي أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: كانَ رَسولُ اللهِ ﷺ إذا أتاهُ أمرٌ يَسُرُّهُ قالَ: «الحَمدُ للهِ الَّذي بِنِعمَتِهِ تَتِمُّ الصّالِحاتُ»، وإذا أتاهُ أمرٌ يَكرَهُهُ قالَ: «الحَمدُ للهِ عَلى كُلِّ حالٍ».[2]

۳۹۳) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: میرے بابا علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: جب کوئی چیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خوشی کا سبب بنتی تو فرماتے تھے، تعریف مخصوص ہے اس خدا کی جس کی نعمت کی وجہ سے نیک کام

---

[1] تاريخ بغداد: ج8ص63الرقم4138؛مكارم الأخلاق: ج2ص8 ح1981، تنبيه الخواطر: ج2ص74، بحار الأنوار: ج16ص287 ح141وراجع: الأمالى للطوسى: ص585 ح1211.

[2] الأمالى للطوسى: ص50 ح64عن داوود بن سليمان الغازى عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج71ص46 ح56.

انجام پاتے ہیں، اور جب کوئی چیز ان کے لیے ناراضگی کا سبب بنتی تھی تو فرماتے تھے، ہر حالت میں تعریف خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔

10/5

مَظانُّ إجابَةِ الدُّعاءِ

قبولیت دعا کی شرائط

394.الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ الشھید علیہ السلام حَدَّثَنی أبی أمیرُ المُؤمِنینَ عَلِیُّ بنُ أبی طالِبٍ علیہ السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ: مَن أدّی فَریضَةً فَلَهُ عِندَ اللهِ دَعوَةٌ مُستَجابَةٌ.[1]

۳۹۴) امالی مفید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے، میرے بابا علی بن ابی طالب نے میرے لئے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک فرض کو ادا کرے اس کے لئے جنت خدا کے پاس مقبول دعا ہے۔

395.التوحید بإسنادہ عن الإمام الحسین عن أمیر المؤمنین رَأَیتُ الخَضِرَ علیہ السلام فِی المَنامِ قَبلَ بَدرٍ بِلَیلَةٍ، فَقُلتُ لَهُ: عَلِّمنی شَیئاً أُنصَرُ بِهِ عَلَی الأَعداءِ. فَقالَ: قُل: «یا هُوَ، یا مَن لا هُوَ إلّا هُوَ». فَلَمّا أصبَحتُ قَصَصتُها عَلی رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ، فَقالَ لی: «یا عَلِیُّ، عُلِّمتَ الإِسمَ الأَعظَمَ». فَکانَ عَلی لِسانی یَومَ بَدرٍ. وإنَّ أمیرَ المُؤمِنینَ علیہ السلام قَرَأَ: «قُل هُوَ اللهُ أحَدٌ»، فَلَمّا فَرَغَ قالَ: یا هُوَ، یا مَن لا هُوَ إلّا هُوَ، اغفِر لی وَانصُرنی عَلَی القَومِ الکافِرینَ. وکانَ عَلِیٌّ علیہ السلام یَقولُ ذلِكَ یَومَ صِفّینَ وهُوَ یُطارِدُ، فَقالَ لَهُ عَمّارُ بنُ یاسِرٍ: یا أمیرَ المُؤمِنینَ، ما هذِهِ الکِنایاتُ؟ قالَ: إسمُ اللهِ الأَعظَمُ، وعِمادُ التَّوحیدِ للهِ لا إلهَ إلّا هُوَ، ثُمَّ قَرَأَ: «شَهِدَ اللهُ أنَّهُ لا إلهَ إلّا هُوَ»، وآخِرَ الحَشرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّی أربَعَ رَکَعاتٍ قَبلَ الزَّوالِ. قالَ: وقالَ أمیرُ المُؤمِنینَ علیہ السلام: «أللهُ» مَعناهُ المَعبودُ الَّذی یَأَلَهُ[2] فیهِ الخَلقُ ویُؤلَهُ إلَیهِ،

---

[1] الأمالی للمفید: ص117 ح1 عن محمّد بن عبد الله بن علیّ العلوی الزیدی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، عیون أخبار الرضا علیہ السلام: ج2 ص28 ح22، الأمالی للطوسی: ص597 ح1238 کلاهما عن أحمد بن عامر الطائی عن الإمام الرضا عن آبائه عنه علیهم السلام، الجعفریّات: ص222، بحار الأنوار: ج82 ص207 ح13.

[2] ألِهَ: بمعنی عَبَدَ عِبادَةً، والإلهُ المعبودُ وهو الله (المصباح المنیر: ص19 «أله»).

وَاللهُ هُوَ المَستورُ عَن دَركِ الأَبصارِ، المَحجوبُ عَنِ الأَوهامِ وَالخَطَراتِ.[1]

۳۹۵) التوحید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے جنگ بدر سے ایک رات پہلے خواب میں خضر علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے کہا: مجھے ایسی چیز بتادیں جس کے ذریعے میں دشمنون پر کامیاب ہوجاؤں، خضر علیہ السلام نے کہا؛ کہو یاھو یامن لاھو الا ھو، اے وہ کہ جس کے علاوہ کوئی نہیں ہے، بس جیسے صبح ہوئی تو میں نے وہ خواب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا، تو انہوں نے کہا؛ اے علی علیہ السلام! تو نے اسم اعظم کو یاد کیا ہے۔ بس جنگ بدر کے دن یہ اسم میری زبان پر جاری تھا،

حضرت علی علیہ السلام نے سورۂ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کی اور جب فارغ ہوئے تو کہا؛ اے وہ کہ جس کے علاوہ کوئی نہیں ہے، مجھے معاف کردے اور کافروں کے خلاف مجھے مدد دے، علی علیہ السلام جنگ صفین میں یہی کہہ کر حملہ کررہے تھے،

عمار یاسر نے ان سے کہا؛ اے علی علیہ السلام! یہ اشارے کیا معنی رکھتے ہیں؟

فرمایا: خدا کا اسم اعظم ہے اور اس کی وحدانیت کی بنیاد ہے، ایسا خدا کے جس کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے، پھر خدا کی آیت گواہی دیتی ہے کہ وہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، اور سورۃ حشر کی آخری آیت کی تلاوت بھی کی، پھر واپس آئے اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی،

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا؛ اللہ ہی ایسا معبود ہے جس کے بارے میں مخلوق حیران ہے اور ساری مخلوق اس سے پناہ لے رہی ہے اور خداوند وہ ہے جو آنکھوں سے پوشیدہ اور وھم وگمان سے دور ہے۔

10/6

الدُّعاءُ عِندَ لُبسِ الجَديدِ

نیا لباس پہنتے وقت کی دعا

396.الأمالي بإسناده عن الحسين بن علي عليهما السلام: أتى أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام أصحابَ القُمُصِ فَساوَمَ شَيخا مِنهُم، فَقالَ: يا شَيخُ بِعني قَميصا بِثَلاثَةِ دَراهِمَ، فَقالَ الشَّيخُ:

---

[1] التوحيد: ص 89 ح 2 عن وهب بن وهب القرشي عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، عدّة الداعي: ص 262 وفيه إلى «يطارد»، بحار الأنوار: ج3 ص222 ح12.

حُبّا و کَرامَةً. فَاشتَری مِنهُ قَمیصا بِثَلاثَةِ دَراهِمَ، فَلَبِسَهُ ما بَینَ الرُّسغَینِ[1] إلَی الکَعبَینِ، وأتَی المَسجِدَ فَصَلّی فیهِ رَکعَتَینِ، ثُمَّ قالَ: الحَمدُ للهِ الَّذی رَزَقَنی مِنَ الرِّیاشِ[2] ما أتَجَمَّلُ بِهِ فِی النّاسِ، وأُؤَدّی فیهِ فَریضَتی، وأستُرُ بِهِ عَورَتی. فَقالَ لَهُ رَجُلٌ: یا أمیرَ المُؤمِنینَ، أعَنكَ نَروی هذا، أو شَیءٌ سَمِعتَهُ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ؟ قالَ: بَل شَیءٌ سَمِعتُهُ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ، سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ یَقولُ ذلِكَ عِندَ الكِسوَةِ.[3]

۳۹۶) اَمالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے ہے، امام علی بن ابی طالب علیہ السلام قمیص سینے والے کے پاس آئے، ان میں سے ایک بوڑھے شخص کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے آیا اور کہا؛ اے بزرگ! تم تین درہم میں قمیص مجھے فروخت کرو گے۔

اس نے کہا؛ بالکل شوق اور احترام کے ساتھ فروخت ہے آپ کے لئے، علی علیہ السلام نے تین درہم میں اس سے خرید لی اور اس کو پہنا تو سر سے پیر تک پہنچ گئی، اور مسجد میں آکر اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور کہا، تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے ایسا لباس عطا کیا جو پہن کر لوگوں کے درمیان آؤں اور اس میں واجب کو ادا کروں اور اس کے ذریعے میں اپنے عیب کو چھپاؤں،

ایک شخص نے امام علیہ السلام سے کہا؛ اے علی علیہ السلام! یہ بات آپ کا حوالہ لے کر ہم نقل کریں یا آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے؟

فرمایا؛ یہ وہ بات ہے جو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے، میں نے سنا کہ یہ ذکر لباس پہنتے وقت کہتے تھے۔

---

[1] الرُّسغُ: مفصل ما بین الکفّ والساعد (المصباح المنیر: ص226 «رسغ»).

[2] الرِّیاشُ: ما ظَهَرَ من اللِّباس (النهایة: ج2 ص288 «ریش»).

[3] الأمالی للطوسی: ص365 ح771 عن علیّ بن علیّ بن رزین عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، کشف الغمّة: ج2 ص25، بحار الأنوار: ج91 ص386 ح18.

10/7

الدُّعاءُ لِدَفعِ الوَجَعِ

درد ختم کرنے کی دعا

397.طبّ الأئمّة عن صفوان الجمّال عن جعفر بن محمّد عن: إنَّ رَجُلاً اشتَكى إلى أبي عَبدِ اللهِ الحُسَينِ بنِ عَليٍّ عليه السلام، فَقالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، إنّي أجِدُ وَجَعاً في عَراقيبي[1] قَد مَنَعَني مِنَ النُّهوضِ إلَى الصَّلاةِ. قالَ: فَما يَمنَعُكَ مِنَ العوذَةِ[2]؟ قالَ: لَستُ أعلَمُها. قالَ: فَإِذا أحسَستَ بِها فَضَع يَدَكَ عَلَيها وقُل: «بِاسمِ اللهِ وبِاللهِ وَالسَّلامُ عَلى رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله»، ثُمَّ اقرَأ عَلَيهِ: «وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ السَّمَوَ تُ مَطْوِيَّتُ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَ تَعَلَى عَمَّا يُشْرِكُونَ[3]». فَفَعَلَ الرَّجُلُ ذلِكَ فَشَفاهُ اللهُ تَعالى.[4]

۳۹۷) طب الآئمہ میں صفوان جمال نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر درد کی شکایت کی اور کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندؐ! مجھے کمر میں بہت درد ہورہا ہے جو مجھے نماز کے لئے اٹھنے سے روک رہا ہے،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ تم کیوں اس دعا یا ذکر کونہیں پڑھتے ہو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اہل بیت میں سے کسی نے درد یا مشکل کے حل کے لئے کسی کو بتائی ہو؟

اس نے کہا؛ وہ مجھے نہیں آتی،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ جب درد ہونے لگے تو درد والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو اور کہو، خدا کے نام اور مدد سے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو، پھر یہ آیت پڑھو:

---

[1] العُرْقوبُ: العصبُ الغليظ الموتّرُ فوق عقب الإنسان (الصحاح: ج1 ص180 «عرقب»).

[2] العوذة: هي الدعاء والذكر الصادر من النبي صلى الله عليه وآله أو أهل البيت عليهم السلام لدفع البلاء وشفاء الأوجاع.

[3] الزمر: 67.

[4] طبّ الأئمّة لابني بسطام: ص34، بحار الأنوار: ج95 ص85 ح1.

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور ان لوگوں نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی اس کی (کچھ بھی) قدر نہ کی۔ حالانکہ (وہ ایسا قادر ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمین (گویا) اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان (گویا) اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے۔

اس شخص نے ایسے ہی کیا اور سے شفا مل گئی۔

398.طبّ الأئمّة عن جابر الجعفي عن محمّد الباقر عليه السلام: كُنتُ عِندَ عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ عليه السلام إذ أتاهُ رَجُلٌ مِن بَني اُمَيَّةَ مِن شيعَتِنا، فَقالَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما قَدَرتُ أن أمشِيَ إلَيكَ مِن وَجَعِ رِجلي. قالَ: أينَ أنتَ مِن عوذَةِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام؟ قالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ وما ذاكَ؟ قالَ: الآيَةُ «إنّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا * لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا * وَيَنصُرَكَ اللهُ نَصْرًا عَزِيزًا * هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَكِيمًا * لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ عِندَ اللهِ فَوْزًا عَظِيمًا * وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا * وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللهُ عَزِيزًا حَكِيمًا»[1]. قالَ: فَفَعَلتُ ما أمَرَني بِهِ، فَما أحسَستُ بَعدَ ذلِكَ بِشَيءٍ مِنها بِعَونِ اللهِ تَعالى.[2]

۳۹۸) طب الآئمہ میں جعفر جعفی نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، میں علی بن حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ بنوامیہ خاندان کا ایک شخص جو اہل بیت کا پیروکار تھا، امام علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندؑ! پاؤں میں درد ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آسکتا۔

---

[1] الفتح:7.1.

[2] طبّ الأئمّة لابني بسطام: ص33، بحار الأنوار: ج95 ص84 ح1.

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ کیوں حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کی دعا سے استفادہ نہیں کرتے ہو؟

اس نے کہا؛ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندؑ! وہ کونسی دعا (یا ذکر) ہے؟

فرمایا؛ وہ یہ آیت ہے:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ‏ ﴿۱﴾ لِّيَـغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ۙ‏ ﴿۲﴾ وَّيَنۡصُرَكَ اللّٰهُ نَصۡرًا عَزِيۡزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ‌ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۙ‏ ﴿۴﴾ لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ‌ ؕ وَكَانَ ذٰ لِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۙ‏ ﴿۵﴾ وَّيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ الظَّآنِّيۡنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِ‌ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ‌ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَ‌ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا‏ ﴿۶﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا‏ ﴿۷﴾

(اے رسولؐ یہ حدیبیہ کی صلح نہیں بلکہ) ہم نے حقیقتاً تم کو کھلم کھلا فتح عطا کی تا کہ خدا تمہاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے اور تمہیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے، اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔ وہ وہی (خدا) تو ہے جس نے مومنین کے دلوں میں تسلی نازل فرمائی تا کہ اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ اور ایمان کو بڑھائیں۔ اور سارے آسمانوں اور زمین کے لشکر تو خدا ہی کے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکیم ہے۔ تا کہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (بہشت کے) باغوں میں جا پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور یہ وہاں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دے اور یہ خدا کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور منافق مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں پر جو خدا کے حق میں بُرے بُرے خیال رکھتے ہیں عذاب نازل کرے ان پر (مصیبت کی) بڑی گردش ہے۔ اور خدا ان پر غضب ناک ہے اور اُس نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ کیا بُری جگہ ہے اور سارے آسمان و زمین کے لشکر خدا ہی کے ہیں اور خدا تو بڑا واقف کار اور

غالب ہے۔

اس شخص نے کہا؛ جو مجھے حکم دیا تھا وہ میں نے انجام دیا اور خدا کی مدد سے اس کے بعد مجھے کبھی بھی درد کا احساس نہ ہوا۔

10/8

مِن أدعِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا

399.الفردوس عن الحسين بن علي عليهما السلام عن رسول الله ﷺ: اللّٰهُمَّ أغنِنی بِالعِلمِ، وزَيِّنّی بِالحِلمِ، وأكرِمنی بِالتَّقوى، وجَمِّلنی بِالعافِيَةِ.[1]

۳۹۹) الفردوس میں امام حسین علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: اے میرے خدا! مجھے علم کے ذریعے بے نیاز بنادے، اور بردباری کے ذریعے مجھے زینت دے اور مجھے پرہیز گاری کے ذریعے عزت دے اور عافیت کے ذریعے مجھے خوبصورت بنادے۔

10/9

دُعاءُ الإمامِ فی طَلَبِ مَكارِمِ الأَخلاقِ ومَحاسِنِ الأَعمالِ

اچھے اخلاق اور نیک اعمال کے بارے میں امام کی دعا

400.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام. فی دُعائِهِ: اللّٰهُمَّ إنّی أسأَلُكَ تَوفيقَ أهلِ الهُدى، وأعمالَ أهلِ التَّقوى، ومُناصَحَةَ أهلِ التَّوبَةِ، وعَزمَ أهلِ الصَّبرِ، وحَذَرَ أهلِ الخَشيَةِ، وطَلَبَ أهلِ العِلمِ، وزينَةَ أهلِ الوَرَعِ، وخَوفَ أهلِ الجَزَعِ، حَتّى أخافَكَ اللّٰهُمَّ مَخافَةً تَحجُزُنی عَن

---

[1] الفردوس: ج1ص 469 ح1906وراجع: كنز العمّال: ج2ص185 ح3663نقلاً عن ابن النجّار.

مَعاصيكَ، وحَتّى أعمَلَ بِطاعَتِكَ عَمَلاً أستَحِقُّ بِهِ كَرامَتَكَ، وحَتّى اُناصِحَكَ فِي التَّوبَةِ خَوفا لَكَ، وحَتّى اُخلِصَ لَكَ فِي النَّصيحَةِ حُبّا لَكَ، وحَتّى أتَوَكَّلَ عَلَيكَ فِي الاُمورِ حُسنَ ظَنٍّ بِكَ، سُبحانَ خالِقِ النّورِ، وسُبحانَ اللهِ العَظيمِ وبِحَمدِهِ.[1]

۴۰۰) مہج الدعوات میں امام حسین علیہ السلام کی دعا میں ہے:

اے خدا! میں تجھ سے ہدایت یافتہ لوگوں کی توفیق، پرہیز گاروں کی روش، استغفار کرنے والوں کا خلوص، صبر کرنے والوں کا عزم، خوف کھانے والوں کی احتیاط، اہل علم کی طلب، تقویٰ والوں کی زینت، کمزوروں کا خوف مانگتا ہوں

اے میرے اللہ! اس طرح تجھ سے ڈروں کہ مجھے گناہوں سے روک دے

اور اسی طرح تیری بندگی کروں کہ تیری عزت و کرامت کا لائق بن جاؤں اور تیرے خوف سے اپنی توبہ کو خلوص سے انجام دوں،

اور تیرے اور تیری محبت کے لئے تیری راہ میں خیرخواہی کو خلوص سے انجام دوں اور نیک گمان کر کے تجھ پر توکل کروں،

پاک ہے نور کے پیدا کرنے والا، بزرگ خدا کی تعریف کرتا ہوں اور اسے ہر عیب سے پاک سمجھتا ہوں۔

10/10

دُعاؤُهُ فِي القُنوتِ

قنوت میں امام علیہ السلام کی دعا

401.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام في قُنوتِهِ: اللّٰهُمَّ مَن أوى إلى مأوىً فَأَنتَ مَأوايَ، ومَن لَجَأَ إلى مَلجَأٍ فَأَنتَ مَلجَئي، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وَاسمَع نِدائي، وأجِب دُعائي،

---

[1] مهج الدعوات: ص198، بحار الأنوار: ج94 ص191 ح5.

وَاجعَل مَآبِي[1] عِندَكَ ومَثوايَ[2]، وَاحرُسني في بَلوايَ مِنِ افتِتانِ الاِمتِحانِ، ولَمَّةِ[3] الشَّيطانِ، بِعَظَمَتِكَ الَّتي لا يَشوبُها[4] وَلَعُ نَفسٍ بِتَفتينٍ، ولا وارِدُ طَيفٍ بِتَظنينٍ، ولا يَلُمُّ بِها فَرَحٌ[5]، حَتّى تَقلِبَني إلَيكَ بِإِرادَتِكَ غَيرَ ظَنينٍ ولا مَظنونٍ، ولا مُرابٍ ولا مُرتابٍ، إنَّكَ أرحَمُ الرّاحِمينَ.[6]

۴۰۱) مہج الدعوات میں امام صادق علیہ السلام کے قنوت میں آیا ہے کہ قنوت میں فرماتے تھے: اے خدا! جس نے بھی جہاں پناہ لی لیکن تو میری پناہ ہے اور ہر ایک نے اپنی جگہ کا رخ کیا لیکن میں تیرا رخ کرتا ہوں تو ہی میرا مقصد ہے، اے خدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد پر درود بھیج اور میری آواز سن اور میری دعا کو قبول فرما اور میرے واپس آنے کی جگہ کو تو اپنے ہاں قرار دے، مجھے فتنے کے امتحان میں اور شیطان کی ہمراہی سے بچا اس تیری بزرگی کی برکت سے جس تک فتنے کرنے والے کی سانس بھی نہیں پہنچ سکتی اور ایسی باریکی کہ جس تک بدگمانی نہیں پہنچ سکتی اور اس کے نزدیک سرمستی نہیں ہوسکتی، تاکہ تو اپنی رضایت تک پہنچا دے بغیر اس کے کہ میں غلط خیال کروں یا میرے بارے میں غلط خیال کیا جائے، نہ مجھ میں شک کیا جائے نہ ہی میں شک کروں کیوں کہ تو سب مہربان کرنے والوں سے بڑا مہربان ہے۔

402.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام. في قُنوتِهِ: اللّٰهُمَّ مِنكَ البَدءُ ولَكَ المَشِيَّةُ، ولَكَ الحَولُ ولَكَ القُوَّةُ، وأنتَ اللهُ الَّذي لا إلٰهَ إلاّ أنتَ، جَعَلتَ قُلوبَ أولِيائِكَ مَسكَنا لِمَشِيَّتِكَ، ومَكمَنا لإِرادَتِكَ، وجَعَلتَ عُقولَهُم مَناصِبَ أوامِرِكَ ونَواهيكَ، فَأَنتَ إذا شِئتَ ما تَشاءُ حَرَّكتَ مِن أسرارِهِم كَوامِنَ ما أبطَنتَ فيهِم، وأبدَأتَ مِن إرادَتِكَ عَلى ألسِنَتِهِم ما أفهَمتَهُم بِهِ عَنكَ في عُقودِهِم[7]، بِعُقولٍ تَدعوكَ وتَدعو إلَيكَ بِحَقائِقِ ما مَنَحتَهُم بِهِ، وإنّي لَأَعلَمُ مِمّا عَلَّمتَني مِمّا أنتَ المَشكورُ عَلى ما مِنهُ أرَيتَني، وإلَيهِ آوَيتَني. اللّٰهُمَّ وإنّي مَعَ ذٰلِكَ كُلِّهِ عائِذٌ بِكَ، لائِذٌ بِحَولِكَ وقُوَّتِكَ، راضٍ بِحُكمِكَ الَّذي سُقتَهُ إلَيَّ في عِلمِكَ، جارٍ بِحَيثُ أجرَيتَني، قاصِدٌ ما أمَّمتَني، غَيرُ ضَنينٍ

---

[1] المَآب: المرجِع (الصحاح: ج1ص89 «أوب»).
[2] المَثوى: المَنزِل (المصباح المنير: ص88 «ثوى»).
[3] اللَّمَّةُ: الخَطرَةُ تقع في القلب، فما كان من خَطَرات الخير فهو من المَلَك، وما كان من خَطَرات الشّرّ فهو من الشيطان (النهاية: ج4ص273 «لمم»).
[4] الشَّوبُ: الخلط (الصحاح: ج1ص158 «شوب»).
[5] في بحار الأنوار: «فرج» بدل «فرح».
[6] مهج الدعوات: ص69، بحار الأنوار: ج85ص214ح1.
[7] اعتقدت كذا: عقدتُ عليه القلبَ والضمير (المصباح المنير: ص421 «عقد»).

بِنَفسی فیما یُرضیكَ عَنّی إذ بِهِ قَد رَضَّیتَنی، ولا قاصِرٍ بِجُهدی عَمّا إلَیهِ نَدَبتَنی[1]، مُسارِعٌ لِما عَرَّفتَنی، شارِعٌ فیما أشرَعتَنی، مُستَبصِرٌ فیما بَصَّرتَنی، مُراعٍ ما أرعَیتَنی، فَلا تُخلِنی مِن رِعایَتِكَ، ولا تُخرِجنی مِن عِنایَتِكَ، ولا تُقعِدنی عَن حَولِكَ، ولا تُخرِجنی[2] عَن مَقصَدٍ أنالُ بِهِ إرادَتَكَ، وَاجعَل عَلَی البَصیرَةِ مَدرَجَتی[3]، وعَلَی الهِدایَةِ مَحَجَّتی[4]، وعَلَی الرَّشادِ مَسلَكی، حَتّی تُنیلَنی وتُنیلَ بی اُمنِیَّتی، وتُحِلَّ بی عَلی ما بِهِ أرَدتَنی، ولَهُ خَلَقتَنی، وإلَیهِ آوَیتَ بی[5]، وأعِذ أولِیاءَكَ مِنَ الِافتِتانِ بی، وفَتِّنهُم بِرَحمَتِكَ لِرَحمَتِكَ فی نِعمَتِكَ تَفتینَ الِاجتِباءِ وَالِاستِخلاصِ بِسُلوكِ طَریقَتی، وَاتِّباعِ مَنهَجی، وألحِقنی بِالصّالِحینَ مِن آبائی وذَوی رَحِمی.[6]

۴۰۲) مہج الدعوات میں، امام حسین علیہ السلام کے قنوت میں آیا ہے: اے میرے خدا! تجھ سے آغاز کرتا ہوں اور مشیت تیرے لئے ہے، طاقت وقدرت تیرے لئے ہے اور تو ہی وہی خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، تو نے اپنے اولیاء کے دلوں کو مشیت کی جگہ بنادیا، اور اپنے اردہ کی جگہ بنادیا اور تو نے ان کیعقلوں کو امر اور نہی کے لئے پیدا کیا۔ جب بھی کسی چیز کو چاہتے ہو تو ان کے وجود کے اندر کو حرکت میں لاتے ہو اور جس چیز کا تو نے اردہ کیا ور انکی زبان پر جاری ہوا، ایسی چیز ہے جو تو نے ان کو سمجھایا ہے اور اس پر تو نے ان کو یقین دلایا، عقلوں کے ذریعے تجھ کو پکارتے ہیں اور جو حقائق تو نے ان کو دیے ہیں، ان کے ذریعے وہ (لوگوں کو) تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور جو کچھ تو نے مجھے علم دیا، میں جانتا ہوں کہ جو کچھ تو نے بتایا اور جو راستہ دکھایا، شکر کرنا چاہیے، اے خدا! میں ساری ان چیزوں کے ساتھ تجھ پر اور تیری قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، میں راضی ہوں اس حکم پر جو اپنے علم میں تو نے میری طرف بھیجا ہے اور جہاں تو بھیجے وہاں میں جاؤں گا اور جہاں تو بھیجے گا وہاں رخ کرنے والا ہوں، میں اس چیز کے برپا کرنے میں جان کی قربانی سے بخل نہیں کروں گا جو تجھے مجھ سے راضی کرے، کیوں کہ تو نے مجھے اس پر راضی رکھا ہے، اور جس چیز کی طرف تو نے مجھے دعوت دی ہے میں اس میں کوشش کرنے سے سستی نہیں کروں گا۔ جو کچھ تو نے مجھے سمجھایا ہے میں اس کی جانب قدم

---

[1] نَدَبَهُ إلی الأمرِ: دعاهُ وحثّهُ (القاموس المحیط: ج1 ص131 «ندب»).

[2] فی المصدر: «تحرجنی»، والتصویب من بحار الأنوار.

[3] دَرَجَ: مشی قلیلاً فی أوّل ما یمشی (المصباح المنیر: ص191 «درج»).

[4] المَحَجَّةُ: جادّة الطریق (الصحاح: ج1 ص304 «حجج»).

[5] فی بحار الأنوار: «آویتنی».

[6] مهج الدعوات: ص68، بحار الأنوار: ج85 ص214 ح1.

بڑھاؤں گا اور جو تو نے راستہ میرے لئے بنایا ہے اس میں قدم بڑھاؤں گا۔ جس میں تو نے بصیرت عطا کی ہے میں اس میں بصیر (باخبر) ہوں اور جہاں تک تو نے مجھے بچایا ہے (خود میں غلطیوں سے) بچا ہوا ہوں، بس مجھے تو اپنی حفظ وامان سے باہر نہ کرنا اور تو اپنی قدرت سے (کنار) نہ کر، اور اس مقصد سے باہر نہ کر جہاں تیری مرضی تک پہنچوں گا اور تو میرے پہلے قدم کو معرفت کے ساتھ قرار دے اور میری راہ کو اپنی محبت پر بنادے اور میرا جانے کا راستہ، سیدھا قرار دے تا کہ مجھے اپنی آواز وں تک پہنچادے، جہاں سے تو نے مجھے چاہا اور جس کے لئے پیدا کیا، میں اسی کے لئے آیا ہوں اور مجھے وہاں جگہ دے اور تو اپنے دوستوں کو میرے ذریعے آزمانے سے پناہ دے اور اپنی رحمت کے ذریعے ان کو اپنی دی ہوتی رحمت میں آزما، انتخاب کا امتحان اور اطاعت کی راہ پر چلنے میں اور مجھے اپنے نیک آباؤاجداد سے ملحق فرما۔

10/11

دُعاؤُهُ فِي الوَترِ

نماز وتر میں امام کی دعا

403.الطبقات الكبرى عن محمّد بن أبي محمّد البصري: كانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام يَقولُ في وَترِهِ: اللّهُمَّ إنَّكَ تَرى ولا تُرى، وأنتَ بِالمَنظَرِ الأَعلى، وإنَّ لَكَ الآخِرَةَ والاُولى، وإنّا نَعوذُ بِكَ مِن أن نَذِلَّ ونَخزى.[1]

۴۰۳) طبقات کبری میں محمد بن ابی محمد بصری سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام نماز وتر میں پڑھتے تھے، اے خدا! تو دیکھ رہا ہے لیکن تجھے نہیں دیکھا جارہا ہے، تو بلند نظر پر ہے اور آغاز وانجام تجھ سے ہے، ہم ذلت ورسوائی کی تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔

404.مسند أبي يعلى عن أبي الحوراء: قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: عَلَّمَني رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله كَلِماتٍ أقولُهُنَّ في قُنوتِ الوَترِ: رَبِّ اهدِني فيمَن هَدَيتَ، وعافِني فيمَن عافَيتَ، وتَوَلَّني فيمَن تَوَلَّيتَ، وبارِك لي فيما أعطَيتَ، وقِني شَرَّ ما قَضَيتَ، فَإِنَّكَ تَقضي ولا يُقضى عَلَيكَ، وإنَّكَ لا تُذِلُّ مَن والَيتَ،

[1] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص409 ح383، المصنّف لابن أبي شيبة: ج7 ص113 ح2 و ج2 ص200 ح3 كلاهما عن شيخ يكنّى أبا محمّد بزيادة «وإنّ إليك الرجعى» بعد «الأعلى»، كنز العمّال: ج8 ص82 ح21992.

تَبارَكتَ رَبَّنا وتَعالَيتَ.[1]

(۴۰۴) مسند ابی یعلی میں ابوحوراہ سے نقل ہے، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ ایسے الفاظ بتائے تاکہ وہ میں نماز وتر میں پڑھوں: اے خدا! مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر اور مجھے عافیت دے (ان میں شمار کر کے جن کو) تو نے عافیت دی اور جن کی سرپرستی تیرے ذمہ ہے میری بھی سرپرستی کر اور جو کچھ تو نے مجھے دیا اس میں برکت ڈال دے، اور جس چیز کے نقصان کا تو نے بتایا اس سے مجھے بچا، کیوں کہ تو ہی حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں چلتا اور جس سے تو محبت کرے گا اس کو ذلیل وخوار نہیں کرے گا، بلند وبالا ہو ہمارا خدا۔

10/12

دُعاؤُهُ بَعدَ صَلاةِ الطَّوافِ

نماز طواف کے بعد امام علیہ السلام کی دعا

405. ربيع الأبرار: رُؤِيَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام يَطوفُ بِالبَيتِ، ثُمَّ صارَ إلَى المَقامِ[2] فَصَلّى، ثُمَّ وَضَعَ خَدَّهُ عَلَى المَقامِ فَجَعَلَ يَبكي ويَقولُ: «عُبَيدُكَ بِبابِكَ، سائِلُكَ بِبابِكَ، مِسكينُكَ بِبابِكَ» يُرَدِّدُ ذلِكَ مِرارًا. ثُمَّ انصَرَفَ.[3]

(۴۰۵) ربیع الابرار: دیکھا گیا کہ امام حسین علیہ السلام کعبہ کا طواف کرتے کرتے، پھر مقام ابراہیم کی جانب گئے اس کے بعد اپنے چہرے کو مقام پر رکھ کر روئے اور کہا، تیرا چھوٹا بندہ تیری بارگاہ میں کھڑا ہے، محتاج تیرے دروازے پر کھڑا ہے، مسکین تیرے دروازے پر کھڑا ہے، امام علیہ السلام نے کئی بار یہ جملے تکرار کیے، پھر واپس لوٹ کر آئے۔

---

[1] مسند أبي يعلى: ج 6 ص 183 ح 6753، السنن الكبرى: ج 2 ص 297 ح 3138 عن الإمام الحسن أو الإمام الحسين عليهما السلام، الفردوس: ج1 ص 483 ح1977. وفي سنن الترمذي: ج 2 ص 328 ح 464 و مسند ابن حنبل: ج1 ص 425 ح1718 عن الإمام الحسن عليه السلام.

[2] المَقامُ: مقام إبراهيم عليه السلام هو الحَجَر الذي أثّر فيه قدمه، وموضعه أيضا. وفي الحديث: ما بين الركن والمقام مشحون من قبور الأنبياء (مجمع البحرين: ج3 ص1526 «قوم»).

[3] ربيع الأبرار: ج2 ص149.

10/13

دُعاءٌ فی تَعقیبِ الصَّلَواتِ

تعقیب نماز میں دعا

406.تهذيب الأحكام: رُوِىَ عَن أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام أنَّهُ قالَ: مَن أحَبَّ أن يَخرُجَ مِنَ الدُّنيا وقَد تَخَلَّصَ مِنَ الذُّنوبِ كَما يَتَخَلَّصُ الذَّهَبُ الَّذى لا كَدَرَ فيهِ ولا يَطلُبُهُ أحَدٌ بِمَظلِمَةٍ، فَليَقُل فى دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ نِسبَةَ الرَّبِّ[1] تَبارَكَ وتَعالَى اثنَتَى عَشرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ يَبسُطُ يَدَيهِ فَيَقولُ: اللّٰهُمَّ إنّى أسأَلُكَ بِاسمِكَ المَكنونِ المَخزونِ الطُّهرِ الطّاهِرِ المُبارَكِ، وأسأَلُكَ بِاسمِكَ العَظيمِ وسُلطانِكَ القَديمِ أن تُصَلِّيَ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، يا واهِبَ العَطايا، يا مُطلِقَ الأُسارى، يا فَكّاكَ الرِّقابِ مِنَ النّارِ، أسأَلُكَ أن تُصَلِّيَ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وأن تُعتِقَ رَقَبَتى مِنَ النّارِ، وتُخرِجَنى مِنَ الدُّنيا آمِنا، وتُدخِلَنِى الجَنَّةَ سالِما، وأن تَجعَلَ دُعائى أوَّلَهُ فَلاحا، وأوسَطَهُ نَجاحا، وآخِرَهُ صَلاحا، إنَّكَ أنتَ عَلّامُ الغُيوبِ. ثُمَّ قالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: هذا مِنَ المَخبِيّاتِ مِمّا عَلَّمَنى رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وأمَرَنى أن أُعَلِّمَهُ الحَسَنَ وَالحُسَينَ B.[2]

۴۰۹) تھذیب الاحکام: روایت کی گئی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ دنیا سے انتقال اس حالت میں کرے کہ اس کی گردن پر گناہ نہ ہوں اور جس طرح خالص سونا ناخالص سونے سے جدا ہوتا ہے اور اس پر کسی کا بھی حق نہ ہوتو اس کو ہر نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورۂ توحید پڑھنا چاہئے اور ہاتھوں کو پھیلا کر کہے،

اے خدا! تیرے مخفی اور پاک و پاکیزہ نام کے ذریعے تجھ سے مانگتا ہوں اور بزرگ نام ہمیشہ والی بادشاہی کے ذریعہ تجھ سے مانگتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر صلوٰت بھیج،

اے تحفے دینے والے، اے اسیروں کو آزاد کرنے والے،

---

[1] یعنی سورة الإخلاص.

[2] تهذيب الأحكام: ج 2 ص108 ح 410، كتاب من لا يحضره الفقيه: ج1 ص 324 ح 949، معانى الأخبار: ص140 ح1 عن الأصبغ، مكارم الأخلاق: ج2 ص31 ح2068 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج86 ص25 ح26.

اے لوگوں کو آگ سے رہا کرنے والے، تجھ سے چاہتا ہوں کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج اور مجھے (جہنم کی) آگ سے آزاد کر اور اس کا انجام نیک قرار دے، کیوں کہ تو سارے رازوں سے باخبر ہے پھر علی علیہ السلام نے فرمایا؛ یہ روزوں میں سے ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا اور مجھے حکم دیا کہ یہ حسن و حسین علیہ السلام کو بھی بتادوں۔

10/14

دُعاؤُهُ فی طَلَبِ الوَلَدِ الصّالِحِ

نیک فرزند طلب کرنے کے بارے میں امام علیہ السلام کی دعا

407. مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام: بِسمِ اللهِ، يا دائِمُ يا دَيمومُ، يا حَيُّ يا قَيّومُ[1] الرَّحمنُ الرَّحيمُ، يا كاشِفَ الغَمِّ، يا فارِجَ الهَمِّ، يا باعِثَ الرُّسُلِ، يا صادِقَ الوَعدِ، اللّٰهُمَّ إن كانَ لي عِندَكَ رِضوانٌ ووُدٌّ فَاغفِر لي ومَنِ اتَّبَعَني مِن إخواني وشيعَتي. وطَيِّب ما في صُلبي، بِرَحمَتِكَ يا أرحَمَ الرّاحِمينَ، وصَلَّى اللهُ عَلى سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وآلِهِ أجمَعينَ.[2]

۴۰۷) مہج الدعوات میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: خدا کے نام سے، اے ہمیشہ رہنے والے، اے زندہ، اے لوگوں کے کام کو انجام دینے والے، اے مہربان رحمت بھیجنے والے، اے غم کو دور کرنے والے، اے غم کو برطرف کرنے والے، اے انبیاء کو بھیجنے والے، اے سچا وعدہ کرنے والے،

اے خدا! اگر (اپنی تقدیر) میں مجھ سے راضی اور مہربان ہو تو مجھ کو معاف کرو، تو اپنی رحمت سے، اے سب سے زیادہ مہربان،

خدایا! ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی ساری آل پر درود بھیجے۔

---

[1] قيّوم: من أبنية المبالغة، وهي من صفات الله تعالى، ومعناها: القائم بأمور الخلق (النهاية: ج4 ص134 «قيم»).

[2] مهج الدعوات: ص23، بحار الأنوار: ج94 ص265 ح3 وراجع: كمال الدين: ص265 ح11 وعيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص60 ح29.

10/15

دُعاؤُهُ فِي السُّجودِ

سجدہ میں امام علیہ السلام کی دعا

408.مقتل الحسين عليه السلام: رُوِىَ فِي المَراسيلِ أنَّ شُرَيحا قالَ: دَخَلتُ مَسجِدَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَإِذَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام فيهِ ساجِدٌ يُعَفِّرُ خَدَّهُ عَلَى التُّرابِ، وهُوَ يَقولُ: سَيِّدى ومَولاىَ، أَلِمَقامِعِ الحَديدِ خَلَقتَ أعضائى؟ أم لِشُربِ الحَميمِ[1] خَلَقتَ أمعائى[2]؟ إلهى لَئِن طالَبتَنى بِذُنوبى لَأُطالِبَنَّكَ بِكَرَمِكَ، ولَئِن حَبَستَنى مَعَ الخاطِئينَ لَأُخبِرَنَّهُم بِحُبّى لَكَ، سَيِّدى إنَّ طاعَتَكَ لا تَنفَعُكَ، ومَعصِيَتى لا تَضُرُّكَ، فَهَب لى ما لا يَنفَعُكَ، وَاغفِر لى ما لا يَضُرُّكَ، فَإِنَّكَ أرحَمُ الرّاحِمينَ.[3]

۴۰۸) مقتل الحسین خوارزمی: مرسل[4] روایتوں میں آیا ہے کہ شریح کہتا ہے: میں مسجد النبی میں آیا تو دیکھا امام حسین علیہ السلام سجدہ میں ہیں اور گال کو خاک پر رکھ کر کہہ رہے ہیں،

اے میرے آقا و سردار! کیا تو نے میرا اعضاء کو لوہے کے گرزوں کے لئے پیدا کیا ہے یا میرے معدے کو جہنم کے گرم پانی پینے کے لئے خلق کیا ہے؟

اے میرے اللہ اگر تو مجھ سے گناہوں کی وجہ سے حساب لے گا تو میں ان کو بتاؤں گا کہ تجھ سے محبت کرتا ہوں،

میرے سردار! میری عبادت تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی اور نہ ہی میری نافرمانی تجھے کوئی نقصان دے گی۔ بس جو چیز تجھے فائدہ نہ دے وہ مجھے دے، اور جو چیز تجھے نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف کردے، کیونکہ تو بڑا مہربان ہے۔

---

[1] الحَمِيمُ: الماء الشديد الحرارة (مفردات ألفاظ القرآن: ص254 «حم»).
[2] إشارة إلى الآيات: 21.19 من سورة الحجّ.
[3] مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص152.
[4]

10/16

دُعاؤُهُ فِي الإستِسقاءِ

بارش طلب کرنے کے بارے میں امام کی دعا

409. کتاب من لا یحضره الفقیه: جاءَ قَومٌ مِن أهلِ الكوفَةِ إلى عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام فَقالوا لَهُ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، اُدعُ لَنا بِدَعَواتٍ فِي الإستِسقاءِ، فَدَعا عَلِيٌّ عليه السلام الحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهما السلام... ثُمَّ قالَ لِلحُسَينِ عليه السلام: اُدعُ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: اللّٰهُمَّ مُعطِيَ الخَيراتِ مِن مَظانِّها، ومُنزِلَ الرَّحَماتِ مِن مَعادِنِها، ومُجرِيَ البَرَكاتِ عَلى أهلِها، مِنكَ الغَيثُ المُغيثُ، وأنتَ الغِياثُ المُستَغاثُ، ونَحنُ الخاطِئونَ وأهلُ الذُّنوبِ، وأنتَ المُستَغفَرُ الغَفّارُ، لا إلٰهَ إلّا أنتَ. اللّٰهُمَّ أرسِلِ السَّماءَ عَلَينا ديمَةً[1] مِدرارًا، وَاسقِنَا الغَيثَ واكِفًا[2] مِغزارًا، غَيثًا مُغيثًا، واسِعًا مُسبِغًا مُهطِلًا، مَريئًا مَريعًا، غَدَقًا[3] مُغدِقًا، عُبابًا[4] مُجَلجِلًا[5]، سَحًّا[6] سَحساحًا، بَسًّا[7] بَسّاسًا، مُسبِلًا[8] عامًّا، وَدقًا[9] مِطفاحًا، يَدفَعُ الوَدقَ بِالوَدقِ دِفاعًا، ويَطلُعُ القَطرُ مِنهُ، غَيرَ خُلَّبِ البَرقِ[10]، ولا مُكَذَّبِ الرَّعدِ، تَنعَشُ بِهِ الضَّعيفَ مِن عِبادِكَ، وتُحيي بِهِ المَيِّتَ مِن بِلادِكَ، مَنًّا عَلَينا مِنكَ، آمينَ يا رَبَّ

---

[1] الدّيمَة: المطر الذی لیس فیه رعدٌ ولا برق، وأقلّه ثلث النهار أو ثلث اللیل، وأکثره ما بلغ من العدّة (الصحاح: ج 5 ص 1924 «دیم»).

[2] وکَفَ البیت: قَطَرَ، وناقة وکوف: غزیرة (القاموس المحیط: ج 3 ص 206 «وکف»).

[3] الغَدَقُ: المطر الکبار القطر (النهایة: ج 3 ص 345 «غدق»).

[4] العُباب: المطر الکثیر (لسان العرب: ج 1 ص 573 «عبب»).

[5] المُجَلجِلُ: السحاب الذی فیه صوت الرعد (الصحاح: ج 4 ص 1659 «جلل»).

[6] یقال: سَحَّ یسحّ سحًّا، والمؤنّثة: سحّاء؛ أی دائمة الصبّ والهطل بالعطاء (النهایة: ج 2 ص 345 «سحح»).

[7] البَسُّ: السَّوق اللّیّن (الصحاح: ج 3 ص 908 «بسس»).

[8] قال ابن الأثیر: فی حدیث الاستسقاء: «اسقنا غیثًا سابلاً» أی هاطلاً غزیرًا (النهایة: ج 2 ص 340 «سبل»).

[9] الوَدقُ: المطر (الصحاح: ج 4 ص 1563 «ودق»).

[10] البرقُ الخُلَّب: الذی لا غَیث فیه (الصحاح: ج 1 ص 122 «خلب»).

العالَمين. فَما تَمَّ كَلامُهُ حَتّى صَبَّ اللهُ الماءَ صَبّا.[1]

۴۰۹) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ : کوفہ کا ایک گروہ امام علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: ہمارے لیے بارش کے آنے کے لئے دعا کریں علی علیہ السلام نے حسن وحسین علیہ السلام کو بلایا، پھر حسین علیہ السلام سے فرمایا: دعا کرو۔ حسین علیہ السلام نے کہا: اے نیکیوں کو عطا کرنے والے، اپنے گمان کی جگہ سے اور پنے معادن سے رحمتوں کو نازل کرنے والے، اور برکت کے لائق لوگوں پر برکتوں کو نازل کرنے والا، تو ہی بارش برسانے والا ہے اور تجھ ہی کو پکارا جاتا ہے، ہم تو گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں، اور تجھ سے ہی توبہ طلب کی جاتی ہے اور تو ہی معاف کرتا ہے، تیرے علاوہ کوئی بھی خدا نہیں ہے، اے خدا! ہمارے لئے آسمان سے بغیر آواز والی بارش، پانی سے لبریز بھیج اور ایسی بارش بھیج جو ہمارے لئے جو قطروں سے لبریز ہو، وسیع بارش، بابرکت اور بڑی اور زیادہ تسلسل والی، اور وسیع بارش بھیج، ایسی بارش کہ سب کو شامل ہو اور قطرے ہمارے سر پر آئیں، نہ ایسی بارش کو جو سب کو غرق کردے، لیکن ایسی بارش نہ آئے جس سے تیرے کمزور بندوں کی زندگی مشکل میں پڑ جائے، بلکہ ایسی بارش ہو جن سے مردہ زمینوں کو زندہ کرے،

ہم پر تیرا احسان ہے، آمین، اے ساری کائنات کے رب!

امام علیہ السلام کی دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ کافی مقدار میں بارش آ گئی۔

410.عيون الأخبار عن إسرائيل عن الحسين عليه السلام. أَنَّهُ كانَ إذَا استَسقى قالَ: اللّٰهُمَّ اسقِنا سَقيا واسِعَةً وادِعَةً، عامَّةً نافِعَةً غَيرَ ضارَّةٍ، تَعُمُّ بِها حاضِرَنا وبادِيَنا، وتَزيدُ بِها في رِزقِنا وشُكرِنا. اللّٰهُمَّ اجعَلهُ رِزقَ إيمانٍ وعَطاءَ إيمانٍ، إنَّ عَطاءَكَ لَم يَكُن مَحظورا. اللّٰهُمَّ أنزِل عَلَينا في أرضِنا سَكَنَها، وأنبِت فيها زينَتَها ومَرعاها.[2]

۴۱۰) عیون الا خبار میں اسرائیل نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے ؛ جب بارش طلب کرنے کی دعا کرتے تھے تو کہتے تھے،

اے خدا! ہمارے اوپر ایسی بارش بھیج جو وسیع سب کے فائدے میں بغیر نقصان والی ہو، ایسی بارش کہ جو شہر وگاؤں پر نازل ہو اور جو ہمارے رزق اور شکر کو بڑھائے،

---

[1] كتاب من لا يحضره الفقيه: ج1 ص535 ح1504، قرب الإسناد: ص156 ح576 عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه B نحوه، بحار الأنوار: ج91 ص321 ح9.
[2] عيون الأخبار لابن قتيبة: ج2 ص278.

اے خدا! اسے ایمان کا رزق اور بخشش قرار دے کیونکہ تیری عطائیں کوئی مانع نہیں رکھتی ہیں،
اے خدا! ہمارے اوپر سرزمینوں کی رحمت نازل فرما اوران کی زینت اور گھاس کو اگا دے۔

10/17

دُعاؤُهُ فی دَفعِ الأَعداءِ

دشمنوں کو دور کرنے کے لئے امام علیہ السلام کی دعا

411.طبّ الأئمّة عن عبد الله بن المفضّل النوفليّ عن أ كَلِماتٌ إذا قُلتُهُنَّ ما اُبالي مِمَّن اجتَمَعَ عَلَيَّ الجِنُّ وَالإِنسُ: بِسمِ اللهِ وبِاللهِ وإلَى اللهِ وفی سَبيلِ اللهِ، وعَلى مِلَّةِ رَسولِ اللهِ ﷺ. اللّهُمَّ اكفِني بِقُوَّتِكَ وحَولِكَ وقُدرَتِكَ شَرَّ كُلِّ مُغتالٍ[1] وكَيدَ الفُجّارِ، فَإِنّي اُحِبُّ الأَبرارَ واُوالِي الأَخيارَ، وصَلَّى اللهُ عَلى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وآلِهِ وسَلَّمَ.[2]

(۴۱۱) طب الائمۃ میں عبداللہ بن مفضل نوفلی سے نقل ہے: کچھ ایسے کلمات ہیں کہ مجھے خوف نہیں ہے کہ مقابلے کے انسان اور جن آئیں (وہ یہ ہیں) خدا کے نام سے، اس کی مدد سے، اور اسکی طرف، خدا کی راہ، نبی کے دین پر، اے خدا! مجھے تو اپنی قدرت و طاقت سے ہر قاتل، دھوکہ باز اور گنہگاروں کے دھوکے سے بچائے رکھ کیونکہ میں نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں اور تیرے چنے ہوئے بندوں سے میلاپ رکھتا ہوں، خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد پر درود وسلام بھیج۔

412.مهج الدعوات عن الإمام الحسين علیه السلام. في دُعائِهِ: يا مَن شَأنُهُ الكِفايَةُ، وسُرادِقُهُ[3] الرِّعايَةُ، يا مَن هُوَ الغايَةُ وَالنِّهايَةُ، يا صارِفَ السّوءِ وَالسَّوايَةِ وَالضُّرِّ، اصرِف عَنّي أذِيَّةَ العالَمينَ مِنَ الجِنِّ وَالإِنسِ أجمَعينَ، بِالأَشباحِ النّورانِيَّةِ، وبِالأَسماءِ السُّريانِيَّةِ، وبِالأَقلامِ اليونانِيَّةِ، وبِالكَلِماتِ العِبرانِيَّةِ، وبِما نَزَلَ فِي الأَلواحِ مِن يَقينِ الإِيضاحِ. اِجعَلنِي اللّهُمَّ في حِرزِكَ وفي حِزبِكَ، وفي عِياذِكَ وفي سِترِكَ وفي كَنَفِكَ، مِن كُلِّ شَيطانٍ مارِدٍ، وَعَدُوٍّ راصِدٍ، ولَئيمٍ مُعانِدٍ، وضِدٍّ

---

[1] الاغتيال: قَتَلَهُ غيلةً؛ وهو أن يخدعه فيذهب به إلى موضع فإذا صار إليه قتله (الصحاح: ج5 ص1787 «غيل»).
[2] طبّ الأئمّة لابني بسطام: ص116، بحار الأنوار: ج95 ص220 ح17.
[3] السُّرادِق: هو كلّ ما أحاط بشيء من حائط أو مضرب أو خباء (النهاية: ج 2 ص359 «سردق»).

كَنودٍ[1]، ومِن كُلِّ حاسِدٍ، بِبِسمِ اللهِ استَشفَيتُ، وبِسمِ اللهِ استَكفَيتُ، وعَلَى اللهِ تَوَكَّلتُ، وبِهِ استَعَنتُ، وإلَيهِ استَعدَيتُ عَلى كُلِّ ظالِمٍ ظَلَمَ، وغاشِمٍ غَشَمَ، وطارِقٍ طَرَقَ، وزاجِرٍ زَجَرَ، فَاللهُ خَيرٌ حافِظًا وهُوَ أرحَمُ الرّاحِمينَ.[2]

۴۱۲) مجھ الدعوات میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنی دعا میں (کہتے تھے) اے وہ ذات جس کا کام کفایت کرنا ہے اور پردہ پوشی، رعایت ہے،

اے وہ ذات جو مقصد اور انتہا ہے، اے برائی و مصیبت کو ٹالنے والے! تجھے واسطہ ہے نورانی صورتوں کا، سریانی ناموں کا، یونانی قلموں کا، عبرانی لفظوں کا اس چیز کا جو لوح (محفوظ) میں واضح ہے یقین ہے، مجھ سے سارے جہاں کے جن اور انسانوں کے شر و نقصان کو دور کر دے،

اے خدا! مجھے تو اپنی امان میں اور گروہ میں شامل کر اور مجھے اپنے پردے اور ہر شیطان سے، دشمن سے، ہر مخالف اور ہر حسد والے سے بچائے رکھ، میں نے بسم اللہ کے ذریعے شفا مانگی، خدا پر توکل کیا، اس سے مدد مانگی اور میں نے اسے ہر ظالم کے ظلم کے مقابلے میں جو ظلم کرے، بدسیرت شخص کی بد رفتاری سے اور ہر عالم کے ظلم سے، اور ہر اس شخص سے جو فریاد و پکار سے روکتا ہے میں نے پناہ مانگی ہے کیوں کہ خدا بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور سب سے بڑا مہربان ہے۔

10/18

تَسبيحُهُ فِي اليَومِ الخامِسِ مِنَ الشَّهرِ

ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو امام علیہ السلام کی تسبیح

413. الدعوات: تَسبيحُ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام فِي اليَومِ الخامِسِ [مِنَ الشَّهرِ]: سُبحانَ الرَّفيعِ الأَعلى، سُبحانَ العَظيمِ الأَعظَمِ، سُبحانَ مَن هُوَ هكَذا ولا يَكونُ هكَذا غَيرُهُ، ولا يَقدِرُ أحَدٌ قُدرَتَهُ، سُبحانَ مَن أوَّلُهُ عِلمٌ لا يوصَفُ، وآخِرُهُ عِلمٌ لا يَبيدُ، سُبحانَ مَن عَلا فَوقَ البَرِيّاتِ بِالإِلهِيَّةِ فَلا عَينٌ

[1] الكَنُودُ: الكفور (القاموس المحيط: ج1 ص332، كند).
[2] مهج الدعوات: ص356، بحار الأنوار: ج94 ص374 ح1.

تُدرِكُهُ، ولا عَقلٌ يُمَثِّلُهُ، ولا وَهمٌ يُصَوِّرُهُ، ولا لِسانٌ يَصِفُهُ بِغايَةِ ما لَهُ مِنَ الوَصفِ، سُبحانَ مَن عَلا فِي الهَواءِ، سُبحانَ مَن قَضَى المَوتَ عَلَى العِبادِ، سُبحانَ المَلِكِ المُقتَدِرِ، سُبحانَ المَلِكِ القُدّوسِ، سُبحانَ الباقِي الدّائِمِ. [1]

۴۱۳) الدعوات: (ہر مہینے) پانچ تاریخ کو امام کی تسبیح اس طرح ہوتی تھی:

پاک و پاکیزہ ہے، بلند مرتبہ خدا، ہر عیب سے پاک ہے سب سے بڑا خدا،

پاک ہے وہ ذات جو اس طرح ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی اس طرح نہیں ہے اور کوئی اس کی قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتا،

بے عیب ہے وہ ذات جس کا آغاز ایسا علم ہے جو وصف کرنے سے باہر، اور اس کا انجام ایسا علم ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے،

پاک ہے وہ ذات جو اپنی خدائی کے ذریعے لوگوں سے بلند و بالاتر ہے، نہ اس کو آنکھ دیکھ سکتی ہے، نہ اس کی کوئی شبیہ بنا سکتی ہے، نہ کوئی خیال اس کا تصور کر سکتا ہے نہ کوئی زبان اس کی ایسی تعریف کر سکتی ہے جو اس کا حق ہے،

بے عیب ہے وہ ذات جو فضا میں (جگہ لینے سے) برتر ہے،

پاک ہے وہ ذات جس نے بندوں پر موت کو متعین کیا،

پاک ہے قدرت والا حاکم (اللہ)،

پاک ہے وہ ذات جو بہت زیادہ پاک و پاکیزہ ہے،

پاک ہے ہمیشہ رہنے والی ذات۔

---

[1] الدعوات للراوندی: ص92 ح228، بحار الأنوار: ج94 ص206 ح3.

10/19

دُعاؤُهُ فِي الرَّغبَةِ إلَى الآخِرَةِ

آخرت کی رغبت کے لئے امام علیہ السلام کی دعا

414. كشف الغمّة عن راشد بن أبي روح الأنصاري: كانَ مِن دُعاءِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: اللّٰهُمَّ ارزُقنِي الرَّغبَةَ فِي الآخِرَةِ حَتّى أعرِفَ صِدقَ ذٰلِكَ في قَلبي بِالزَّهادَةِ مِنّي في دُنيايَ، اللّٰهُمَّ ارزُقني بَصَرًا في أمرِ الآخِرَةِ حَتّى أطلُبَ الحَسَناتِ شَوقًا، وأفِرَّ[1] مِنَ السَّيِّئاتِ خَوفًا، يا رَبِّ.[2]

۴۱۴) کشف الغمۃ: راشد بن ابی روح انصاری سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام کی دعا یہ تھی، اے خدا! مجھے آخرت کی طرف رغبت عطا کر تا کہ میں آخرت کی سچائی کو دنیا سے بے رغبتی کے ذریعے جان لوں، اے خدا! مجھے آخرت کے کام میں بصیرت عطا کر تا کہ شوق سے نیکیوں کے پیچھے جاؤں اور خوف سے گناہ سے دوری اختیار کروں، اے میرے خدا۔

10/20

دُعاؤُهُ يَومَ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن امام علیہ السلام کی دعا

415. الإقبال: مِنَ الدَّعَواتِ المُشَرَّفَةِ في يَومِ عَرَفَةَ، دُعاءُ مَولانَا الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ صَلَواتُ

---

[1] في المصدر: «وافرا»، وهو تصحيف.
[2] كشف الغمّة: ج2 ص275.

اللهِ عَلَيهِ[1] : الحَمدُ للهِ الَّذی لَيسَ لِقَضائِهِ دافِعٌ، ولا لِعَطائِهِ مانِعٌ، ولا كَصُنعِهِ صُنعُ صانِعٍ، وهُوَ الجَوادُ الواسِعُ، فَطَرَ[2] أجناسَ البَدائِعِ، وأتقَنَ بِحِكمَتِهِ الصَّنائِعَ، لا يَخفى عَلَيهِ الطَّلائِعُ، ولا تَضيعُ عِندَهُ الوَدائِعُ، أتى بِالكِتابِ الجامِعِ، وبِشَرعِ الإِسلامِ النّورِ السّاطِعِ، وهُوَ لِلخَليقَةِ صانِعٌ، وهُوَ المُستَعانُ عَلَى الفَجائِعِ، جازی كُلِّ صانِعٍ، ورائِشُ[3] كُلِّ قانِعٍ[4]، وراحِمُ كُلِّ ضارِعٍ[5]، ومُنزِلُ المَنافِعِ وَالكِتابِ الجامِعِ بِالنّورِ السّاطِعِ، وهُوَ لِلدَّعَواتِ سامِعٌ، ولِلدَّرَجاتِ رافِعٌ، ولِلكُرُباتِ دافِعٌ، ولِلجَبابِرَةِ قامِعٌ، وراحِمُ عَبرَةِ كُلِّ ضارِعٍ، ودافِعُ ضَرعَةِ كُلِّ ضارِعٍ، فَلا إلهَ غَيرُهُ، ولا شَیءَ يَعدِلُهُ، ولَيسَ كَمِثلِهِ شَیءٌ، وهُوَ السَّميعُ البَصيرُ، اللَّطيفُ الخَبيرُ، وهُوَ عَلى كُلِّ شَیءٍ قَديرٌ. اللّٰهُمَّ إنّی أرغَبُ إلَيكَ، وأشهَدُ بِالرُّبوبِيَّةِ لَكَ، مُقِرّا بِأَنَّكَ رَبّی، وأنَّ إلَيكَ مَرَدّی، ابتَدَأتَنی بِنِعمَتِكَ قَبلَ أن أكونَ شَيئا مَذكورا، وخَلَقتَنی مِنَ التُّرابِ ثُمَّ أسكَنتَنِی الأَصلابَ، أمنا لِرَيبِ المَنونِ[6] وَاختِلافِ الدُّهورِ، فَلَم أزَل ظاعِنا[7] مِن صُلبٍ إلى رَحِمٍ فی تَقادُمِ الأَيّامِ الماضِيَةِ، وَالقُرونِ الخالِيَةِ، لَم تُخرِجنی ـ لِرَأفَتِكَ بی، ولُطفِكَ لی وإحسانِكَ إلَیَّ ـ فی دَولَةِ أيّامِ الكَفَرَةِ، الَّذينَ نَقَضوا عَهدَكَ وكَذَّبوا رُسُلَكَ، لكِنَّكَ أخرَجتَنی رَأفَةً مِنكَ وتَحَنُّنا عَلَیَّ لِلَّذی سَبَقَ لی مِنَ الهُدَى، الَّذی فيهِ يَسَّرتَنی، وفيهِ أنشَأتَنی، ومِن قَبلِ ذلِكَ رَؤُفتَ بی بِجَميلِ صُنعِكَ وسَوابِغِ نِعمَتِكَ، فَابتَدَعتَ خَلقی مِن مَنِیٍّ يُمنی،

---

[1] قال الكفعمی فی حاشية البلد الأمين: ذكر السيّد الحسيب النسيب رضیّ الدين علیّ بن طاووس ـ قدّس الله روحه ـ فی كتاب مصباح الزائر قال: روى بشر و بشير الأسديّان أنّ الحسين بن علیّ بن أبی طالب عليه السلام خرج عشيّة عرفة يومئذٍ من فسطاطه، متذلّلاً خاشعا، فجعل عليه السلام يمشی هونا هونا، حتّى وقف هو وجماعة من أهل بيته وولده ومواليه فی مَيسَرَةِ الجبل، مستقبلَ البيت، ثُمّ رفع يديه تلقاء وجهه كاستطعام المسكين، ثُمَّ قال: الحمد لله الذی ليس لقضائه دافع... إلى آخره (البلد الأمين: ص251، بحار الأنوار: ج98 ص214 ح2).

[2] فَطَرَ: خلق (المصباح المنير: ص476 «فطر»).

[3] يقال: راشَهُ يَريشُه، إذا أحسن حاله. وكلُّ من أوليته خيرا فقد رِشتَه (لسان العرب: ج6 ص310 «ريش»).

[4] القانِعُ: السائل، من القنوع: الرضا باليسير من العطاء (النهاية: ج4 ص114 «قنع»).

[5] الضّارِعُ: النحيف الضاوی الجسم (النهاية: ج3 ص84 «ضرع»).

[6] المنون: الدَّهرُ. والموتُ (القاموس المحيط: ج4 ص272 «منّ»).

[7] ظَعَنَ: سارَ (الصحاح: ج4 ص2159 «ظعن»).

ثُمَّ أسكَنتَني في ظُلُماتٍ ثَلاثٍ، بَينَ لَحمٍ وجِلدٍ ودَمٍ، لَم تُشَهِّرني بِخَلقي [1]، ولَم تَجعَل إلَيَّ شَيئاً مِن أمري. ثُمَّ أخرَجتَني إلَى الدُّنيا تامّاً سَوِيّاً، وحَفِظتَني فِي المَهدِ طِفلاً صَبِيّاً، ورَزَقتَني مِنَ الغِذاءِ لَبَناً مَرِيّاً، وعَطَفتَ عَلَيَّ قُلوبَ الحَواضِنِ، وكَفَّلتَنِي الاُمَّهاتِ الرَّحائِمَ، وكَلَأتَني [2] مِن طَوارِقِ الجانِّ، وسَلَّمتَني مِنَ الزِّيادَةِ وَالنُّقصانِ، فَتَعالَيتَ يا رَحيمُ يا رَحمانُ. حَتّى إذَا استَهلَلتُ ناطِقاً بِالكَلامِ، أتمَمتَ عَلَيَّ سَوابِغَ الإِنعامِ، فَرَبَّيتَني زائِداً في كُلِّ عامٍ، حَتّى إذا كَمُلَت فِطرَتي، وَاعتَدَلَت سَريرَتي، أوجَبتَ عَلَيَّ حُجَّتَكَ بِأَن ألهَمتَني مَعرِفَتَكَ، ورَوَّعتَني بِعَجائِبِ فِطرَتِكَ، وأنطَقتَني لِما ذَرَأتَ في سَمائِكَ وأرضِكَ مِن بَدائِعِ خَلقِكَ، ونَبَّهتَني لِذِكرِكَ وشُكرِكَ وواجِبِ طاعَتِكَ وعِبادَتِكَ، وفَهَّمتَني ما جاءَت بِهِ رُسُلُكَ، ويَسَّرتَ لي تَقَبُّلَ مَرضاتِكَ، ومَنَنتَ عَلَيَّ في جَميعِ ذلِكَ بِعَونِكَ ولُطفِكَ. ثُمَّ إذ خَلَقتَني مِن حُرِّ [3] الثَّرى، لَم تَرضَ لي يا إلهي بِنِعمَةٍ دونَ اُخرى، ورَزَقتَني مِن أنواعِ المَعاشِ وصُنوفِ الرِّياشِ بِمَنِّكَ العَظيمِ عَلَيَّ، وإحسانِكَ القَديمِ إلَيَّ، حَتّى إذا أتمَمتَ عَلَيَّ جَميعَ النِّعَمِ، وصَرَفتَ عَنّي كُلَّ النِّقَمِ، لَم يَمنَعكَ جَهلي وجُرأَتي عَلَيكَ أن دَلَلتَني عَلى ما يُقَرِّبُني إلَيكَ، ووَفَّقتَني لِما يُزلِفُني لَدَيكَ، فَإِن دَعَوتُكَ أجَبتَني، وإن سَأَلتُكَ أعطَيتَني، وإن أطَعتُكَ شَكَرتَني، وإن شَكَرتُكَ زِدتَني، كُلُّ ذلِكَ إكمالاً لِأَنعُمِكَ عَلَيَّ، وإحسانِكَ إلَيَّ. فَسُبحانَكَ سُبحانَكَ! مِن مُبدِئٍ مُعيدٍ حَميدٍ مَجيدٍ، وتَقَدَّسَت أسماؤُكَ، وعَظُمَت آلاؤُكَ، فَأَيُّ أنعُمِكَ يا إلهي اُحصي عَدَداً أو ذِكراً، أم أيُّ عَطاياكَ أقومُ بِها شُكراً، وهِيَ يا رَبِّ أكثَرُ مِن أن يُحصِيَهَا العادّونَ، أو يَبلُغَ عِلماً بِهَا الحافِظونَ! ثُمَّ ما صَرَفتَ ودَرَأتَ [4] عَنِّي اللّهُمَّ مِنَ الضُّرِّ وَالضَّرّاءِ أكثَرُ مِمّا ظَهَرَ لي مِنَ العافِيَةِ وَالسَّرّاءِ. وأنَا أشهَدُ يا إلهي بِحَقيقَةِ إيماني، وعَقدِ عَزَماتِ يَقيني، وخالِصِ صَريحِ تَوحيدي، وباطِنِ مَكنونِ ضَميري، وعَلائِقِ مَجاري نورِ بَصَري، وأساريرِ صَفحَةِ جَبيني، وخُرقِ مَسارِبِ نَفسي،

---

[1] قال العلاّمة المجلسي: لم تشهّرني بخلقي؛ أي لم تجعل تلك الحالات الخسيسة ظاهرة للخلق في ابتداء خلقي لأصير محقّراً مهيناً عندهم، بل سترت تلك الأحوال عنهم، وأخرجتني بعد اعتدال صورتي وخروجي عن تلك الاُصول الدّنية (بحار الأنوار: ج60 ص373). هذا وفي البلد الأمين: «لم تُشهِدني خلقي».

[2] كَلأَهُ: حرسه (القاموس المحيط: ج1 ص26 «كلأ»).

[3] الحُرّ من الطين والرَّمل: الطيّب. وحرّ كلّ أرضٍ: وسطها وأطيبها (تاج العروس: ج6 ص261 «حرر»).

[4] الدَّرأُ: الدَّفع (الصحاح: ج1 ص48 «درأ»).

وخَذاريفِ[1] مارِنِ[2] عِرنينى[3]، ومَسارِبِ صِماخ[4] سَمعى، وما ضُمَّت وأطبَقَت عَلَيهِ شَفَتاىَ، وحَرَكاتِ لَفظِ لِسانى، ومَغرَزِ حَنَكِ فَمى وفَكّى، ومَنابِتِ أضراسى، وبُلوغِ حَبائِلِ بارِعِ عُنُقى، ومَساغِ مَطعَمى ومَشرَبى، وحِمالَةِ[5] اُمِّ رَأسى، وجُمَلِ حَمائِلِ حَبلِ وَتينى[6]، ومَا اشتَمَلَ عَلَيهِ تامورُ[7] صَدرى، ونِياطُ[8] حِجابِ قَلبى، وأفلاذُ حَواشى كَبِدى، وما حَوَتهُ شَراسيفُ[9] أضلاعى، وحِقاقُ مَفاصِلى، وأطرافُ أنامِلى، وقَبضُ عَوامِلى، ودَمى وشَعرى وبَشَرى، وعَصَبى وقَصَبى[10] وعِظامى، ومُخّى وعُروقى، وجَميعُ جَوارِحى، ومَا انتَسَجَ عَلى ذلِكَ أيّامَ رِضاعى، وما أقَلَّتِ الأَرضُ مِنّى، ونَومى ويَقظَتى، وسُكونى وحَرَكَتى، وحَرَكاتِ رُكوعى وسُجودى؛ أن لَو حاوَلتُ وَاجتَهَدتُ مَدَى الأَعصارِ وَالأَحقابِ لَو عُمِّرتُها، أن اُؤَدِّىَ شُكرَ واحِدَةٍ مِن أنعُمِكَ، مَا استَطَعتُ ذلِكَ! إلاّ بِمَنِّكَ الموجِبِ عَلَىَّ شُكرا آنِفا جَديدا، وثَناءً طارِفا[11] عَتيدا. أجَل، ولَو حَرَصتُ وَالعادّونَ مِن أنامِكَ أن نُحصِىَ مَدى إنعامِكَ، سالِفَةً وآنِفَةً، لَما حَصَرناهُ عَدَدا، ولا أحصَيناهُ أبَدا. هَيهاتَ! أنّى ذلِكَ، وأنتَ المُخبِرُ عَن نَفسِكَ فى كِتابِكَ النّاطِقِ، وَالنَّبَأُ الصّادِقِ: «وَ إِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللهِ لاَ تُحْصُوهَآ»[12]، صَدَقَ كِتابُكَ اللّٰهُمَّ ونَبَؤُكَ، وبَلَّغَت أنبِياؤُكَ ورُسُلُكَ ما أنزَلتَ عَلَيهِم مِن وَحيِكَ، وشَرَعتَ لَهُم مِن دينِكَ، غَيرَ أنّى أشهَدُ بِجِدّى وجَهدى، ومَبالِغِ طاقَتى ووُسعى، وأقولُ مُؤمِنا موقِنا: الحَمدُ للهِ الَّذى لَم يَتَّخِذ وَلَدا

---

[1] الخُذروف: عُوَيد، أو قصَبَة مشقوقة، يفرضُ فى وسطه... (تاج العروس: ج12 ص157 «خذرف»). وقد استعاره علیه السلام لمجارى الأنف هنا.

[2] المارِن: ما لان من الأنفِ وفَضَل عن القصَبَة (الصحاح: ج6 ص2202 «مرن»).

[3] العِرنِينُ: الأنف (النهاية: ج3 ص223 «عرن»).

[4] الصِّماخ: قناة الأُذن التى تُفضى إلى طبلته (المعجم الوسيط: ج1 ص522 «صمخ»).

[5] مَحامِلُ الشىء وحَمائِلُه: العروق التى فى أصله وجلده (لسان العرب: ج11 ص180 «حمل»).

[6] الوَتِينُ: عِرقٌ فى القلب إذا انقطع مات صاحبه (الصحاح: ج6 ص2210 «وتن»).

[7] التامور: علقة القلب ودمه (النهاية: ج1 ص196

[8] نياط القلب: هو العرق الذى القلب معلّق به (النهاية: ج5 ص141 «نيط»).

[9] الشراسيف: وهى أطراف الأضلاع المشرفة على البطن (النهاية: ج2 ص459 «شرسف»).

[10] القُصْبُ: اسم للأمعاء كلّها (النهاية: ج4 ص67 «قصب»).

[11] الطارف: المستحدث، خلاف التالد والتليد (الصحاح: ج4 ص1394 «طرف»).

[12] إبراهيم: 34، النحل: 18.

فَيَكونَ مَوروثا، ولَم يَكُن لَهُ شَريكٌ فِي المُلكِ فَيُضادَّهُ فيما ابتَدَعَ، ولا وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ فَيُرفِدَهُ[١] فيما صَنَعَ، سُبحانَهُ سُبحانَهُ سُبحانَهُ! لَو كانَ فيهِما آلِهَةٌ إلَّا اللهُ لَفَسَدَتا وتَفَطَّرَتا، فَسُبحانَ اللهِ الواحِدِ الحَقِّ الأَحَدِ الصَّمَدِ، الَّذي لَم يَلِد ولَم يولَد ولَم يَكُن لَهُ كُفُوا أحَدٌ. الحَمدُ للهِ حَمدا يَعدِلُ حَمدَ مَلائِكَتِهِ المُقَرَّبينَ، وأنبِيائِهِ المُرسَلينَ، وصَلَّى اللهُ عَلى خِيَرَتِهِ مِن خَلقِهِ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيّينَ، وآلِهِ الطّاهِرينَ المُخلَصينَ. [ثُمَّ اندَفَعَ عليه السلام فِي المَسأَلَةِ وَاجتَهَدَ فِي الدُّعاءِ وقالَ . وعَيناهُ تَكِفانِ[٢] دُموعا] [٣]: اللّٰهُمَّ اجعَلني أخشاكَ كَأَنّي أراكَ، وأسعِدني بِتَقواكَ، ولا تُشقِني بِمَعصِيَتِكَ، وخِر لي في قَضائِكَ، وبارِك لي في قَدَرِكَ، حَتّى لا اُحِبَّ تَعجيلَ ما أخَّرتَ، ولا تَأخيرَ ما عَجَّلتَ. اللّٰهُمَّ اجعَل غِنايَ في نَفسي، وَاليَقينَ في قَلبي، وَالإِخلاصَ في عَمَلي، وَالنّورَ في بَصَري، وَالبَصيرَةَ في ديني، ومَتِّعني بِجَوارِحي، وَاجعَل سَمعي وبَصَري الوارِثَينِ مِنّي، وَانصُرني عَلى مَن ظَلَمَني، وأرِني فيهِ مَآرِبي وثاري، وأقِرَّ بِذلِكَ عَيني. اللّٰهُمَّ اكشِف كُربَتي، وَاستُر عَورَتي، وَاغفِر لي خَطيئَتي، وَاخسَأ شَيطاني، وفُكَّ رِهاني، وَاجعَل لي يا إلٰهِي الدَّرَجَةَ العُليا فِي الآخِرَةِ وَالاُولى. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ كَما خَلَقتَني فَجَعَلتَني سَميعا بَصيرا، ولَكَ الحَمدُ كَما خَلَقتَني فَجَعَلتَني حَيّا سَوِيّا، رَحمَةً بي و كُنتَ عَن خَلقي غَنِيّا. رَبِّ بِما بَرَأتَني فَعَدَّلتَ فِطرَتي، رَبِّ بِما أنشَأتَني فَأَحسَنتَ صورَتي، يا رَبِّ بِما أحسَنتَ بي وفي نَفسي عافَيتَني، رَبِّ بِما كَلَأتَني ووَفَّقتَني، رَبِّ بِما أنعَمتَ عَلَيَّ فَهَدَيتَني، رَبِّ بِما آوَيتَني ومِن كُلِّ خَيرٍ آتَيتَني وأعطَيتَني، رَبِّ بِما أطعَمتَني وسَقَيتَني، رَبِّ بِما أغنَيتَني وأقنَيتَني[٤]، رَبِّ بِما أعَنتَني وأعزَزتَني، رَبِّ بِما ألبَستَني مِن ذِكرِكَ الصّافي، ويَسَّرتَ لي مِن صُنعِكَ الكافي، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وأعِنّي عَلى بَوائِقِ[٥] الدُّهورِ، وصُروفِ الأَيّامِ وَاللَّيالي، ونَجِّني مِن أهوالِ الدُّنيا وكُرُباتِ الآخِرَةِ، وَاكفِني شَرَّ ما يَعمَلُ الظّالِمونَ فِي الأَرضِ. اللّٰهُمَّ ما أخافُ فَاكفِني، وما أحذَرُ فَقِني، وفي نَفسي وديني فَاحرُسني،

---

[١] الرِّفْدُ: العَطاءُ والصلة (الصحاح: ج2 ص475 «رفد»).

[٢] وَكَفَ الدَّمعُ: إذا تَقَاطَر (النهاية: ج5 ص220 «وكف»).

[٣] ما بين المعقوفين أثبتناه من البلد الأمين: ص253. وراجع: بحار الأنوار: ج98 ص213 ح2 و مستدرك الوسائل: ج10 ص25 ح11370.

[٤] أغْناهُ اللهُ وأقْناهُ: أي أعطاه الله ما يسكن إليه (الصحاح: ج6 ص2468 «قنا»).

[٥] البائقة: الداهية (الصحاح: ج4 ص1452 «بوق»).

وفى سَفَرِى فَاحفَظنى، وفى أهلى ومالى ووُلدى فَاخلُفنى، وفيما رَزَقتَنى فَبارِك لى، وفى نَفسى فَذَلِّلنى، وفى أعيُنِ النّاسِ فَعَظِّمنى، ومِن شَرِّ الجِنِّ وَالإِنسِ فَسَلِّمنى، وبِذُنوبى فَلا تَفضَحنى، وبِسَريرَتى فَلا تُخزِنى، وبِعَمَلى فَلا تُبسِلنى[1]، ونِعَمَكَ فَلا تَسلُبنى، وإلى غَيرِكَ فَلا تَكِلنى. إلى مَن تَكِلُنى؟ إلَى القَريبِ يَقطَعُنى! أم إلَى البَعيدِ يَتَهَجَّمُنى[2]! أم إلَى المُستَضعِفينَ لى! وأنتَ رَبّى ومَليكُ أمرى، أشكو إلَيكَ غُربَتى وبُعدَ دارى، وهَوانى عَلى مَن مَلَّكتَهُ أمرى. اللّٰهُمَّ فَلا تُحلِل بى غَضَبَكَ، فَإِن لَم تَكُن غَضِبتَ عَلَيَّ فَلا اُبالى سِواكَ، غَيرَ أنَّ عافِيَتَكَ أوسَعُ لى؛ فَأَسأَلُكَ بِنورِ وَجهِكَ الَّذى أشرَقَت لَهُ الأَرضُ وَالسَّماواتُ، وَانكَشَفَت بِهِ الظُّلُماتُ، وصَلَحَ عَلَيهِ أمرُ الأَوَّلينَ وَالآخِرينَ، ألاّ تُميتَنى عَلى غَضَبِكَ، ولا تُنزِلَ بى سَخَطَكَ، لَكَ العُتبى حَتّى تَرضى مِن قَبلِ ذٰلِكَ، لا إلٰهَ إلاّ أنتَ، رَبَّ البَلَدِ الحَرامِ، وَالمَشعَرِ الحَرامِ، وَالبَيتِ العَتيقِ، الَّذى أحلَلتَهُ البَرَكَةَ، وجَعَلتَهُ لِلنّاسِ أمَنَةً. يا مَن عَفا عَنِ العَظيمِ مِنَ الذُّنوبِ بِحِلمِهِ، يا مَن أسبَغَ النِّعمَةَ بِفَضلِهِ، يا مَن أعطَى الجَزيلَ بِكَرَمِهِ، يا عُدَّتى فى كُربَتى، ويا مونِسى فى حُفرَتى، يا وَلِيَّ نِعمَتى، يا إلٰهى وإلٰهَ آبائى إبراهيمَ وإسماعيلَ وإسحاقَ ويَعقوبَ، ورَبَّ جَبرَئيلَ وميكائيلَ و إسرافيلَ، ورَبَّ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيّينَ وآلِهِ المُنتَجَبينَ، ومُنزِلَ التَّوراةِ وَالإِنجيلِ وَالزَّبورِ وَالقُرآنِ العَظيمِ، ومُنزِلَ كهيعص وطه ويس وَالقُرآنِ الحَكيمِ، أنتَ كَهفى حينَ تُعيينِى المَذاهِبُ فى سَعَتِها، وتَضيقُ عَلَيَّ الأَرضُ بِما رَحُبَت[3]، ولَولا رَحمَتُكَ لَكُنتُ مِنَ [الهالِكينَ، وأنتَ مُقيلُ عَثرَتى، ولَولا سَترُكَ إيّايَ لَكُنتُ مِنَ][4] المَفضوحينَ، وأنتَ مُؤَيِّدى بِالنَّصرِ عَلَى الأَعداءِ، ولَولا نَصرُكَ لى لَكُنتُ مِنَ المَغلوبينَ. يا مَن خَصَّ نَفسَهُ بِالسُّمُوِّ وَالرِّفعَةِ، وأولِياؤُهُ بِعِزِّهِ يَعتَزّونَ، يا مَن جَعَلَت لَهُ المُلوكُ نيرَ[5] المَذَلَّةِ عَلى أعناقِهِم فَهُم مِن سَطَواتِهِ

---

[1] أبسَلَهُ: أسلَمَهُ للهَلَكَة. وأبسَلَهُ لِعَمَلِهِ وبِعَمَلِهِ: وَكَلَهُ إليهِ (اُنظر: القاموس المحيط: ج 3 ص 335 «بسل»). وفى البلد الأمين وبحار الأنوار: «فلا تَبتَلِنى».

[2] هَجَمَ الرّجلَ وغَيرَهُ. ساقه وطرده ويقال: هجم الفحلُ آتُنَهُ أى طَرَدَها (لسان العرب: ج 12 ص 602 «هجم»). وفى البلد الأمين: «يَتَجَهَّمُنى». قال ابن الأثير فى معناها: أى يلقانى بالغلظة والوجه الكريه (النهاية: ج 1 ص 323 «جهم»).

[3] الرُّحب: السَّعَة (الصحاح: ج 1 ص 134 «رحب»).

[4] ما بين المعقوفين أثبتناه من البلد الأمين: ص 254.

[5] نيرُ الفدّان: الخشبة المعترضة فى عنق الثورين، وقد يستعار للإذلال (مجمع البحرين: ج 3 ص 1853 «نير»).

خائِفونَ، يَعلَمُ خائِنَةَ الأَعيُنِ وما تُخفِي الصُّدورُ، وغَيبَ ما تَأتي بِهِ الأَزمانُ وَالدُّهورُ. يا مَن لا يَعلَمُ كَيفَ هُوَ إلاّ هُوَ، يا مَن لا يَعلَمُ ما هُوَ إلاّ هُوَ، يا مَن لا يَعلَمُ ما يَعلَمُهُ إلاّ هُوَ، يا مَن كَبَسَ الأَرضَ عَلَى الماءِ، وسَدَّ الهَواءَ بِالسَّماءِ، يا مَن لَهُ أكرَمُ الأَسماءِ، يا ذَا المَعروفِ الَّذي لا يَنقَطِعُ أبَدا. يا مُقَيِّضَ[1] الرَّكبِ لِيوسُفَ فِي البَلَدِ القَفرِ، ومُخرِجَهُ مِنَ الجُبِّ، وجاعِلَهُ بَعدَ العُبودِيَّةِ مَلِكا. يا رادَّ يوسُفَ عَلى يَعقوبَ بَعدَ أنِ ابيَضَّت عَيناهُ مِنَ الحُزنِ فَهُوَ كَظيمٌ. يا كاشِفَ الضُّرِّ وَالبَلاءِ عَن أيّوبَ. يا مُمسِكَ يَدِ إبراهيمَ عَن ذَبحِ ابنِهِ بَعدَ أن كَبِرَ سِنُّهُ وفَنِيَ عُمُرُهُ. يا مَنِ استَجابَ لِزَكَرِيّا فَوَهَبَ لَهُ يَحيى ولَم يَدَعهُ فَردا وَحيدا. يا مَن أخرَجَ يونُسَ مِن بَطنِ الحوتِ. يا مَن فَلَقَ البَحرَ لِبَني إسرائيلَ فَأَنجاهُم وجَعَلَ فِرعَونَ وجُنودَهُ مِنَ المُغرَقينَ. يا مَن أرسَلَ الرِّياحَ مُبَشِّراتٍ بَينَ يَدَي رَحمَتِهِ. يا مَن لا يَعجَلُ عَلى مَن عَصاهُ مِن خَلقِهِ. يا مَنِ استَنقَذَ السَّحَرَةَ مِن بَعدِ طولِ الجُحودِ، وقَد غَدَوا في نِعمَتِهِ يَأكُلونَ رِزقَهُ ويَعبُدونَ غَيرَهُ، وقَد حادّوهُ[2] ونادّوهُ وكَذَّبوا رُسُلَهُ.! يا اللّهُ يا بَديءُ لا بَدءَ لَكَ، يا دائِما لا نَفادَ لَكَ، يا حَيُّ يا قَيّومُ، يا مُحيِيَ المَوتى، يا مَن هُوَ قائِمٌ عَلى كُلِّ نَفسٍ بِما كَسَبَت، يا مَن قَلَّ لَهُ شُكري فَلَم يَحرِمني، وعَظُمَت خَطيئَتي فَلَم يَفضَحني، ورَآني عَلَى المَعاصي فَلَم يَخذُلني. يا مَن حَفِظَني في صِغَري، يا مَن رَزَقَني في كِبَري، يا مَن أياديهِ عِندي لا تُحصى، يا مَن نِعَمُهُ عِندي لا تُجازى، يا مَن عارَضَني بِالخَيرِ وَالإِحسانِ وعارَضتُهُ بِالإِساءَةِ وَالعِصيانِ، يا مَن هَداني بِالإِيمانِ قَبلَ أن أعرِفَ شُكرَ الاِمتِنانِ. يا مَن دَعَوتُهُ مَريضا فَشَفاني، وعُريانا فَكَساني، وجائِعا فَأَطعَمَني، وعَطشانا فَأَرواني، وذَليلاً فَأَعَزَّني، وجاهِلاً فَعَرَّفَني، ووَحيدا فَكَثَّرَني، وغائِبا فَرَدَّني، ومُقِلّاً فَأَغناني، ومُنتَصِرا فَنَصَرَني، وغَنِيّا فَلَم يَسلُبني، وأمسَكتُ عَن جَميعِ ذلِكَ فَابتَدَأَني. فَلَكَ الحَمدُ يا مَن أقالَ عَثرَتي، ونَفَّسَ كُربَتي، وأجابَ دَعوَتي، وسَتَرَ عَورَتي وذُنوبي، وبَلَّغَني طَلِبَتي، ونَصَرَني عَلى عَدُوّي، وإن أعُدَّ نِعَمَكَ ومِنَنَكَ وكَرائِمَ مِنَحِكَ لا اُحصيها. يا مَولايَ، أنتَ الَّذي أنعَمتَ، أنتَ الَّذي أحسَنتَ، أنتَ الَّذي أجمَلتَ، أنتَ الَّذي أفضَلتَ، أنتَ الَّذي مَنَنتَ، أنتَ الَّذي أكمَلتَ، أنتَ الَّذي رَزَقتَ، أنتَ الَّذي أعطَيتَ، أنتَ الَّذي أغنَيتَ، أنتَ الَّذي أقنَيتَ، أنتَ الَّذي آوَيتَ، أنتَ الَّذي كَفَيتَ،

---

[1] قَيَّضَ اللّهُ فلانا لفلانٍ: أي جاء به وأتاحهُ له (الصحاح: ج 3 ص 1104 «قيض»).

[2] المحادّة: المعاداة والمخالفة والمنازعة (النهاية: ج 1 ص 353 «حدد»).

أنتَ الَّذی هَدَیتَ، أنتَ الَّذی عَصَمتَ، أنتَ الَّذی سَتَرتَ، أنتَ الَّذی غَفَرتَ، أنتَ الَّذی أقَلتَ، أنتَ الَّذی مَكَّنتَ، أنتَ الَّذی أعزَزتَ، أنتَ الَّذی أعَنتَ، أنتَ الَّذی عَضَدتَ، أنتَ الَّذی أیَّدتَ، أنتَ الَّذی نَصَرتَ، أنتَ الَّذی شفَیتَ، أنتَ الَّذی عافَیتَ، أنتَ الَّذی أكرَمتَ، تَبارَكتَ رَبّی وتَعالَیتَ، فَلَكَ الحَمدُ دائِمًا، ولَكَ الشُّكرُ واصِبًا[1]. ثُمَّ أنَا یا إلهی المُعتَرِفُ بِذُنوبی فَاغفِرها لی، أنَا الَّذی أخطَأتُ، أنَا الَّذی أغفَلتُ، أنَا الَّذی جَهِلتُ، أنَا الَّذی هَمَمتُ، أنَا الَّذی سَهَوتُ، أنَا الَّذی اعتَمَدتُ، أنَا الَّذی تَعَمَّدتُ، أنَا الَّذی وَعَدتُ، أنَا الَّذی أخلَفتُ، أنَا الَّذی نَكَثتُ، أنَا الَّذی أقرَرتُ. یا إلهی أعتَرِفُ بِنِعَمِكَ عِندی، وأبوءُ بِذُنوبی[2] فَاغفِر لی، یا مَن لا تَضُرُّهُ ذُنوبُ عِبادِهِ، وهُوَ الغَنِیُّ عَن طاعَتِهِم، وَالمُوَفِّقُ مَن عَمِلَ مِنهُم صالِحًا بِمَعونَتِهِ ورَحمَتِهِ، فَلَكَ الحَمدُ. إلهی أمَرتَنی فَعَصَیتُكَ، ونَهَیتَنی فَارتَكَبتُ نَهیَكَ، فَأَصبَحتُ لا ذا بَراءَةٍ فَأَعتَذِرَ، ولا ذا قُوَّةٍ فَأَنتَصِرَ، فَبِأَیِّ شَیءٍ أستَقیلُكَ[3] یا مَولایَ؛ أبِسَمعی، أم بِبَصَری، أم بِلِسانی، أم بِیَدی، أم بِرِجلی؟ ألَیسَ كُلُّها نِعَمَكَ عِندی؟ وبِكُلِّها عَصَیتُكَ یا مَولایَ. فَلَكَ الحُجَّةُ وَالسَّبیلُ عَلَیَّ. یا مَن سَتَرَنی مِنَ الآباءِ وَالاُمَّهاتِ أن یَزجُرونی، ومِنَ العَشائِرِ وَالإِخوانِ أن یُعَیِّرونی، ومِنَ السَّلاطینِ أن یُعاقِبونی، ولَوِ اطَّلَعوا یا مَولایَ عَلی مَا اطَّلَعتَ عَلَیهِ مِنّی إذا ما أنظَرونی، ولَرَفَضونی وقَطَعونی. فَها أنَا ذا بَینَ یَدَیكَ یا سَیِّدی، خاضِعًا ذَلیلاً حَصیرًا حَقیرًا، لا ذو بَراءَةٍ فَأَعتَذِرَ، ولا ذو قُوَّةٍ فَأَنتَصِرَ، ولا حُجَّةَ لی فَأَحتَجَّ بِها، ولا قائِلٌ لَم أجتَرِح[4] ولَم أعمَل سوءًا، وما عَسَی الجُحودُ لَو جَحَدتُ یا مَولایَ یَنفَعُنی، وكَیفَ وأنّی ذلِكَ وجَوارِحی كُلُّها شاهِدَةٌ عَلَیَّ بِما قَد عَمِلتُ وعَلِمتُ یَقینًا غَیرَ ذی شَكٍّ أنَّكَ سائِلی عَن عَظائِمِ الاُمورِ، وأنَّكَ الحَكَمُ العَدلُ الَّذی لا یَجورُ، وعَدلُكَ مُهلِكی، ومِن كُلِّ عَدلِكَ مَهرَبی، فَإِن تُعَذِّبنی فَبِذُنوبی یا مَولایَ بَعدَ حُجَّتِكَ عَلَیَّ، وإن تَعفُ عَنّی فَبِحِلمِكَ وجودِكَ وكَرَمِكَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّی كُنتُ مِنَ الظّالِمینَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّی كُنتُ مِنَ المُستَغفِرینَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ

---

[1] وَصَبَ الشیء: دامَ وثَبَتَ (تاج العروس: ج2 ص468 «وصب»).
[2] أبوءُ بذنبی: أی ألتَزِمُ وأُقِرُّ وأرجِعُ (النهایة: ج1 ص159 «بوء»).
[3] فی بحار الأنوار والبلد الأمین: «أستقبلك».
[4] جَرَحَ واجتَرَحَ: اكتسب (الصحاح: ج1 ص358 «جرح»).

إنّي كُنتُ مِنَ المُوَحِّدينَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّي كُنتُ مِنَ الوَجِلينَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّي كُنتُ مِنَ الرّاجينَ الرّاغِبينَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّي كُنتُ مِنَ السّائِلينَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ سُبحانَكَ إنّي كُنتُ مِنَ المُهَلِّلينَ المُسَبِّحينَ. لا إلهَ إلاّ أنتَ رَبّي ورَبُّ آبائِيَ الأَوَّلينَ. اللّهُمَّ هذا ثَنائي عَلَيكَ مُمَجِّدا، وإخلاصي لَكَ مُوَحِّدا، وإقراري بِآلائِكَ مُعَدِّدا، وإن كُنتُ مُقِرّا أنّي لا اُحصيها لِكَثرَتِها وسُبوغِها[1]، وتَظاهُرِها وتَقادُمِها، إلى حادِثٍ ما لَم تَزَل تَتَغَمَّدُني بِهِ مَعَها، مُذ خَلَقتَني وبَرَأتَني مِن أوَّلِ العُمُرِ، مِنَ الإِغناءِ بَعدَ الفَقرِ، وكَشفِ الضُّرِّ، وتَسبيبِ اليُسرِ، ودَفعِ العُسرِ، وتَفريجِ الكَربِ، وَالعافِيَةِ فِي البَدَنِ، وَالسَّلامَةِ فِي الدّينِ. ولَو رَفَدَني[2] عَلى قَدرِ ذِكرِ نِعمَتِكَ عَلَيَّ جَميعُ العالَمينَ مِنَ الأَوَّلينَ وَالآخِرينَ، لَما قَدَرتُ ولا هُم عَلى ذلِكَ. تَقَدَّستَ وتَعالَيتَ مِن رَبٍّ عَظيمٍ كَريمٍ رَحيمٍ، لا تُحصى آلاؤُكَ، ولا يُبلَغُ ثَناؤُكَ، ولا تُكافى نَعماؤُكَ. صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وأتمِم عَلَينا نِعَمَكَ، وأسعِدنا بِطاعَتِكَ، سُبحانَكَ لا إلهَ إلاّ أنتَ. اللّهُمَّ إنَّكَ تُجيبُ دَعوَةَ المُضطَرِّ إذا دَعاكَ، وتَكشِفُ السّوءَ، وتُغيثُ المَكروبَ، وتَشفِي السَّقيمَ، وتُغنِي الفَقيرَ، وتَجبُرُ الكَسيرَ، وتَرحَمُ الصَّغيرَ، وتُعينُ الكَبيرَ، ولَيسَ دونَكَ ظَهيرٌ، ولا فَوقَكَ قَديرٌ، وأنتَ العَلِيُّ الكَبيرُ. يا مُطلِقَ المُكَبَّلِ الأَسيرِ، يا رازِقَ الطِّفلِ الصَّغيرِ، يا عِصمَةَ الخائِفِ المُستَجيرِ، يا مَن لا شَريكَ لَهُ ولا وَزيرَ، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وأعطِني في هذِهِ العَشِيَّةِ أفضَلَ ما أعطَيتَ وأنَلتَ أحَدا مِن عِبادِكَ مِن نِعمَةٍ توليها، وآلاءٍ تُجَدِّدُها، وبَلِيَّةٍ تَصرِفُها، وكُربَةٍ تَكشِفُها، ودَعوَةٍ تَسمَعُها، وحَسَنَةٍ تَتَقَبَّلُها، وسَيِّئَةٍ تَغفِرُها، إنَّكَ لَطيفٌ خَبيرٌ، وعَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ. اللّهُمَّ إنَّكَ أقرَبُ مَن دُعِيَ، وأسرَعُ مَن أجابَ، وأكرَمُ مَن عَفا، وأوسَعُ مَن أعطى، وأسمَعُ مَن سُئِلَ، يا رَحمانَ الدُّنيا وَالآخِرَةِ ورَحيمَهُما، لَيسَ كَمِثلِكَ مَسؤولٌ، ولا سِواكَ مَأمولٌ، دَعَوتُكَ فَأَجَبتَني، وسَأَلتُكَ فَأَعطَيتَني، ورَغِبتُ إلَيكَ فَرَحِمتَني، ووَثِقتُ بِكَ فَنَجَّيتَني، وفَزِعتُ إلَيكَ فَكَفَيتَني. اللّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ عَبدِكَ ورَسولِكَ ونَبِيِّكَ وعَلى آلِهِ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ أجمَعينَ، وتَمِّم لَنا نَعماءَكَ، وهَنِّئنا عَطاءَكَ، وَاجعَلنا لَكَ شاكِرينَ، ولِآلائِكَ ذاكِرينَ، آمينَ رَبَّ العالَمينَ. اللّهُمَّ يا مَن مَلَكَ فَقَدَرَ، وقَدَرَ فَقَهَرَ، وعُصِيَ

---

[1] أسبغ عليه النعمة: أي أتمّها (الصحاح: ج4 ص1320 «سبغ»).

[2] تقول: رَفَدتُه؛ إذا أعَنتَه (الصحاح: ج2 ص475 «رفد»).

فَسَتَرَ، وَاستُغفِرَ فَغفَرَ، يا غايَةَ رَغبَةِ الرّاغِبينَ، ومُنتَهى أمَلِ الرّاجينَ، يا مَن أحاطَ بِكُلِّ شَيءٍ عِلما، ووَسِعَ المُستَقيلينَ[1] رَأفَةً وحِلما. اللّٰهُمَّ إنّا نَتَوَجَّهُ إلَيكَ في هٰذِهِ العَشِيَّةِ الَّتي شَرَّفتَها وعَظَّمتَها، بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ ورَسولِكَ وخِيَرَتِكَ، وأمينِكَ عَلى وَحيِكَ. اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى البَشيرِ النَّذيرِ، السِّراجِ المُنيرِ، الَّذي أنعَمتَ بِهِ عَلَى المُسلِمينَ، وجَعَلتَهُ رَحمَةً لِلعالَمينَ. اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِهِ كَما مُحَمَّدٌ أهلُ ذٰلِكَ يا عَظيمُ، فَصَلِّ عَلَيهِ وعَلى آلِ مُحَمَّدٍ المُنتَجَبينَ الطَّيِّبينَ الطّاهِرينَ أجمَعينَ، وتَغَمَّدنا بِعَفوِكَ عَنّا، فَإِلَيكَ عَجَّتِ الأَصواتُ بِصُنوفِ اللُّغاتِ، وَاجعَل لَنا في هٰذِهِ العَشِيَّةِ نَصيبا في كُلِّ خَيرٍ تَقسِمُهُ، ونورٍ تَهدي بِهِ، ورَحمَةٍ تَنشُرُها، وعافِيَةٍ تُجَلِّلُها، وبَرَكَةٍ تُنزِلُها، ورِزقٍ تَبسُطُهُ، يا أرحَمَ الرّاحِمينَ. اللّٰهُمَّ اقلِبنا في هٰذَا الوَقتِ مُنجِحينَ مُفلِحينَ مَبرورينَ غانِمينَ، ولا تَجعَلنا مِنَ القانِطينَ، ولا تُخلِنا مِن رَحمَتِكَ، ولا تَحرِمنا ما نُؤَمِّلُهُ مِن فَضلِكَ، ولا تَرُدَّنا خائِبينَ، ولا مِن بابِكَ مَطرودينَ، ولا تَجعَلنا مِن رَحمَتِكَ مَحرومينَ، ولا لِفَضلِ ما نُؤَمِّلُهُ مِن عَطاياكَ قانِطينَ، يا أجوَدَ الأَجوَدينَ ويا أكرَمَ الأَكرَمينَ. اللّٰهُمَّ إلَيكَ أقبَلنا موقِنينَ، ولِبَيتِكَ الحَرامِ آمّينَ قاصِدينَ، فَأَعِنّا عَلى مَنسَكِنا، وأكمِل لَنا حَجَّنا، وَاعفُ اللّٰهُمَّ عَنّا وعافِنا، فَقَد مَدَدنا إلَيكَ أيدِيَنا، وهِيَ بِذِلَّةِ الِاعتِرافِ مَوسومَةٌ. اللّٰهُمَّ فَأَعطِنا في هٰذِهِ العَشِيَّةِ ما سَأَلناكَ، وَاكفِنا مَا استَكفَيناكَ، فَلا كافِيَ لَنا سِواكَ، ولا رَبَّ لَنا غَيرُكَ، نافِذٌ فينا حُكمُكَ، مُحيطٌ بِنا عِلمُكَ، عَدلٌ فينا قَضاؤُكَ، اقضِ لَنَا الخَيرَ وَاجعَلنا مِن أهلِ الخَيرِ. اللّٰهُمَّ أوجِب لَنا بِجودِكَ عَظيمَ الأَجرِ، وكَريمَ الذُّخرِ، ودَوامَ اليُسرِ، وَاغفِر لَنا ذُنوبَنا أجمَعينَ، ولا تُهلِكنا مَعَ الهالِكينَ، ولا تَصرِف عَنّا رَأفَتَكَ، بِرَحمَتِكَ يا أرحَمَ الرّاحِمينَ. اللّٰهُمَّ اجعَلنا في هٰذَا الوَقتِ مِمَّن سَأَلَكَ فَأَعطَيتَهُ، وشَكَرَكَ فَزِدتَهُ، وتابَ إلَيكَ فَقَبِلتَهُ، وتَنَصَّلَ[2] إلَيكَ مِن ذُنوبِهِ فَغَفَرتَها لَهُ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ. اللّٰهُمَّ وَفِّقنا وسَدِّدنا وَاعصِمنا وَاقبَل تَضَرُّعَنا، يا خَيرَ مَن سُئِلَ، ويا أرحَمَ مَنِ استُرحِمَ، يا مَن لا يَخفى عَلَيهِ إغماضُ الجُفونِ، ولا لَحظُ العُيونِ، ولا مَا استَقَرَّ فِي المَكنونِ، ولا مَا انطَوَت عَلَيهِ مُضمَراتُ القُلوبِ، ألا كُلُّ ذٰلِكَ قَد أحصاهُ عِلمُكَ، ووَسِعَهُ حِلمُكَ، سُبحانَكَ وتَعالَيتَ عَمّا يَقولُ الظّالِمونَ عُلُوّا كَبيرا، تُسَبِّحُ لَكَ السَّماواتُ

---

[1] في المصدر: «المستقبلين»، والصواب ما أثبتناه كما في بحار الأنوار والبلد الأمين.

[2] تَنَصَّلَ: أي انتفى من ذنبه واعتذر إليه (النهاية: ج5 ص67 «نصل»).

السَّبعُ وَالأَرضُ ومَن فيهِنَّ، وإن مِن شَيءٍ إلاّ يُسَبِّحُ بِحَمدِكَ، فَلَكَ الحَمدُ وَالمَجدُ، وعُلُوُّ الجَدِّ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ، وَالفَضلِ وَالإِنعامِ، وَالأَيادِي الجِسامِ، وأنتَ الجَوادُ الكَريمُ، الرَّؤوفُ الرَّحيمُ، أوسِع عَلَيَّ مِن رِزقِكَ، وعافِني في بَدَني وديني، وآمِن خَوفي، وأعتِق رَقَبَتي مِنَ النّارِ. اللّٰهُمَّ لا تَمكُر بي ولا تَستَدرِجني ولا تَخذُلني، وَادرَأ عَنّي شَرَّ فَسَقَةِ الجِنِّ وَالإِنسِ. [ثُمَّ رَفَعَ عليه السلام صَوتَهُ وبَصَرَهُ إلَى السَّماءِ وعَيناهُ قاطِرَتانِ كَأَنَّهُما مَزادَتانِ، وقالَ:][1] يا أسمَعَ السّامِعينَ، ويا أبصَرَ النّاظِرينَ، ويا أسرَعَ الحاسِبينَ، ويا أرحَمَ الرّاحِمينَ، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وأسأَلُكَ اللّٰهُمَّ حاجَتِيَ الَّتي إن أعطَيتَنيها لَم يَضُرَّني ما مَنَعتَني، وإن مَنَعتَنيها لَم يَنفَعني ما أعطَيتَني، أسأَلُكَ فَكاكَ رَقَبَتي مِنَ النّارِ، لا إلٰهَ إلاّ أنتَ وَحدَكَ لا شَريكَ لَكَ، لَكَ المُلكُ ولَكَ الحَمدُ، وأنتَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، يا رَبِّ يا رَبِّ يا رَبِّ.[2] إلهي، أنَا الفَقيرُ في غِنايَ، فَكَيفَ لا أكونُ فَقيرا في فَقري؟ إلهي، أنَا الجاهِلُ في عِلمي، فَكَيفَ لا أكونُ جَهولاً في جَهلي؟ إلهي، إنَّ اختِلافَ تَدبيرِكَ، وسُرعَةَ طَواءِ مَقاديرِكَ، مَنَعا عِبادَكَ العارِفينَ بِكَ عَنِ السُّكونِ إلى عَطاءٍ، وَاليَأسِ مِنكَ في بَلاءٍ. إلهي، مِنّي ما يَليقُ بِلُؤمي، ومِنكَ ما يَليقُ بِكَرَمِكَ. إلهي، وَصَفتَ نَفسَكَ بِاللُّطفِ وَالرَّأفَةِ لي قَبلَ وُجودِ ضَعفي، أفَتَمنَعُني مِنهُما بَعدَ وُجودِ ضَعفي؟ إلهي، إن ظَهَرَتِ المَحاسِنُ مِنّي فَبِفَضلِكَ، ولَكَ المِنَّةُ عَلَيَّ، وإن ظَهَرَتِ المَساوِئُ مِنّي فَبِعَدلِكَ، ولَكَ الحُجَّةُ عَلَيَّ. إلهي، كَيفَ تَكِلُني، وقَد تَوَكَّلتَ لي؟ وكَيفَ اُضامُ[3]، وأنتَ النّاصِرُ لي؟

---

[1] أثبتنا ما بين المعقوفين من البلد الأمين: ص 258. وراجع: بحار الأنوار: ج 98 ص 213 ح 2 و مستدرك الوسائل: ج 10 ص 25 ح 11370.

[2] عند هذه الكلمات تمّ دعاؤه عليه السلام في البلد الأمين، ولم يذكر قوله بعد ذلك: «إلهي أنا الفقير...» إلى آخر الدعاء. ثمّ قال: فلم يكن له عليه السلام جهد إلاّ قوله: يا ربّ، يا ربّ، بعد هذا الدعاء، وشغل من حضر ممّن كان حوله وشهد ذلك المحضر عن الدعاء لأنفسهم، وأقبلوا على الاستماع له عليه السلام، والتأمين على دعائه، قد اقتصروا على ذلك لأنفسهم، ثمّ علت أصواتهم بالبكاء معه، وغربت الشمس، وأفاض عليه السلام وأفاض الناس معه (البلد الأمين: ص 258 وراجع: بحار الأنوار: ج 98 ص 213 ح 2 و مستدرك الوسائل: ج 10 ص 26 ح 11370). جدير بالذكر أنّنا نقلنا المقطع التالي من الدعاء عن كتاب الإقبال للسيّد ابن طاووس، ولهذا وقع الاختلاف في كون المقطع المذكور من دعاء الإمام الحسين عليه السلام أم من غيره، وسنتعرّض لذلك في البيان الذي نذكره بعد إيراد الدعاء.

[3] الضَّيمُ: الظلم (الصحاح: ج 5 ص 1973 «ضيم»).

أم كَيفَ أخيبُ، وأنتَ الحَفِيُّ[1] بي؟ ها أنَا أتَوَسَّلُ إلَيكَ بِفَقري إلَيكَ، وكَيفَ أتَوَسَّلُ إلَيكَ بِما هُوَ مُحالٌ أن يَصِلَ إلَيكَ؟ أم كَيفَ أشكو إلَيكَ حالي، وهُوَ لا يَخفى عَلَيكَ؟ أم كَيفَ اُتَرجِمُ بِمَقالي، وهُوَ مِنكَ بَرَزٌ إلَيكَ؟ أم كَيفَ تُخَيِّبُ آمالي، وهِيَ قَد وَفَدَت إلَيكَ؟ أم كَيفَ لا تُحسِنُ أحوالي، وبِكَ قامَت؟ إلهي، ما ألطَفَكَ بي مَعَ عَظيمِ جَهلي! وما أرحَمَكَ بي مَعَ قَبيحِ فِعلي! إلهي، ما أقرَبَكَ مِنّي وأبعَدَني عَنكَ! وما أرأفَكَ بي، فَمَا الَّذي يَحجُبُني عَنكَ؟ إلهي، عَلِمتُ بِاختِلافِ الآثارِ، وتَنَقُّلاتِ الأَطوارِ، أنَّ مُرادَكَ مِنّي أن تَتَعَرَّفَ إلَيَّ في كُلِّ شَيءٍ، حَتّى لا أجهَلَكَ في شَيءٍ. إلهي، كُلَّما أخرَسَني لُؤمي أنطَقَني كَرَمُكَ، وكُلَّما آيَسَتني أوصافي أطمَعَتني مِنَنُكَ. إلهي، مَن كانَت مَحاسِنُهُ مَساوِيَ، فَكَيفَ لا تَكونُ مَساويهِ مَساوِيَ؟ ومَن كانَت حَقايِقُهُ دَعاوِيَ، فَكَيفَ لا تَكونُ دَعاويهِ دَعاوِيَ؟ إلهي، حُكمُكَ النّافِذُ، ومَشِيَّتُكَ القاهِرَةُ، لَم يَترُكا لِذي مَقالٍ مَقالاً، ولا لِذي حالٍ حالاً. إلهي، كَم مِن طاعَةٍ بَنَيتُها، وحالَةٍ شَيَّدتُها، هَدَمَ اعتِمادي عَلَيها عَدلُكَ، بَل أقالَني مِنها فَضلُكَ. إلهي، إنَّكَ تَعلَمُ أنّي وإن لَم تَدُمِ الطّاعَةُ مِنّي فِعلاً جَزماً، فَقَد دامَت مَحَبَّةً وعَزماً. إلهي، كَيفَ أعزِمُ وأنتَ القاهِرُ؟ وكَيفَ لا أعزِمُ وأنتَ الآمِرُ؟ إلهي، تَرَدُّدي فِي الآثارِ يوجِبُ بُعدَ المَزارِ، فَاجمَعني عَلَيكَ بِخِدمَةٍ توصِلُني إلَيكَ. كَيفَ يُستَدَلُّ عَلَيكَ بِما هُوَ في وُجودِهِ مُفتَقِرٌ إلَيكَ، أيَكونُ لِغَيرِكَ مِنَ الظُّهورِ ما لَيسَ لَكَ، حَتّى يَكونَ هُوَ المُظهِرَ لَكَ؟ مَتى غِبتَ حَتّى تَحتاجَ إلى دَليلٍ يَدُلُّ عَلَيكَ؟ ومَتى بَعِدتَ حَتّى تَكونَ الآثارُ هِيَ الَّتي توصِلُ إلَيكَ؟ عَمِيَت عَينٌ لا تَراكَ[2] عَلَيها رَقيباً، وخَسِرَت صَفقَةُ عَبدٍ لَم تَجعَل لَهُ مِن حُبِّكَ نَصيباً. إلهي، أمَرتَ بِالرُّجوعِ إلَى الآثارِ، فَارجِعني إلَيكَ بِكِسوَةِ الأَنوارِ، وهِدايَةِ الاِستِبصارِ، حَتّى أرجِعَ إلَيكَ مِنها كَما دَخَلتُ إلَيكَ مِنها؛ مَصونَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ إلَيها، ومَرفوعَ الهِمَّةِ عَنِ الاِعتِمادِ عَلَيها، إنَّكَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ. إلهي، هذا ذُلّي ظاهِرٌ بَينَ يَدَيكَ، وهذا حالي لا يَخفى عَلَيكَ، مِنكَ أطلُبُ الوُصولَ إلَيكَ، وبِكَ أستَدِلُّ عَلَيكَ، فَاهدِني بِنورِكَ إلَيكَ، وأقِمني بِصِدقِ العُبودِيَّةِ بَينَ يَدَيكَ. إلهي، عَلِّمني مِن عِلمِكَ المَخزونِ، وصُنّي بِسِرِّكَ المَصونِ. إلهي، حَقِّقني بِحَقايِقِ أهلِ القُربِ، وَاسلُك بي مَسلَكَ أهلِ الجَذبِ. إلهي، أغنِني بِتَدبيرِكَ لي عَن تَدبيري،

---

[1] حَفِيَ به: أي بالغ في برّه والسؤال عنه (النهاية: ج1 ص409 «حفا»).
[2] في المصدر: «لا تَزال»، والتصويب من بحار الأنوار.

وبإختيارِكَ عَنِ اختيارى، وأوقِفنى عَلى مَرا كِزِ اضطِرارى. اِلهى، أخرِجنى مِن ذُلِّ نَفسى، وطَهِّرنى مِن شَكّى وشِركى، قَبلَ حُلولِ رَمسى[1]. بِكَ أنتَصِرُ فَانصُرنى، وعَلَيكَ أتَوَكَّلُ فَلا تَكِلنى، وإيّاكَ أسأَلُ فَلا تُخَيِّبنى، وفى فَضلِكَ أرغَبُ فَلا تَحرِمنى، وبِجَنابِكَ أنتَسِبُ فَلا تُبعِدنى، وبِبابِكَ أقِفُ فَلا تَطرُدنى. اِلهى، تَقَدَّسَ رِضاكَ أن تَكونَ لَهُ عِلَّةٌ مِنكَ، فَكَيفَ يَكونُ لَهُ عِلَّةٌ مِنّى؟ اِلهى، أنتَ الغَنِىُّ بِذاتِكَ أن يَصِلَ اِلَيكَ النَّفعُ مِنكَ، فَكَيفَ لا تَكونُ غَنِيّا عَنّى؟ اِلهى، اِنَّ القَضاءَ وَالقَدَرَ يُمَنّينى، واِنَّ الهَوى[2] بِوَثائِقِ الشَّهوَةِ أسَرَنى، فَكُن أنتَ النَّصيرَ لى حَتّى تَنصُرَنى وتُبَصِّرَنى، وأغنِنى بِفَضلِكَ حَتّى أستَغنِىَ بِكَ عَن طَلَبى. أنتَ الَّذى أشرَقتَ الأَنوارَ فى قُلوبِ أولِيائِكَ حَتّى عَرَفوكَ ووَحَّدوكَ، وأنتَ الَّذى أزَلتَ الأَغيارَ عَن قُلوبِ أحِبّائِكَ حَتّى لَم يُحِبّوا سِواكَ، ولَم يَلجَؤوا اِلى غَيرِكَ. أنتَ المونِسُ لَهُم حَيثُ أوحَشَتهُمُ العَوالِمُ، وأنتَ الَّذى هَدَيتَهُم حَيثُ استَبانَت لَهُمُ المَعالِمُ. ماذا وَجَدَ مَن فَقَدَكَ؟ ومَا الَّذى فَقَدَ مَن وَجَدَكَ؟ لَقَد خابَ مَن رَضِىَ دونَكَ بَدَلاً، ولَقَد خَسِرَ مَن بَغى عَنكَ مُتَحَوِّلاً. كَيفَ يُرجى سِواكَ وأنتَ ما قَطَعتَ الاِحسانَ؟ وكَيفَ يُطلَبُ مِن غَيرِكَ وأنتَ ما بَدَّلتَ عادَةَ الاِمتِنانِ؟ يا مَن أذاقَ أحِبّاءَهُ حَلاوَةَ المُؤانَسَةِ فَقاموا بَينَ يَدَيهِ مُتَمَلِّقينَ، ويا مَن ألبَسَ أولِياءَهُ مَلابِسَ هَيبَتِهِ فَقاموا بَينَ يَدَيهِ مُستَغفِرينَ، أنتَ الذّاكِرُ قَبلَ الذّاكِرينَ، وأنتَ البادى بِالاِحسانِ قَبلَ تَوَجُّهِ العابِدينَ، وأنتَ الجَوادُ بِالعَطاءِ قَبلَ طَلَبِ الطّالِبينَ، وأنتَ الوَهّابُ ثُمَّ لِما وَهَبتَ لَنا مِنَ المُستَقرِضينَ. اِلهى، اُطلُبنى بِرَحمَتِكَ حَتّى أصِلَ اِلَيكَ، وَاجذِبنى بِمَنِّكَ حَتّى اُقبِلَ عَلَيكَ. اِلهى، اِنَّ رَجائى لا يَنقَطِعُ عَنكَ واِن عَصَيتُكَ، كَما أنَّ خَوفى لا يُزايِلُنى واِن أطَعتُكَ، فَقَد رَفَعَتنى (دفَعَتنى خ ل) العَوالِمُ اِلَيكَ، وقَد أوقَعَنى عِلمى بِكَرَمِكَ عَلَيكَ. اِلهى، كَيفَ أخيبُ وأنتَ أمَلى؟ أم كَيفَ اُهانُ وعَلَيكَ مُتَّكَلى؟ اِلهى، كَيفَ أستَعِزُّ وفِى الذِّلَّةِ أركَزتَنى؟ أم كَيفَ لا أستَعِزُّ واِلَيكَ نَسَبتَنى؟ اِلهى، كَيفَ لا أفتَقِرُ وأنتَ الَّذى فِى الفُقَراءِ أقَمتَنى؟ أم كَيفَ أفتَقِرُ وأنتَ الَّذى بِجودِكَ أغنَيتَنى؟ وأنتَ الَّذى لا اِلهَ غَيرُكَ، تَعَرَّفتَ لِكُلِّ شَىءٍ فَما جَهِلَكَ شَىءٌ، وأنتَ الَّذى تَعَرَّفتَ اِلَىَّ فى كُلِّ شَىءٍ فَرَأَيتُكَ ظاهِرا فى كُلِّ شَىءٍ، وأنتَ الظّاهِرُ لِكُلِّ شَىءٍ. يا مَنِ استَوى

---

[1] الرَّمس: الدَّفن، والقَبر (القاموس المحيط: ج2 ص220 «رمس»).
[2] فى المصدر: «الهواء»، والتصويب من بحار الأنوار.

بِرَحمانِیَّتِهِ فَصارَ العَرشُ غَیبا فی ذاتِهِ، مَحَقتَ الآثارَ بِالآثارِ، ومَحَوتَ الأَغیارَ بِمُحیطاتِ أفلاكِ الأَنوارِ. یا مَنِ احتَجَبَ فی سُرادِقاتِ[1] عَرشِهِ عَن أن تُدرِكَهُ الأَبصارُ، یا مَن تَجَلّی بِكَمالِ بَهائِهِ فَتَحَقَّقَت عَظَمَتُهُ [مِنَ][2] الاِستِواءِ، كَیفَ تَخفی وأنتَ الظّاهِرُ؟ أم كَیفَ تَغیبُ وأنتَ الرَّقیبُ الحاضِرُ؟ إنَّكَ عَلی كُلِّ شَیءٍ قَدیرٌ. وَالحَمدُ للهِ وَحدَهُ.[3]

روایت ہے کہ روز عرفہ بوقت عصر میدان عرفات میں حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے فرزندوں اور شیعوں کے ساتھ نہایت عاجزانہ طور پر اپنے خیمے سے باہر آئے اور پہاڑ کی بائیں طرف کھڑے ہوکر کعبے کی طرف رخ کرلیا، اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے لا کر پھیلا دیئے۔ خدا کے حضور عاجزی اور انکساری کی حالت میں یہ کلمات کہے:

حمد ہے خدا کے لیے جس کے فیصلے کو کوئی بدلنے والا نہیں، کوئی اس کی عطا روکنے والا نہیں اور کوئی اس جیسی صنعت والا نہیں اور وہ کشادگی کے ساتھ دینے والا ہے اس نے قسم قسم کی مخلوق بنائی اور بنائی ہوئی چیزوں کو اپنی حکمت سے محکم کیا، دنیا میں آنے والی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اس کے ہاں کوئی امانت ضائع نہیں ہوتی وہ ہر کام پر جزا دینے والا ہے وہ ہر قانع کو زیادہ دینے والا اور ہر نالاں پر رحم کرنے والا ہے وہ بھلائیاں نازل کرنے والا اور چمکتے نور کے ساتھ مکمل و کامل کتاب اتارنے والا ہے وہ لوگوں کی دُعاؤں کا سننے والا، لوگوں کے دکھ دور کرنے والا، درجے بلند کرنے والا، اور سرکشوں کی جڑ کاٹنے والا ہے پس اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی چیز اس کے برابر نہیں، کوئی چیز اس کے مانند نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے باریک بین خبر رکھنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اے اللہ! بے شک میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں تیرے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا اور مانتا ہوں کہ تو میرا پالنے والا ہے اور تیری طرف لوٹا ہوں کہ تو نے مجھ سے اپنی نعمت کا آغاز کیا اس سے پہلے کہ میں وجود میں آتا اور تو نے مجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر بڑوں کی پشتوں میں جگہ دی مجھے موت سے اور ماہ وسال میں آنے والی آفات سے امن دیا پس میں پے در پے ایک پشت سے ایک رحم میں آیا ان دنوں میں جو گزرے ہیں اور ان صدیوں میں جو بیت چکی ہیں تو نے بوجہ اپنی محبت ومہربانی کے مجھ پر احسان کیا اور مجھے کافر بادشاہوں کے دور میں پیدا نہیں کیا کہ جنہوں نے تیرے فرمان کو توڑا اور تیرے رسولوں کو

---

[1] السُّرادِقُ: واحد السرادقات التی تمدّ فوق صحن الدار (الصحاح: ج4 ص1496 «سردق»).

[2] ما بین المعقوفین أثبتناه من بحار الأنوار.

[3] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلامیّة): ص 339، البلد الأمین: ص 251 ولیس فیه ذیله من: «إلهی، أنا الفقیر فی غنای....»، بحار الأنوار: ج98 ص216 ح2.

جھٹلایا لیکن تو نے مجھ کو اس زمانے میں پیدا کیا جس میں تھوڑے عرصے میں مجھے ہدایت میسر آ گئی کہ اس میں تو نے مجھے پالا اور اس سے پہلے تو نے اچھے عنوان سے میرے لیے محبت ظاہر فرمائی اور بہترین نعمتیں عطا کیں پھر میرے پیدا کرنے کا آغاز ٹپکنے والے آب حیات سے کیا اور مجھ کو تین تاریکیوں میں ٹھہرا دیا یعنی گوشت خون اور جلد کے نیچے جہاں میں نے بھی اپنی خلقت کو نہ دیکھا اور تو نے میرے اس معاملے میں سے کچھ بھی مجھ پر نہ ڈالا پھر تو نے مجھے رحم مادر سے نکالا کہ مجھے ہدایت دے کر دنیا میں درست و سالم جسم کے ساتھ بھیجا اور گہوارے میں میری نگہبانی کی جب میں چھوٹا بچہ تھا تو نے میرے لیے تازہ دودھ کی غذا بہم پہنچائی اور دودھ پلانے والیوں کے دل میرے لیے نرم کر دیے تو نے مہربان ماؤں کو میری پرورش کا ذمہ دار بنایا جن و پری کے آسیب سے میری حفاظت فرمائی اور مجھے ہر قسم کی کمی بیشی سے بچائے رکھا پس تو برتر ہے اے مہربان اے عطاؤں والے یہاں تک کہ میں باتیں کرنے لگا اور یوں تو نے مجھے اپنی بہترین نعمتیں پوری کر دیں اور ہر سال میرے جسم کو بڑھایا حتی کہ میری جسمانی ترقی اپنے کمال تک پہنچ گئی اور میری شخصیت میں توازن پیدا ہو گیا تو مجھ پر تیری حجت قائم ہو گئی اس لیے کہ تو نے مجھے اپنی معرفت کرائی اور اپنی عجیب عجیب حکمتوں کے ذریعے مجھے خائف کر دیا اور مجھے بیدار کیا ان چیزوں کے ذریعے جو تو نے آسمان و زمین میں عجیب طرح سے خلق کیں اس طرح مجھے اپنے شکر اور ذکر سے آگاہ کیا اور مجھ پر اپنی فرمانبرداری اور عبادت لازم فرمائی تو نے مجھے وہ چیز سمجھائی جو تیرے رسول لائے اور میرے لیے اپنی رضاؤں کی قبولیت آسان کی تو ان سب باتوں میں مجھ پر تیرا احسان ہے اس کے ساتھ تیری مدد اور مہربانی ہے پھر جب تو نے مجھے پیدا کیا بہترین خاک سے تو میرے لیے اے اللہ! تو نے ایک آدھ نعمت پر ہی بس نہیں کی بلکہ مجھے معاش کے کئی طریقے اور فائدے کے کئی راستے عطا کیے مجھ پر اپنے بڑے بہت بڑے احسان و کرم سے اور مجھ پر اپنی سابقہ مہربانیوں سے، یہاں تک کہ جب مجھے تو نے یہ تمام نعمتیں دے دیں اور تکلیفیں مجھ سے دور کر دیں، تیرے آگے میری جرات اور میری نادانی اس میں رکاوٹ نہیں بنی کہ تو نے مجھے وہ راستے بتائے جو مجھ کو تیرے قریب کرتے اور تو نے مجھے توفیق دی کہ تیرا پسندیدہ بنوں پس میں نے جو دُعا مانگی تو نے قبول کی اور جو سوال کیا وہ تو نے پورا فرمایا اگر میں نے تیری اطاعت کی تو نے قدر فرمائی اور میں نے شکر کیا تو نے زیادہ دیا، یہ سب مجھ پر تیری نعمتوں کی کثرت اور مجھ پر تیرا احسان و کرم ہے پس تو پاک ہے تو پاک ہے کہ تو آغاز کرنے والا، لوٹانے والا، تعریف والا، بزرگی والا ہے اور پاک ہیں تیرے نام اور بہت بڑی ہیں تیری نعمتیں تو اے میرے خدا! تیری کس نعمت کی گنتی کروں اور اسے یاد کروں یا تیری کون کونسی عطاؤں کا شکر بجا لاؤں اور اے میرے پروردگار یہ تو اتنی زیادہ ہیں کہ شمار کرنے والے انہیں شمار نہیں کر سکتے یا یاد کرنے والے ان کو یاد نہیں رکھ سکتے پھر اے اللہ! جو تکلیفیں اور

سختیاں تو نے مجھ سے دور کیں اور ہٹائی ہیں ان میں اکثر ایسی ہیں جن سے میرے لیے آرام اور خوشی ظاہر ہوئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں اے اللہ! اپنے ایمان کی حقیقت، اپنے اٹل ارادوں کی مضبوطی، اپنی واضح و آشکار توحید، اپنے باطن میں پوشیدہ ضمیر، اپنی آنکھوں کے نور سے پیوستہ راستوں، اپنی پیشانی کے نقوش کے رازوں، اپنے سانس کی رگوں کے سوراخوں، اپنی ناک کے نرم و ملائم پردوں، اپنے کانوں کی سننے والی جھلیوں اور اپنے چپکنے اور ٹھیک بند ہونے والے ہونٹوں، اپنی زبان کی حرکات سے نکلنے والے لفظوں، اپنے منہ کے اوپر نیچے کے حصوں کے ملنے، اپنے دانتوں کے اگنے کی جگہوں، اپنے کھانے پینے کے ذائقہ دار ہونے، اپنے سر میں دماغ کی قرارگاہ، اپنی گردن میں غذا کی نالیوں اور ان ہڈیوں، جن سے سینہ کا گھیرا بنا ہے، اپنے گلے کے اندر لٹکی ہوئی شہ رگ، اپنے دل میں آویزاں پردے، اپنے جگر کے بڑھے ہوئے کناروں، اپنی ایک دوسری سے ملی اور جھکی ہوئی پسلیوں، اپنے جوڑوں کے حلقوں، اپنے اعضاء کے بندھنوں، اپنی انگلیوں کے پوروں اور اپنے گوشت خون اپنے بالوں، اپنی جلد اپنے پٹھوں اور نلیوں، اپنی ہڈیوں، اپنے مغز، اپنی رگوں اور اپنے ہاتھ پاؤں اور بدن کی جو میری شیرخوارگی میں پیدا ہوئیں اور زمین پر پڑنے والے اپنے بوجھا اپنی نیندا اپنی بیداری اپنے سکون اور اپنے رکوع وسجدے کی حرکات ان سب چیزوں پر اگر تیرا شکر ادا کرنا چاہوں اور تمام زمانوں اور صدیوں میں کوشاں رہوں اور عمر وفا کرے تو بھی میں تیری ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر تیرے احسان کے ذریعے جس سے مجھ پر تیرا ایک اور شکر واجب ہو جاتا ہے اور تیری لگاتار ثنا واجب ہو جاتی ہے اور اگر میں ایسا کرنا چاہوں اور تیری مخلوق میں سے شمار کرنے والے بھی شمار کرنا چاہیں کہ ہم تیری گزشتہ و آیندہ نعمتیں شمار کریں تو ہم نہ انکی تعداد کا اور نہ ان کی مدت کا حساب کر سکیں گے یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ تو نے اپنی خبر دینے والی گویا کتاب میں سچی خبر دے کر بتایا ہے کہ ''اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو گنو تو ان کا حساب نہ لگا سکو گے'' تیری کتاب سچی ہے اے اللہ! اور تیری خبریں بھی سچی ہیں جو تیرے نبیوں اور رسولوں نے تبلیغ کی وہ سچ ہے جو تو نے ان پر وحی نازل کی وہ سچ ہے اور جو ان کیلئے اور ان کے ذریعے اپنے دین کو جاری کیا وہ سچ ہے دیگر یہ کہ اے میرے اللہ! گواہی دیتا ہوں میں اپنی محنت و کوشش اور اپنی فرمانبرداری و ہمت کے ساتھ اور میں ایمان و یقین سے کہتا ہوں کہ حمد خدا کے لیے ہے جس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا جو اس کا وارث ہو اور نہ ملک وحکومت میں کوئی اس کا شریک ہے جو پیدا کرنے میں اس کا ہمکار ہو اور نہ وہ کمزور ہے کہ اشیاء کے بنانے میں کوئی اس کی مدد کرے پس وہ پاک ہے، پاک ہے اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ ٹوٹ پھوٹ کر گر پڑتے پاک ہے خدا یگانہ یکتا بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے حمد ہے خدا کے لیے برابر اس حمد کے جو اس کے مقرب فرشتوں اور

اس کے بھیجے ہوئے نبیوں نے کی ہے اور اس کے پسند کیے ہوئے محمدؐ نبیوں کے خاتم پر خدا کی رحمت ہو اور ان کی آل پر جو نیک پاک خالص ہیں اور ان پر سلام ہو۔

پھر آپ نے اللہ سے حاجات طلب کرنا شروع کیں۔ جبکہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اسی حالت میں آپ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوئے:

اے اللہ! مجھے ایسا ڈرنے والا بنادے گویا تجھے دیکھ رہا ہوں مجھے پرہیزگاری کی سعادت عطا کر اور نافرمانی کے ساتھ بدبخت نہ بنا اپنی قضا میں مجھے نیک بنادے اور اپنی تقدیر میں مجھے برکت عطا فرما یہاں تک کہ جس امر میں تو تاخیر کرے اس میں جلدی نہ چاہوں اور جس میں تو جلدی چاہے اس میں تاخیر نہ چاہوں اے اللہ! پیدا کردے میرے نفس میں بے نیازی میرے دل میں یقین میرے عمل میں خلوص میری نگاہ میں نور میرے دین میں سمجھ اور میرے اعضا میں فائدہ پیدا کردے اور میرے کانوں وآنکھوں کو میرا مطیع بنادے اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس کے مقابل میری مدد کر مجھے اس سے بدلہ لینے والا بنا، یہ آرزو پوری کر اور اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرما اے اللہ! میری سختی دور کردے میری پردہ پوشی فرما میری خطائیں معاف کردے میرے شیطان کو ذلیل کر اور میری ذمہ داری پوری کرادے میرے لیے، اے میرے خدا دنیا اور آخرت میں بلند سے بلندتر مرتبے قرار دے اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو نے مجھے پیدا کیا تو نے مجھ کو سننے والا دیکھنے والا بنایا حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو نے مجھے پیدا کیا تو اپنی رحمت سے بہترین تربیت عطا کی حالانکہ تو مجھے خلق کرنے سے بے نیاز تھا میرے پروردگار تو نے مجھے پیدا کیا ہے تو متوازن بنایا ہے اے میرے پروردگار تو نے مجھے نعمت دی ہے تو ہدایت بھی عطا کی ہے اے پروردگار تو نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے صحت وعافیت دی، اے پروردگار تو نے میری حفاظت کی اور توفیق دی اے پروردگار تو نے مجھے نعمت دی تو ہدایت بھی عطا کر، اے پروردگار تو نے مجھے اپنی پناہ میں لیا اور ہر بھلائی مجھے عطا فرمائی، اے پروردگار تو نے مجھے کھانا اور پانی دیا، اے پروردگار تو نے مجھے مال دیا، میری نگہبانی کی، اے پروردگار تو نے میری مدد کی اور عزت بخشی اے پروردگار تو نے اپنی عنایت سے مجھے لباس عطا کیا اور اپنی چیزیں میری دسترس میں دی ہیں، محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما اور زمانے کی سختیوں اور شب و روز کی گردش کے مقابلے میں میری مدد فرما دنیا کے خوف اور آخرت کی سختیوں سے مجھے نجات دے اور اس زمین پر ظالموں کے پھیلائے ہوئے فساد سے محفوظ رکھ اے اللہ! حالت خوف میں میری مدد فرما اور ہر اس سے بچائے رکھ جس سے میں ڈرتا ہوں، میری جان اور میرے ایمان کی نگہداری فرما دوران سفر میری حفاظت کر اور میری عدم موجودگی میں میرے مال و اولاد کو نظر میں رکھ جو رزق تو نے مجھے دیا اس میں برکت دے میرے نفس کو میرا مطیع بنادے

اور لوگوں کی نگاہوں میں مجھے عزت دے، مجھ کو جنّوں اور اور انسانوں کی بدی سے محفوظ فرما میرے گناہوں پر مجھے بے پردہ نہ کر، میرے باطن سے مجھے رسوا نہ کر، میرے عمل پر میری گرفت نہ کر، اپنی نعمتیں مجھ سے نہ چھین، مجھے اپنے غیر کے حوالے نہ کر، میرے خدا تو مجھے جس کے بھی حوالے کرے گا وہ جلد ہی نظریں پھیرے یا تھوڑے عرصے کے بعد مجھ سے نفرت کرے گا یا انکے حوالے کرے گا جو پست سمجھیں جبکہ تو میرا پروردگار اور میرا مالک ہے میں اپنی اس بے کسی اپنے گھر سے دوری اور جسے تو نے مجھ پر اختیار دیا ہے تجھی سے اس کی شکایت کرتا ہوں، میرے اللہ! مجھ پر اپنا غضب نازل نہ فرما پس اگر تو ناراض نہ ہوتو پھر مجھے تیرے سوا کسی کی پروانہیں، تیری ذات پاک ہے، تیری مہربانی مجھ پر بہت زیادہ ہے پس مزید سوال کرتا ہوں بواسطہ تیرے نور کے جس سے زمین اور سارے آسمانوں روشن ہوئے تاریکیاں اس کے ذریعے سے چھٹ گئیں اور اس سے اگلے پچھلے لوگوں کے کام سدھر گئے یہ کہ مجھے موت نہ دے، جب تو مجھ سے ناراض ہو اور مجھ پر سختی نہ ڈال تجھ سے معافی کا طالب ہوں معافی کا طالب ہوں، حتیٰ کہ تو میری موت سے پہلے مجھ سے راضی ہو جائے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تو حرمت والے شہر حرمت والے مشعر اور پاکیزہ گھر کعبہ کا رب ہے جس میں تو نے برکت نازل کی اور اسے لوگوں کیلئے جائے امن قرار دیا، اے وہ جو اپنی نرمی سے بڑے بڑے گناہ معاف کرتا ہے، اے وہ جو اپنے فضل سے نعمتیں کامل کرتا ہے، اے وہ جو اپنے کرم سے بہت عطا کرتا ہے اے سختی کے وقت میری مدد پر آمادہ، اے تنہائی کے ہنگام میرے ساتھی، اے مشکل میں میرے فریادرس، اے مجھے نعمت دینے والے مالک اے میرے معبود اور میرے آباء و اجداد ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے معبود اور مقرب فرشتوں جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے رب اور اے نبیوں کے خاتم حضرت محمدؐ اور ان کے گرامی قدر آل کے رب، اے تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم کے نازل کرنے والے، اے کٓھٰیٰعٓصٓ، طٰہٰ، یٰس اور قرآن کریم کے نازل کرنے والے تو ہی میری جائے پناہ ہے، جب زندگی کے وسیع راستے مجھ پر تنگ ہو جائیں اور زمین کشادگی کے باوجود میرے لیے تنگ ہو جائے اور اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو میں تباہ ہو جاتا تو ہی میرے گناہ معاف کرنیوالا ہے اور اگر تو میری پردہ پوشی نہ کرتا تو میں رسوا ہو کر رہ جاتا اور تو اپنی مدد کے ساتھ دشمنوں کے مقابل میں مجھے قوت دینے والا ہے اور اگر تیری مدد حاصل نہ ہوتی تو میں زیر ہو جانے والوں میں سے ہو جاتا، اے وہ جس نے اپنی ذات کو بلندی اور برتری کے لیے خاص کیا اور جس کے دوست اس کی عزت سے عزت پاتے ہیں، اے وہ جسکے دربار میں بادشاہوں نے اپنی گردنوں میں عاجزی کا طوق پہنا پس وہ اس کے دبدبے سے ڈرتے ہیں وہ آنکھوں کے اشاروں کو اور جو سینوں میں چھپا ہے اسے جانتا ہے اور ان غیب کی باتوں کو جانتا ہے جو آیندہ زمانوں میں ظاہر ہونگی اے وہ جسکی حقیقت کوئی نہیں جانتا مگر وہ خود،

اے وہ جس کی حقیقت کوئی نہیں جانتا مگر وہ خود، اے وہ کوئی جسکا علم نہیں رکھتا مگر وہ خود، اے وہ جس نے زمین کو پانی کی سطح پر رکھا ہوا اور ہوا کو فضاء آسمان میں باندھا، اے وہ جس کیلئے سب سے بہترین نام ہے، اے احسان کے مالک جو کسی وقت میں منقطع نہ ہوتا، اے یوسفؑ کے لیے بے آب بیابان میں کاروان کو روکنے والے اور انہیں چکنوئیں میں سے نکالنے والے اور غلامی کے بعد ان کو بادشاہ بنانے والے اے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملانے والے جبکہ ان کی آنکھیں روتے روتے سفید ہوچکی تھیں اور وہ سخت غم زدہ رہتے تھے، اے ایوبؑ کو نقصان اور مصیبت سے نجات دینے والے، اے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے میں ابراہیمؑ کے ہاتھوں کو روکنے والے جب وہ بہت بوڑھے اور زندگی کی آخری منزل میں تھے اے وہ جس نے زکریاؑ کی دُعا قبول کی پس انہیں یحییٰ عطا کیا اور انہیں یکہ وتنہا نہ چھوڑا تھا، اے وہ جس نے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا، اے وہ جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا میں راستے بنائے پس انہیں نجات دی اور فرعون اور اس کے لشکروں کو غرق کر دیا، اے وہ جو باران رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے، اے وہ جو اپنی مخلوق میں نافرمانی کرنے والے کی گرفت میں جلدی نہیں کرتا اے وہ جس نے جادوگروں کو مدتوں کے کفر سے نجات عطا فرمائی جبکہ وہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے اسکی دی ہوئی روزی کھاتے اور عبادت اس کے غیر کی کرتے تھے وہ خدا سے دشمنی کرتے شرک کی راہ پر چلتے اور اس کے رسولوں کو جھٹلاتے تھے، اے اللہ اے اللہ! اے آغاز کرنے والے اے پیدا کرنے والے تیرا کوئی ثانی نہیں، اے ہمیشگی والے تجھے فنا نہیں، اے زندہ جب کوئی زندہ نہ تھا، اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے ہر نفس کے اعمال پر نگہبان جو اس نے انجام دیئے، اے وہ میں نے جس کا شکر کم کیا تب بھی اس نے مجھے محروم نہ کیا میں نے بڑی بڑی خطائیں کیں تب بھی اس نے مجھے رسوا نہ کیا، اس نے مجھے نافرمان دیکھا تو پردہ فاش نہ کیا، اے وہ جس نے میرے بچپنے میں میری حفاظت کی، اے وہ جس نے میرے بڑھاپے میں روزی دی، اے وہ جس کی نعمتوں کا کوئی شمار ہی نہیں اور جس کی نعمتوں کا کوئی بدلہ نہیں، اے وہ جس نے مجھ سے بھلائی اور احسان کیا اور میں نے برائی اور نافرمانی پیش کی، اے وہ جس نے مجھے ایمان کی راہ بتائی اس سے پہلے کہ اس پر میری طرف سے شکر ادا ہوتا، اے وہ جسے میں نے بیماری میں پکارا تو مجھے شفا دی عریانی میں پکارا تو لباس دیا بھوک میں پکارا تو مجھے سیر کیا پیاس میں پکارا تو سیراب کیا پستی میں عزت دی نادانی میں معرفت بخشی تنہائی میں کثرت دی سفر سے وطن پہنچایا تنگدستی میں مجھے مال دیا مدد مانگی تو میری مدد فرمائی تونگر تھا تو میرا مال نہیں چھینا اور میں نے ان چیزوں کا شکر نہ کیا تو اس نے دینے میں پہل کی پس ساری تعریف اور شکر تیرے ہی لئے ہے، اے وہ جس نے میری لغزش معاف کی میری تکلیف دور کی میری دُعا قبول فرمائی میرے عیبوں کو چھپایا میرے گناہ بخش دیئے میری حاجت پوری کی اور دشمن کے خلاف میری

مدد کی اور اگر میں تیری نعمتوں تیرے احسانوں اور عطاؤں کو شمار کروں تو شمار نہیں کرسکتا، اے میرے مالک تو وہ ہے جس نے احسان کیا، تو وہ ہے جس نے نعمت دی، تو وہ ہے جس نے بہتری کی، تو وہ ہے جس نے جمال دیا تو وہ ہے جس نے بڑائی دی، تو وہ ہے جس نے کمال عطا کیا، تو وہ ہے جس نے روزی دی تو وہ ہے جس نے توفیق دی، تو وہ ہے جس نے عطا کیا تو وہ ہے جس نے مال دیا تو وہ ہے جس نے نگہداری کی تو وہ ہے جس نے پناہ دی تو وہ ہے جس نے کام بنایا تو وہ ہے جس نے ہدایت کی تو وہ ہے جس نے گناہ سے بچایا تو وہ ہے جس نے پرورش کی تو وہ ہے جس نے معاف کیا تو وہ ہے جس نے بخش دیا تو وہ ہے جس نے قدرت دی تو وہ ہے جس نے عزت بخشی تو وہ ہے جس نے آرام دیا تو وہ ہے جس نے سہارا دیا تو وہ ہے جس نے حمایت کی تو وہ ہے جس نے مدد کی تو وہ ہے جس نے شفا دی تو وہ ہے جس نے آرام دیا تو وہ ہے جس نے بزرگی دی تو بڑا برکت والا اور برتر ہے ہمیشہ پس حمد ہی تیرے لیے ہے اور شکر لگا تار ہمیشہ ہمیشہ تیرے ہی لیے ہے، پھر میں ہوں اے میرے معبود اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا پس مجھے ان سے معافی دے میں وہ ہوں جس نے برائی کی، میں وہ ہوں جس نے خطا کی، میں وہ ہوں جس نے برا ارادہ کیا، میں وہ ہوں جس نے نادانی کی میں وہ ہوں جس سے بھول ہوئی میں وہ ہوں جو چوک گیا، میں نے خود پر اعتماد کیا میں نے دانستہ گناہ کیا، میں وہ ہوں جس نے وعدہ کیا میں وہ ہوں جس نے وعدہ خلافی کی، میں وہ ہوں جس نے عہد توڑا میں وہ ہوں جو اقرار کرتا اور میں وہ ہوں جو تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں جو مجھے ملی ہیں اور میرے پاس ہیں مجھ پر گناہوں کا بڑا بوجھ ہے پس مجھے معاف کردے اے وہ جسے اس کے بندوں کے گناہ نقصان نہیں پہنچاتے اور وہ ان کی بندگی سے بے نیاز ہے اور توفیق دیتا ہے اسے اپنی مہربانی اور مدد سے جو ان میں سے نیک عمل کرے پس حمد تیرے ہی لیے ہے اے میرے معبود و سردار اے میرے معبود تو نے حکم دیا تو میں نے نافرمانی کی جس سے تو نے مجھے روکا میں وہ کام کرگزرا پس حال یہ ہے کہ نہ گناہ سے بری ہوں کہ عذر کروں نہ یہ طاقت ہے کہ کامیاب ہوجاؤں پس کیا چیز لے کر تیرے سامنے آؤں اے میرے مالک آیا اپنے کان یا اپنی آنکھ یا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے پاؤں کے ساتھ کیا یہ سب میرے پاس تیری نعمتیں نہیں ہیں؟ اور ان سب کے ساتھ میں نے تیری نافرمانی کی اے میرے مولا پس تیرے پاس میرے خلاف حجت اور دلیل ہے، اے وہ جس نے ماں باپ سے میری پردہ پوشی کی کہ وہ مجھے دھتکار دیں گے اہل قبیلہ اور بھائی بندوں سے میرا پردہ رکھا کہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کریں گے اور حاکموں سے میرا پردہ رکھا کہ وہ مجھے سزا دیں گے اے میرے مولا اگر وہ میرے بارے میں وہ جان لیتے جو کچھ تو جانتا ہے تو وہ مجھے کبھی مہلت نہ دیتے مجھے چھوڑ جاتے اور قطع تعلق کر جاتے پس اے میرے معبود میں تیرے سامنے حاضر ہوں اے میرے سردار میں پست عاجز قیدی بے مایہ ہوں نہ گناہ سے بری ہوں کہ عذر

کروں اور نہ طاقت ہے کہ کامیاب ہو جاؤں نہ کوئی دلیل ہے کہ وہ پیش کروں نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ گناہ نہیں کیا اور نہ یہ کہ برائی نہیں کی اس سے انکار کا کوئی راستہ نہیں اور اگر انکار کروں تو اے میرے مولا اسکا کچھ فائدہ نہیں اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جب میرے اعضاء مجھ پر گواہ ہیں کہ جو کچھ میں نے عمل کیا ہے اور میں جانتا ہوں یقین کے ساتھ جس میں شک نہیں ضرور تو بڑے معاملوں میں میری باز پرس کرے گا بلا شبہ تو انصاف کا فیصلہ دینے والا ہے کہ جو زیادتی نہیں کرتا تیرا انصاف مجھے نابود کر دے گا اور میں تیرے ہر عدل سے ڈرتا بھاگتا ہوں پس اگر تو مجھے عذاب دے اے میرے اللہ تو وہ میرے گناہوں کی وجہ سے مجھ پر تیری حجت ہے اور اگر تو مجھے معاف فرما دے تو یہ تیری مہربانی تیری بخشش اور تیرے کرم کا نتیجہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں ستم کاروں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں معافی مانگنے والوں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے، بے شک میں توحید پرستوں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک تر ہے بے شک میں تجھ سے ڈرنے والوں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں خوف رکھنے والوں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے، بے شک میں امیدواروں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں توجہ کرنے والوں میں سے ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں نام لیواؤں میں ہوں نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، تو پاک تر ہے بے شک میں سوال کرنے والوں میں ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں تسبیح کرنے والوں میں ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے بے شک میں تکبیر کہنے والوں میں ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک تر ہے کہ میرا رب اور میرے پہلے بزرگوں کا رب ہے اے معبود میری طرف سے یہ تیری ثناء ہے تیری شان بیان کرتے ہوئے یہ تیرے ذکر کے بارے میں میرا خلوص توحید کو مانتے ہوئے اور میری طرف سے یہ تیری مہربانیوں کا اقرار ہے ان کو شمار کرتے ہوئے اگر چہ یہ مانتا ہوں کہ میں ان کا شمار نہیں کر سکتا کیونکہ وہ زیادہ ہیں اور بہت سی ہیں وہ عیاں ہیں اور پہلے سے اب تک مل رہی ہیں تو نے مجھ کو یہ نعمات دینے میں ہمیشہ یاد رکھا ہے جب سے تو نے مجھے پیدا کیا اور اول عمر میں مجھے بے مائیگی میں تونگری کا حصہ عنایت فرمایا تنگدستی سے بچایا آسائش کے اسباب فراہم کیے اور سختی دور فرمائی مصیبت سے چھٹکارا دلایا جسمانی صحت نصیب کی اور دین و ایمان پر پوری طرح قائم رکھا اور اگر تیری نعمتوں کا اندازہ کرنے کیلئے دنیا جہان کے لوگ اولین اور آخرین میں سے میرا ساتھ دیں تو بھی میں اندازہ نہ کر سکوں گا اور نہ ہی وہ اندازہ کر سکیں گے تو پاکیزہ ہے اور بلند تر ہے اے پروردگار شان والا بڑائی والا رحم والا تیری مہربانیوں کا شمار نہیں تیری تعریف کا حق ادا نہیں ہو پاتا اور تیری نعمتوں کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور ہم پر اپنی نعمتیں

پوری فرما اپنی بندگی کے ساتھ خوش بخت بنا دے پاک تر ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ تو بے شک لاچار کی دُعا قبول کرتا ہے برائی دور کرتا ہے مصیبت زدہ کی فریاد کو پہنچتا ہے بیمار کو صحت دیتا ہے مفلس کو مال دیتا ہے ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے چھوٹے پر رحم کرتا ہے بڑے کی مدد کرتا ہے اور تیرے سوا کوئی سہارہ دینے والا نہیں ہے اور تجھ پر کوئی بالا دست نہیں ہے تو برتر بزرگی والا ہے اے قیدی کو پھندے سے چھڑانے والے اے ننھے بچے کو روزی دینے والے اے ڈرے ہوئے پناہ کے طالب کو بچانے والے اے وہ ذات جس کا کوئی ثانی نہیں نہ کوئی وزیر، محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور آج کی شب مجھے اس سے بہتر دے جو تو نے کسی کو دیا ہے اور اپنے بندوں میں سے کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور جو مہربانیاں کسی پر کی ہیں اور جو سختی دور کی ہے جو مصیبت ہٹائی ہے جو دُعا تو نے سنی ہے جو نیکی قبول کی ہے اور جو برائی معاف کی ہے بے شک جس پر چاہے تو لطف کرتا ہے اور خبر رکھتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اے اللہ بے شک تو قریب تر ہے جسے پکارا جاتا ہے تو تیز تر ہے جو قبول کرتا ہے معاف کرنے والوں میں بہترین عطا کرنے والوں میں زیادہ عطا والا اور سوالی کی بہت سننے والا اے دنیا و آخرت میں رحم کرنے والے اور دونوں جگہ پر مہربان کوئی تیرے جیسا نہیں جس سے سوال کیا جائے اور سوائے تیرے کوئی نہیں جس پر امید رکھی جائے میں نے دُعا کی تو نے قبول کی میں نے مانگا پس تو نے عطا کیا میں نے تیری طرف توجہ کی پس تو نے رحمت فرمائی تیرا سہارا لیا پس تو نے نجات دی میں تجھ سے ڈرا تو نے میری مدد فرمائی اے اللہ حضرت محمدؐ پر رحمت فرما جو تیرے بندے تیرے رسولؐ اور تیرے نبیؐ ہیں اور انکی آل پر جو سب کے سب بے عیب اور پاک تر ہیں اور ہم پر اپنی نعمتیں پوری کر اور ہم پر خوشگوار عطائیں فرما ہمیں اپنے شکر گزاروں میں رکھ دے اور اپنے احسانوں کا ذکر کرنے والوں میں رکھ، ایسا ہی ہو، ایسا ہی ہو، اے جہانوں کے پروردگار اے اللہ اے وہ مالک جو با قدرت ہے اے با قدرت جو غالب ہے اے وہ جو نافرمانی کو ڈھانپتا ہے اور بخشش چاہنے پر بخشتا ہے اے طلبگاروں، توجہ کرنے والوں کی امید گاہ اور آرزومندوں کے مقام آرزو، اے وہ کہ جس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور توبہ کرنے والوں کے لئے محبت و مہربانی اور ملائمت سے جس کا دامن وسیع ہے، اے اللہ ہم نے توجہ کی ہے تیری طرف آج کی رات میں جسے تو نے بزرگی اور بڑائی دی حضرت محمدؐ کے ذریعے جو تیرے نبیؐ تیرے رسولؐ اور مخلوقات میں سے تیرے چنے ہوئے تیری وحی کے امانتدار بشارت دینے والے ڈرانے والے روشن چراغ ہیں جن کے وجود کو تو نے مسلمانوں کیلئے نعمت بنایا اور ان کو سارے جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا اے اللہ محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور ان کی آل پر جیسا کہ حضرت محمدؐ تیری طرف سے اس کے لائق ہیں اے بزرگتر ان پر اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل کر جو سب کے سب بلند تر نیک نہاد اور پاک ہیں اور ہمیں معافی دیکر ہماری پردہ پوشی کر کیونکہ تیرے حضور

فریادیں ہورہی ہیں ہر ہر دیس کی زبان میں، پس اے اللہ آج کی رات میں ہر نیکی میں سے حصہ قرار دے ہمارے لئے جوتو نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کی، نور میں جس سے ہدایت فرمائی رحمت میں جو عام، کی برکت میں جوتو نے نازل کی، عافیت کے لباس میں جوتو نے پہنایا، رزق میں جو وسیع کیا اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اے اللہ اس وقت ہمیں بدل کر بنا دے کامیاب ہونے والے، فلاح پانے والے، پسندیدہ عمل والے اور نفع اٹھانے والے اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں قرار نہ دے ہمیں اپنی رحمت سے دور نہ کر ہمیں اس چیز میں سے محروم نہ فرما جس کی تیرے فضل میں سے امید کریں اور ہم کو اپنی رحمت سے محروم و خالی قرار نہ دے، تیری عطا میں سے جس عنایت کی امید کریں اس سے مایوس نہ فرما ہمیں ناکام کر کے نہ پلٹا اور اپنی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے قرار نہ دے، اے بہت عطا والوں میں بڑی عطا والے اور عزت داروں میں بڑی عزت والے ہم تیری درگاہ میں لوٹ کے آئے ہیں معتقد بن کر ہم تیرے محترم گھر کعبہ میں پکار کرتے ہوئے آئے ہیں پس اعمال حج میں ہماری مدد فرما اور ہمارا حج مکمل کرادے ہمیں معاف فرما پناہ دے کہ ہم نے اپنے ہاتھ تیرے آگے پھیلائے ہیں کہ جن پر گناہوں کے اقرار و اعتراف کے نشان ہیں اے اللہ پس ہمیں آج کی رات میں جو ہم نے تجھ سے مانگا عطا فرما تمام کاموں میں ہماری مدد کر کہ تیرے سوا کوئی ہماری کفایت کرنے والا نہیں اور سوائے تیرے کوئی ہمارا رب نہیں کہ تیرا حکم ہی ہم پر جاری ہے تیرا علم ہمیں گھیرے ہوئے ہے ہمارے لئے تیرا فیصلہ درست ہے ہمارے لئے اچھا فیصلہ کر اور ہمیں نیکوکارں میں سے قرار دے اے اللہ ہمارے لئے اپنی عطا سے بہت بڑا اجر بہترین ذخیرہ اور ہمیشہ کی آسائش واجب کر دے، ہمارے سارے کے سارے گناہ بخش دے اور ہمیں تباہ ہونے والوں کے ساتھ تباہ نہ کر اور اپنی مہربانی اور رحمت ہم سے دور نہ فرما اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اے اللہ اس وقت ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جنہوں نے تجھ سے مانگا تو نے عطا کیا جنہوں نے شکر کیا تو نے زیادہ دیا تیری طرف پلٹے تو نے انہیں قبول کیا اپنے گناہوں کے ساتھ تیری طرف آئے تو ان کے سبھی گناہ معاف کردیئے اے جلالت وعزت کے مالک اے اللہ ہمیں پاک کر ہماری رہنمائی فرما اور ہماری زاری قبول کر، اے بہترین سوال شدہ اور طلب رحمت پر زیادہ رحمت کرنے والے، اے وہ جس پر پوشیدہ نہیں ہے پلک کا جھپکنا نہ آنکھوں کا اشارہ نہ وہ چیز جو پردے کے نیچے ہو اور نہ وہ بات جو دلوں کے پردوں میں لپٹی ہوئی ہو ہاں ان سب کو تیرے علم نے شمار کر رکھا ہے اور تیری نرمی ان پر چھائی ہوئی ہے تو پاک تر اور بلند تر ہے اس سے جو ناحق کہنے والے کہتے ہیں تو بلند تر بزرگتر ہے تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے نہیں کوئی چیز موجود ہے مگر وہ تیری حمد کررہی ہے پس حمد تیرے لئے ہے اے بزرگی بلند شان اے جلالت وعزت کے مالک فضل کرنے والے، نعمت دینے

والے بڑی بڑی عطائیں کرنے والے اور تو بخشش کرنے والا کرم کرنے والا نرمی کرنے والا مہربان ہے اے اللہ میرے لئے اپنا رزق حلال وسیع فرما میرے بدن اور میرے دین کی حفاظت فرما مجھے خوف سے بچا اور میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے اے اللہ مجھے غلط فہمی میں نہ ڈال دھوکے میں نہ رکھ مجھے فریب نہ کھانے دے اور نابکار جنّوں اور انسانوں کو مجھ سے دور کر دے۔

پھر آپ نے اپنے سر اور آنکھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا جبکہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ با آواز بلند عرض کر رہے تھے:

اے سب سے زیادہ سننے والے، اے سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے سب سے تیز تر حساب کرنے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما جو برکت والے سردار ہیں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اپنی اس حاجت کا کہ اگر تو وہ عطا کر دے تو جو کچھ تو نے نہیں دیا اس سے مجھے نقصان نہیں اور اگر تو وہ عطا نہ کرے تو جو تو نے دیا اس سے مجھے کوئی نفع نہیں سوال کرتا ہوں کہ میری گردن جہنم سے آزاد کر دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے لئے حکومت تیرے لئے حمد ہے اور تو ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے اے میرے رب اے میرے رب۔

حضرت امام حسین علیہ السلام بار بار یارب یارب کہتے رہے جبکہ آپ کے اردگرد کھڑے لوگ آپ کی دعا سنتے ہوئے آمین کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ساتھ ان سب کی رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

سید ابن طاؤس نے یارب یارب کے بعد یہ اضافی کلمات بھی تحریر فرمائے ہیں۔

میرے اللہ میں اپنی تونگری میں بھی محتاج ہوں تو اپنے فقر کی حالت میں کیوں نہ محتاج ہوں گا، میرے اللہ میں علم رکھتے ہوئے بھی جاہل ہوں تو اپنی جہالت میں کیوں نہ جاہل ہوں گا، اے اللہ بے شک تیری تدبیر کے تغیر و تبدل اور تیری جلد وارد ہونے والی تقدیر نے تیری معرفت رکھنے والے بندوں کو ہے، تیری عطا کی امید نہ رکھنے اور مشکل کے وقت تجھ سے مایوس ہو جانے سے روکا ہوا ہے، میرے اللہ میں نے وہ کیا جو میری پستی کا تقاضہ ہے اور تو وہ کرے گا جو تیری بڑائی کے لائق ہے میرے اللہ میری کمزوری سے پہلے ہی تیری ذات لطف و کرم کے اوصاف رکھتی ہے تو کیا میری کمزوری کے بعد مجھ سے تو یہ مہربانیاں روک دے گا، میرے اللہ اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوئیں تو یہ تیرا فضل ہے اور مجھ پر یہ تیرا احسان ہے اور اگر مجھ سے برائیوں کا ظہور ہوا ہے تو یہ تیرا عدل ہے اور مجھ پر تیری حجت قائم ہو گئی ہے، میرے اللہ کیسے تو مجھ کو چھوڑ دے گا جب کہ تو میرا کفیل ہے کیوں کر میں روند دیا جاؤں جب کہ تو میرا مددگار ہے یا کیسے بے آس

ہو جاؤں جب کہ تو مجھ پر مہربان ہے اب میں تیری درگاہ میں اپنے فقر کے ساتھ آیا ہوں اور کس طرح تجھے اپنا وسیلہ بناؤں جب کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی تجھ تک پہنچ پائے یا کیونکر تجھ سے اپنے حالات کی شکایت کروں جب کہ وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں یا کس طرح اپنی زبان سے ان کی تشریح کروں جب کہ وہ تیری طرف سے اور تجھ پر عیاں ہیں یا کیونکر میری آرزوئیں ناکام رہیں گی جب کہ یہ تیرے جناب میں پیش کی جا چکی ہیں یا کیونکر میرے حالات بہتر نہ ہونگے جب کہ میں تیری وجہ سے قائم ہوں، میرے اللہ تیرا کتنا لطف ہے مجھ پر جبکہ میں بڑا ہی نادان ہوں اور تو کس قدر مہربان ہے مجھ پر جبکہ میں خطا کار ہوں میرے اللہ تو کتنا نزدیک ہے مجھ سے جبکہ میں تجھ سے بہت دور ہوں اور کتنا مہربان ہے تو مجھ پر پھر کس نے مجھے تجھ سے ہٹا دیا ہے، میرے اللہ دنیا کے حالات کی تبدیلیوں اور طریقوں کے تغیرات کے ذریعے میں جان گیا کہ تیری مراد یہ ہے کہ تو ہر چیز سے مجھے اپنی شناسائی کرائے تاکہ میں کسی چیز کے ضمن میں تیری قدرت سے ناواقف نہ رہوں میرے اللہ جب میری پستی مجھے گنگ کر دیتی ہے تو تیرا کرم مجھے گویا کر دیتا ہے جب بھی میرے برے اوصاف مجھے مایوس کرتے ہیں تیرے احسان مجھے حوصلہ دیتے ہیں، میرے اللہ جس شخص کی خوبیاں بھی برائیاں ہوں تو اس کی برائیاں کیوں نہ برائیاں شمار کی جائیں گی اور جس شخص کی حقیقت ہی محض کھوکھلی باتیں ہوں تو اس کی خالی خولی باتیں کیوں نہ محض باتیں تصور کی جائیں گی، میرے اللہ تیرا حکم جاری ہے اور تیری مرضی قاہر و غالب ہے کہ ان کے مقابل بولنے والا بول نہیں سکتا اور نہ کوئی صاحب حال کچھ کر سکتا ہے میرے اللہ کتنی ہی بار میں نے اطاعت کرتے ہوئے عبادت کی شکل بنائی ہے مگر تیرے عدل کے خوف سے اس پر میرا بھروسہ نہ رہا بلکہ وہ تیرے فضل سے میری بخشش کا ذریعہ بنی میرے اللہ بے شک تو جانتا ہے اگرچہ میں عبادت میں مستقلاً مشغول نہیں ہوں تو بھی تجھ سے میری محبت ہمیشہ راسخ ہے میرے اللہ کس قدر بندگی کا ارادہ کروں جب کہ تو غالب ہے اور کیونکر ارادہ نہ کروں جب کہ تو حکم دیتا ہے، میرے اللہ تیری قدرت کے آثار میں غور کرنا تیرے دیدار سے دوری کا سبب ہے پس مجھے اپنے حضور حاضر رکھ تیری سرکار میں پہنچ پاؤں کیونکر وہ چیز تیری طرف رہنمائی کر سکتی ہے جو اپنے وجود ہی میں تیری محتاج ہے آیا تیرے غیر کیلئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں، اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا میرے اللہ تو نے اپنی قدرت کے آثار پر توجہ کا حکم کیا پس مجھ کو اپنے نور کے پردوں اور بصیرت کے راستوں کی طرف لے چل، تاکہ اس کے ذریعے تیری درگاہ میں آؤں جس طرح انہی کے ذریعے تیری طرف راہ پائی، انہیں دیکھ کر راز حقیقت کی خبر

پاؤں اور ان کے سہارے اپنی ہمت کو بلند کروں بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے میرے اللہ یہ ہے میری پستی جو تیرے آگے عیاں ہے اور یہ ہے میری بری حالت جو تجھ سے پوشیدہ نہیں میں تیری بارگاہ میں پہنچنا چاہتا ہوں اور تجھ پر تجھی کو دلیل ٹھہراتا ہوں پس اپنے نور سے میری اپنی طرف سے رہنمائی کر اور اپنے حضور مجھے سچی بندگی پر قائم رکھ، میرے اللہ مجھے اپنے پوشیدہ علوم میں سے تعلیم دے اور اپنے محکم پردے کے ساتھ میری حفاظت کر، میرے اللہ مجھے اپنے اہل قرب کے حقائق سے بہرہ ورفرما اور ان کی راہ پر ڈال جو تیری طرف کھنچتے چلے جاتے ہیں، میرے اللہ اپنے تدبر اور پسند کے ذریعے مجھے میرے تدبر اور پسند سے بے نیاز کردے اور پریشانی کے عالم میں مجھے ثابت قدم رکھ، میرے معبود مجھے میرے نفس کی پستی سے نکال لے، مجھے شک اور شرک سے پاک کردے قبل اسکے کہ میں قبر میں جاؤں، تجھ سے مدد چاہتا ہوں میری مدد فرما، تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں پس مجھے چھوڑ نہ دے، تجھ سے مانگتا ہوں پس ناامید نہ کر، تیرے فضل کی آس لگائی ہے پس مجھے محروم نہ کر، تیری بارگاہ سے تعلق جوڑا ہے پس مجھے دور نہ فرما، تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں پس مجھے ٹھکرا نہ دے، میرے اللہ تیری رضا پاک ہے، ممکن نہیں اس میں تیری طرف سے نقص آئے، پھر کیسے ممکن ہے کہ میں اسے نقص دار کہوں، میرے اللہ تو اپنی ذات میں بے نیاز ہے اس سے کہ تجھے اپنی ذات سے نفع پہنچے کیوں کر تو مجھ سے بے نیاز نہ ہوگا، میرے اللہ قضا وقدر مجھ کو آرزومند بناتی ہے اور خواہش نفس مجھے آرزوؤں کا قیدی بنا لیتی ہے پس تو میرا مددگار بن جا تاکہ کامیاب ہو جاؤں، بینا ہو جاؤں اور اپنے فضل سے مجھ کو بے نیاز کردے تاکہ تیرے ذریعے حاجت سے بے نیاز ہو جاؤں، تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو نور کی شعاؤں سے روشن کر دیا تو انہوں نے تجھے پہچانا اور تجھے ایک مانا اور تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے غیروں کو دور کر دیا تو وہ سوائے تیرے کسی سے محبت نہیں رکھتے اور تیرے غیر کی پناہ نہیں لیتے جب زمانہ ان کو ہراساں کرے اس وقت تو ہی ان کا ہمدم ہے اور تو وہ ہے جس نے ان کی رہنمائی کی جب وہ تیرے نشان و برھان سے دور ہوئے، اس نے کیا پایا جس نے تجھے کھویا اور اس نے کچھ نہ کھویا جس نے تجھ کو پایا اور یقینا ناکام ہوا جو تیری بجائے کسی اور کو پسند کرنے لگا اور وہ گھاٹے میں پڑا جو سرکشی کیساتھ تجھ سے پھر گیا کس طرح تیرے غیر سے امید رکھی جاسکتی ہے جبکہ تیرا احسان وکرم رکتا ہی نہیں اور کیونکر تیرے غیر سے سؤال کیا جا سکتا ہے جبکہ تیرے فضل و احسان کرنے کی عادت میں تبدیلی نہیں آتی اور وہ جو اپنے دوستوں کو الفت کی مٹھاس چکھاتا ہے پس وہ اس کے حضور تعریفیں کرتے کھڑے ہو جاتے ہیں اے وہ جو اپنے دوستوں کو اپنی ہیبت کا لباس پہناتا ہے تو وہ اسکے سامنے کھڑے ہوتے ہیں بخشش مانگتے ہوئے، تو یاد کرنے والوں سے پہلے انکو یاد رکھنے والا ہے، تو احسان میں ابتدا کرنے والا ہے، عبادت گزاروں کے توجہ کرنے سے پہلے تو عطا میں اضافہ کرنے

والا ہے، مانگنے والوں کے مانگنے سے پہلے تو بہت دینے والا ہے، پھر اس میں سے بطور قرض مانگتا ہے جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے میرے اللہ اپنی رحمت سے مجھ کو بلا لے تا کہ میں تیرے حضور پہنچ سکوں مجھے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ تیری بارگاہ میں آسکوں میرے اللہ بے شک میری آس تجھ سے نہیں ٹوٹے گی اگر چہ میں تیری نافرمانی کروں جیسا کہ میرا خوف دور نہ ہوگا اگر چہ میں تیری اطاعت بھی کروں پس زمانے کی سختیوں نے مجھ کو تیری طرف دھکیل دیا اور تیری نوازش کے علم نے تیری بارگاہ میں پہنچا دیا، میرے اللہ کیونکر ناامید ہو جاؤں جب کہ تو میری آرزو ہے یا کیسے پست ہوں گا جب کہ میرا بھروسہ تجھ پر ہے، میرے اللہ کیسے عزت کا دعویٰ کروں جب کہ اس خواری میں تو نے مجھے یاد کیا یا کیسے عزت کا دعویٰ کروں میری نسبت تیری طرف ہے میرے اللہ کیونکر فقیر نہ بنوں جب کہ تو نے مجھے فقیروں کی صف میں رکھا ہے یا کیسے میں فقیر بنوں جب کہ تو نے مجھ کو اپنی عطا سے غنی کیا ہوا ہے اور تو وہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہر چیز کو اپنی پہچان کرائی پس کوئی چیز نہیں جو تجھے پہچانتی نہ ہو اور تو وہ ہے جس نے ہر چیز کے ذریعے مجھے اپنی معرفت کرائی پس میں نے تجھے ہر چیز میں عیاں و نمایاں دیکھا اور تو ہر چیز پر ظاہر و آشکار ہے اے وہ جو اپنی رحمت عامہ کیساتھ قائم ہے کہ عرش اس کی ذات میں نہاں ہو گیا ہے تو نے اپنی نشانیوں سے دے گر نشانیوں کو مٹا دیا تو نے اپنے غیروں کو نورانی آسمانوں کے حلقوں میں نابود کر دیا، اے وہ جو اپنے عرش کی چلمنوں میں پنہاں ہو گیا دیکھتی آنکھیں اسے دیکھ نہیں پاتیں اے وہ جس نے اپنے نور کامل کا جلوہ دکھایا تو اس کی عظمت قائم و برقرار ہوگئی کیونکر پوشیدہ ہے تو جب کہ آشکار ہے یا کیسے تو پنہاں ہے جبکہ تو نگہبان اور حاضر ہے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

دعائے عرفہ کے اضافی جملوں کی کچھ وضاحت

دعائی عرفہ کا دوسرا حصہ ''الٰہی انا الفقیر'' سے آخر تک مفہوم و معنی کے لحاظ سے ظاہر میں ایک حصہ کے ساتھ پہلے جیسا نہیں ہے اس بات کو دیکھتے ہوئے اس کا ذکر فقط کتاب الاقبال سید بن طاوس میں ہے اور علامہ مجلسی کے نقل کے مطابق یہ حصہ کتابوں میں نہیں ہے، کچھ علماء کا نظریہ ہے کہ دعا کا یہ حصہ امام حسین علیہ السلام سے نہیں ہے، بلکہ کچھ صوفیہ بزرگوں سے ہے، بحارالانوار میں دعائے عرفہ کو نقل کرنے کے بعد علامہ مجلسی فرماتے ہیں؛ اس دعا کو بلد الامین میں کفعمی نے اور مصباح الزائر میں سید بن طاوس نے لایا ہے، لیکن ان دو کے آخر میں تقریباً ایک صفحہ، الٰہی انا الفقیر فی غنای سے دعا کے آخر تک موجود نہیں ہے، یہ حصہ الاقبال کے قدیمی نسخوں میں بھی نہیں ہے، عبارت آئمہ کی دعاؤں کے مفہوم کے ساتھ بھی مناسبت نہیں رکھتی بلکہ صوفیہ کی مذاق میں سے ہے، اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حصے کو بزرگوں

نے بڑھایا ہے یا کچھ کتابوں سے نقل ہوا ہے جس کو سید بن طاوس نے الاقبال میں نقل کر دیا ہے بغیر تحقیق کے، دوسرے نظریہ کا احتمال قوی ہے، خدا ہی حقیقت سے باخبر ہے۔

اسی بناء پر اس حصے کی امام علیہ السلام کی طرف نسبت دینا مشکل ہے سوائے اس شخص کے جس کو یقین ہو کہ امام علیہ السلام سے صادر ہوا ہے، جیسا کہ عالم ربانی شیخ علی سعادت پرور (پہلوان) اس متن کی تصدیق کے بارے میں علامہ طبا بائی سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے، کون ہے جو اس قسم کے حقائق کو بیان کرے؟ ہم نے تو فقط اپنی زندگی فلسفی اور عرفانی مسائل میں گذار دی ہے ہماری کیا مجال ہے،

لیکن علامہ مجلسی کا یہ کہنا کہ یہ ائمہ کی دعاؤں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

ان کی یہ بات اکثر دعاؤں کے بارے میں تو صحیح ہے لیکن کچھ دعاؤں جیسا کہ مناجات شعبانیہ کے بارے میں صحیح نہیں ہے، بہر حال یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کی حقیقت سے خدا ہی باخبر ہے۔

10/21

دُعاؤُهُ عِندَ الصَّباحِ وَالمَساءِ

صبح و شام کے وقت امام علیہ السلام کی دعا

416.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام . في دُعاءٍ لَهُ إذا أصبَحَ وأمسى : بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، بِسمِ اللهِ وبِاللهِ، ومِنَ اللهِ، وإلَى اللهِ، وفي سَبيلِ اللهِ، وعَلى مِلَّةِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، وتَوَكَّلتُ عَلَى اللهِ، ولا حَولَ ولا قُوَّةَ إلّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظيمِ. اللّهُمَّ إنّي أسلَمتُ نَفسي إلَيكَ، ووَجَّهتُ وَجهي إلَيكَ، وفَوَّضتُ أمري إلَيكَ، إيّاكَ أسأَلُ العافِيَةَ مِن كُلِّ سوءٍ فِي الدُّنيا وَالآخِرَةِ. اللّهُمَّ إنَّكَ تَكفيني مِن كُلِّ أحَدٍ، ولا يَكفيني أحَدٌ مِنكَ، فَاكفِني مِن كُلِّ أحَدٍ ما أخافُ وأحذَرُ، وَاجعَل لي مِن أمري فَرَجاً ومَخرَجاً، إنَّكَ تَعلَمُ ولا أعلَمُ، وتَقدِرُ ولا أقدِرُ، وأنتَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، بِرَحمَتِكَ يا أرحَمَ الرّاحِمينَ.[1]

---

[1] مهج الدعوات: ص198، بحار الأنوار: ج86 ص313 ح65.

۴۱۶) مہج الدعوات: امام حسین علیہ السلام سے ہے: مہربان خدا کے نام سے، خدا کے نام سے اس کی مدد سے اس کی جانب اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے راستے پر، خدا پر توکل کرتا ہوں بزرگ خدا سے زیادہ بڑی طاقت اور کوئی بھی نہیں ہے، اے خدا! میں نے خود کو تیرے حوالے کیا اور تیری جانب رخ کیا اور کام تیرے سپرد کیا، دنیا وآخرت میں ہر مشکل سے تجھ سے مدد مانگتا ہوں اے خدا! تو ہی میرے لئے کافی ہے ارکوئی بھی تیری جگہ نہیں لے سکتا، بس جو ہر ایک سے مجھے ڈر ہے تو کفایت کر اور میرے کام میں وسعت دے کیوں کہ تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو قدرت والا ہے، میں کمزور ہوں، اور تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے اور مہربانوں سے زیادہ مہربان ------

417.الدعوات عن عليّ بن الحسين عليه السلام: حَدَّثَني أبي عَن جَدّي صلى الله عليه وسلم: أنَّهُ كانَ إذا صَلَّى الغَداةَ وَانفَتَلَ[1] ، لا يَتَكَلَّمُ حَتّى يَأخُذَ سُبحَةً بَينَ يَدَيهِ فَيَقولُ: «اللّٰهُمَّ إنّي أصبَحتُ اُسَبِّحُكَ واُحَمِّدُكَ واُهَلِّلُكَ واُكَبِّرُكَ واُمَجِّدُكَ بِعَدَدِ ما اُديرُ بِهِ سُبحَتي»، ويَأخُذُ السُّبحَةَ في يَدِهِ ويُديرُها وهُوَ يَتَكَلَّمُ بِما يُريدُ مِن غَيرِ أن يَتَكَلَّمَ بِالتَّسبيحِ، وذَكَرَ أنَّ ذلِكَ مُحتَسَبٌ لَهُ، وهُوَ حِرزٌ إلى أن يَأوِيَ إلى فِراشِهِ، فَإِذا أوى إلى فِراشِهِ، قالَ مِثلَ ذلِكَ القَولِ ووَضَعَ سُبحَتَهُ تَحتَ رَأسِهِ، فَهِيَ مَحسوبَةٌ لَهُ مِنَ الوَقتِ إلَى الوَقتِ.[2]

۴۱۷) مہج الدعوات: امام سجاد علیہ السلام سے ہے: میرے بابا نے میرے دادا سے نقل کیا کہ جب نماز صبح پڑھی تو جانا چاہتا تھا (کسی کے ساتھ) بات نہیں کرتے تھے کہ ہاتھ میں تسبیح کو لیے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے، اے خدا! میں نے صبح کی درحالانکہ تسبیح وحمد اور تہلیل کہہ رہا تھا اور تجھے بزرگی سے یاد کرتا ہوں اور دنوں کے عدد کے حساب سے تیری تسبیح کرتا ہوں پھر ہاتھ میں تسبیح لی اور پھیر رہے تھے جو کہنا چاہتے تھے وہ کہتے تھے، بغیر اس کے کہ تسبیح کریں اور فرماتے تھے اس کا بھی حساب ہوگا، یہاں تک کہ بستر پر جائے اور جس طرح بستر پر جاتے تھے اور تسبیح کہتے کہتے سوجاتے تھے، اور یہ صبح سے شام تک جاری ہوتی تھی۔

[1] اِنْفَتَلَ: اِنْصَرَفَ (تاج العروس: ج15 ص564 «فتل»).
[2] الدعوات: ص61 ح152، بحار الأنوار: ج45 ص200 ح41.

10/22

دُعاءُ العَشَراتِ

دعائے عشرات

418. مُهج الدعوات بإسناده عن الإمام الحسين عليه السلام قالَ لي عَليُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام: يا بُنَيَّ، إنَّهُ لابُدَّ مِن أن تَمضِيَ مَقاديرُ اللهِ وأحكامُهُ عَلى ما أحَبَّ وقَضى، وسَيُنفِذُ اللهُ قَضاءَهُ وقَدَرَهُ وحُكمَهُ فيكَ، فَعاهِدني ألاّ تَلفِظَ بِكَلامٍ أُسِرُّهُ إلَيكَ حَتّى أموتَ، وبَعدَ مَوتي بِاثنَي عَشَرَ شَهرا، وأُخبِرُكَ بِخَبَرٍ أصلُهُ عَنِ اللهِ: تَقولُ غُدوَةً وعَشِيَّةً...:

سُبحانَ اللهِ، وَالحَمدُ للهِ، ولا إلهَ إلاَّ اللهُ، وَاللهُ أكبَرُ، ولا حَولَ ولا قُوَّةَ إلاّ بِاللهِ العَلِيِّ العَظيمِ، سُبحانَ اللهِ في آناءِ اللَّيلِ وأطرافِ النَّهارِ، سُبحانَ اللهِ بِالغُدُوِّ وَالآصالِ، سُبحانَ اللهِ بِالعَشِيِّ وَالإِبكارِ، سُبحانَ اللهِ حينَ تُمسونَ وحينَ تُصبِحونَ، ولَهُ الحَمدُ فِي السَّماواتِ وَالأَرضِ وعَشِيّا وحينَ تُظهِرونَ، يُخرِجُ الحَيَّ مِنَ المَيِّتِ ويُخرِجُ المَيِّتَ مِنَ الحَيِّ، ويُحيِي الأَرضَ بَعدَ مَوتِها وكَذلِكَ تُخرَجونَ، سُبحانَ رَبِّكَ رَبِّ العِزَّةِ عَمّا يَصِفونَ، وسَلامٌ عَلَى المُرسَلينَ، وَالحَمدُ للهِ رَبِّ العالَمينَ، ولا حَولَ ولا قُوَّةَ إلاّ بِاللهِ العَلِيِّ العَظيمِ. سُبحانَ ذِي المُلكِ وَالمَلَكوتِ، سُبحانَ ذِي العِزَّةِ وَالعَظَمَةِ وَالجَبَروتِ[1]، سُبحانَ المَلِكِ الحَقِّ القُدّوسِ، سُبحانَ المَلِكِ الحَيِّ الَّذي لا يَموتُ، سُبحانَ القائِمِ الدّائِمِ، سُبحانَ الحَيِّ القَيّومِ، سُبحانَ العَلِيِّ الأَعلى، سُبحانَهُ وتَعالى، سُبّوحٌ قُدّوسٌ رَبُّ المَلائِكَةِ وَالرّوحِ. اللّهُمَّ إنّي أصبَحتُ مِنكَ في نِعمَةٍ وعافِيَةٍ، فَأَتمِم عَلَيَّ نِعمَتَكَ وعافِيَتَكَ لي بِالنَّجاةِ مِنَ النّارِ، وَارزُقني شُكرَكَ وعافِيَتَكَ أبَدا ما أبقَيتَني. اللّهُمَّ بِنورِكَ اهتَدَيتُ، وبِنِعمَتِكَ أصبَحتُ وأمسَيتُ، وأصبَحتُ اُشهِدُكَ وكَفى بِكَ شَهيدا، واُشهِدُ مَلائِكَتَكَ وحَمَلَةَ عَرشِكَ وأنبِياءَكَ ورُسُلَكَ وجَميعَ خَلقِكَ، وسَماواتِكَ وأرضَكَ، أنَّكَ أنتَ اللهُ لا إلهَ إلاّ أنتَ وَحدَكَ لا شَريكَ لَكَ، وأنَّ مُحَمَّدا صَلَواتُكَ عَلَيهِ

---

[1] الجَبَروت: الجَبْرُ والقَهر (النهاية: ج1 ص236 «جبر»).

وآلِهِ عَبدُكَ ورَسولُكَ، وأنَّكَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، تُحيي وتُميتُ، وتُميتُ وتُحيي، وأشهَدُ أنَّ الجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنّارَ حَقٌّ، وأنَّ السّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيبَ فيها، وأنَّ اللهَ يَبعَثُ مَن فِي القُبورِ، وأشهَدُ أنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ وعَلِيَّ بنَ الحُسَينِ ومُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ وجَعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ وموسَى بنَ جَعفَرٍ وعَلِيَّ بنَ موسى ومُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ وعَلِيَّ بنَ مُحَمَّدٍ وَالحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ وَالإِمامَ مِن وُلدِ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ[1] الأَئِمَّةُ الهُداةُ المَهدِيّونَ، غَيرُ الضّالّينَ ولاَ المُضِلّينَ، وأنَّهُم أولِياؤُكَ المُصطَفَونَ، وحِزبُكَ الغالِبونَ، وصَفوَتُكَ وخِيَرَتُكَ مِن خَلقِكَ، ونُجَباؤُكَ الَّذينَ انتَجَبتَهُم لِوِلايَتِكَ، وَاختَصَصتَهُم مِن خَلقِكَ، وَاصطَفَيتَهُم عَلى عِبادِكَ، وجَعَلتَهُم حُجَّةً عَلى خَلقِكَ، صَلَواتُكَ عَلَيهِم وَالسَّلامُ. اللّٰهُمَّ اكتُب لي هٰذِهِ الشَّهادَةَ عِندَكَ حَتّى تُلَقِّيَنيها وأنتَ عَنّي راضٍ يَومَ القِيامَةِ، وقَد رَضيتَ عَنّي، إنَّكَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ حَمداً تَضَعُ لَكَ السَّماءُ كَنَفَيها[2]، وتُسَبِّحُ لَكَ الأَرضُ ومَن عَلَيها، ولَكَ الحَمدُ حَمداً يَصعَدُ ولا يَنفَدُ[3]، وحَمداً يَزيدُ ولا يَبيدُ، سَرمَداً[4] مَدَداً، لاَ انقِطاعَ لَهُ ولا نَفادَ أبَداً، حَمداً يَصعَدُ أوَّلُهُ ولا يَنفَدُ آخِرُهُ، ولَكَ الحَمدُ عَلَيَّ ومَعِيَ وفِيَّ وقَبلي وبَعدي وأمامي ولَدَيَّ، وإذا مِتُّ وفَنيتُ وبَقيتُ، يا مَولايَ؛ فَلَكَ الحَمدُ إذا نُشِرتُ وبُعِثتُ، ولَكَ الحَمدُ وَالشُّكرُ بِجَميعِ مَحامِدِكَ كُلِّها عَلى جَميعِ نَعمائِكَ كُلِّها، ولَكَ الحَمدُ عَلى كُلِّ عِرقٍ ساكِنٍ، وعَلى كُلِّ أكلَةٍ وشَربَةٍ، وبَطشَةٍ وحَرَكَةٍ، ونَومَةٍ ويَقظَةٍ، ولَحظَةٍ وطَرفَةٍ ونَفَسٍ، وعَلى كُلِّ مَوضِعِ شَعرَةٍ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ كُلُّهُ، ولَكَ المُلكُ كُلُّهُ، وبِيَدِكَ الخَيرُ كُلُّهُ، عَلانِيَتُهُ وسِرُّهُ، وأنتَ مُنتَهَى الشَّأنِ كُلِّهِ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ عَلى حِلمِكَ بَعدَ عِلمِكَ، ولَكَ الحَمدُ عَلى عَفوِكَ بَعدَ قُدرَتِكَ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ باعِثَ الحَمدِ، ووارِثَ الحَمدِ، وبَديعَ الحَمدِ، ومُبتَدِعَ الحَمدِ، ووافِيَ العَهدِ، وصادِقَ الوَعدِ، وعَزيزَ الجُندِ، قَديمَ المَجدِ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ، مُجيبَ الدَّعَواتِ، رَفيعَ الدَّرَجاتِ، مُنزِلَ الآياتِ مِن فَوقِ سَبعِ سَماواتٍ، مُخرِجَ النّورِ مِنَ الظُّلُماتِ، مُبَدِّلَ السَّيِّئاتِ حَسَناتٍ، وجاعِلَ الحَسَناتِ دَرَجاتٍ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ غافِرَ الذَّنبِ،

---

[1] لفظ «الحسن» إمّا تصحيف للفظ «للحسين» كما تدلّ عليه الروايات الكثيرة، وإمّا يُقصَدُ به الإمام الحسن العسكري عليه السلام.

[2] الكَنَفُ: الجانب (النهاية: ج4 ص204 «كنف»).

[3] زاد في بحار الأنوار هنا: «اللهمّ لك الحمد حمدا يصعد أوّله ولا ينفد آخره».

[4] السَّرمَد: الدائم الذي لا ينقطع، فارسية (النهاية: ج2 ص363 «سرمد»).

وقابِلَ التَّوبِ، شَديدَ العِقابِ، ذَا الطَّولِ، لا إلهَ إلاّ أنتَ إلَيكَ المَصيرُ. اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمدُ فِي اللَّيلِ إذا يَغشى، ولَكَ الحَمدُ فِي النَّهارِ إذا تَجَلّى، ولَكَ الحَمدُ فِي الآخِرَةِ وَالاُولى، ولَكَ الحَمدُ عَدَدَ كُلِّ نَجمٍ ومَلَكٍ فِي السَّماءِ، ولَكَ الحَمدُ عَدَدَ كُلِّ قَطرَةٍ نَزَلَت مِنَ السَّماءِ إلَى الأَرضِ، ولَكَ الحَمدُ عَدَدَ كُلِّ قَطرَةٍ فِي البِحارِ وَالأَودِيَةِ وَالأَنهارِ، ولَكَ الحَمدُ عَدَدَ الشَّجَرِ وَالوَرَقِ، وَالحَصى وَالثَّرى، وَالجِنِّ وَالإِنسِ، وَالبَهائِمِ وَالطَّيرِ، وَالوُحوشِ وَالأَنعامِ، وَالسِّباعِ وَالهَوامِّ، ولَكَ الحَمدُ عَدَدَ ما أحصى كِتابُكَ، وأحاطَ بِهِ عِلمُكَ، حَمدًا كَثيرًا دائِمًا مُبارَكًا فيهِ أبَدًا. لا إلهَ إلاَّ اللهُ وَحدَهُ لا شَريكَ لَهُ، لَهُ المُلكُ ولَهُ الحَمدُ، يُحيي ويُميتُ، ويُميتُ ويُحيي، وهُوَ حَيٌّ لا يَموتُ، بِيَدِهِ الخَيرُ وهُوَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ. عَشرَ مَرّاتٍ.. أستَغفِرُ اللهَ الَّذي لا إلهَ إلاّ هُوَ الحَيُّ القَيّومُ وأتوبُ إلَيهِ. عَشرَ مَرّاتٍ.. «يا اللهُ يا اللهُ» عَشرًا، «يا رَحمانُ يا رَحمانُ» عَشرًا، «يا رَحيمُ يا رَحيمُ» عَشرًا، «يا بَديعَ السَّماواتِ وَالأَرضِ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ» عَشرًا، «يا حَنّانُ[1] يا مَنّانُ[2]» عَشرًا، «يا حَيُّ يا قَيّومُ» عَشرًا، «يا لا إلهَ إلاّ أنتَ» عَشرًا، «اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ» عَشرًا، «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» عَشرًا، «آمينَ آمينَ» عَشرًا، اِفعَل بي كَذا وكَذا. وتَقولُ هذا بَعدَ الصُّبحِ مَرَّةً، وبَعدَ العَصرِ اُخرى، ثُمَّ تَدعو بِما شِئتَ.[3]

شروع خدا کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

پاک ہے خدا اور حمد خدا کے لئے ہی ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بزرگتر ہے نہیں کوئی طاقت وقوت مگر وہ جو خدائے بزرگ و برتر سے ہے پاک ہے خدا اوقات شب اور اطراف روز میں پاک ہے خدا طلوع وغروب کے وقت پاک ہے خدا شام اور صبح کے وقت پاک ہے خدا جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور حمد اسی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین میں اور بوقت عصر جب تم ظہر کرتے ہو وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور ایسے ہی تم قیامت میں نکالے جاؤ گے، پاک ہے تمہارا رب ان باتوں سے

---

[1] الحَنّانُ: الرحيم بعباده (النهاية: ج1 ص453 «حنن»).

[2] المَنّانُ: من أسماء الله تعالى، والمُنّة: القوّة (الصحاح: ج6 ص2207 «منن»).

[3] مهج الدعوات: ص184 عن معاوية بن وهب عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام وص188، جمال الأسبوع: ص279 عن عبد الله بن عطاء عن الإمام الباقر عن آبائه عليهم السلام وكلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج95 ص408 ح41 وج90 ص73 ح1 وراجع: مصباح المتهجّد: ص84 وفلاح السائل: ص388 ح265 والبلد الأمين: ص24 والمصباح للكفعمي: ص127.

جو وہ لوگ بیان کیا کرتے ہیں اور سلام ہو تمام رسولوں پر اور حمد خدا ہی کے لئے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے پاک ہے وہ جو صاحب ملک وملکوت ہے۔ پاک ہے وہ جو صاحب عزت و جبروت ہے پاک ہے وہ جو بڑائی اور بزرگی کا مالک ہے بادشاہ برحق مقتدر اور منزہ ہے پاک ہے خدا جو بادشاہ اور زندہ ہے کبھی موت نہیں، پاک ہے خدا جو بادشاہ زندہ و منزہ ہے پاک ہے وہ جو قائم و دائم ہے، پاک ہے وہ جو دائم و قائم ہے، پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے پاک ہے میرا رب جو اعلٰی ہے پاک ہے وہ جو ہمیشہ زندہ و پائندہ ہے پاک ہے وہ جو بلند و بالا ہے وہ پاک اور برتر ہے پاکیزہ و منزہ ہے ہمارا رب جو ملائکہ اور روح کا رب ہے پاک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا جو غافل نہیں، پاک ہے وہ جو بغیر تعلیم کے عالم ہے پاک ہے وہ جو دیکھی ان دیکھی ہر چیز کا خالق ہے پاک ہے وہ جو نظروں کو پاتا ہے اور نظریں اسے پا نہیں سکتیں اور وہ باریک بین وخبر والا ہے اے معبود میں نے تیری طرف سے ملنے والی نعمت، خیر و برکت اور عافیت میں صبح کی پس رحمت فرما محمدؐ آل محمدؐ پر اور مجھ پر اپنی نعمت، اپنی خیر اور اپنی برکتیں اور اپنی عافیت پوری فرما جہنم سے نجات کے ذریعے اور مجھے اپنے شکر کی توفیق بھی دے اور اپنی طرف سے عافیت، عطا فرما اور مہربانی سے نواز جب تک میں زندہ ہوں اے معبود مجھے تیرے نور سے ہدایت اور تیرے فضل سے تونگری ملی ہے تیری نعمت کیساتھ میں نے صبح کی اور شام کی ہے اے معبود میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیری گواہی کافی ہے اور گواہ بناتا ہوں تیرے ملائکہ، انبیائؑ، رسل اور تیرے عرش کے حاملین تیرے آسمانوں اور تیری زمین کے رہنے والوں اور تیری مخلوق کو اس بات پر کہ یقینا تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی ثانی نہیں اور اس پر کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور موت دیتا اور زندہ کرتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ جنت حق ہے جہنم حق ہے قبروں سے جی اٹھنا حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور خدا اسے زندہ کرے گا جو قبر میں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علیؑ ابن ابی طالب مومنین کے برحق امیر ہے اور یہ کہ ان کی اولاد میں سے جو آئمہ ہیں وہی ہدایت یافتہ ہدایت دینے والے ہیں وہ نہ گمراہ ہیں اور نہ گمراہ کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہی تیرے چنے ہوئے دوست اور تیری غالب جماعت ہیں وہ تیری مخلوق میں سے برگزیدہ اور بہترین افراد ہیں اور وہ ایسے شریف ہیں جن کو تو نے اپنے دین کی خاطر چنا اور انہیں اپنی مخلوق میں خاص مرتبہ دیا تو نے انھیں اپنے بندوں میں سے منتخب کیا اور ان کو عالمین کیلئے اپنی حجت قرار دیا ان پر تیرا درود اور سلام ہو اور ان پر خدا کی رحمت اور برکات ہوں اے معبود! میری یہ گواہی اپنے ہاں درج فرمالے تاکہ قیامت کے دن تو مجھے اس کی تلقین کرے اور تو مجھ سے راضی ہو جائے بے شک تو ہر اس پر جو تو چاہے قادر ہے اے معبود! تیرے لئے حمد ہے جس کا پہلا حصہ بلند ہوتا ہے اور آخری ختم ہونے والا نہیں۔

اے معبود! حمد تیرے ہی لئے ہے ایسی حمد کہ آسمان تیرے آگے اپنے شانے جھکا دے اور زمین اور جو اس پر ہے وہ تیری تسبیح کرے اے معبود! تیرے لئے حمد ہے ایسی حمد جو ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے جو رکتی ہے نہ ختم ہوتی ہے وہ تیرے ہی لائق ہے اور تجھی تک پہنچتی ہے وہ میرے دل میں زبان پر میرے سامنے مجھ سے پہلے میرے بعد میرے پہلو میں میرے اوپر اور میرے نیچے ہے جب میں مروں اور قبر میں تنہا ہو جاؤں پھر خاک در خاک ہو جاؤں اور تیرے لئے حمد ہے جب قبر میں اٹھ بیٹھوں اور کھڑا کیا جاؤں اے مولا اے معبود حمد اور شکر تیرے ہی لئے ہے تیرے تمام و مکمل اوصاف کے ساتھ تیری سبھی نعمات پر حتی کہ حمد وہاں پہنچے جہاں تو چاہتا ہے اے ہمارے رب جس میں تیری رضا ہے اے معبود! تیرے لئے حمد ہے تمام اشیاء خورد و نوش پر زور و طاقت اور پکڑنے و کھولنے اور جسم کے ہر بال بال پر، تیری حمد ہے اے معبود! تیرے لئے حمد ہے ہمیشہ کی حمد تیرے دوام کے ساتھ تیرے لیے حمد ہے ایسی حمد جس کی تیرے علم کے علاوہ کہیں انتہاء نہیں تیرے لیے حمد ہے جس کی مدت تیری مشیت سوا نہیں ہے تیرے لیے حمد ہے کہ حمد کرنے والے کا اجر تیری رضا کے علاوہ نہیں تیرے لیے حمد ہے جو جانتے ہوئے بھی نرمی کرتا ہے تیرے لیے حمد ہے کہ قوت کے باوجود درگذر فرماتا ہے تیرے لیے حمد ہے تو وجہ حمد ہے تیرے لیے حمد ہے کہ تو مالک حمد ہے تیرے لیے حمد ہے کہ تجھ سے ابتداء حمد ہے اور تیرے لیے حمد ہے کہ تجھ سے انتہاء حمد ہے تیرے لیے حمد ہے کہ تو حمد کا آغاز کرنے والا ہے تیرے لیے حمد ہے کہ تو خریدار حمد ہے تیرے لیے حمد ہے تو نگہبان حمد ہے تیرے لیے حمد ہے کہ تو قدیمی حمد والا ہے اور تیرے لیے حمد ہے کہ تو وعدے میں سچا عہد کا پکا ہے توانا لشکر والا پائدار بزرگی والا اور تیرے لیے حمد ہے کہ تو اونچے درجوں والا ہے دعائیں قبول کرنے والا ہے ساتوں آسمانوں سے بلند تر مقام سے آیات نازل کرنے والا ہے بڑی برکتوں والا ہے نور کو تاریکیوں سے نکالنے والا تاریکیوں میں پڑے کو روشنی کی طرف لانے والا گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے والا اور نیکیوں کو بلند مراتب میں بدلنے والا اے معبود تیرے لیے حمد ہے کہ تو گناہ معاف کرنے والا توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا اور عطا کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں بازگشت تیری ہی طرف ہے اے معبود تیرے لیے حمد ہے رات میں جب وہ چھا جائے تیرے لیے حمد ہے دن میں جب وہ روشن ہو جائے تیرے لیے حمد ہے دنیا اور آخرت میں، تیرے لیے حمد ہے آسمان کے ستاروں اور فرشتوں کی تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے خاک اور ریت کے ذروں اور پھلوں کی گٹھلیوں کی تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے فضاء آسمان میں موجود چیزوں کی تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے تہ زمین میں موجود چیزوں کی تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے سمندروں کے پانیوں کے وزن کے برابر، تیرے لیے حمد ہے درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے زمین پر موجود چیزوں کی تعداد کے برابر، تیرے

لیے حمد ہے تیری کتاب میں موجود تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے تیرے علم میں موجود تعداد کے برابر، تیرے لیے حمد ہے انسانوں جنوں حشرات پرندوں چرندوں اور درندوں کی تعداد کے برابر، بہت زیادہ پاک اور بابرکت ہو جیسی حمد اے پروردگار تجھے پسند اور جس پر تو راضی ہو اور جیسی حمد تیری شان کرم اور تیری جلالت کے لائق ہے۔

پھر دس مرتبہ کہے:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اس کیلئے ملک ہے اسی کیلئے حمد ہے اور وہ باریک بین خبر دار ہے

پھر دس مرتبہ:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے جسکا کوئی ثانی نہیں اسی کیلئے ملک اور اسی کے لیے حمد ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، مارتا اور زندہ کرتا ہے اور زندہ ہے جسے موت نہیں اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر دس مرتبہ:

میں بخشش چاہتا ہوں اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ و پائندہ ہے اور اسی کے حضور توبہ کرتا ہوں

پھر دس مرتبہ:

یااللہ یااللہ

پھر دس مرتبہ:

اے رحمت کرنے والے اے رحمت کرنے والے

پھر دس مرتبہ:

اے مہربان اے مہربان

پھر دس مرتبہ:

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے

پھر دس مرتبہ:

اے صاحب جلالت و بزرگی

پھر دس مرتبہ:

اے مہربانی کرنے والے

پھر دس مرتبہ:

اے احسان کرنے والے

پھر دس مرتبہ:

اے زندہ و پائندہ

پھر دس مرتبہ:

اے زندہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں

پھر دس مرتبہ:

اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں

پھر دس مرتبہ:

خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

پھر دس مرتبہ:

اے معبود! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت

پھر دس مرتبہ:

اے معبود میرے ساتھ وہ برتاؤ کر جس کا تو اہل ہے

پھر دس مرتبہ:

ایسا ہی ہو ایسا ہی ہو

پھر دس مرتبہ:

کہو (اے نبی) اللہ ایک ہے

پھر دس مرتبہ:

اے معبود میرے ساتھ وہ برتاؤ کر جس کا تو اہل ہے اور مجھ سے وہ نہ کر جس کا میں اہل ہوں بیشک تو بچانے والا اور بخشنے والا ہے اور میں گناہ کرنے والا اور خطائیں کرنے والا ہوں پس رحم کر مجھ پر اے میرے مولا اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

پھر دس مرتبہ:

کوئی حرکت وقوت نہیں سوا اسکے جو اللہ کی طرف سے ہے بھروسہ رکھتا ہوں اس زندہ پر جسے موت نہیں اور حمد ہے اس اللہ کیلئے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ کوئی اسکی حکومت میں شریک ہے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے بوجہ اسکے عجز کے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہا کرو۔

10/23

دُعاءُ الرُّکوبِ

سوار ہوتے وقت کی دعا

419. کتاب الدعاء عن أبي مجلز: عَن حُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أَنَّهُ رَأى رَجُلاً رَكِبَ دابَّةً فَقالَ: «سُبحَانَ الَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقرِنِينَ»[1]. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: وبِهذا اُمِرتَ؟ قالَ: فَكَيفَ أقولُ؟ قالَ: تَقولُ: «الحَمدُ للهِ الَّذى هَدانى لِلإِسلامِ، ومَنَّ عَلَيَّ بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، وجَعَلَنى فى خَيرِ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنّاسِ». فَهذِهِ النِّعمَةُ. فَقالَ: تَبدَأُ بِهذا لِقَولِهِ عز و جل: «ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ».[2]

۴۱۹) کتاب الدعاء میں ابومجاز سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک شخص چار پائے جانور پر سوار ہوا اور کہا، پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس کو رام کیا، ورنہ ہم اس پر سوار نہ ہو سکتے،

پھر امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا؛ کیا اس (دعا) کا تم کو حکم ملا ہے؟

شخص نے کہا: تو پھر کیا کہوں؟

فرمایا؛ کہو، تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے اسلام کی طرف رہنمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر مجھ پر احسان کیا اور لوگوں میں سے بہترین امت محمدؐ کی امت کو قرار دیا۔ یہ نعمت ہے،

پھر آگے کہا: (جو کچھ میں نے کہا) وہ شروع میں کہو گے، کیونکہ خدا فرما رہا ہے، پھر جب اس پر بیٹھو تو اپنے خدا

---

[1] الزخرف:13.

[2] الدعاء للطبراني: ص 246 ح 775، المصنّف لابن أبي شيبة: ج7 ص116 ح 3، الدرّ المنثور: ج7 ص 369؛ الدعوات: ص 296 ح 62 عن أبي هاشم وكلّها نحوه، بحار الأنوار: ج76 ص 292 ح17.

کی نعمت کو یاد کرو اور (اس کے بعد) کہو گے، بے عیب ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے لئے رام کیا نہ تو یہ ہمارے بس میں نہ تھا۔

10/24

دُعاءُ الفَرَج

دعائے فرج

420.الإرشاد عن الربيع: كُنتُ رَأَيتُ جعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام حينَ دَخَلَ عَلَى المَنصورِ يُحَرِّكُ شَفَتَيهِ، فَكُلَّما حَرَّكَهُما سَكَنَ غَضَبُ المَنصورِ، حَتّى أدناهُ مِنهُ وقَد رَضِيَ عَنهُ. فَلَمّا خَرَجَ أبو عَبدِ اللهِ عليه السلام مِن عِندِ أبي جَعفَرٍ [المَنصورِ] اتَّبعتُهُ، فَقُلتُ: إنَّ هذَا الرَّجُلَ كانَ مِن أشَدِّ النّاسِ غَضَبا عَلَيكَ، فَلَمّا دَخَلتَ عَلَيهِ دَخَلتَ وأنتَ تُحَرِّكُ شَفَتَيكَ، وكُلَّما حَرَّكتَهُما سَكَنَ غَضَبُهُ، فَبِأَيِّ شَيءٍ كُنتَ تُحَرِّكُهُما؟! قالَ: بِدُعاءِ جَدّي الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام. قُلتُ: جُعِلتُ فِداكَ، وما هذَا الدُّعاءُ؟ قالَ: «يا عُدَّتي عِندَ شِدَّتي، ويا غَوثي عِندَ كُربَتي، اُحرُسني بِعَينِكَ الَّتي لا تَنامُ، وَاكنُفني بِرُكنِكَ الَّذي لا يُرامُ». فَحَفِظتُ هذَا الدُّعاءَ، فَما نَزَلَت بي شِدَّةٌ قَطُّ إلّا دَعَوتُ بِهِ فَفُرِّجَ عَنّي.[1]

۴۲۰) الارشاد میں ربیع سے نقل ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب منصور عباسی کے دربار میں جا رہے تھے تو اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے اور جتنا (زیادہ) حرکت دے رہے تھے اتنا منصور کا غصہ کم ہوتا جا رہا تھا، منصور کے نزدیک پہنچے تو منصور امام سے راضی تھا جب امام صادق علیہ السلام منصور کے ہاں سے اٹھے تو میں ان کے پیچھے گیا اور کہا؛ اس شخص (منصور) کا آپ پر بہت بڑا غصہ تھا، جب آپ آئے اور ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے تو جتنا حرکت زیادہ دے رہے تھے اتنا اس کا غصہ کم ہو رہا تھا، آپ ہونٹوں کو حرکت دیتے وقت کیا پڑھ رہے تھے؟

فرمایا؛ اپنے دادا حسین علیہ السلام کی دعا پڑھ رہا تھا،

میں نے کہا؛ آپ پر قربان ہو جاؤں، وہ دعا کون سی ہے؟

---

[1] الإرشاد: ج2ص184، كشف الغمّة: ج2ص380، إعلام الورى: ج1ص525، بحار الأنوار: ج47ص175ح21.

فرمایا؛ اے میری زندگی کا مقصد ذات مشکل اور فریاد کے وقت مجھے نہ ختم ہونے والی عظمت کے ساتھ محفوظ فرما اور نہ ختم ہونے والے سایہ کے نیچے محفوظ فرما میں نے یہ دعا حفظ کی، کوئی بھی ایسی مشکل مجھ تک نہیں آئی جو اس دعا کے پڑھنے سے ختم نہ ہوئی ہو۔

10/25

دُعاءُ قَضاءِ الدَّينِ

قرض ادا ہونے کی دعا

421.الأمالي بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ بن أبي شَكَوتُ إلى رَسولِ اللهِ ﷺ دَيناً كانَ عَلَيَّ، فَقالَ: يا عَلِيُّ، قُل: «اللّٰهُمَّ أغنِني بِحَلالِكَ عَن حَرامِكَ، وبِفَضلِكَ عَمَّن سِواكَ». فَلَو كانَ عَلَيكَ مِثلُ صَبيرٍ دَيناً قَضاهُ اللهُ عَنكَ. وصَبيرٌ: جَبَلٌ بِاليَمَنِ، لَيسَ بِاليَمَنِ جَبَلٌ أجَلَّ ولا أعظَمَ مِنهُ.[1]

۴۲۱) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام و امام علی علیہ السلام سے ہے: میں نے اس قرض کی شکایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کی جو میرے اوپر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اے علی علیہ السلام کہو: اے خدا! مجھے اپنے حلال کے ذریعے حرام سے اور اپنی بخشش کے ذریعے، تیرے غیر سے بے نیاز کردے، اگر تیرا قرض یمن کے پہاڑوں جتنا بھی ہو وہ خدا ادا کردے گا۔

---

[1] الأمالي للطوسي: ص 431 ح 963، الأمالي للصدوق: ص 472 ح 631 كلاهما عن جابر عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام، بحار الأنوار: ج95 ص301 ح1.

10/26

دُعاءُ الأَمانِ مِنَ الغَرَقِ

غرق ہونے سے بچنے کے لئے دعا

422.مسند أبي يعلى عن طلحة بن عبيد الله عن الحسين بن قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: أمانُ اُمَّتي مِنَ الغَرَقِ إذا رَكِبوا أن يَقولوا: «بِسْمِ اللهِ مَجْراهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ» [1]، «وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ» [2] الآيَةَ.[3]

۴۲۲) مسند ابی یعلی میں طلحہ بن عبید اللہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا کہ فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت (اگر چاہتی ہے کہ) غرق نہ ہوتو جب (کشتی میں) سوار ہوتو یوں کہیں: خدا کے نام سے جاتا ہے جب کشتی کو چلانا ہوتا ہے، بیشک میرا خدا بخشنے والا مہربان ہے، خدا کی عظمت اس طرح بیان ہونی چاہئے کہ اس کو کسی نے نہیں پہچانا آیت کے آخر تک۔

423.دعائم الإسلام عن الحسين بن علي عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: أمانٌ لِاُمَّتي مِنَ الغَرَقِ إذا رَكِبوا فِي الفُلكِ قالوا: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ «وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ» [4]، «بِسْمِ اللهِ مَجْراهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ» [5].[6]

۴۲۳) دعائم الاسلام: امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لئے غرق

---

[1] هود: 41.
[2] الأنعام: 91.
[3] مسند أبي يعلى: ج6 ص181 ح6748، عمل اليوم والليلة لابن السنّي: ص176 ح500 بزيادة «في السفينة» بعد «ركبوا»، كنز العمّال: ج6 ص709 ح17513.
[4] الزمر: 67.
[5] هود: ۴۱
[6] دعائم الإسلام: ج1 ص349؛ تفسير القرطبي: ج9 ص37 عن طلحة بن عبيد الله بن كريز.

ہونے سے امان کے لئے ہے کہ وہ کہے: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ (شروع خدائے رحمان و رحیم کے نام سے) اور ان لوگوں نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی اس کی (کچھ بھی) قدر نہ کی۔ حالانکہ (وہ ایسا قادر ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمین (گویا) اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان (گویا) اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے۔ خدا ہی کے نام سے اس کا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے کشتی میں سوار ہوجاؤ بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

10/27

دُعاءُ الشّابِّ المَأخوذِ بِذَنبِهِ

گناہ میں گرفتار جوان کی دعا

424. مهج الدعوات: مَروِيٌّ عَن مَولانَا الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام الدُّعاءُ المَعروفُ بِدُعاءِ الشّابِّ المَأخوذِ بِذَنبِهِ، وما رُوِيَ عَن جَماعَةٍ يُسنِدونَ الحَديثَ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام قالَ: كُنتُ مَعَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام فِي الطَّوافِ في لَيلَةٍ دَيجوجِيَّةٍ[1] قَليلَةِ النّورِ، وقَد خَلاَ الطَّوافُ، ونامَ الزُّوّارُ، وهَدَأَتِ العُيونُ، إذ سَمِعَ مُستَغيثا مُستَجيرا مُتَرَحِّما[2]، بِصَوتٍ حَزينٍ مَحزونٍ مِن قَلبٍ موجَعٍ، وهُوَ يَقولُ:

يا مَن يُجيبُ دُعَا المُضطَرِّ فِي الظُّلَمِ يا كاشِفَ الضُّرِّ وَالبَلوى مَعَ السَّقَمِ
قَد نامَ وَفدُكَ حَولَ البَيتِ وَانتَبَهوا يَدعو! وعَينُكَ يا قَيّومُ لَم تَنَمِ
هَب لي بِجودِكَ فَضلَ العَفوِ عَن جُرُمي يا مَن أشارَ إلَيهِ الخَلقُ فِي الحَرَمِ
إن كانَ عَفوُكَ لا يَلقاهُ ذو سَرَفٍ[3] فَمَن يَجودُ عَلَى العاصينَ بِالنِّعَمِ

قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: فَقالَ لي: يا أبا عَبدِ اللهِ، أسَمِعتَ المُنادِيَ ذَنبَهُ، المُستَغيثَ رَبَّهُ؟

---

[1] الدُّجى: الظُّلمة (الصحاح: ج6 ص2334 «دجا»).
[2] في بحار الأنوار: «مسترحما» بدل «مترحّما»، وهو الأصحّ.
[3] السَّرَفُ: الإغفال والخطأ (الصحاح: ج4 ص1373 «سرف»).

فَقُلتُ: نَعَم، قَد سَمِعتُهُ. فَقالَ: إعتَبِرهُ[١] عَسى [أن][٢] تَراهُ. فَما زِلتُ أخبِطُ فى طَخياءِ الظَّلامِ، وأتَخَلَّلُ بَينَ النِّيامِ، فَلَمّا صِرتُ بَينَ الرُّكنِ وَالمَقامِ، بَدا لى شَخصٌ مُنتَصِبٌ، فَتَأَمَّلتُهُ فَإِذا هُوَ قائِمٌ، فَقُلتُ: السَّلامُ عَلَيكَ أيُّهَا العَبدُ المُقِرُّ المُستَقيلُ، المُستَغفِرُ المُستَجيرُ، أجِب بِاللهِ ابنَ عَمِّ رَسولِ اللهِ ﷺ. فَأَسرَعَ فى سُجودِهِ وقُعودِهِ وسَلَّمَ، فَلَم يَتَكَلَّم حَتّى أشارَ بِيَدِهِ بِأَن تَقَدَّمنى، فَتَقَدَّمتُهُ، فَأَتَيتُ بِهِ أميرَ المُؤمِنينَ علیہ السلام فَقُلتُ: دونَكَ ها هُوَ! فَنَظَرَ إلَيهِ، فَإِذا هُوَ شابٌّ حَسَنُ الوَجهِ، نَقِيُّ الثِّيابِ، فَقالَ لَهُ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ فَقالَ لَهُ: مِن بَعضِ العَرَبِ. فَقالَ لَهُ: ما حالُكَ، ومِمَّ بُكاؤُكَ وَاستِغاثَتُكَ؟ فَقالَ: حالُ مَن اُوخِذَ بِالعُقوقِ فَهُوَ فى ضيقٍ، ارتَهَنَهُ المُصابُ، وغَمَرَهُ الاِكتِئابُ فَارتابَ[٣]، فَدُعاؤُهُ لا يُستَجابُ. فَقالَ لَهُ عَلِيٌّ علیہ السلام: ولِمَ ذلِكَ؟ فَقالَ: لِأَنّى كُنتُ مُلتَهِيًا فِى العَرَبِ بِاللَّعِبِ وَالطَّرَبِ، اُديمُ العِصيانَ فى رَجَبٍ وشَعبانَ، وما اُراقِبُ الرَّحمنَ، وكانَ لى والِدٌ شَفيقٌ يُحَذِّرُنى مَصارِعَ الحَدَثانِ[٤]، ويُخَوِّفُنِى العِقابَ بِالنّيرانِ، ويَقولُ: كَم ضَجَّ مِنكَ النَّهارُ وَالظَّلامُ، وَاللَّيالى وَالأَيّامُ، وَالشُّهورُ وَالأَعوامُ، وَالمَلائِكَةُ الكِرامُ. وكانَ إذا ألَحَّ عَلَيَّ بِالوَعظِ زَجَرتُهُ وَانتَهَرتُهُ، ووَثَبتُ عَلَيهِ وضَرَبتُهُ. فَعَمَدتُ يَومًا إلى شَيءٍ مِنَ الوَرِقِ[٥] وكانَت فِى الخِباءِ، فَذَهَبتُ لِآخُذَها وأصرِفَها فيما كُنتُ عَلَيهِ، فَمانَعَنى عَن أخذِها، فَأَوجَعتُهُ ضَربًا ولَوَيتُ يَدَهُ، وأخَذتُها ومَضَيتُ. فَأَومَأَ بِيَدِهِ إلى رُكبَتَيهِ يَرومُ النُّهوضَ مِن مَكانِهِ ذلِكَ، فَلَم يُطِق يُحَرِّكُها مِن شِدَّةِ الوَجَعِ وَالأَلَمِ، فَأَنشَأَ يَقولُ:

جَرَت رَحِمٌ بَينى وبَينَ مُنازِلٍ سَواءً كَما يَستَنزِلُ القَطرَ طالِبُه
ورَبَّيتُ حَتّى صارَ جَلدًا شَمَردَلًا[٦] إذا قامَ ساوى غارِبَ[٧] الفَحلِ غارِبُه

---

[١] اعتَبِر: اُنظر وتَدَبَّر (اُنظر: لسان العرب: ج4 ص531 «عبر»).
[٢] الزيادة من بحار الأنوار.
[٣] فى بحار الأنوار ج41 ص225: «فإن تاب» بدل «فارتاب».
[٤] حَدَثانُ الدهر: نُوَبُهُ، وما يحدث فيه (لسان العرب: ج2 ص132 «حدث»).
[٥] الوَرِقُ: الدراهم المضروبة، وفى الوَرِق ثلاث لغات: وَرِق، ووِرْق، ووَرَق (الصحاح: ج4 ص1564 «ورق»).
[٦] الشَّمَردَل: السريع من الإبل وغيره (الصحاح: ج5 ص1741 «شمردل»).
[٧] الغارِب: ما بين العُنق والسَّنام، وهو الذى يُلقى عليه خِطام البعير إذا اُرسِل (المصباح المنير: ص444 «غرب»).

وقَد كُنتُ أُوتيهِ مِنَ الزّادِ فِي الصِّبا إذا جاعَ مِنهُ صَفوُهُ وأطايِبُه

فَلَمّا استَوى فى عُنفُوانِ شَبابِهِ وأصبَحَ كَالرُّمحِ الرُّدَينِيّ[1] خاطِبُه

تَهَضَّمَني مالي كَذا ولَوى يَدي لَوى يَدَهُ اللهُ الَّذى هُوَ غالِبُه

ثُمَّ حَلَفَ بِاللهِ لَيَقدَمَنَّ إلى بَيتِ اللهِ الحَرامِ، فَيَستَعدِي اللهَ عَلَيَّ. قالَ: فَصامَ أسابيعَ، وصَلّى رَكَعاتٍ، ودَعا، وخَرَجَ مُتَوَجِّها عَلى عَيرانَةٍ[2]، يَقطَعُ بِالسَّيرِ عَرضَ الفَلاةِ، ويَطوِي الأَودِيَةَ ويَعلُو الجِبالَ، حَتّى قَدِمَ مَكَّةَ يَومَ الحَجِّ الأَكبَرِ، فَنَزَلَ عَن راحِلَتِهِ، وأقبَلَ إلى بَيتِ اللهِ الحَرامِ، فَسَعى وطافَ بِهِ، وتَعَلَّقَ بِأَستارِهِ، وَابتَهَلَ، وأنشَأَ يَقولُ:

يا مَن إلَيهِ أتَى الحُجّاجُ بِالجَهدِ فَوقَ المَهاوى[3] مِن اقصى غايَةِ البُعدِ

إنّي أتَيتُكَ يا مَن لا يُخَيِّبُ مَن يَدعوهُ مُبتَهِلاً بِالواحِدِ الصَّمَدِ

هذا مُنازِلُ لا يَرتاعُ مِن عققى فَخُذ بِحَقّي يا جَبّارُ مِن وَلَدي

حَتّى تُشِلَّ بِعَونٍ مِنكَ جانِبَهُ يا مَن تَقَدَّسَ لَم يولَد ولَم يَلِدِ

قالَ: فَوَ الَّذى سَمَكَ[4] السَّماءَ، وأنبَعَ الماءَ، مَا استَتَمَّ دُعاءَهُ حَتّى نَزَلَ بي ما تَرى. ثُمَّ كَشَفَ عَن يَمينِهِ، فَإِذا بِجانِبِهِ قَد شَلَّ فَأَنَا مُنذُ ثَلاثِ سِنينَ أطلُبُ إلَيهِ أن يَدعُوَ لي[5] فِي المَوضِعِ الَّذى دَعا بِهِ عَلَيَّ، فَلَم يُجِبني، حَتّى إذا كانَ العامُ، أنعَمَ عَلَيَّ فَخَرَجتُ [بِهِ][6] عَلى ناقَةٍ عُشَراءَ[7] أُجِدُّ

---

[1] الرُّمحُ الرُّديني: زعموا أنّه منسوب إلى امرأة السمهريّ، تسمّى ردينة، وكانا يقوّمان القَنا بِخَطِّ هَجَر (الصحاح: ج 5 ص 2122 «ردن»).

[2] العَيرانَة: الناقة تشبّه بالعَيْر [أي الحمار الوحشي] في سرعتها ونشاطها (الصحاح: ج 2 ص 764 «عير»).

[3] المَهواة: موضع في الهواء مشرف ما دونه من جبلٍ وغيره (لسان العرب: ج 15 ص 370 «هوا»). وفي بحار الأنوار: «المِهاد».

[4] سمك الشيء يسمكه: إذا رفعه (النهاية: ج 2 ص 402 «سمك»).

[5] في المصدر: «يدعوني»، والتصويب من بحار الأنوار.

[6] الزيادة من بحار الأنوار.

[7] العُشَراء من النُّوق: التي مضى لحملها عشرة أشهر بعد طُروق الفَحل. وأحسن ما تكون الإبل وأنفَسُها عند أهلها إذا كانت عِشارا (تاج العروس: ج 7 ص 225 و 226 «عشر»).

السَّيرَ حَثيثا رَجاءَ العافِيَةِ، حَتّى إذا كُنّا عَلَى الأَراكِ[١]، وحَطمَةِ[٢] وادِي السِّياكِ[٣] نَفَرَ طائِرٌ فِي اللَّيلِ، فَنَفَرَت مِنهُ النّاقَةُ الَّتي كانَ عَلَيها، فَأَلقَتهُ إلى قَرارِ الوادي، وَارفَضَّ بَينَ الحَجَرَينِ، فَقَبَرتُهُ هُناكَ، وأعظَمُ مِن ذلِكَ أنّي لا أُعرَفُ إلاّ «المَأخوذَ بِدَعوَةِ أبيهِ»! فَقالَ لَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: أتاكَ الغَوثُ، ألا أُعَلِّمُكَ دُعاءً عَلَّمَنيهِ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله، وفيهِ اسمُ اللهِ الأَكبَرُ الأَعظَمُ، العَزيزُ الأَكرَمُ، الَّذي يُجيبُ بِهِ مَن دَعاهُ، ويُعطي بِهِ مَن سَأَلَهُ، ويُفَرِّجُ [بِهِ][٤] الهَمَّ، ويَكشِفُ بِهِ الكَربَ، ويُذهِبُ بِهِ الغَمَّ، ويُبرِئُ بِهِ السُّقمَ، ويَجبُرُ بِهِ الكَسيرَ، ويُغني بِهِ الفَقيرَ، ويَقضي بِهِ الدَّينَ، ويَرُدُّ بِهِ العَينَ، ويَغفِرُ بِهِ الذُّنوبَ، ويَستُرُ بِهِ العُيوبَ، ويُؤمِنُ بِهِ كُلَّ خائِفٍ مِن شَيطانٍ مَريدٍ، وجَبّارٍ عَنيدٍ! ولَو دَعا بِهِ طائِعٌ للهِ عَلى جَبَلٍ لَزالَ مِن مَكانِهِ، أو عَلى مَيِّتٍ لَأَحياهُ اللهُ بَعدَ مَوتِهِ، ولَو دَعا بِهِ عَلَى الماءِ لَمَشى عَلَيهِ بَعدَ أن لا يَدخُلَهُ العُجبُ. فَاتَّقِ اللهَ أيُّهَا الرَّجُلُ، فَقَد أدرَكَتنِي الرَّحمَةُ لَكَ، وَليَعلَمِ اللهُ مِنكَ صِدقَ النِّيَّةِ أنَّكَ لا تَدعو بِهِ في مَعصِيَتِهِ، ولا تُفيدُهُ إلاَّ الثِّقَةَ في دينِكَ، فَإِن أخلَصتَ النِّيَّةَ استَجابَ اللهُ لَكَ، ورَأَيتَ نَبِيَّكَ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله في مَنامِكَ، يُبَشِّرُكَ بِالجَنَّةِ وَالإِجابَةِ. قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: فَكانَ سُروري بِفائِدَةِ الدُّعاءِ أشَدَّ مِن سُرورِ الرَّجُلِ بِعافِيَتِهِ وما نَزَلَ بِهِ؛ لِأَنَّني لَم أكُن سَمِعتُهُ مِنهُ، ولا عَرَفتُ هذَا الدُّعاءَ قَبلَ ذلِكَ. ثُمَّ قالَ: إيتِني بِدَواةٍ وبَياضٍ، وَاكتُب ما أُمليهِ عَلَيكَ. فَفَعَلتُ، وهُوَ: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، اللّهُمَّ إنّي أسأَلُكَ بِاسمِكَ يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ، يا حَيُّ يا قَيّومُ، يا حَيُّ لا إلهَ إلاّ أنتَ، يا مَن لا يَعلَمُ ما هُوَ ولا أينَ هُوَ ولا حَيثُ هُوَ ولا كَيفَ هُوَ إلاّ هُوَ، يا ذَا المُلكِ وَالمَلَكوتِ، يا ذَا العِزَّةِ وَالجَبَروتِ، يا مَلِكُ يا قُدّوسُ، يا سَلامُ يا مُؤمِنُ يا مُهَيمِنُ، يا عَزيزُ يا جَبّارُ يا مُتَكَبِّرُ، يا خالِقُ يا بارِئُ يا مُصَوِّرُ، يا مُفيدُ، يا وَدودُ يا مَحمودُ يا مَعبودُ، يا بَعيدُ يا قَريبُ يا مُجيبُ، يا رَقيبُ يا حَسيبُ، يا بَديعُ يا رَفيعُ، يا مَنيعُ يا سَميعُ، يا عَليمُ يا حَكيمُ، يا كَريمُ يا قائِمُ يا دائِمُ يا

---

[١] الأراك: هو وادي الأراك قرب مكّة (معجم البلدان: ج1ص135).

[٢] حَطمُ الجَبَلِ: الموضع الّذي حُطِمَ منهُ أي ثُلِمَ فبقي منقطعا (لسان العرب: ج12ص138 «حطم»).

[٣] في المصدر: «وحطته وادي السجال»، والتصويب من بحار الأنوار.

[٤] الزيادة من بحار الأنوار.

عالِمُ یاقَدیمُ [١] . یاعَلِیُّ یاعَظیمُ، یاحَنّانُ یامَنّانُ، یادَیّانُ [٢] یامُستَعانُ، یاجَلیلُ یاجَمیلُ، یاوَكيلُ يا كَفيلُ، يامُقيلُ يامُنيلُ، يانَبيلُ ياذَليلُ، ياهادي، يابادي، ياأَوَّلُ ياآخِرُ، ياظاهِرُ ياباطِنُ، ياحاكِمُ يا قاضي، ياعادِلُ يافاضِلُ، ياواصِلُ ياطاهِرُ يامُطَهِّرُ، ياقادِرُ يامُقتَدِرُ، ياكَبيرُ يامُتَكَبِّرُ. ياواحِدُ ياأَحَدُ ياصَمَدُ، يامَن لَم يَلِد ولَم يولَد ولَم يَكُن لَهُ كُفُوا أحَدٌ، ولَم يَكُن لَهُ صاحِبَةٌ ولا كانَ مَعَهُ وَزيرٌ، ولاَ اتَّخَذَ مَعَهُ مُشيرا، ولاَ احتاجَ إلى ظَهيرٍ، ولا كانَ مَعَهُ إلهٌ، لا إلهَ إلاّ أنتَ فَتَعالَيتَ عَمّا يَقولُ الجاحِدونَ (الظّالِمونَ خ ل) عُلُوّا كَبيرا. ياعالِمُ ياشامِخُ [٣] ياباذِخُ [٤]، يافَتّاحُ يامُرتاحُ يامُفَرِّجُ، يا ناصِرُ يامُنتَصِرُ، يامُهلِكُ (مُدرِكُ خ ل) يامُنتَقِمُ، ياباعِثُ ياوارِثُ، ياأَوَّلُ ياطالِبُ ياغالِبُ، يامَن لا يَفوتُهُ هارِبٌ، ياتَوّابُ ياأَوّابُ ياوَهّابُ، يامُسَبِّبَ الأَسبابِ، يامُفَتِّحَ الأَبوابِ، يامَن حَيثُ ما دُعِيَ أجابَ، ياطَهورُ ياشَكورُ، ياعَفُوُّ ياغَفورُ، يانورَ النّورِ، يامُدَبِّرَ الاُمورِ، يالَطيفُ ياخَبيرُ، يامُتَجَبِّرُ يا مُنيرُ، يابَصيرُ ياظَهيرُ، ياكَبيرُ ياوَترُ، يافَردُ ياصَمَدُ، ياسَنَدُ ياكافي، يامُحسِنُ يامُجمِلُ، ياشافي ياوافي يا مُعافي، يامُنعِمُ يامُتَفَضِّلُ يامُتَكَرِّمُ يامُتَفَرِّدُ. يامَن عَلا فَقَهَرَ، يامَن مَلَكَ فَقَدَرَ، يامَن بَطَنَ فَخَبَرَ، يا مَن عُبِدَ فَشَكَرَ، يامَن عُصِيَ فَغَفَرَ وسَتَرَ، يامَن لا تَحويهِ الفِكَرُ، ولا يُدرِكُهُ بَصَرٌ، ولا يَخفى عَلَيهِ أثَرٌ، يا رازِقَ البَشَرِ، ويامُقَدِّرَ كُلِّ قَدَرٍ. ياعالِيَ المَكانِ، ياشَديدَ الأَركانِ، يامُبَدِّلَ الزَّمانِ، ياقابِلَ القُربانِ، ياذَا المَنِّ وَالإِحسانِ، ياذَا العِزِّ وَالسُّلطانِ، يارَحيمُ يارَحمنُ، ياعَظيمَ الشَّأنِ، يامَن هُوَ كُلَّ يَومٍ في شَأنٍ، يامَن لا يَشغَلُهُ شَأنٌ عَن شَأنٍ. ياسامِعَ الأَصواتِ، يامُجيبَ الدَّعواتِ، يامُنجِحَ الطَّلِباتِ، يا قاضِيَ الحاجاتِ، يامُنزِلَ البَرَكاتِ، ياراحِمَ العَبَراتِ، يامُقيلَ العَثَراتِ، ياكاشِفَ الكُرُباتِ، ياوَلِيَّ الحَسَناتِ، يارَفيعَ الدَّرَجاتِ، يامُعطِيَ المَسأَلاتِ، يامُحيِيَ الأَمواتِ، ياجامِعَ الشَّتاتِ، يامُطَّلِعُ عَلَى النِّيّاتِ، يارادَّ ما قَدفاتَ، يامَن لا تَشتَبِهُ عَلَيهِ الأَصواتُ، يامَن لا تُضجِرُهُ المَسأَلاتُ ولا تَغشاهُ الظُّلُماتُ، يانورَ الأَرضِ وَالسَّماواتِ. ياسابِغَ النِّعَمِ، يادافِعَ النِّقَمِ، ياباريءَ النَّسَمِ، ياجامِعَ الاُمَمِ،

---

[١] في بحار الأنوار: «...ياعليم ياحكيم ياكريم ياحليم ياقديم».

[٢] الدَّيّانُ: القهّارُ (النهاية: ج2 ص148 «دين»).

[٣] الشامِخُ: العالي (النهاية: ج2 ص500 «شمخ»).

[٤] البَذَخُ: الفخر والتطاول، والباذِخُ: العالي (النهاية: ج1 ص110 «بذخ»).

يا شافِيَ السَّقَمِ، يا خالِقَ النّورِ وَالظُّلَمِ، يا ذَا الجُودِ وَالكَرَمِ، يا مَن لا يَطَأُ عَرشَهُ قَدَمٌ. يا أجوَدَ الأَجوَدينَ، يا أكرَمَ الأَكرَمينَ، يا أسمَعَ السّامِعينَ، يا أبصَرَ النّاظِرينَ، يا جارَ المُستَجيرينَ، يا أمانَ الخائِفينَ، يا ظَهرَ اللاّجينَ، يا وَلِيَّ المُؤمِنينَ، يا غِياثَ المُستَغيثينَ، يا غايَةَ الطّالِبينَ. يا صاحِبَ كُلِّ غَريبٍ، يا مونِسَ كُلِّ وَحيدٍ، يا مَلجَأَ كُلِّ طَريدٍ، يا مَأوى كُلِّ شَريدٍ، يا حافِظَ كُلِّ ضالَّةٍ، يا راحِمَ الشَّيخِ الكَبيرِ، يا رازِقَ الطِّفلِ الصَّغيرِ، يا جابِرَ العَظمِ الكَسيرِ، يا فَكّاكَ كُلِّ أسيرٍ، يا مُغنِيَ البائِسِ الفَقيرِ، يا عِصمَةَ الخائِفِ المُستَجيرِ، يا مَن لَهُ التَّدبيرُ وَالتَّقديرُ، يا مَنِ العَسيرُ عَلَيهِ سَهلٌ يَسيرٌ، يا مَن لا يَحتاجُ إلى تَفسيرٍ، يا مَن هُوَ عَلى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، يا مَن هُوَ بِكُلِّ شَيءٍ خَبيرٌ، يا مَن هُوَ بِكُلِّ شَيءٍ بَصيرٌ. يا مُرسِلَ الرِّياحِ، يا فالِقَ الإِصباحِ، يا باعِثَ الأَرواحِ، يا ذَا الجودِ وَالسَّماحِ، يا مَن بِيَدِهِ كُلُّ مِفتاحٍ، يا سامِعَ كُلِّ صَوتٍ، يا سابِقَ كُلِّ فَوتٍ، يا مُحيِيَ كُلِّ نَفسٍ بَعدَ المَوتِ. يا عُدَّتي في شِدَّتي، يا حافِظي في غُربَتي، يا مونِسي في وَحدَتي، يا وَلِيّي في نِعمَتي، يا كَنَفي حينَ تُعيِيني المَذاهِبُ، وتُسلِمُني الأَقارِبُ، ويَخذُلُني كُلُّ صاحِبٍ. يا عِمادَ مَن لا عِمادَ لَهُ، يا سَنَدَ مَن لا سَنَدَ لَهُ، يا ذُخرَ مَن لا ذُخرَ لَهُ، يا كَهفَ مَن لا كَهفَ لَهُ، يا رُكنَ مَن لا رُكنَ لَهُ، يا غِياثَ مَن لا غِياثَ لَهُ، يا جارَ مَن لا جارَ لَهُ. يا جارِيَ اللَّصيقَ، يا رُكنِيَ الوَثيقَ، يا إلهي بِالتَّحقيقِ، يا رَبَّ البَيتِ[1] العَتيقِ، يا شَفيقُ يا رَفيقُ، فُكَّني مِن حَلَقِ المَضيقِ، وَاصرِف عَنّي كُلَّ هَمٍّ وغَمٍّ وضيقٍ، وَاكفِني شَرَّ ما لا اُطيقُ، وأعِنّي عَلى ما اُطيقُ. يا رادَّ يوسُفَ عَلى يَعقوبَ، يا كاشِفَ ضُرِّ أيّوبَ، يا غافِرَ ذَنبِ داوُدَ، يا رافِعَ عيسَى بنِ مَريَمَ مِن أيدِي اليَهودِ، يا مُجيبَ نِداءِ يونُسَ فِي الظُّلُماتِ، يا مُصطَفِيَ موسى بِالكَلِماتِ، يا مَن غَفَرَ لِآدَمَ خَطيئَتَهُ، ورَفَعَ إدريسَ بِرَحمَتِهِ، يا مَن نَجّى نوحاً مِنَ الغَرَقِ، يا مَن أهلَكَ عاداً الاُولى وثَمودَ فَما أبقى، وقَومَ نوحٍ مِن قَبلُ إنَّهُم كانوا هُم أظلَمَ وأطغى، وَالمُؤتَفِكَةَ أهوى[2]، يا مَن دَمَّرَ عَلى قَومِ لوطٍ، ودَمدَمَ[3] عَلى قَومِ شُعَيبٍ. يا مَنِ اتَّخَذَ إبراهيمَ خَليلاً، يا مَنِ اتَّخَذَ موسى كَليماً، وَاتَّخَذَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيهِم

---

[1] البيتُ العَتيقُ: يعني الكعبة المشرّفة (مجمع البحرين: ج2 ص1161 «عتق»).

[2] قيل: إنّ المؤتفكة قرى قوم لوط ائتَفكَتْ بأهلِها، أي انقلبَت، والائتِفاك: الانقلاب، والإهواء: الإسقاط. واحتُمِلَ أن يكون المراد بالمؤتفِكة ما هو أعمّ من قرى قوم لوط؛ وهي كلّ قرية نزل عليها العذاب فبادَ أهلُها فبقت خربة داثرة معالمها خاوية عروشها (الميزان في تفسير القرآن: ج19 ص50).

[3] دَمْدَمَ عليهم ربُّهم: أي أهلكهم وأزعجهم (مفردات ألفاظ القرآن: ص318 «دمدم»).

أجمَعينَ حَبيبا، يا مُؤتِيَ لُقمانَ الحِكمَةَ، وَالواهِبَ لِسُليمانَ مُلكا لا يَنبَغي لِأَحَدٍ مِن بَعدِهِ، يا مَن نَصَرَ ذَا القَرنَينِ عَلَى المُلوكِ الجَبابِرَةِ، يا مَن أعطَى الخِضرَ الحَياةَ، ورَدَّ لِيوشَعَ بنِ نونٍ الشَّمسَ بَعدَ غُروبِها، يا مَن رَبَطَ عَلى قَلبِ اُمِّ موسى، وأحصَنَ فَرجَ مَريَمَ بِنتِ عِمرانَ، يا مَن حَصَّنَ يَحيَى بنَ زَكَرِيّاءَ مِنَ الذَّنبِ، وسَكَّنَ عَن موسَى الغَضَبَ، يا مَن بَشَّرَ زَكَرِيّاءَ بِيَحيى، يا مَن فَدى إسماعيلَ مِنَ الذَّبحِ، يا مَن قَبِلَ قُربانَ هابيلَ وجَعَلَ اللَّعنَةَ عَلى قابيلَ، يا هازِمَ الأَحزابِ، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ وعَلى جَميعِ المُرسَلينَ ومَلائِكَتِكَ المُقَرَّبينَ، وأهلِ طاعَتِكَ. وأسأَلُكَ بِكُلِّ مَسأَلَةٍ سَأَلَكَ بِها أحَدٌ مِمَّن رَضيتَ عَنهُ فَحَتَمتَ لَهُ عَلَى الإِجابَةِ، يا اللهُ يا اللهُ يا اللهُ، يا رَحمنُ يا رَحيمُ، يا رَحمنُ يا رَحيمُ، يا رَحمنُ يا رَحيمُ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ، يا ذَا الجَلالِ وَالإِكرامِ، بِهِ بِهِ بِهِ بِهِ بِهِ بِهِ بِهِ أسأَلُكَ بِكُلِّ اسمٍ سَمَّيتَ بِهِ نَفسَكَ، أو أنزَلتَهُ في شَيءٍ مِن كُتُبِكَ، أوِ استَأثَرتَ بِهِ في عِلمِ الغَيبِ عِندَكَ، وبِمَعاقِدِ العِزِّ مِن عَرشِكَ، ومُنتَهَى الرَّحمَةِ مِن كِتابِكَ، وبِما لَو أنَّ ما فِي الأَرضِ مِن شَجَرَةٍ أقلامٌ وَالبَحرُ يَمُدُّهُ مِن بَعدِهِ سَبعَةُ أبحُرٍ ما نَفِدَت كَلِماتُ اللهِ، إنَّ اللهَ عَزيزٌ حَكيمٌ. وأسأَلُكَ بِأَسمائِكَ الحُسنَى الَّتي بَيَّنتَها في كِتابِكَ، فَقُلتَ: «وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا»[1]، وقُلتَ: «ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ»[2]، وقُلتَ: «وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ»[3]، وقُلتَ: «يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ»[4]. وأنَا أسأَلُكَ يا إلهي، وأطمَعُ في إجابَتي يا مَولايَ كَما وَعَدتَني، وقَد دَعَوتُكَ كَما أمَرتَني، فَافعَل بي كَذا وكَذا». وتَسأَلُ اللهَ تَعالى ما أحبَبتَ، وتُسَمّي حاجَتَكَ، ولا تَدعُ بِهِ إلّا وأنتَ طاهِرٌ. ثُمَّ قالَ لِلفَتى: إذا كانَتِ اللَّيلَةُ فَادعُ بِهِ عَشرَ مَرّاتٍ، وأتِني مِن غَدٍ بِالخَبَرِ.[5] قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام: وأخَذَ الفَتَى الكِتابَ ومَضى، فَلَمّا كانَ مِن غَدٍ ما أصبَحنا حينا حَتّى أتَى الفَتى إلَينا سَليما مُعافًى، وَالكِتابُ بِيَدِهِ، وهُوَ يَقولُ: هذا وَاللهِ

[1] البقرة:186.
[2] غافر:60.
[3] الزمر:53.
[4] الزمر:53.
[5] في المصدر: «بالخير»، والتصويب من بحار الأنوار.

الإسمُ الأَعظَمُ، استُجيبَ لي وَرَبِّ الكَعبَةِ. قالَ لَهُ عَلِيٌّ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ: حَدِّثني! قالَ: [لَمّا][1] هَدَأَتِ العُيونُ بِالرُّقادِ، وَاستَحلَكَ[2] جِلبابُ[3] اللَّيلِ، رَفَعتُ يَدي بِالكِتابِ، ودَعَوتُ اللهَ بِحَقِّهِ مِرارا، فَأُجِبتُ فِي الثّانِيَةِ: حَسبُكَ، فَقَد دَعَوتَ اللهَ بِاسمِهِ الأَعظَمِ. ثُمَّ اضطَجَعتُ، فَرَأَيتُ رَسولَ اللهِ ﷺ في مَنامي، وقَد مَسَحَ يَدَهُ الشَّريفَةَ عَلَيَّ وهُوَ يَقولُ: إحتَفِظ بِاسمِ اللهِ الأَعظَمِ العَظيمِ، فَإِنَّكَ عَلى خَيرٍ. فَانتَبَهتُ مُعافىً كَما تَرى، فَجَزاكَ اللهُ خَيرا.[4]

۴۲۴) مہج الدعوات: ہمارے مولا امام حسین علیہ السلام سے ایک دعا روایت کی گئی ہے، جو اس جوان کی ہے جو گناہ کی مشکل میں پھنسا ہوا تھا، یہ دعا، ایسے گروہ سے روایت کی گئی ہے جو (بات کو) امام حسین علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں کہ وہ امام علیہ السلام نے یوں فرمایا؛ میں (اپنے بابا) علی بن ابی طالب کے ساتھ طواف میں مشغول تھا، وہ رات تاریک تھی اور روشنی کم تھی اور طواف میں اکیلا تھا، زیارت کرنے والے نیند میں چلے گئے تھے، اس وقت مدد مانگنے کی آواز اور رحمت طلب کی آواز سنائی دی جو غمگین آواز اور درد دل سے کہہ رہا تھا،

اے وہ ذات جو مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کی دعا تاریکیوں میں قبول کرتے ہو، اے مشکل اور بیماری کو دور کرنے والا، جو مہمان تیرے گھر (کعبہ) کے اطراف میں سو گئے ہیں اور بیدار ہوں گے تو دعا مانگیں گے،

اے وجود دینے والی تیری آنکھ نہیں سوئی ہے، اپنی بخشش کے ذریعے میرے گناہوں کو معاف کر دے

اے وہ کہ جس کی طرف حرم میں لوگ اشارہ کرتے ہیں۔ اگر تیری بخشش گناہگار کے شامل حال نہیں ہوگی تو پھر کون گناہگار پر نعمت بھیجے گا؟ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا؛

اے ابا عبداللہ! کیا تو نے ایک ایسے شخص کی آواز سنی جو اپنے گناہ کے بارے میں اور اپنے خاندان سے مدد مانگنے کی آواز دے رہا ہے؟

میں نے کہا؛ ہاں میں نے آواز سنی۔

فرمایا؛ غور سے دیکھو اور اسی کو ڈھونڈ کر لاؤ، میں رات کی تاریکی میں ادھر ادھر گیا، سوئے ہوئے لوگوں کے

---

[1] الزيادة من بحار الأنوار.
[2] المُستَحلِك: الشديد السَّواد (النهاية: ج1 ص428 «حلك»).
[3] الجِلبابُ: الإزار والرداء (النهاية: ج1 ص283 «جلب»).
[4] مهج الدعوات: ص191، بحار الأنوار: ج95 ص394 ح33 و ج41 ص224 ح27.

درمیان گیا یہاں تک کہ دکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا جب غور سے دیکھا تو میں نے دیکھا وہی ہے جو (نماز کے لئے) کھڑا ہے،

میں نے کہا؛ تجھ پر سلام، اے گناہ کا اقرار کرنے والا اور پشیمان بندہ، توبہ طلب کرنے والا، تجھے خدا کی قسم، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے کی بات کا جواب دو، میں نے سجدہ اور تشہد کو جلدی سے ختم کیا اور سلام دیا، بات کئے بغیر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آگے جاؤں، میں آگے گیا اور اس کو علی علیہ السلام کے پاس لے کر آیا اور میں نے کہا یہ وہی شخص ہے، امام علیہ السلام نے اسکی طرف دیکھا، وہ جوان خوبصورت اور اچھے لباس میں تھا، امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کون سے قبیلے سے ہو؟

اس نے کہا؛ عرب کے فلاں قبیلے کا،

امام علیہ السلام نے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں رو رہے ہو اور کیوں فریاد کر رہے ہو؟

اس نے کہا؛ ایسا حال ہے کہ والدین کی بددعا میں پھنس گیا اور مشکلات نے گھیر لیا ہے اور غم میں اس طرح غرق ہو گیا ہوں اور شک میں پڑ گیا ہوں کہ دعا قبول نہیں ہوتی،

علی علیہ السلام نے اس سے پوچھا: ایسے کیوں ہے؟

اس نے کہا؛ میں عربوں کے درمیان کھیل کود اور خوشی (لھولہب) میں مشغول تھا اور نافرمانی کو دومہینوں رجب اور شعبان میں بھی انجام دیتا رہا اور خدا کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ میرا دلسوز باپ تھا جو مجھے زندگی کے واقعات سے بڑا خبردار کرتا تھا، اور جہنم کے عذاب سے ڈراتا تھا اور کہتا تھا، سورج اور تاریکی، اور راتیں اور دن بھی مہینے اور سال بھی اور بزرگ فرشتے بھی، کتنا تجھ سے روتے ہیں؟ اور جیسے مجھے زیادہ نصیحت کرتا تھا تو میں اس کے اوپر چیختا تھا اور اس کے اوپر چھلانگ لگاتا تھا اور اس کو مارتا بھی تھا، ایک دن ایسے ہوا جو بابا کے کچھ درہم چھپے ہوئے تھے میں نے ان کو لینے کا ارادہ کیا تاکہ کام میں خرچ کروں، تو اس نے مجھے روکا، میں نے اس کو مارا اور اس کے ہاتھ باندھ کر درہم لے کر چلا گیا، اس نے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور اپنی جگہ سے اٹھنا چاہتا تھا لیکن زیادہ درد کی وجہ سے ان کو حرکت نہ دے سکا اور اس طرح کہا: میرے اور منازل کے درمیان رشتہ قائم ہوا برابر کا، جس طرح بارش مانگنے والے پر بارش آتی ہے، میں نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ طاقتور اور ہوشیار جوان ہو گیا، یہاں تک کہ نر اونٹ کی گردن تک پہنچنے لگا، اور بچپنے میں جب بھوکا ہوتا تھا تو میں اسکے لئے بہترین اور پاکیزہ چیز کھانے کے لئے لاتا تھا، اور جب جوانی کے عروج تک پہنچا تو ردینی کے بلند اور تیز نیزے کی برابری کرنے لگا، میرے مال کو لوٹا اور میرے ہاتھوں کو باندھا، خدا اس کے ہاتھوں کو باندھے

کہ ہلاکت کے مقام میں ہے، پھر قسم کھائی کہ کعبہ آ کر خدا کو میری شکایت کرے، بس کچھ ہفتے اس نے روزے رکھے اور نمازیں پڑھیں اور دعا کی اور تیز رفتار اونٹ پر (بیٹھ کر) خدا کے گھر (کعبہ) کے لئے نکل پڑا، اس نے صحرا، چٹانوں اور پہاڑوں کو چمکتے دیکھا یہاں تک کہ حج کا موسم آ گیا۔ اونٹ سے اتر کر بیت اللہ الحرام کی جانب گیا اور طواف وسعی کو انجام دیا اور کعبہ کے پردے کو پکڑ کر دعا اور مناجات کرنے لگا، اور اسطرح کہنے لگا:

اے وہ ذات جس کی طرف دور دراز جگہوں سے حج کرنے والے کوشش کرکے آئیں ہیں۔ میں تیرے پاس آیا ہوں کہ ناامید نہیں کروگے، اس کو جو اکیلے اور بے نیاز (خدا) کو روکر پکارے، یہ منازل ہے جو میرا احترام نہیں کررہا ہے، بس اے جبار میرا حق اس بیٹے سے لے لو، تو اپنی مدد سے اس کے ایک طرف کو خشک کردے، اے وہ ذات جو پاک ہے، جننے سے اور جنے جانے سے،

جوان نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور پانی کو جاری کیا، اس کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں میں اسی میں مبتلا ہو گیا، پھر اس نے دائیں پہلو سے کپڑا ہٹایا تو اس کا دایاں پہلو خشک تھا (اور بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا) میں تین سال سے اس کو کہہ رہا ہوں کہ جہاں مجھے بد دعا کی تھی اسی جگہ کھڑے ہوکر میرے لئے دعا کرے لیکن اس نے میری بات نہیں مانی، یہاں تک کہ اس نے مجھ پر احسان کیا اور اسی دس ماہ کی حاملہ اونٹنی پر سوار ہوکر میرے ساتھ چلا، شام ہونے کی امید سے تیز رفتا آرہا تھا، جب میں وادئ اراک کے سیاک درہ (جو مکہ کے نزدیک ہے) پہنچا تو تاریکی میں ایک پرندہ اڑا اور میرے بابا کی اونٹنی سے ٹکرایا اور وہ چٹان کے نیچے، دو پتھروں کے درمیان گر گیا (اور انتقال ہوگیا) اور میں نے اس کو وہیں دفن کردیا، اس سے بڑی (دردناک بات یہ ہے کہ) لوگ مجھے فقط اس سے پہچانتے ہیں کہ جو جوان باپ کی بد دعا میں مبتلا ہے،

حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا؛ تیری فریاد کو سننے والا آیا ہے، کیا تجھے ایسی دعا نہ بتاؤں جو مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی اور وہ اسم اعظم ہے اور اس میں خدا کا راز شامل ہے، وہی عزیز اور کریم نام کہ جو بھی اس کو پکارے، اس کو جواب دیتا ہے، اور جو بھی اس سے مانگے وہ دیتا ہے، غم اور سختی کو دور کرتا ہے، بیمار کو صحت یاب کرتا ہے، اور کمزور کی مدد کرتا ہے، اور غریب کو امیر اور اس کا قرض ادا کردیتا ہے، اور آنکھ کے زخم سے محفوظ رکھتا ہے، اور گناہوں کو معاف کرتا ہے، اور عیبوں کو ڈھانپ دیتا ہے، اور ہر اس کو جو شیطان اور دشمن سے ڈرتا ہے اس کو امان دیتا ہے، اگر خدا کا اطاعت کرنے والا بندہ یہ دعا پڑھے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے گا، اگر مردے پر پڑھی جائے وہ زندہ ہوجائے گا، اگر پانی

پر پڑھی جائے وہ بہنے لگے گا، بشرطیکہ وہ خود پسندی میں گرفتار نہ ہو۔

پس اے شخص، خدا سے ڈرو، مجھے تجھ پر رحم آیا، خدا تیری نیت کی صداقت کو جان لے، اسم اعظم کے ذریعے خدا کی نافرمانی کو نہیں مانگو گے اور اس سے فقط اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے مدد مانگو گے، بس اگر تیری نیت میں خلوص ہوگا تو خدا تیری دعا قبول کرے گا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھو گے جو تجھے جنت اور دعا کے قبول ہونے کی خوشخبری دیں گے۔ (امام حسین علیہ السلام کہتے ہیں) اس شخص کی خوشی اپنی صحت کے بارے میں تھی، اس سے زیادہ مجھے خوشی تھی اس دعا کے اتنے فائدے سن کر کیوں کہ مجھے اس سے پہلے اس دعا کا پتہ نہیں تھا، پھر (میرے بابا علی علیہ السلام نے مجھ سے) فرمایا؛ قلم و کاغذ لے کر آؤ جو کچھ میں کہوں وہ، لکھتے جاؤ، میں نے اسے کہا اور وہ دعا یہ ہے۔ [1]

شروع خدائے رحمن و رحیم خدا کے نام سے۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نام کے واسطے سے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن ورحیم ہے اے صاحب جلالت و بزرگی اے زندہ اے نگہبان اے زندہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں اے وہ اے کہ جسے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کیسا جانتا کہ وہ کیا ہے اور کیسا ہے نہ یہ کہ وہ کہاں ہے نہ یہ کہ وہ کیوں کر ہے ہاں وہ خود ہی جانتا ہے اے صاحب ملک وملکوت اے صاحب عزت و اقتدار اے بادشاہ اے پاک اے سلامتی والے اے امن دینے والے اے پاسبان اے عزت والے اے زبردست اے بڑائی والے اے پیدا کرنے اے وجود دینے والے اے صورت بنانے والے اے فائدہ دینے والے اے تدبیر والے اے محکم کار اے صاحب ایجاد کرنے والے، اے مرجع خلق اے ظالم کو ہلاک کرنے والے اے محبت والے اے نیک صفات والے اے معبود اے بعید اے قریب اے دعا قبول کرنے والے اے نگہبان اے حساب کرنے والے اے ایجاد کرنے والے اے بلند مرتبہ اے عالی مقام اے سننے والے اے علم والے اے حلم والے اے مہربان اے حکمت والے اے وجود قدیم اے عالی شان اے بزرگی والے اے محبت کرنے والے اے احسان کرنے والے اے حساب کرنے والے اے جزا دینے والے اے مدد کرنے والے اے جلالت والے اے صاحب جمال اے کارساز اے سرپرست اے معاف کرنے والے اے پہنچانے والے اے باعظمت اے رہنما اے رہبر اے ابتداء کرنے والے اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن اے استوار اے ہمیشہ رہنے والے اے علم والے اے صاحب حکم اے منصف اے عدل کرنے والے اے سب سے جدا اے سب سے ملے ہوئے اے پاک اے پاک کرنے والے اے قدرت والے اے اقتدار والے اے بزرگ اے بزرگی والے

---

[1] یہ دعا مفاتیح میں دعائے مشلول کے نام سے معروف ہے۔

اے یگانہ اے یکتا اے بے نیاز اے وہ جو کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی کا بیٹا ہے اور جسکا کوئی ہمسر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی زوجہ ہے نہ اس کیلئے کوئی وزیر ہے اور نہ اس نے اپنا کوئی مشیر بنایا ہے نہ وہ کسی مددگار کی حاجت رکھتا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے سوائے تیرے کوئی معبود نہیں پس تو اس سے بہت زیادہ بلند ہے جو یہ ظالم کہا کرتے ہیں اے عالی شان اے بلند مرتبہ والے اے عالی مرتبہ اے کھولنے والے اے بخشنے والے اے ہوا کو چلانے والے اے راحت دینے والے اے مدد کرنے والے اے مدد دینے والے اے پہنچنے والے اے ہلاک کرنے والے اے بدلہ لینے والے اے اٹھانے والے اے وارث اے طالب اے غالب اے وہ جس سے بھاگنے والا بھاگ نہیں سکتا اے توبہ قبول کرنے والے اے پلٹنے والے اے بہت دینے والے اے اسباب مہیا کرنے والے اے دروازوں کے کھولنے والے اے وہ کہ جسے پکارا جائے دعا قبول کرتا ہے اے بہت پاکیزہ اے بہت شکر کرنے والے اے معاف کرنے والے اے بخشنے والے اے نور کے پیدا کرنے والے اے امور کی تدبیر کرنے والے اے مہربان اے خبردار اے پناہ دینے والے اے روشن کرنے والے اے بینا اے مددگار اے سب سے بڑے اے بزرگ اے یکتا اے تنہا اے ہمیشگی والے اے نگہبان اے بے نیاز اے کافی اے شفا دینے والے اے وفا کرنے والے اے معاف کرنے والے اے احسان کرنے والے اے نیکوکار اے نعمت دینے والے اے بزرگوار اے بڑے مرتبے والے اے یگانگی والے اے وہ جو بلندی کیساتھ غالب ہے اے وہ جو مالک ہے پھر قادر ہے اے وہ جو نہاں ہے اور باخبر ہے اے وہ جو معبود ہے تو بدلہ دیتا ہے اے جو نافرمانی پر بخشتا ہے اے وہ جو فکر میں سما نہیں سکتا اور نگاہ اسے دیکھ نہیں پاتی اور کوئی نشان اس سے پوشیدہ نہیں ہے اے انسانوں کو رزق دینے والے اے ہر اندازہ کے مقرر کرنے والے اے بلند مرتبہ اے محکم وسائل والے اے زمانے کو بدلنے والے اے قربانی قبول کرنے والے اے صاحب نعمت و احسان اے صاحب عزت اور ابدی حکومت والے یا رحیم یا رحمن اے وہ کہ ہر روز جس کی نئی شان ہے اے وہ جسے ایک کام دوسرے کام سے غافل نہیں کرتا اے بڑے مقام والے اے وہ جو ہر جگہ موجود ہے اے آوازوں کے سننے والے اے دعائیں قبول کرنے والے اے مرادیں برلانے والے اے حاجات پوری کرنے والے اے برکتیں نازل کرنے والے اے آنسوؤں پر رحم کھانے والے اے گناہوں کے معاف کرنے والے اے سختیاں دور کرنے والے اے نیکیوں کو پسند کرنے والے اے مرتبے بلند کرنے والے اے مرادیں پوری کرنے والے اے مردوں کو زندہ کرنے والے اے بکھروں کو اکٹھا کرنے والے اے نیتوں کی خبر رکھنے والے اے کھوئی ہوئی چیزیں لوٹانے والے اے وہ جس پر آوازیں مشتبہ نہیں ہوتیں اے وہ جسے کثرت سوال سے تنگی نہیں ہوتی اور تاریکیاں اسے گھیرتی نہیں ہیں اے آسمانوں اور زمین کی روشنی اے نعمتوں کے پورا

کرنے والے اے بلائیں ٹالنے والے اے جانداروں کو پیدا کرنے والے اے امتوں کو جمع کرنے والے اے بیماروں کو شفا دینے والے اے روشنی اور تاریکی کے پیدا کرنے والے اے صاحب جود و کرم اے وہ جس کے عرش پر کسی کا قدم نہیں آیا اے سخیوں میں سے سب سے بڑے سخی اے بزرگی والوں سے زیادہ بزرگ اے سننے والوں میں سے زیادہ سننے والے اے دیکھنے والوں میں سے زیادہ دیکھنے والے اے پناہ گزینوں کی پناہ گاہ اے ڈرے ہوؤں کی جائے امن اے پناہ چاہنے والوں کی جائے پناہ اے مومنوں کے سرپرست اے فریادیوں کے فریاد رس اے طلبگاروں کی امید اے ہر سفر کرنے والے کے ساتھی اے ہر اکیلے کے ہم نشیں اے ہر نکالے گئے کی جائے پناہ اے بے ٹھکانوں کی قرارگاہ اے گمشدہ کے نگہبان اے بڑے بوڑھے پر رحم کرنے والے اے ننھے بچے کو روزی دینے والے اے ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والے اے ہر قیدی کو رہائی دینے والے اے بے چارے مفلس کو غنی بنانے والے اے خائف پناہ گزین کی جائے قرار اے تدبیر اور تقدیر کے مالک اے وہ جس کے لیے ہر مشکل کام آسان اور ہلکا ہے اے وہ جو تفسیر کا محتاج نہیں اے وہ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اے وہ جو ہر چیز سے واقف ہے اے وہ جو ہر چیز کو دیکھتا ہے اے ہواؤں کو چلانے والے اے صبح کی پو کھولنے والے اے روحوں کو بھیجنے والے اے عطا و سخاوت والے اے وہ جس کے ہاتھ میں ساری کنجیاں ہیں اے ہر آواز کے سننے والے اے ہر گزرے ہوئے سے پہلے اے ہر نفس کو اس کی موت کے بعد زندہ کرنے والے اے سختیوں میں میری پناہ اے سفر میں میرے محافظ اے میری تنہائی کے ہمدم اے میری نعمتوں کے مالک اے میری پناہ جب مجھ پر راہیں بند ہوجائیں اور رشتہ دار مجھے دور کردیں اور احباب مجھے چھوڑ جائیں اے اس کے سہارے جس کا کوئی سہارا نہیں اے اس کی سند جس کی کوئی سند نہیں اے اس کے ذخیرے جس کا کوئی ذخیرہ نہیں اے اس کی پناہ جس کی کوئی پناہ نہیں اے اس کی امان جس کی کوئی امان نہیں اے اس کے خزانے جس کا کائی خزانہ نہیں اے اس کے پشت پناہ جس کا کوئی پشت پناہ نہیں اے اس کے فریاد رس جس کا کوئی فریاد رس نہیں اے اس کے ہمسائے جس کا کوئی ہمسایہ نہیں جو نزدیک تر ہے اے میری مضبوط ترین ٹیک اے میرے حقیقی معبود اے خانہ کعبہ کے پروردگار اے مہربان اے دوست مجھے تنگ گھیرے سے آزاد کر مجھ سے ہر غم و اندیشہ اور تنگی دور فرما دے مجھے اس شر سے بچا جو میری طاقت سے زیادہ ہے اور اس میں مدد دے جو میں سہہ سکتا ہوں اے وہ جس نے یعقوبؑ کو یوسفؑ واپس دلایا اے ایوبؑ کا دکھ دور کرنے والے اے داؤدؑ کی خطا معاف کرنے والے اے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان پر اٹھانے والے۔ اور انہیں یہودیوں کے چنگل سے چھڑانے والے اے تاریکیوں میں یونسؑ کی فریاد کو پہنچنے والے اے موسیٰؑ کو اپنے کلام کیلیے منتخب کرنے والے اے آدمؑ کے ترک اولی کو معاف کرنے والے اور ادریسؑ کو اپنی رحمت سے بلند مقام پر لے جانے والے

اے نوحؑ کو ڈوبنے سے بچانے والے اے وہ جس نے عاد اولی اور ثمود کو ہلاک کیا پس کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوحؑ کو ہلاک کیا جو بڑے ظالم سرکش اور دین میں افترا کرنے والے تھے اے وہ جس نے قوم لوط کی بستیوں کو الٹ دیا اور قوم شعیب پر عذاب بھیجا تھا اے وہ جس نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اے وہ جس نے موسیٰؑ کو اپنا کلیم بنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حبیب قرار دیا کہ خدا کی رحمت ہو ان پر انکی آلؑ پر اور ان سب ہستیوں پر جنکا ذکر ہوا ہے اے لقمانؑ کو حکمت عطا کرنے والے اور سلیمانؑ کو ایسی سلطنت دینے والے کہ جیسی سلطنت انکے بعد کسی کو نہیں ملی اے وہ جس نے جابر بادشاہوں کے خلاف ذوالقرنینؑ کی مدد فرمائی اے وہ جس نے خضرؑ کو دائمی زندگی دی اور یوشعؑ بن نون کی خاطر آفتاب کو پلٹایا جب کہ وہ غروب ہو چکا تھا اے وہ جس نے مادر موسیٰؑ کے دل کو سکون دیا اور مریم بنت عمرانؑ کو پاکدامنی سے سرفراز فرمایا اے وہ جس نے یحییٰؑ بن زکریاؑ کو گناہ سے محفوظ رکھا اور موسیٰؑ سے غضب کو دور فرمایا اے وہ جس نے زکریاؑ کو یحییٰؑ کی بشارت دی اے وہ جس نے اسماعیلؑ کے ذبح ہونے کو ذبح عظیم میں بدلا اے وہ جس نے ہابیلؑ کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل پر لعنت مسلط کر دی اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر کفار کے جتھوں کو شکست دینے والے محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل کر اپنے تمام رسولوں پر اور اپنے مقرب فرشتوں پر اور فرمانبردار بندوں پر رحمت نازل فرما اور میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر اس سوال کے واسطے سے جو تیرے ہر اس بندے نے کیا جس سے تو راضی وخوش ہے پھر تو نے اس کی دعا یقینا قبول فرمائی یااللہ یااللہ یااللہ یارحمن یارحمن یارحمن یارحیم یارحیم یارحیم اے جلالت و بزرگی والے اے جلالت و بزرگی والے اے جلالت و بزرگی والے اسی کا واسطہ اسی کا اسی کا اسی کا اسی کا اسی کا اسی کا میں سوال کرتا ہوں تیرے ہر اس نام کے واسطہ سے جس سے تو نے اپنی ذات کو پکارا یا اپنے صحیفوں میں سے کسی میں اتارا یا اسے علم غیب میں اپنے لئے مقرر و خاص کیا ہے ان مقامات بلند کا واسطہ جو تیرے عرش میں ہیں اس انتہائی رحمت کا واسطہ جو تیری کتاب میں ہے اور اس آیت کا واسطہ کہ اگر زمین کے تمام درخت قلم اور سمندر روشنائی بن جائیں اس کے بعد سات سمندر اور ہوں تو بھی خدا کے کلمات تمام نہیں ہوں گے بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا اور میں سوال کرتا ہوں تیرے پیارے ناموں کیساتھ جن کی تو نے قرآن میں توصیف کی پس تو نے کہا اور اللہ کیلئے ہیں پیارے پیارے نام تو تم اسے انہی سے پکارو اور تو نے کہا مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور تو نے کہا کہ جب میرے بندے مجھے پکاریں تو میں ان کے قریب ہی ہوتا ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرے اور تو نے کہا اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا کہ بے شک اللہ تمام گناہ بخش دے گا یقینا وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے اور میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اے معبود تجھے پکارتا ہوں اے پروردگار اور تجھ سے امید

رکھتا ہوں اے میرے آقا میں دعا کے قبول ہونے کی طمع رکھتا ہوں اے میرے مولا جیسے تو نے وعدہ کیا اور میں نے تجھے پکارا جیسا کہ تو نے مجھے حکم دیا پس تو بھی مجھ سے وہ سلوک کر جسکا تو اہل ہے یا کریم اور تعریف بس خدا کیلئے ہے جو عالمین کا رب ہے اور محمدؐ اور اس کی تمام آل محمدؐ پر اللہ رحمت فرمائے۔

پس اس جوان سے کہا ہے کہ آج رات دعا کو دس مرتبہ پڑھنا۔ دوسرے دن مجھے اس کی خبر دینا۔

اس جوان نے نوشتہ کو لیا اور چلا گیا دوسرے دن صبح سویرے وہ جوان صحیح وسالم اور تندرست ہو کر آیا مجھ سے ہاتھ ملایا اور بولا خدا کی قسم یہ اسم اعظم ہے رب کعبہ کی قسم! میری دعا قبول ہوگئی۔ درود خدا ہو خدا علی علیہ السلام پر اور وہ شاد ہوں انہوں نے فرمایا کہ بات واضح طور پر بیان کرو۔

جوان نے بیان کہ جب رات اچھی طرح چھا گئی تو میں نوتہ کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور چھت پر چلا گیا میں نوشتہ کی تلاوت کے بعد دعا کی جواب آیا کافی ہے تمنے اسم اعظم کی تلاوت کی۔ پھر میں سو گیا اور میں خواب میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا انہوں اپنا دست مبارک میرے جسم پر پھیرا اور مجھ سے فرمایا: اسم اعظم کے ذریعے خدا سے لو لگاؤ۔ پھر میں جب بیدار ہوا تو میں خود کو اس حالت میں دیکھا جو کہ آپ کے سامنے ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

10/28

أدعِيَتُهُ يَومَ عاشوراءَ

عاشور کے دن امام علیہ السلام کی دعائیں

أ. دُعاؤُهُ عِندَ بَدءِ القِتالِ

الف: جنگ کے آغاز کی دعا

425. الإرشاد عن عليّ بن الحسين زين العابدين عليه السلام: لَمّا صَبَّحَتِ الخَيلُ الحُسَينَ عليه السلام، رَفَعَ يَدَيهِ وقالَ: اللّٰهُمَّ أنتَ ثِقَتي في كُلِّ كَربٍ، ورَجائي في كُلِّ شِدَّةٍ، وأنتَ لي في كُلِّ أمرٍ نَزَلَ بي ثِقَةٌ

وعُدَّةٌ، كَم مِن هَمٍّ يَضعُفُ فيهِ الفُؤادُ، وتَقِلُّ فيهِ الحيلَةُ، ويَخذُلُ فيهِ الصَّديقُ، ويَشمَتُ[١] فيهِ العَدُوُّ، أنزَلتُهُ بِكَ وشَكَوتُهُ إلَيكَ، رَغبَةً مِنّي إلَيكَ عَمَّن سِواكَ، فَفَرَّجتَهُ و كَشَفتَهُ، وأنتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعمَةٍ، وصاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ، ومُنتَهى كُلِّ رَغبَةٍ.[٢]

۴۲۵) الارشاد میں امام زین العابدین نے فرمایا: (عاشور کی) صبح کو جب امام حسین علیہ السلام نے آنکھ کھولی اور لشکر کو دیکھا تو ہاتھ اٹھا کر کہا، اے خدا! تو ہر سختی میں پناہ ہے اور ہر مشکل میں میری امید ہے، جو مشکل مجھ پر آئی ہے اس میں تو میری پناہ اور زندگی کا مقصد ہے، اسی پریشانی کی وجہ سے دل سست ہوجائے گا اور وسائل کم ہوجاتے ہیں، اور دوست انسان کو چھوڑ جاتے ہیں، اور دشمن سازش کرتے ہیں، تو ہی میرے لئے کافی ہے، اور تیری طاقت اور تیری طرف رغبت ہے نہ دوسروں کی طرف رغبت، اسی وجہ سے تیرے پاس شکایت لے کر آیا ہوں اور تو نے میرے لئے اس میں نجات دی اور مجھ سے دور کی، تو ہی ہر نعمت کا ولی اور نیکی کا مالک اور ہر مقصد کی انتہا ہے۔

426. الطبقات الكبرى: لَمّا أصبَحَ الحُسَينُ عليه السلام يَومَهُ الَّذي قُتِلَ فيهِ قالَ: اللّٰهُمَّ أنتَ ثِقَتي في كُلِّ كَربٍ، ورَجائي في كُلِّ شِدَّةٍ، وأنتَ لي في كُلِّ أمرٍ نَزَلَ بي ثِقَةٌ، وأنتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعمَةٍ، وصاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ.[٣]

۴۲۶) طبقات کبری: امام حسین علیہ السلام نے جب عاشورا والی رات کو پورا کیا اور صبح ہوئی تو کہا، اے خدا! تو ہر سختی میں میری پناہ اور ہر مشکل میں میری امید ہے، تو میرے اعتماد کا سہارا ہے ہر اس چیز میں جو مجھ پر آئے اور تو ہی ہر نعمت کا ولی اور ہر نیکی کا مالک ہے۔

ب. دُعاءٌ عَلَّمَهُ ابنَهُ

ب: وہ دعا جو امام علیہ السلام نے اپنے فرزند کو سکھائی

427. الدعوات عن زين العابدين عليه السلام: ضَمَّني والِدي عليه السلام إلى صَدرِهِ يَومَ قُتِلَ وَالدِّماءُ تَغلي،

---

[١] شَمِتَ بِهِ يَشمَتُ: إذا فرح بمصيبة نزلت به (المصباح المنير: ص 322 «شمت»).

[٢] الإرشاد: ج 2 ص 96، بحار الأنوار: ج 45 ص 4؛ تاريخ الطبري: ج 5 ص 423، تاريخ دمشق: ج 14 ص 217 وفيه «غاية» بدل «رغبة» وكلاهما عن أبي خالد الكاهلي، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 561 كلّها من دون إسنادٍ إلى المعصوم.

[٣] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج 1 ص 468، سير أعلام النبلاء: ج 3 ص 301.

وهُوَ يَقولُ: يا بُنَيَّ احفَظ عَنّي دُعاءً عَلَّمَتنيهِ فاطِمَةُ عليها السلام، وعَلَّمَها رَسولُ اللهِ ﷺ، وعَلَّمَهُ جَبرَئيلُ عليه السلام فِي الحاجَةِ وَالمُهِمِّ وَالغَمِّ وَالنّازِلَةِ إذا نَزَلَت وَالأَمرِ العَظيمِ الفادِحِ. قالَ: اُدعُ: بِحَقِّ يس وَالقُرآنِ الحَكيمِ، وبِحَقِّ طه وَالقُرآنِ العَظيمِ، يا مَن يَقدِرُ عَلى حَوائِجِ السّائِلينَ، يا مَن يَعلَمُ ما فِي الضَّميرِ، يا مُنَفِّسُ عَنِ المَكروبينَ، يا مُفَرِّجُ عَنِ المَغمومينَ، يا راحِمَ الشَّيخِ الكَبيرِ، يا رازِقَ الطِّفلِ الصَّغيرِ، يا مَن لا يَحتاجُ إلَى التَّفسيرِ، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ، وَافعَل بي كَذا وكَذا.[1]

۴۲۷) الدعوات میں امام زین العابدین سے ہے: میرے بابا (امام حسین علیہ السلام) جس دن شہید ہوئے اس دن مجھے آغوش میں لے کر فرمایا؛ میرے پیارے بیٹے وہ دعا جو مجھے میری ماں نے بتائی اور اس کو رسول خدا ﷺ نے اور رسول خدا ﷺ کو جبرئیل نے بتائی تھی، وہ تم مجھ سے لے کر یاد کرلو، ہر حاجت، غم و پریشانی ومشکل کاموں میں کام آئیگی پھر اس طرح کہا؛ بحق یس اور قرآن حکیم اور بحق طہ اور قرآن عظیم، اے وہ ذات جو حاجتمند کی حاجتوں کو پورا کرنے پر قادر ہے اور جو چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہے، اے مشکل میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مشکل کو برطرف کرنے والا، اے غمگین لوگوں کے غم کو ختم کرنے والا، اے بوڑھے پر رحمت بھیجنے والا، اے کمسن بچوں کو رزق دینے والا، اے وہ ذات جو پردے کی محتاج نہیں، محمد ﷺ و آل محمدؑ پر درود بھیج اور میرے لئے ہر نیکی کا انتخاب کر۔

ج. دُعاؤُهُ حينَ قُتِلَ ابنُهُ عَلِيٌّ الأَكبَرُ

ج: حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت امام علیہ السلام کی دعا

428. الطبقات الكبرى عن الحسين عليه السلام . حينَ قُتِلَ ابنُهُ عَلِيٌّ الأَكبَرُ : اللّهُمَّ دَعَونا لِيَنصُرونا[2] فَخَذَلونا وقَتَلونا، اللّهُمَّ فَاحبِس عَنهُم قَطرَ السَّماءِ، وَامنَعهُم بَرَكاتِ الأَرضِ، فَإِن مَتَّعتَهُم إلى حينٍ، فَفَرِّقهُم شِيَعاً[3]، وَاجعَلهُم طَرائِقَ قِدَداً[4]، ولا تُرضِ الوُلاةَ عَنهُم أبَداً.[5]

---

[1] الدعوات للراوندي: ص54 ح137، بحار الأنوار: ج95 ص196 ح29.
[2] أي: إنّ أهلَ الكوفَةِ دَعَونا لِيَنصُرونا.....
[3] الشِّيَعُ: الفِرَقُ، أي يجعلهم فِرَقاً مختلفين (النهاية: ج2 ص520 «شيع»).
[4] التَّقَدُّدُ: التَّقطّعُ والتفرُّق (النهاية: ج4 ص22 «قدد»).
[5] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص471.

۴۲۸) طبقات کبریٰ: جب امام حسین علیہ السلام کا فرزند علی اکبرؑ شہید ہوا تو آپ نے کہا؛ اے خدا! کوفہ والوں نے ہمیں بلایا تا کہ ہماری مدد کریں لیکن ہمارا ساتھ نہ دیا اور ہمیں قتل کیا، اے خدا! آسمان کی بارش ان پر روک دے اور ان سے زمین کی برکتوں کو ختم کردے اور اگر مختصر سی ان کو (زندگی) دے تو ان میں اختلاف وتفرقہ ڈال دے اور کبھی بھی حاکموں کو ان سے راضی نہ کر۔

د. دُعاؤُهُ حينَ استُشهِدَ وَلَدُهُ الصَّغيرُ

د: کمسن بچے کی شہادت کے وقت، امام علیہ السلام کی دعا

429. مقاتل الطالبيّين عن مورع بن سويد بن قيس: حَدَّثَنا مَن شَهِدَ الحُسَينَ عليه السلام قالَ: كانَ مَعَهُ ابنُهُ الصَّغيرُ، فَجاءَ سَهمٌ فَوَقَعَ في نَحرِهِ. قالَ: فَجَعَلَ الحُسَينُ عليه السلام يَأخُذُ الدَّمَ مِن نَحرِهِ ولَبَّتِهِ[1] فَيَرمي بِهِ إلَى السَّماءِ، فَما يَرجِعُ مِنهُ شَيءٌ، ويَقولُ: اللّٰهُمَّ لا يَكونُ أهوَنَ عَلَيكَ مِن فَصيلٍ[2].[3]

۴۲۹) مقاتل الطالبین خوارزمی میں موزع بن سوید بن قیس سے نقل کیا ہے: جو شخص امام حسین علیہ السلام کو دیکھ رہا تھا، اس نے مجھے بتایا: کہ امام علیہ السلام کا کمسن فرزند (علی اصغر) اس کے ساتھ تھا کہ ایک تیر آ کر اس بچے کے گلے میں لگا، امام حسین علیہ السلام نے بچے کے گلے سے خون لے کر آسمان کی طرف پھینکا اور اس سے کچھ بھی واپس نہیں ہو رہا ہو، اور کہہ رہے تھے، اے خدا! (یہ بچہ) تیرے نزدیک ناقۂ صالح سے کم نہیں ہے۔

430. مقتل الحسين عليه السلام. في ذِكرِ شَهادَةِ عَلِيٍّ الأَصغَرِ: فَبَينَا الصَّبِيُّ في حِجرِهِ إذ رَماهُ حَرمَلَةُ بنُ الكاهِلِ الأَسَدِيُّ فَذَبَحَهُ في حِجرِهِ. فَتَلَقَّى الحُسَينُ عليه السلام دَمَهُ حَتَّى امتَلَأَت كَفُّهُ، ثُمَّ رَمى بِهِ نَحوَ السَّماءِ وقالَ: اللّٰهُمَّ إن حَبَستَ عَنَّا النَّصرَ، فَاجعَل ذٰلِكَ لِما هُوَ خَيرٌ لَنا.[4]

۴۳۰) مقتل الحسین علیہ السلام خوارزمی میں علی اصغرؑ کی شہادت کے بیان میں آیا ہے، جب بچہ امام علیہ السلام کی گود میں

---

[1] اللَّبَبُ: المَنحَرُ؛ كَاللَّبَّة، وموضعُ القلادة (القاموس المحيط: ج1 ص127 «لبب»).

[2] الفَصيلُ: ولد النّاقة إذا فُصِلَ عن اُمّه (الصحاح: ج5 ص1791 «فصل»). أي فصيل ناقة صالح عليه السلام.

[3] مقاتل الطالبيّين: ص95؛ المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص109 نحوه وفيه «عليّ الأصغر» بدل «ابنه الصغير»، بحار الأنوار: ج45 ص47.

[4] مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص32؛ تسلية المُجالس: ج2 ص314؛ بحار الأنوار: ج45 ص47.

تھا تو اچانک حرملہ بن کاھل اسدی نے تیر مارا جو بچہ کے ایک کان سے دوسرے کان تک چلا گیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ میں خون اٹھایا اور آسمان کی جانب پھینکا اور کہا؛ اے خدا! اگر ہم سے مدد کو روک رہے ہو تو اس کو ہمارے لئے بہترین چیز قرار دے۔

ه. دُعاؤُهُ لَمّا قُتِلَ قاسِمُ بنُ الحَسَنِ

ہ: حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام کی شہادت کے وقت امام علیہ السلام کی دعا

431. مقتل الحسين عليه السلام في ذِكرِ مَصرَعِ القاسِمِ بنِ الحَسَنِ: فَإِذا بِالحُسَينِ عليه السلام قائِمٌ عَلى رَأسِ الغُلامِ... ثُمَّ احتَمَلَهُ... فَجاءَ بِهِ حَتّى ألقاهُ مَعَ القَتلى مِن أهلِ بَيتِهِ، ثُمَّ رَفَعَ طَرفَهُ إلَى السَّماءِ وقالَ: اللّهُمَّ أحصِهِم عَدَدا [1]، ولا تُغادِر مِنهُم أحَدا، ولا تَغفِر لَهُم أبَدا، صَبرا يا بَني عُمومَتي، صَبرا يا أهلَ بَيتي، لا رَأَيتُم هَوانا بَعدَ هذَا اليَومِ أبَدا. [2]

۴۳۱) مقتل الحسین علیہ السلام خوارزمی میں آیا ہے جب حضرت قاسمؑ زمین پر گرے تو امام حسین علیہ السلام جوان کے سر پر پہنچے اور ان کو کندھے پر اٹھایا اور اپنے خاندان کے مقتولین کے نزدیک آکر رکھا، پھر آسمان کی طرف نگاہ کرکے کہا؛ اے خدا! ان کو ایک ایک کرکے شمار کر اور ان کو کبھی بھی معاف نہ کر، میرے چچا کے بیٹو! صبر کرو میرے خاندان والو صبر کرو، آج کے بعد کبھی بھی مشکل نہیں دیکھو گے۔

و. دُعاؤُهُ حينَ رُمِيَ في وَجهِهِ

و: امام کی پیشانی پر تیر لگتے وقت کی دعا

432. تاريخ دمشق عن مسلم بن رباح مولى عليّ بن أبي طالب: كُنتُ مَعَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام يَومَ قُتِلَ، فَرُمِيَ في وَجهِهِ بِنُشّابَةٍ، فَقالَ لي: يا مُسلِمُ أدنِ يَدَيكَ مِنَ الدَّمِ، فَأَدنَيتُهُما فَلَمَّا امتَلَأَتا

---

[1] في تسلية المجالس وبحار الأنوار: «اللهمّ أحصهم عددا، واقتلهم بددا...».

[2] مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص28؛ تسلية المجالس: ج2 ص305؛ بحار الأنوار: ج45 ص36.

قالَ: اُسكُبهُ فی يَدی، فَسَكَبتُهُ فی يَدِهِ، فَنَفَحَ [1] بِهِما اِلَى السَّماءِ وقالَ: اللّٰهُمَّ اطلُب بِدَمِ ابنِ بِنتِ نَبِيِّكَ. فَما وَقَعَ مِنهُ اِلَى الأَرضِ قَطرَةٌ. [2]

۴۳۲) تاریخ دمشق میں مسلم بن رباح علی علیہ السلام کے غلاموں سے نقل ہے: جس دن امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے میں ان کے ساتھ تھا ایک تیر امام علیہ السلام کی صورت پر لگا، مجھ سے فرمایا؛ اے مسلم! اپنے ہاتھ خون لینے کے لئے نیچے سے دو، میں نے ہاتھ نیچے کئے، جب ہاتھ خون سے بھر گئے تو فرمایا؛ یہ خون میرے ہاتھ میں ڈال دو میں نے بھی ڈال دیا،

اس کے بعد وہ خون امام نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف پھینکا اور کہا؛ اے خدا! تو اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کے خون (کا انتقام) لے، اس خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا۔

ز. آخِرُ دُعاءٍ دَعا بِهِ

ز: امام کی آخری دعا

433. مصباح المتهجّد: آخِرُ دُعاءٍ دَعا بِهِ عليه السلام يَومَ كوثِرَ [3] : اللّٰهُمَّ [أنتَ] [4] مُتَعالِي المَكانِ، عَظيمُ الجَبَروتِ، شَديدُ المِحالِ [5] ، غَنِيٌّ عَنِ الخَلائِقِ، عَريضُ الكِبرِياءِ، قادِرٌ عَلى ما تَشاءُ، قَريبُ الرَّحمَةِ، صادِقُ الوَعدِ، سابِغُ النِّعمَةِ، حَسَنُ البَلاءِ، قَريبٌ إذا دُعيتَ، مُحيطٌ بِما خَلَقتَ، قابِلُ التَّوبَةِ لِمَن تابَ اِلَيكَ، قادِرٌ عَلى ما أَرَدتَ، ومُدرِكٌ ما طَلَبتَ، وشَكورٌ إذا شُكِرتَ، وذَكورٌ إذا ذُكِرتَ، أدعوكَ مُحتاجا، وأرغَبُ اِلَيكَ فَقيرا، وأفزَعُ اِلَيكَ خائِفا، وأبكي اِلَيكَ مَكروبا [6] ، وأستَعينُ بِكَ ضَعيفا، وأتَوَكَّلُ عَلَيكَ كافِيا، احكُم بَينَنا وبَينَ قَومِنا، فَإِنَّهُم غَرّونا وخَدَعونا وخَذَلونا وغَدَروا

---

[1] فی الطبعة المعتمدة: «فنفخ»، والتصويب من الترجمة المطبوعة بتحقيق الشيخ محمّدباقر المحمودی. قال ابن الأثير: [يقال]: «نفحت الشیء» إذا رميته (النهاية: ج5 ص90 «نفح»).
[2] تاريخ دمشق: ج14 ص223، كفاية الطالب: ص431.
[3] المكثورُ: المغلوب، وهو الذی تكاثر عليه الناس فقهروه (النهاية: ج4 ص153 «كثر»).
[4] ما بين المعقوفين أثبتناه من الإقبال.
[5] المِحالُ: وهو الكيد، وقيل: المكر، وقيل: القوّة والشِدَّة (النهاية: ج4 ص303 «محل»).
[6] الكُربة: الغمّ الذی يأخذ بالنفس، وكذلك الكرب (الصحاح: ج1 ص211 «كرب»).

بِنا وقَتَلونا، ونَحنُ عِترَةُ نَبِيِّكَ ووُلدُ حَبيبِكَ مُحَمَّدِ بنِ عَبدِ اللهِ، الَّذِي اصطَفَيتَهُ بِالرِّسالَةِ، وَائتَمَنتَهُ عَلى وَحيِكَ، فَاجعَل لَنا مِن أمرِنا فَرَجا ومَخرَجا، بِرَحمَتِكَ يا أرحَمَ الرّاحِمينَ.[1]

۴۳۳) مصباح المتہجد: جب لشکر نے ہر طرف سے امام علیہ السلام کو گھیر لیا اور مغلوب کر دیا تو امام علیہ السلام کی آخری دعا (یہ تھی) مکان سے بلند وبالا خدا! اے زندگی کا ہر مقصد، اے وہ جو مخلوق سے بے نیاز ہے، تیری بزرگی وسیع، پر چیز پر قادر ہو، تیری رحمت نزدیک، تیرا وعدہ سچ، نعمت کو برسانے والا، بہترین امتحان لینے والا ایسا نزدیک ہے کہ جس کر پکارا جائے، ہر قسم کی خلقت پر قادر، جو بھی تیری طرف آئے اس کی توبہ کو قبول کرنے والا، جس چیز کا ارادہ کر و اس پر قدرت رکھتا ہے، ہر چیز کو حاصل کر سکتا ہے، شکر گذار ہے جو تیرا شکر کرے اور یاد کرتا ہے اس کو جو تجھے یاد کرے، حاجت کی وجہ سے تجھے پکار رہا ہوں اور ناداری کی وجہ سے تیرے پاس آ کر گریہ کرتا ہوں اور کمزوری کی وجہ سے تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں، اور کفایت کرنے کے لئے تجھ پر توکل کرتا ہوں ہمارے اور قوم کے درمیان فیصلہ کر کہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا اور ہماری مدد نہ کی اور ہم سے خیانت کی اور ہمیں قتل کیا درحالانکہ ہم تیرے نبی کا خاندان اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ کے فرزند ہیں جس کو تو نے اپنی رسالت کے لئے چنا اور اپنی وحی پر اس کو امین بنایا، بس ہمارے لئے مشکل کو دور کر اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑے مہربان۔

10/29

مَن دَعا لَهُ

جن لوگوں کے لئے امام علیہ السلام نے دعا کی

أ. أُمُّ وَهبٍ

الف: ام وهب

434. تاريخ الطبري. في ذِكرِ أُمِّ وَهبٍ زَوجَةِ عَبدِ اللهِ بنِ: فَناداها حُسَينٌ عليه السلام فَقالَ: جُزيتُم

---

[1] مصباح المتهجّد: ص827 ح887، المزار الكبير: ص399، الإقبال: ج3 ص304، بحار الأنوار: ج101 ص348 ح1.

مِن أهلِ بَيتٍ خَيرا، ارجِعي رَحِمَكِ اللهُ إلَى النِّساءِ فَاجلِسي مَعَهُنَّ، فَإِنَّهُ لَيسَ عَلَى النِّساءِ قِتالٌ.[1]

۴۳۴) تاریخ طبری میں عبداللہ بن عمیر کی ھمسر کے بیان میں آیا ہے کہ: بس امام حسین علیہ السلام نے اس کو آواز دی اور فرمایا؛ اہل بیت کی طرف سے تجھ کو نیک جزا ملے خدا تجھے معاف کرے، عورتوں کے پاس واپس لوٹ او ران کے ساتھ جا کر بیٹھ کیونکہ عورت پر جنگ واجب نہیں ہے۔

ب. جَونٌ

ب: جون (سیاہ غلام)

435. تسلية المجالس: ثُمَّ تَقَدَّمَ جَونٌ... ثُمَّ بَرَزَ لِلقِتالِ وهُوَ يُنشِدُ ويَقولُ:

كَيفَ يَرَى الكُفّارُ ضَربَ الأَسوَدِ بِالسَّيفِ ضَربا عَن بَني مُحَمَّدِ

أَذُبُّ عَنهُم بِاللِّسانِ وَاليَدِ أرجو بِهِ الجَنَّةَ يَومَ المَورِدِ

ثُمَّ قاتَلَ حَتّى قُتِلَ، فَوَقَفَ عَلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام وقالَ: اللّٰهُمَّ بَيِّض وَجهَهُ، وطَيِّب ريحَهُ، وَاحشُرهُ مَعَ الأَبرارِ، وعَرِّف بَينَهُ وبَينَ مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ.[2]

۴۳۵) تسلیۃ المجالس: پھر جون جنگ کے لئے گیا اور آمنے سامنے جنگ کی اور اس طرح رجز پڑھ رہا تھا،

کافر لوگ (اس غلام) کے حملے کو کیسے دیکھ رہے ہیں ایسا حملہ جو تلوار سے اولاد رسولؐ کی حمایت کے لئے ہے۔؟ زبان اور ہاتھوں سے ان کا دفاع کروں گا اور اس سے محشر کے دن جنت میں جانے کی امید لے کر جاؤں گا،

پھر جنگ کی اور شہید ہوگیا، امام حسین علیہ السلام اس کے سرہانے آ کر کھڑے ہوئے اور کہا: اے خدا! اس کا چہرہ نورانی کر اور اس کو خوشبودار بنادے اور نیک لوگوں کے ساتھ محشور کردے اور (قیامت میں) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمدؐ کے ساتھ آشنا کردے۔

---

[1] تاريخ الطبري: ج 5 ص 430، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 564؛ الملهوف: ص 161، مثير الأحزان: ص 62 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص17.

[2] تسلية المجالس: ج2 ص292، بحار الأنوار: ج45 ص22.

ج. سَيفُ بنُ الحارِثِ ومالِكُ بنُ عَبدِ بنِ سُرَيعٍ

ج: سیف بن حارث اور مالک بن عبد بن سریع

436. تاريخ الطبري: وجاءَ الفَتَيانِ الجابِرِيّانِ: سَيفُ بنُ الحارِثِ بنِ سُرَيعٍ، ومالِكُ بنُ عَبدِ بنِ سُرَيعٍ... فَأَتَيا حُسَيناً عليه السلام فَدَنَوا مِنهُ وهُما يَبكِيانِ،

فَقالَ: أي ابنَي أخي، ما يُبكيكُما؟ فَوَاللهِ إنّي لَأَرجو أن تَكونا عَن ساعَةٍ قَريرَي عَينٍ!

قالا: جَعَلَنَا اللهُ فِداكَ، لا وَاللهِ ما عَلى أنفُسِنا نَبكي، ولكِنّا نَبكي عَلَيكَ؛ نَراكَ قَد اُحيطَ بِكَ ولا نَقدِرُ عَلى أن نَمنَعَكَ!

فَقالَ: جَزاكُمَا اللهُ يَا ابنَي أخي بِوَجدِكُما[1] مِن ذلِكَ، ومُواساتِكُما إيّايَ بِأَنفُسِكُما أحسَنَ جَزاءِ المُتَّقينَ.[2]

۴۳۶) تاریخ طبری: دو جوان بنام سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع آئے، پھر امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر نزدیک ہوئے حالانکہ رو رہے تھے،

امام نے ان دو سے فرمایا؛ اے میرے بھائی کے بیٹو! کیوں رو رہے ہو؟

خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ تم دونوں کی آنکھیں روشن ہو جائیں،

انہوں نے کہا: خدا ہمیں آپ پر قربان کرے،

خدا کی قسم ہم اپنی جان کی فکر کر کے نہیں رو رہے ہیں، بلکہ آپ پر رو رہے ہیں کہ ہر طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا ہے اور ہم آپ سے ان کو دور نہیں کر سکتے،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ اے میرے بھائی کے بیٹو! خدا اس کے بدلے اور مجھ پر قربان ہونے کے بدلے میں نیک جزا دے، پرہیزگاروں جیسی بہترین جزا۔

---

[1] في المصدر: «بوحد كما»، والتصويب من مقتل الحسين وبحار الأنوار. قال ابن منظور: وجَدَ الرجلُ في الحزن وَجداً ووَجِد: حَزِنَ (لسان العرب: ج3 ص446 «وجد»).

[2] تاريخ الطبري: ج5 ص442، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص23؛ تسلية المجالس: ج2 ص299 وفيهما هذا الدعاء في حقّ الغفاريّين، بحار الأنوار: ج45 ص29 وراجع: الكامل في التاريخ: ج2 ص568.

د. يَزيدُ بنُ زِيادٍ

یزید بن زیاد کے لئے امام علیہ السلام کی دعا

437. تاريخ الطبري عن فضيل بن خديج الكندي: إنَّ يَزيدَ بنَ زِيادٍ ـ وهُوَ أبُو الشَّعثاءِ الكِنديُّ مِن بَني بَهدَلَةَ ـ جَثا عَلى رُكبَتَيهِ بَينَ يَدَيِ الحُسَينِ عليه السلام فَرَمى بِمِئَةِ سَهمٍ، ما سَقَطَ مِنها خَمسَةُ أسهُمٍ! وكانَ رامِيًا، فَكُلَّما رَمى قالَ: أنَا ابنُ بَهدَلَة، فُرسانِ العَرجَلَةِ[1]. ويَقولُ حُسَينٌ عليه السلام: اللّٰهُمَّ سَدِّد رَميَتَهُ، وَاجعَل ثَوابَهُ الجَنَّةَ.[2]

۴۳۷) تاریخ طبری میں فضل بن خدیج کندی سے نقل ہے: ابو شعثاء یزید بن زیاد کندی، تھذلہ قبیلے سے ہے، امام حسین علیہ السلام کے سامنے زانو بھر آ کر بیٹھا اور ایک سو تیر مارے جن میں سے پانچ تیر بھی بغیر نشانے کے نہیں لگے، اور تیر لگانے کا ماہر تھا اور جب بھی تیر مارتا تھا تو کہتا تھا؛ میں تھذلہ کا بیٹا ہوں، سواروں کا سوار، امام حسین علیہ السلام بھی کہتے تھے؛ اے خدا! اس کے سایہ کو محفوظ رکھ اور اسکی جزا جنت قرار دے۔

الفصل الحادي عَشَرَ: الصّلاة على النّبيّ

گیارہویں فصل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا

11/1

الحَثُّ عَلَى الصَّلاةِ عَلَى النَّبِيِّ كُلَّما ذُكِرَ

جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آئے تو درود پڑھنے کی تاکید

438. معاني الأخبار عن عبد الله بن عليّ بن الحسين عن قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: البَخيلُ حَقًّا

---

[1] العَرْجَلَةُ: القطيع من الخيل (الصحاح: ج5 ص1763 «عرجل»).

[2] تاريخ الطبري: ج5 ص445، الكامل في التاريخ: ج2 ص569 وفيه «يزيد بن أبي زياد»، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص25، تسلية المجالس: ج2 ص300 وفيه «بثمانية» بدل «بمئة» وكلاهما نحوه.

مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَلَم يُصَلِّ عَلَيَّ.[۱]

۴۳۸) معانی الاخبار میں عبد اللہ بن علی بن الحسین نے نقل کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بڑا بخیل وہ ہے، جس کے سامنے میرا نام لیا جائے لیکن وہ صلوٰت نہ پڑھے۔

439.المعجم الكبير بإسناده عن حسين بن عليّ عليه السلام قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَخَطِئَ[۲] الصَّلاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَريقَ الجَنَّةِ.[۳]

۴۳۹) المعجم الکبیر میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی میرا نام سن لے لیکن مجھ پر صلوٰت نہ بھیجے تو اس کو جنت کی طرف راستہ نہیں دیا جائے گا۔

11/2

أدَبُ الصَّلاةِ عَلَى النَّبِيِّ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰت بھیجنے کا ادب

440.الأمالي بإسناده عن الحسين بن عليّ سيّد الشهداء عليه السلام قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَن صَلّى عَلَيَّ ولَم يُصَلِّ عَلى آلي لَم يَجِد ريحَ الجَنَّةِ، وإنَّ ريحَها لَيوجَدُ مِن مَسيرَةِ خَمسِمِئَةِ عامٍ.[۴]

۴۴۰) امالی صدوق میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو بھی شخص مجھ پر صلوٰت پڑھے لیکن میری آل (خاندان) پر صلوٰت نہ پڑھے تو وہ جنت کی خوشبو جو پانچ سو سال کے فاصلے سے محسوس

---

[۱] معاني الأخبار: ص 246 ح 9، الإرشاد: ج 2 ص 169 عن عبد الله بن عليّ بن الحسين من دون الإسناد إلى أبيه عن جدّه نحوه، بحار الأنوار: ج94 ص 54 ح 26؛ سنن الترمذي: ج5 ص 551 ح 3546، المستدرك على الصحيحين: ج1 ص 734 ح 2015، المعجم الكبير: ج3 ص 128 ح 2885 كلّها نحوه.

[۲] يقالُ خَطِئَ بمعنى أخطأ. وقيل: خَطِئَ إذا تعمّد، وأخطأ إذا لم يتعمّد (النهاية: ج 2 ص 44 «خطأ»).

[۳] المعجم الكبير: ج3 ص 128 ح 2887، الذرّيّة الطاهرة: ص 126 ح 147 كلاهما عن فطر بن خليفة عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام، كنز العمّال: ج1 ص 491 ح 2158.

[۴] الأمالي للصدوق: ص 267 ح 291 عن أبان بن تغلب عن الإمام الباقر عن أبيه عليهما السلام، بحار الأنوار: ج8 ص 186 ح 150، وفي الأمالي للطوسي: ص 424 ح 948 عن الإمام الحسن عليه السلام عن رسول الله صلى الله عليه و آله وراجع: روضة الواعظين: ص 354.

ہوگی، سونگھ نہیں سکے گا۔

الفصل الثّانی عَشَرَ: بیت الله

بارہویں فصل: خدا کا گھر

12/1

ضَیفُ اللهِ

خدا کا مہمان

441.بغية الطلب عن زياد الحارثي: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام يَقولُ: مَن أتى مَسجِدا لا يَأتيهِ إلاّ للهِ تَعالى، فَذاكَ ضَيفُ اللهِ تَعالى حَتّى يَخرُجَ مِنهُ.[1]

(۴۴۱)بغیۃ الطالب میں زیاد حارثی سے نقل ہے: میں نے سنا کہ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: جو بھی شخص فقط خدا کی خاطر کسی مسجد میں آئے وہ خدا کا مہمان ہے، یہاں تک کہ مسجد سے خارج ہو جائے۔

12/2

دُعاءُ دُخولِ المَسجِدِ وَالخُروجِ مِنهُ

مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعا

442.الأمالي عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها الحسين عليه السلام أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله كانَ إذا دَخَلَ المَسجِدَ قالَ: «اللهُمَّ افتَح لي أبوابَ رَحمَتِكَ»، فَإِذا خَرَجَ قالَ: «اللهُمَّ افتَح لي أبوابَ

---

[1] بغية الطلب في تاريخ حلب: ج 6 ص 2585، الأنساب للسمعاني: ج 3 ص 195 عن زياد بن سابور وليس فيه «حتّى يخرج منه».

رِزقِكَ».[1]

۴۴۲) امالی طوسی میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں آتے تھے تو کہتے تھے، اے خدا! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو کہتے تھے، اے خدا! میرے لئے تو اپنے رزق کے دروازے کھول دے۔

443. دلائل الإمامة عن فاطمة الصغرى عن أبيها الحسين علیه السلام: إنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله کانَ إذا دَخَلَ المَسجِدَ يَقولُ: «بِسمِ اللهِ، اللهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَاغفِر ذُنوبي، وَافتَح لي أبوابَ رَحمَتِكَ»، وإذا خَرَجَ يَقولُ: «بِسمِ اللهِ، اللهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَاغفِر ذُنوبي وَافتَح لي أبوابَ فَضلِكَ».[2]

۴۴۳) دلائل الامامۃ میں فاطمہ صغری نے اپنے بابا امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں آتے تھے تو کہتے تھے، خدا کے نام سے، اے خدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰت و درود بھیج اور میری کوتاہیوں کو دور فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب باہر نکلتے تو کہتے تھے، خدا کے نام سے، اے خدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور میری کوتاہیوں سے درگذر فرما اور فضیلت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

12/3

بَرَكاتُ الإِدمانِ إلَى المَسجِدِ

مسلسل مسجد میں جانے کی برکتیں

444. المحاسن عن عمير بن المأمون: أَتَيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیهما السلام فَقُلتُ لَهُ: حَدِّثني عَن جَدِّكَ رَسولِ اللهِ صلی الله علیه وآله قالَ: نَعَم، قالَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله: مَن أدمَنَ إلَى المَسجِدِ أصابَ الخِصالَ الثَّمانِيَةَ: آيَةٌ مُحكَمَةٌ، أو فَريضَةٌ مُستَعمَلَةٌ، أو سُنَّةٌ قائِمَةٌ، أو عِلمٌ مُستَطرَفٌ[3]، أو أخٌ مُستَفادٌ، أو كَلِمَةٌ تَدُلُّهُ

---

[1] الأمالي للطوسي: ص 596 ح 1237، بحار الأنوار: ج 84 ص 26 ح 20؛ مسند أبي يعلى: ج1 ص 257 ح 482، تاريخ الطبري (المنتخب من ذيل المذيّل): ج11 ص 667، تاريخ دمشق: ج27 ص 366 ح 5836 وفيه «فضلك» بدل «رزقك».

[2] دلائل الإمامة: ص 75 ح 14، بحار الأنوار: ج 84 ص 23 ح 14 وراجع: سنن ابن ماجة: ج1 ص 253 ح 771 ومسند ابن حنبل: ج10 ص 159 ح 26479.

[3] استطرفت الشيء: استحدثته (الصحاح: ج4 ص 1394 «طرف»).

عَلىٰ هُدىً، أو تَرُدُّهُ عَن رَدىً[1]، وتَركُهُ الذَّنبَ خَشيَةً أو حَياءً.[2]

۴۴۴) المحاسن میں عمیر بن ماموں سے نقل ہے: میں نے امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر ان سے کہا: اپنے نانا کی کوئی حدیث بتائیں، تو فرمایا؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی ہمیشہ مسجد میں جائے گا (کم سے کم) اس کو آٹھ چیزوں میں سے (ایک) نصیب ہوگی، محکم آیت، یا ایسا فریضہ جس پر عمل کیا ہو، یا ایسی سنت جو قائم کی گئی ہو، جدید علم، یا ایسا دوست جو فائدہ مند ہو، یا ہدایت والی بات جو اس کو ہدایت کرے یا گناہ سے دور کرے، گناہ کو ترک کرنا خوف کی وجہ سے، گناہ کو ترک کرنا حیاء کی وجہ سے۔

12/4

فَضلُ الصَّلاةِ فی مَسجِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھنے کی فضیلت

445. رجال الكشّي عن سعيد بن المسيّب عن عليّ بن الحسين يا سَعيدُ، أخبَرَني أبِي الحُسَينُ عَن أبيهِ عليهما السلام عَن رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَن جِبريلَ عَنِ اللهِ جَلَّ جَلالُهُ أنَّهُ قالَ: ما مِن عَبدٍ مِن عِبادي آمَنَ بي وصَدَّقَ بِكَ، وصَلّى في مَسجِدِكَ رَكعَتَينِ عَلىٰ خَلاءٍ مِنَ النّاسِ، إلّا غَفَرتُ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِن ذَنبِهِ وما تَأَخَّرَ.[3]

۴۴۵) رجال کشی میں سعید بن مسیب سے نقل ہے: امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سعید! میرے بابا امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا (امام علی علیہ السلام) سے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبرئیل سے جبرئیل نے خدا سے بات میرے لئے نقل کی کہ: کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور تیری تصدیق کرے اور لوگوں کی نگاہ سے دور تیری مسجد میں نماز پڑھے، مگر یہ کہ میں اس کے گذشتہ اور آئندہ والے گناہ معاف کردوں گا۔

---

[1] الرَّدى: الهلاك (النهاية: ج2 ص216 «ردا»).

[2] المحاسن: ج1 ص120 ح125، بحار الأنوار: ج84 ص3 ح73؛ تاريخ دمشق: ج14 ص92 ح3392 نحوه.

[3] رجال الكشّي: ج1 ص334 ح188، المناقب لابن شهرآشوب: ج4 ص134، الثاقب في المناقب: ص356 ح295، بحار الأنوار: ج46 ص150 ح8.

12/5

ذِكرى أبي جَعفَرٍ عَن جَدِّهِ الحُسَينِ فِي المَسجِدِ الحَرامِ

مسجد الحرام میں امام باقر علیہ السلام کا اپنے دادا حسین علیہ السلام کو یاد کرنا

446. الكافي عن زرارة: قُلتُ لِأَبي جَعفَرٍ عليه السلام: قَد أدرَكتَ الحُسَينَ عليه السلام؟ قالَ: نَعَم، أذكُرُ وأنَا مَعَهُ فِي المَسجِدِ الحَرامِ وقَد دَخَلَ فيهِ السَّيلُ، وَالنّاسُ يَقومونَ عَلَى المَقامِ، يَخرُجُ الخارِجُ يَقولُ: قَد ذَهَبَ بِهِ السَّيلُ، ويَخرُجُ مِنهُ الخارِجُ فَيَقولُ: هُوَ مَكانَهُ. قالَ: فَقالَ لي: يا فُلانُ، ما صَنَعَ هؤُلاءِ؟ فَقُلتُ: أصلَحَكَ اللهُ، يَخافونَ أن يَكونَ السَّيلُ قَد ذَهَبَ بِالمَقامِ. فَقالَ: نادِ، إنَّ اللهَ تَعالى قَد جَعَلَهُ عَلَماً لَم يَكُن لِيَذهَبَ بِهِ، فَاستَقِرّوا.[1]

۴۴۶) الکافی میں زرارہ سے نقل ہے، میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا؛ کیا آپ نے امام حسین علیہ السلام کا زمانہ دیکھا ہے؟ فرمایا؛ ہاں، مجھے یاد ہے کہ (ایک دن) امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مسجد الحرام میں تھا کہ سیلاب آ گیا تھا اور لوگ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے تھے، ایک شخص تھا جو باہر آ کر کہہ رہا تھا، سیلاب، مقام ابراہیم کو لے گیا، دوسرا باہر آ کر کہہ رہا تھا، نہیں وہ تو اسی جگہ ہے،

بس امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا؛ اے فلاں! یہ کیا کر رہے ہیں؟

میں نے کہا؛ خدا تیرے کاموں کی اصلاح کرے، یہ لوگ ڈر رہے ہیں اس سے سیلاب کہ مقام (ابراہیم) کو لے کر گیا،

امام علیہ السلام نے فرمایا؛ آواز دو، خدا نے مقام ابراہیمؑ کو اپنی جگہ قرار دیا ہے اور اسے (سیلاب) نہیں لے جائیگا۔ تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔

---

[1] الكافي: ج 4 ص 223 ح 2، كتاب من لا يحضره الفقيه: ج 2 ص 244 ح 2308 وفيه «ويدخل الداخل» بدل «ويخرج منه الخارج»، بحار الأنوار: ج31 ص33.

12/6

إستِلامُ الحَجَرِ الأَسوَدِ

حجر اسود کو بوسہ دینا

447.الذرّيّة الطاهرة عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها عل قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: لَمّا أخَذَ اللهُ ميثاقَ العِبادِ جُعِلَ فِي الحَجَرِ، فَمِنَ الوَفاءِ بِالبَيعَةِ استِلامُ الحَجَرِ.[1]

۴۴۷) الذریۃ الطاھرہ میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے اپنے بندوں سے ہمارا پیمان لیا، تو اس کو حجر (اسود) میں رکھا، بس استلام حجر کرنا، اس وعدے (پیمان) کی وفا ہے۔

الفصل الثّالِثَ عَشَرَ: طلب الحلال

تیرھویں فصل: کسب حلال

13/1

الحَثُّ عَلى طَلَبِ الحَلالِ

کسب حلال کے بارے میں تاکید

448.الفردوس عن الحسين بن علي عليه السلام عن رسول ال العِبادَةُ سَبعونَ بابا، أفضَلُها طَلَبُ

---

[1] الذرّيّة الطاهرة: ص114 ح160.

الرّزقِ الحَلالِ.[1]

۴۴۸) الفردوس میں امام حسین علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: عبادت کے ستر دروازے ہیں ان میں سے سب سے افضل حلال رزق تلاش کرنا ہے۔

13/2

الحَثُّ عَلَى التِّجارَةِ

تجارت کے بارے میں تاکید

449. الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن تِسعَةُ أعشارِ الرِّزقِ فِي التِّجارَةِ، وَالجُزءُ الباقي فِي السّابِياءِ. يَعنِي الغَنَمَ.[2]

۴۴۹) الخصال میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے: دس حصوں میں سے نو حصے رزق تجارت میں ہیں اور وہ باقی گلہ داری میں ہے۔

13/3

بَرَكَةُ التِّجارَةِ

تجارت کی برکت

450. الخصال بإسناده عن الحسين عن أبيه عليّ عليهما السل قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إذَا التّاجِرانِ صَدَقا وبَرّا بورِكَ لَهُما، وإذا كَذَبا وخانا لَم يُبارَكْ لَهُما، وهُما بِالخِيارِ ما لَم يَفتَرِقا، فَإِن

[1] الفردوس: ج3ص79ح4221؛ معاني الأخبار: ص366ح1عن إسماعيل بن مسلم عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام عنه صلى الله عليه وآله. وفي كشف الخفاء: ج2ص53ح1699 نقلاً عن الديلمي عن الإمام الحسن عليه السلام عنه صلى الله عليه وآله وراجع: الكافي: ج5ص78ح6.

[2] الخصال: ص446ح45عن زيد بن عليّ عن الإمام زين العابدين عليه السلام؛ بحار الأنوار: ج64ص118ح1.

اختلَفا فَالقَولُ قَولُ رَبِّ السِّلعَةِ أو يَتَتارَكا.[1]

۴۵۰) الخصال میں امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب دو تاجر سچ کہتے ہیں اور نیک کام انجام دیتے ہیں بس (ان کا مل وملکیت) ان کے لئے برکت پیدا کرتا ہے اور جب جھوٹ بولتے ہیں تو خیانت کرتے ہیں اور ان کے لئے برکت نہیں آتی ہے اور یہ دو جب تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں، اس معاملے کو ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اور اگر آپس میں اختلاف کریں تو حق صاحب مال کے لئے ہے، (اس کی قسم سے دعوا تمام ہے) یا اختلاف کو ختم کریں۔

13/4

المُماكَسَةُ فِي البَيعِ

خرید کے وقت قیمت کم کروانا

451.تاريخ بغداد عن أبي هشام القنّاد البصري: كُنتُ أحمِلُ المَتاعَ مِنَ البَصرَةِ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام، فَكانَ رُبَّما يُماكِسُني[2] فيهِ، فَلَعَلّي لا أقومُ مِن عِندِهِ حَتّى يَهَبَ عامَّتَهُ. فَقُلتُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، أجيئُكَ بِالمَتاعِ مِنَ البَصرَةِ تُماكِسُني فيهِ، فَلَعَلّي لا أقومُ حَتّى تَهَبَ عامَّتَهُ؟! فَقالَ: إنَّ أبي حَدَّثَني يَرفَعُ الحَديثَ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله، أنَّهُ قالَ: المَغبونُ[3] لا مَحمودٌ ولا مَأجورٌ.[4]

۴۵۱) تاریخ بغداد میں ابو ہشام قناد بصری سے نقل ہے: میں بصرہ سے امام حسین علیہ السلام کے لئے مال لے کر آیا تھا اور کبھی کبھی اس کے خرید کرنے میں میرے ساتھ قیمت کم کروار ہا تھا، لیکن کبھی تو میرے اٹھنے سے پہلے جو کچھ خریدا تھا

---

[1] الخصال: ص45 ح43 عن زيد بن عليّ عن الإمام زين العابدين عليه السلام، بحار الأنوار: ج103 ص95 ح14.

[2] المُماكَسَة في البيع: إنتقاص الثمن واستحطاطه (النهاية: ج4 ص349 «مكس»).

[3] غَبَنتُهُ في البيع: أي خدعته، وقد غُبِنَ فهو مغبون (الصحاح: ج6 ص2172 «غبن»).

[4] تاريخ بغداد: ج4 ص180 الرقم 1863، تاريخ دمشق: ج14 ص112 ح3403، مسند أبي يعلى: ج6 ص181 ح6750 وفيه ذيله؛ عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص48 ح184 عن داوود بن سليمان الفرّاء عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام عنه صلى الله عليه وآله وفيه ذيله، بحار الأنوار: ج103 ص94 ح12.

وہ (دوسروں کو) دے دیتے تھے،

میں نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند، بصرہ سے آپ کے لئے مال لے کر آتا ہوں اور آپ قیمت کرواتے ہیں اور اٹھنے سے پہلے وہ سب کچھ (دوسروں کو) دے دیتے ہو؟

فرمایا: میرے بابا نے مجھے بتایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت دیتے ہوئے کہ: جو شخص دھوکا کھائے نہ قابل تعریف ہے نہ ہی اجر رکھتا ہے۔

13/5

خَيرُ المالِ

بہترین مال

452. معاني الأخبار عن ثابت بن دينار عن عليّ بن الحسين: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: خَيرُ المالِ سِكَّةٌ[1] مَأبورَةٌ، ومُهرَةٌ[2] مَأمورَةٌ.[3]

۴۵۲) معانی الاخبار میں ثابت بن دینار نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین مال کھجور کا باغ ہے اور بہترین گھوڑے وہ ہیں جو زیادہ بچہ دیں۔

---

[1] سِكَّة مأبورة: السِّكَّةُ الطريقة المصطفّةُ من النخل، والمأبورة: الملقَّحةُ (النهاية: ج2 ص384 «سكك»).

[2] المُهرُ: وَلَدُ الفَرَسِ، والأُنثى: مُهرَة (الصحاح: ج2 ص821 «مهر»).

[3] معاني الأخبار: ص 292 ح 1، بحار الأنوار: ج 64 ص 162 ح 7 وراجع: المعجم الكبير: ج 7 ص 91 ح 6471 والطبقات الكبرى: ج 7 ص 79.

الفصل الرّابعَ عَشَرَ: الإنفاق

چودھویں فصل: انفاق

14/1

الحَثُّ عَلَى الإنفاقِ

انفاق کی طرف رغبت

453.مستدرك الوسائل: عَنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أنَّ سائِلاً كانَ يَسأَلُ يوما فَقالَ عليه السلام: أتَدرونَ ما يَقولُ؟ قالوا: لا، يَابنَ رَسولِ اللهِ! قالَ عليه السلام: يَقولُ: أنَا رَسولُكُم، إن أعطَيتُمونی شَيئا أخَذتُهُ وحَمَلتُهُ إلى هُناكَ، وإلاّ أرِدُ إلَيهِ وكَفّي صِفرٌ[1].[2]

۴۵۳) مستدرک الوسائل: ایک دن ایک غریب نے مدد مانگی، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟

لوگوں نے کہا؛ نہیں، اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندؑ

امام نے فرمایا: یہ کہہ رہا ہے میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں، اگر مجھے کوئی چیز دو گے تو میں وہ لے لوں گا اور (تمہارے لئے) وہاں (قیامت) لے جاؤں گا، وگرنہ خالی ہاتھ وہاں آؤں گا۔

---

[1] صِفْر: أي خالٍ (النهاية: ج3 ص36 «صفر»).
[2] مستدرك الوسائل: ج7 ص203 ح8035 نقلاً عن تفسير أبي الفتوح الرازي.

14/2

كُل مالَكَ قَبلَ أن يَأكُلَكَ

تم اپنے مال کو کھاؤ اس سے قبل کہ تم کو کھا جائے

454.نزهة الناظر عن الإمام الحسين عليه السلام: مالُكَ إن لَم يَكُن لَكَ كُنتَ لَهُ، فَلا تُبقِ عَلَيهِ فَإِنَّهُ لا يَبقى عَلَيكَ، وكُلهُ قَبلَ أن يَأكُلَكَ.[1]

۴۵۴) نزھۃ الناظر میں امام حسین علیہ السلام سے ہے، اگر مال تیرے لئے نہیں ہے تو پھر تو مال کے لئے ہے، بس اس کو بچا کر نہ رکھو کیوں کہ باقی نہیں رہے گا اور اسے کھالو اس سے پہلے کہ تم کو کھالے۔

14/3

عاقِبَةُ البُخلِ فی طاعَةِ اللهِ

خدا کی اطاعت میں بخل

455.الذريّة الطاهرة بإسناده عن الحسين عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: ما مِن عَبدٍ ولا أمَةٍ يَقتُرُ[2] بِنَفَقَةٍ يُنفِقُها فيما يُرضِي اللهَ، إلاّ أنفَقَ أضعافَها في سَخَطِ اللهِ.[3]

۴۵۵) الذریۃ الطاہرہ میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ؛ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی ایسا مرد یا عورت نہیں ہے جو خدا کی رضایت والے کاموں میں خرچ کرنے سے بخل کرے، مگر یہ کہ وہ اس سے کئی گنا زیادہ خدا

---

[1] نزهة الناظر: ص 84 ح 17، الدرّة الباهرة: ص 29، أعلام الدين: ص 298 نحوه، بحار الأنوار: ج 78 ص 127 ح 9 وراجع: أعلام الدين: ص 298.

[2] قَتَرَ على عِيالِهِ: ضَيَّقَ عليهم في النَّفَقَةِ، وكذلك التقتير والإقتار (الصحاح: ج 2 ص 786 «قتر»).

[3] الذريّة الطاهرة: ص 110 ح 150 عن أبي حمزة الثمالي عن الإمام الصادق عن أبيه عليهما السلام وراجع: تحف العقول: ص 293 والمعجم الكبير: ج 22 ص 129 ح 336.

کے ناراض ہونے والے کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

14/4

أولَى النّاسِ بِالإنفاقِ

456.الاختصاص عن حسن بن عليّ الجلال عن جدّه عن الحسين سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ يَقولُ: اِبدَأ بِمَن تَعولُ: اُمَّكَ وأباكَ واُختَكَ وأخاكَ. ثُمَّ أدناكَ فَأَدناكَ.[۱]

انفاق کے لئے لوگوں میں سے سزاوار شخص

۴۵۶) الاختصاص میں حسن بن علی جلال نے اپنے جد سے نقل کیا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے: (انفاق کی شروعات) اپنے خاندان سے آغاز کریں، تیرے ماں باپ بہن بھائی اس کے بعد جو زیادہ نزدیک ہے (خاندان کے حوالے سے)۔

جلد اول تمام شد

(باب الخامس سے جلد دوم میں)

---

[۱] الاختصاص: ص219. بحار الأنوار: ج96 ص147 ح24.

فہرست کتاب (عربی)

[1] ولمزيد من التوضيح راجع: موسوعة ميزان الحكمة: ج2 عنوان «الأذان».

....